

Web Edition

زندگی بدل دینے والے مضامین کا مجموعہ



(Part:01)

ترقی کی راہیں

ابورجب محمد آصف عطاری مدنی

چیف ایڈیٹر ”ماہنامہ فیضانِ مدینہ“

For Download Visit:
www.dawateislami.net

پیش کش: مجلسِ ماہنامہ فیضانِ مدینہ (دعوتِ اسلامی)

فہرست

صفحہ نمبر	عنوان	نمبر شمار
01	پہلے اسے پڑھئے	(1)
07	منزل کی تلاش	(2)
09	قوتِ فیصلہ بہتر کرنے کے 31 طریقے	(3)
12	کیرئیر بہتر بنانے کے 30 طریقے	(4)
19	دوسروں کی قدر کرنا سیکھئے	(5)
21	تبدیلی کا سفر	(6)
23	ابھی جواں تم ہو	(7)
25	پریشانیوں کا سامنا کرنے کا ایک طریقہ	(8)
26	اندازِ زندگی	(9)
28	نقشِ قدم	(10)
29	پنسل کی پانچ باتیں	(11)
31	پڑوسی کا مرغا	(12)
33	ترقی! مگر کیسے؟	(13)
34	سمجھداری یا چالاکی!	(14)
36	ایک کام کئی طریقوں سے ہو سکتا ہے!	(15)
39	شکون کی تلاش	(16)
41	مقصد کی لگن	(17)
43	جُوا	(18)
46	مشکل حالات کا مقابلہ کیسے کریں؟	(19)
49	امپریشن	(20)
51	بھیک اور بھکاری	(21)

54	سستی و کامیابی	(22)
57	کامیابی کے نسخے	(23)
60	نیکی اور گناہ کا خیال	(24)
62	مزرہ نہ آئے تو؟	(25)
64	انفواہیں	(26)
66	ہارن کاشور	(27)
68	بن مانگے مشورے	(28)
72	وقت کیسے ضائع ہوتا ہے؟	(29)
75	برداشت	(30)
76	ناکامی	(31)
78	کاش میں موبائل ہوتا!	(32)
80	خوبیاں یا خامیاں؟	(33)
83	نفرت کیوں؟	(34)
85	رشتے یوں دیکھے جاتے ہیں!	(35)
88	اب کیا ہوگا؟	(36)
91	جھگڑے سے بچنے کے طریقے	(37)
93	بوریت	(38)
94	مثبت یا منفی؟	(39)
96	انجانے خوف	(40)
98	بے وقوفوں کا چیمپینسن	(41)
101	کنفیوژن	(42)
103	گھریلو بجٹ کیوں نہیں بناتے؟	(43)

105	غلط فہمی	(44)
107	ہم تھکے تھکے سے کیوں رہتے ہیں؟	(45)
110	جلدی کس بات کی ہے؟	(46)
112	شرط جو جان لے گئی	(47)
114	ٹائم نہیں ہے!	(48)
116	اختلاف رائے	(49)
118	مہینے کے آخری دن	(50)
120	موازنہ	(51)
123	پگھلانے کا انداز	(52)
125	بندروں کا تاجر	(53)
127	جشن آزادی منانے کا مقصد	(54)
128	ڈبل اسٹینڈرڈ (دوہرا معیار)	(55)
130	بڑھاپے کی پریشانیاں	(56)
132	پردہ پوشی	(57)
134	اندازِ گفتگو	(58)
136	دودھ میں ملاوٹ	(59)
138	اپریل فول (April Fool)	(60)
140	نیو ایئر نائٹ (New Year Night)	(61)
141	جھوٹے الزامات	(62)
143	میوزک کے 14 نقصانات	(63)
146	قتل و غارت	(64)
148	خیانت	(65)

150	کیا کوئی منحوس ہو سکتا ہے؟	(66)
152	میاں بیوی میں پھوٹ ڈلوانا	(67)
154	جہالت	(68)
156	بسنت منانے کا جنون	(69)
157	قتل اور خودکشی	(70)
159	دوسروں کو حقیر سمجھنا	(71)
162	دھوکا	(72)
163	عید منانے کا غلط انداز	(73)
164	بے باکیاں	(74)
166	بُرے گمان کے نقصانات	(75)
169	خوش رہنے کے 8 طریقے	(76)
171	اس کے بعد کیا ہوگا؟	(77)
173	نماز کیوں نہیں پڑھتے؟	(78)
176	بد دعائیں کیوں؟	(79)
178	نشہ اور اس کے نقصانات	(80)
181	ہماری عادتیں	(81)
183	بُری عادتیں کیسے چھوڑی جائیں؟	(82)
185	پھول سی پچی کا قتل	(83)
187	امیدیں دلانا	(84)
191	بے بسی	(85)
193	تبصرے	(86)
195	طعنے دینا	(87)

پہلے اسے پڑھئے

ہم اس دنیا میں اکیلے نہیں رہتے بلکہ دوسروں کے ساتھ مل کر زندگی بسر کرتے ہیں جسے ”سوشل لائف“ کا نام دیا جاتا ہے۔ ہماری اچھائیاں یا برائیاں معاشرے پر اثر انداز ہوتی ہیں اور معاشرے کے انداز و اطوار ہمارے کردار کو سنوارتے یا بگاڑتے ہیں۔ سوشل لائف کو بہتر کرنے کے لئے اسلام نے معاملات کے حوالے سے پورا نظام ہمیں فراہم کیا ہے، اسلامی اخلاقی تعلیمات ہمیں ترقی کی راہ پر گامزن کرتی ہیں۔ اسلام کی ان روشن تعلیمات کو اردو، انگلش، عربی، ہندی اور گجراتی زبان میں شائع ہونے والا کثیر الاشاعت ”ماہنامہ فیضانِ مدینہ“ موٹیویشنل اور ریفر میشنل انداز میں مضامین کی صورت میں پیش کر رہا ہے۔

الحمد للہ یکم جنوری 2017ء کو ”ماہنامہ فیضانِ مدینہ“ کے پہلے شمارے کی اشاعت سے ہی نوجوانوں اور معاشرے کی اصلاح کے متعلق مضامین بھی شائع کئے جا رہے ہیں جنہیں مختلف اوقات میں کئی اہل علم اور نوجوانوں کی جانب سے سراہا بھی گیا ہے۔ بعض نے تو ان مضامین کو یکجا کر کے عام کرنے کی خواہش بھی کی ہے۔ چنانچہ فی الحال گزشتہ 58 شماروں کے 87 مضامین کا مجموعہ PDF کی صورت میں ”ترقی کی راہیں“ (part 1) کے نام سے پیش کیا جا رہا ہے۔ ان مضامین کو المدینۃ العلمیہ (Islamic research center) کے سینئر اسلامک اسکالر اور چیف ایڈیٹر ماہنامہ فیضانِ مدینہ مولانا ابورجب محمد آصف عطار مدنی نے اپنے مخصوص انداز میں تحریر کیا ہے۔ موصوف کم و بیش 21 سال سے تدریس اور تصنیف و تالیف کے شعبے سے وابستہ ہیں۔ مختلف علوم و فنون پڑھانے کا طویل تجربہ رکھتے ہیں اور تصنیف و تالیف کے تقریباً 250 پراجیکٹس میں بطور نگران، معاون اور ریسرچر شریک رہ چکے ہیں جبکہ کم و بیش 7 ہزار 765 صفحات پر مشتمل 50 سے زائد کتابیں، رسالے اور 100 سے زائد مضامین لکھ چکے ہیں جن میں سے چند کتب کے نام یہ ہیں:

- حضرت سیدنا عمر بن عبدالعزیز کی 425 حکایات (اشاعت: 38 ہزار تقریباً) • خوفِ خدا (اشاعت: 66 ہزار تقریباً) • بدشگونگی (اشاعت: ایک لاکھ 8 ہزار تقریباً) • جلد بازی کے نقصانات (اشاعت: 39 ہزار تقریباً) • حرص (اشاعت: 46 ہزار تقریباً) • بغض و کینہ (اشاعت: 71 ہزار تقریباً) • مزاراتِ اولیا کی حکایات (اشاعت: تقریباً 50 ہزار) • تربیتِ اولاد (اشاعت: 90 ہزار تقریباً) • شرحِ شجرہٴ قادریہ رضویہ عطار (اشاعت: 15000 تقریباً) • فیضانِ زکوٰۃ (اشاعت: 1 لاکھ 16 ہزار تقریباً) • قبر میں آنے والا دوست (اشاعت: 90 ہزار تقریباً) • حسد (اشاعت: 63 ہزار تقریباً) • انفرادی کوشش (اشاعت: 23 ہزار تقریباً) • جنت کی دو چابیاں (اشاعت: 45 ہزار تقریباً) • بہتر کون؟ (اشاعت: 23 ہزار تقریباً) • آسان نیکیاں (اشاعت: 46 ہزار تقریباً) • نام رکھنے کے احکام (اشاعت: تقریباً 56 ہزار) • تکلیف نہ دیجئے (اشاعت: تقریباً 22 ہزار) • وہ ہم میں سے نہیں (اشاعت: 30 ہزار تقریباً) • ریاکاری

(اشاعت: 35000 تقریباً) ❀ کامیاب اُستاذ کون؟ (اشاعت: 33 ہزار تقریباً) ❀ توبہ کی روایات و حکایات (اشاعت: 59 ہزار تقریباً) ❀ جیسی کرنی ویسی بھرنی (اشاعت: 52 ہزار تقریباً) ❀ آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا پیارا کون؟ (اشاعت: 60 ہزار تقریباً) ❀ اعرابی کے سوالات اور عربی آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جوابات (اشاعت: تقریباً 20 ہزار) ❀ بدگمانی (اشاعت: 31 ہزار تقریباً) ❀ قوم جنات اور امیر اہل سنت (اشاعت: 10 ہزار تقریباً) اور تکبیر (اشاعت: 95 ہزار تقریباً)۔

موصوف مؤلف کے وسیع مطالعے، مشاہدے اور تجربے کے نظارے آپ کو ان کی تحاریر میں دکھائی دیں گے۔ ان مضامین کو پڑھ کر خود کو تبدیل کیجئے، سنواریئے اور ترقی کی راہ پر چلنا شروع کر دیجئے۔ دیگر عاشقانِ رسول کو بھی ان مضامین پڑھنے کی دعوت ضرور دیجئے۔

مولانا ابوالنور راشد علی عطاری مدنی

ناظم و نائب مدیر ”ماہنامہ فیضانِ مدینہ“

02 صفر المنظر 1443ھ / 10 ستمبر 2021ء

اگر آپ جاننا چاہتے ہیں!

❀ حالاتِ حاضرہ میں ہمارا کردار کیا ہو؟ ❀ عوام و خواص کے لئے قرآنِ کریم کی تفسیر اور حدیث کی شرح ❀ دینِ اسلام کے بنیادی عقائد و معلومات ❀ رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مبارک سیرت، فضائل اور خصائص ❀ علمی، شرعی، اخلاقی، معلوماتی سوالات کے جوابات ❀ شیخِ طریقت، امیرِ اہل سنت کے اصلاحی پیغامات ❀ چھوٹی چھوٹی نیکیوں کے بڑے بڑے ثواب ❀ معاشرے کی دکھتی رگیں اور ان کا علاج ❀ ہمارے معاشرے میں پائی جانے والی اخلاقی، علمی، نفسیاتی اور معاشرتی خرابیاں اور ان کا علاج ❀ نوجوانوں، اسٹوڈنٹس، سربراہانِ خانہ اور والدین کو درپیش چیلنجز اور ان کا حل ❀ معاشرے کے مختلف کردار ماں، باپ، بہن، بھائی، استاد، شاگرد وغیرہ کو کیسا ہونا چاہئے؟ ❀ اسلام پر بے بنیاد اعتراضات کے جوابات ❀ بچوں اور بڑوں سبھی کے لئے اسلامک جنرل نالج ❀ خواتین کو درپیش گھریلو، ازدواجی، سسرالی اور معاشرتی معاملات میں بہترین دینی رہنمائی اور اس کے علاوہ بہت کچھ تو جلدی کیجئے اور آج ہی

ہر ماہ 40 سے زائد علمی، دینی، دنیاوی، معاشرتی، اخلاقی اور اصلاحی موضوعات پر مشتمل اور تین زبانوں (اردو، انگریزی اور گجراتی) میں شائع ہونے والے تحقیقی میگزین ”ماہنامہ فیضانِ مدینہ“ کی سالانہ بکنگ کروالیجئے۔

”ماہنامہ فیضانِ مدینہ“ ہر مہینے گھر پر حاصل کرنے کے لئے

اس نمبر 92313-1139278+ پر

وائس ایپ یا کال کیجئے۔

منزل کی تلاش

Career Planning



طرح چوتھے خرگوش کے معاملے میں ہوا۔ وہ اپنی جگہ کھڑا ہانپ رہا تھا کہ ایک سمجھدار شخص وہاں سے گزرا، ماجرا پوچھا تو اس نے ساری بات بتادی۔ وہ شخص کہنے لگا کہ اگر تم اپنی توانائی ایک ہی خرگوش کو پکڑنے میں خرچ کرتے تو اسے پکڑنے میں کامیاب ہو جاتے، لیکن تم نے اپنی تھوڑی تھوڑی قوت چاروں کو پکڑنے پر لگا دی اور تمہارے ہاتھ ایک بھی خرگوش نہیں آیا۔ تو میرے بیٹھے بیٹھے اسلامی بھائیو! اگر ہم اپنی منزل طے کر لیں گے تو راستہ بھی مل جائے گا اور پھر ہم اس راستے پر چلنے کے تقاضے پورے کریں گے تو ان شاء اللہ عَزَّوَجَلَّ منزل پر پہنچ جائیں گے۔

عمری بات منزل کا تعین کرتے وقت صرف خواہش کو پیش نظر نہ رکھیں کہ اس شعبے میں کام کرنے کی صورت میں راحت و عزت اور عیش و عشرت ہوگی، خوب مزے میں رہوں گا بلکہ یہ بھی دیکھ لیجئے کہ وہ کام شرعی طور پر جائز بھی ہے یا نہیں؟

تعمیری بات اس شعبے میں کام کرنے کے لئے جو صلاحیت درکار ہے وہ آپ میں موجود بھی ہے یا نہیں! پھر ان صلاحیتوں کو نکھارنا بھی ضروری ہے۔ مچھلی کی جگہ پانی میں اور پرندے کی فضا میں ہوتی ہے، اگر آپ نے اپنی صلاحیتوں کا غلط اندازہ لگایا تو پھر کامیابی کو بھول جائیں۔

چوتھی بات بعض اوقات انسان میں ایک سے زائد شعبوں میں کام کرنے کی صلاحیت ہوتی ہے، مثلاً ایک شخص تدریس (ٹیچنگ) بھی کر سکتا ہے اور کتابیں لکھ سکتا ہے یا کاروبار بھی کر سکتا ہے اور ملازمت بھی، ایسے میں اپنے شوق کو تلاش کرے کہ ان میں سے کونسا کام ہے جسے کرتے ہوئے وہ

نوجوان کی زندگی میں ایک مرحلہ ایسا آتا ہے جب اُس عملی زندگی میں قدم رکھنا ہوتا ہے۔ اس کے لئے کچھ نوجوان اسلامی بھائی پہلے ہی سے غور و فکر اور مشورے سے اپنی منزل کا تعین کر لیتے ہیں پھر اسی راستے پر چلتے ہیں جو منزل کی طرف جاتا ہے، اس کو منزل کی تلاش یا کیریئر پلاننگ کہا جاتا ہے۔ ایسے نوجوان اپنی منزل کو پانے میں اکثر کامیاب ہو جاتے ہیں جبکہ بعض نوجوان اس حوالے سے کچھ سوچنے کی زحمت نہیں کرتے، چنانچہ اپنی منزل بھی مقرر نہیں کر پاتے پھر جب انہیں عملی زندگی میں قدم رکھنا ہوتا ہے تو ان کی پریشانی دیکھنے والی ہوتی ہے کہ ہم کیا کریں! کدھر جائیں!

اللہ تعالیٰ کی رحمت شامل حال ہو تو کیریئر پلاننگ ہمیں بہت سی پریشانیوں سے بچا سکتی ہے، اس حوالے سے چند باتوں پر عمل کرنا مفید ہوگا۔

کلی بات منزل یا شعبے کا تعین بہت ضروری ہے مثلاً آپ کو کمپیوٹر کے شعبے میں کام کرنا ہے یا پرنٹنگ کے؟ یہ سوچنا کہ دنیا میں اتنے کام دھندے ہیں میں کچھ بھی کر لوں گا، نقصان دہ ہے۔ وہ کس طرح! اس کو سمجھنے کے لئے ایک حکایت پڑھئے: ایک شخص چار خرگوش لئے جا رہا تھا، ایک جگہ وہ چاروں خرگوش اس کے ہاتھ سے چھوٹ گئے اور ہر خرگوش الگ سمت (Direction) میں بھاگا۔ اب وہ شخص پہلے سیدھی طرف بھاگنے والے خرگوش کو پکڑنے کے لئے بھاگا مگر جلد ہی تھک گیا اور اپنی جگہ واپس آگیا، پھر یہ سوچ کر اُلٹی طرف والے خرگوش کے پیچھے بھاگا کہ اب اس کو پکڑنے کی کوشش کرتا ہوں مگر وہاں بھی ناکامی ہوئی تو سامنے کی طرف جانے والے خرگوش کے پیچھے گیا مگر تھک کر جلد ہی لوٹ آیا، اسی

ساتھیں بات جو شعبہ آپ نے اختیار کرنے کا سوچا ہے اس شعبے میں کام کرنے والے پرانے اور سمجھدار لوگوں سے مشورہ کرنا بہت مفید ہے، اس طرح بہت سے پوشیدہ پہلو آپ کے سامنے آجائیں گے۔

آشہیں بات مضبوط ارادے اور یک سوئی رکھنے والا منزل پر پہنچ کر ہی دم لیتا ہے، اگر آپ نے محنت و کوشش سے جی چرایا، جس شعبے میں کام کرنا ہے اس کے مطابق اپنی صلاحیتیں نہ نکھاریں، سستی و کاہلی کا شکار رہے یا بار بار یوٹرن لیتے رہے کہ آج کچھ سوچا تو کل کچھ اور، پرسوں کچھ، اور تو آپ ایک دائرے میں ہی گھومتے رہیں گے۔

آخری امام بات ایک کل وہ ہے جو آج کے بعد آئے گا، اس کے لئے تو سب سوچتے ہیں اور ایک گل وہ ہے جو اس دنیا سے رخصت ہونے کے بعد آئے گا جسے آخرت کہتے ہیں، اس کو بہتر بنانے کے لئے بھی سوچئے۔ اللہ تعالیٰ ہمارے دونوں گل بہتر کر دے۔

اٰمِیْن بِجَاہِ النَّبِیِّ الْاَوْمِیْنِ صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَیْهِ وَاٰلِهِ وَسَلَّمَ

تھکاوٹ، اکتاہٹ کا شکار نہیں ہوتا، جس میں اسے وقت گزرنے کا پتا ہی نہیں چلتا، اب اس کام کو اختیار کرے جسے وہ شوق سے کر سکے۔

پانچویں بات جو منزل آپ نے اپنے لئے پسند کی ہے، یہ بھی دیکھ لیجئے کہ اس شعبے میں کام کرنے کے مواقع بھی ہیں یا نہیں! مثال کے طور پر آپ نے سوچا کہ میں اردو سے فارسی ترجمہ کرنے کے شعبے میں کام کروں تو ہمارے ملک میں فارسی جاننے والے ہیں کتنے؟ پھر ان میں ایسے کتنے نکلیں گے جو کسی اردو تحریر کا فارسی میں ترجمہ کروانا چاہیں گے! وہ بھی آپ سے!

چھٹی بات اگر آپ کے والدین نے پہلے سے کچھ سوچ رکھا ہے کہ اس کو ڈاکٹریا انجینئر بنائیں گے تو غور کر لیں، اگر آپ کا رجحان ان کی خواہش پوری کر سکتا ہے تو ضرور کیجئے، لیکن اگر انہوں نے ڈاکٹر بنانے کی ٹھانی ہوئی ہے اور آپ کو ڈاکٹری کی کچھ سمجھ نہیں پڑتی بلکہ آپ کا رجحان آرکیٹیکٹ (تعمیراتی انجینئر) بننے کی طرف ہے تو ہمت کر کے ادب سے ان کو منالیجئے اور ان کی دعاؤں کے سائے میں منزل تلاش کیجئے۔

بزرگان دین رَحْمَةُ اللهِ تَعَالَى عَلَیْہِمْ کے انمول فرامین جن میں علم و حکمت کے خزانے چھپے ہوتے ہیں، ثواب کی نیت سے انہیں زیادہ سے زیادہ عام کیجئے۔

مدنی پھولوں کا گلہ دستہ

حضرت سیدنا وہب بن منہ رَحْمَةُ اللهِ تَعَالَى عَلَیْہِ

مومن کسی سے ملتا ہے تو حصول علم کے لئے، خاموش رہتا ہے تو سلامتی کے لئے، بولتا ہے تو سمجھانے کے لئے اور تنہائی اختیار کرتا ہے تو سکون کے لئے۔ (سیر اعلام اللذہبی، 5/448)

حضرت سیدنا میمون بن مہران رَحْمَةُ اللهِ تَعَالَى عَلَیْہِ

جو بارگاہ الہی میں اپنا مرتبہ جاننا چاہے وہ اپنے اعمال کو دیکھے کہ وہ جیسے اعمال کرتا ہے ویسا ہی مرتبہ ہے۔ (حلیۃ الاولیاء، 4/87)

حضرت سیدنا عون بن عبد اللہ رَحْمَةُ اللهِ تَعَالَى عَلَیْہِ

آپ نقل فرماتے ہیں: اللہ عزوجل جسے اچھی صورت اور اچھے منصب سے نوازے پھر وہ اللہ تعالیٰ کے لئے عاجزی کرے تو وہ اُس کا مخلص بندہ ہے۔ (مصنف ابن ابی شیبہ، 8/223)

حضرت سیدنا امام حسن بصری رَحْمَةُ اللهِ تَعَالَى عَلَیْہِ

جو شخص آپ کے سامنے کسی کی چغلی کھاتا ہے تو وہ آپ کی بھی چغلی کھائے گا۔ (الزواجر، 2/47)

حضرت سیدنا عمر بن عبدالعزیز رَحْمَةُ اللهِ تَعَالَى عَلَیْہِ

فرائض کو ادا کرنا اور حرام سے بچنا افضل عبادت ہے۔ (سیرت ابن جوزی، ص 234)

حضرت سیدنا نجیح رَحْمَةُ اللهِ تَعَالَى عَلَیْہِ

خوفِ خدا رکھ کر بولنے والا خوفِ خدا کے سبب خاموش رہنے والے سے بہتر ہے۔ (الزهد لابن حنبل، ص 136)

قوت فیصلہ

بہتر کرنے کے 31 طریقے

31 Methodes To Improve Decision Power

میرے نوجوان اسلامی بھائیو! ہمیں اپنی زندگی میں بے شمار فیصلے (Decisions) کرنے کا موقع ملتا ہے، کچھ فیصلے معمولی نوعیت کے ہوتے ہیں مثلاً آج گھر میں کیا کپکے گا؟ لباس یا جوتا کونسا پہننا ہے؟ چائے پینی ہے یا کافی؟ وغیرہ، اس طرح کے فیصلے غلط بھی ہو جائیں تو زیادہ پریشانی کا سبب نہیں بنتے جبکہ کچھ فیصلے بڑے اہم ہوتے ہیں جیسے تعلیم، کاروبار، نوکری، شادی، دوستی، سواری، رویے، رہائش، طرز زندگی، مختلف گھریلو اشیاء (فرنیچ، اے سی، فرنیچر وغیرہ) کی خریداری اور بیماری کے علاج وغیرہ کے حوالے سے کئے جانے والے فیصلے ہماری زندگی پر اثر انداز (Effective) ہوتے ہیں، چنانچہ یہ فیصلے سوچ سمجھ کر کرنے چاہئیں۔ آج ہم جہاں ہیں وہاں ہمارے فیصلوں نے ہمیں پہنچایا ہے، کل ہم وہاں ہوں گے جہاں جانے کا ہم فیصلہ کریں گے۔ ایک فیصلہ کہاں سے کہاں پہنچا سکتا ہے! ایک تاریخی حکایت میں دیکھئے:

نوجوان تاجر کا شاندار فیصلہ ایک نوجوان تاجر حضرت سیدنا امام عامر شعبی علیہ رحمۃ اللہ الغنی کے پاس سے گزرا، انہوں نے پوچھا: کہاں کا ارادہ ہے؟ نوجوان نے جواب دیا: بازار جا رہا ہوں۔ امام شعبی علیہ رحمۃ اللہ الغنی نے پوچھا: علمائے کرام کے پاس نہیں جاتے؟ وہ کہنے لگا: جاتا ہوں مگر کم! امام شعبی علیہ رحمۃ اللہ الغنی نے اسے ترغیب دی: علم اور علما کی مجلس کو لازم پکڑ لو، میں تم میں علم کی نشانیاں دیکھ رہا ہوں۔ اب فیصلہ

نوجوان تاجر کے ہاتھ میں تھا اور اس نے اسی وقت پختہ فیصلہ کر لیا کہ وہ علم دین حاصل کرے گا۔ (مناقب الامام الاعظم ابی حنیفہ، 1/59 ماخوذاً) ترقی کی منزلیں طے کرتا ہوا وہ نوجوان تاجر ”امام اعظم“ کے منصب پر پہنچ گیا۔ یوں امام شعبی علیہ رحمۃ اللہ الغنی کی ترغیب اور نوجوان کے شاندار فیصلے کی بدولت کروڑوں حنیفیوں کو امام اعظم ابو حنیفہ نعمان بن ثابت علیہ رحمۃ اللہ الخالق جیسا امام نصیب ہوا۔

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! اچھے فیصلوں کے لئے اچھی قوت فیصلہ (Decision Power) درکار ہوتی ہے اور یہ رب عَزَّوَجَلَّ کی عطا ہوتی ہے جسے نصیب ہو جائے، بہر حال ان مدنی پھولوں پر عمل کر کے ہم اپنی قوت فیصلہ کو قدرے بہتر کر سکتے ہیں:

1 بہتر فیصلوں کے لئے 31 مدنی پھول **1** انسان کا موڈ (Mood) بدلتا رہتا ہے، کبھی خوش تو کبھی غمگین! اس لئے فیصلہ موڈ نہیں اصول (Rule) کے مطابق کیجئے **2** جذباتی کیفیت، بھوک پیاس، تھکاوٹ، خوف، بخار، بے چینی اور اضطراب میں اہم فیصلے نہ کیجئے **3** ہر شخص کیلئے ایک پرائم ٹائم (Prime Time) ہوتا ہے جس میں وہ خود کو تازہ دم محسوس کرتا ہے، کسی کیلئے

رہے، صبح کا فیصلہ شام کو بلاوجہ تبدیل کرنے والے عموماً ناکام رہتے ہیں **13** غور کر لیجئے آپ کے فیصلے کے کیا کیا نتائج (Results) نکل سکتے ہیں اور کیا آپ ان کا سامنا کرنے کے لئے تیار ہیں؟ خلق کے رہبر، شافعِ محشر صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا: کام تدبیر سے اختیار کرو، پھر اگر اس کے انجام میں بھلائی دیکھو تو کر گزرو اور اگر گمراہی کا خوف کرو تو باز رہو۔ (شرح السنۃ للبخاری، 6/545، حدیث: 3494) یعنی جو کام کرنا ہو پہلے اس کا انجام سوچو پھر کام شروع کرو، اگر تمہیں کسی کام کے انجام میں دینی یا دنیاوی خرابی نظر آئے تو کام شروع ہی نہ کرو اور اگر شروع کر چکے ہو تو باز رہ جاؤ اسے پورا نہ کرو۔ (مراۃ المناجیح، 6/626) **14** فیصلے پر عمل آپ ہی کو کرنا ہے تو اپنی صلاحیت، عمر اور صحت کو بھی پیش نظر رکھئے **15** فیصلے کا کوئی نہ کوئی مقصد (Motive) ہونا چاہئے، خاص طور پر سفر، کاروبار، نوکری اور تعلیم وغیرہ کے بارے میں فیصلہ کرتے وقت اپنا مقصد ضرور طے کر لیں کہ آپ ثواب، عزت، دولت، دلی اطمینان وغیرہ میں سے کیا حاصل کرنا چاہتے ہیں؟ **16** اپنی دلچسپیوں اور رجحانات کے برعکس پیشے (Professions) کا انتخاب اکثر اوقات ذہنی طور پر بے اطمینانی کا سبب بن جاتا ہے چنانچہ اپنے مشغلے (Hobbies) کو ہی اپنی مصروفیت بنا لینا ایک قابلِ تعریف فیصلہ ہے۔ یہ فیصلہ کبھی کام کے دوران تھکاوٹ، اکتاہٹ اور بوریت کا احساس نہیں ہونے دیتا اور آپ بہترین صلاحیتوں کا مظاہرہ کرتے ہیں جس کے نتیجے میں آپ کیلئے ترقی (Promotion) کی راہیں کھل جاتی ہیں **17** رجحان کی کثرت دیکھ کر فیصلہ نہ کیجئے، ایک وقت تھا کہ جس کو دیکھو ڈاکٹریا انجینئر بننا چاہتا تھا جبکہ آج کی دنیا بدل چکی ہے، اور کل کی دنیا آج سے یقیناً مختلف ہوگی، اس لئے وہ فیصلہ کریں جس میں آپ کا اپنا اطمینان ہو **18** ترقی کے خواب دیکھنا اچھی بات ہے مگر مفروضوں پر زندگی نہ گزاریں بلکہ زمینی حقائق دیکھ کر فیصلے کیجئے، ترقی کے لئے نظر آسمان پر ہونی چاہئے لیکن یہ نہ بھولئے کہ ہمارے قدم زمین پر ہی ہیں

صبح کا وقت اور کسی کیلئے شام کا وقت! اپنے فیصلے پر اتمِ ٹائم میں کرنے کی کوشش کیجئے، فائدہ ہوگا **4** اپنے پرانے فیصلے یاد رکھئے، غلطیوں سے بچنے میں مدد ملے گی **5** چھوٹے چھوٹے فیصلوں کی مشق (Practice) کیا کریں بڑے فیصلے کرنا آسان ہو جائے گا، اپنے بچوں کی تربیت بھی اسی طرح کی جاسکتی ہے کہ ان کے معاملات کے چھوٹے چھوٹے فیصلے انہی سے کروائے جائیں **6** جس نوعیت کا فیصلہ آپ کو کرنا ہے اگر آپ کو اس حوالے سے ذاتی تجربہ (Personal Experience) ہے تو اس کی روشنی میں بڑی آسانی سے آپ کوئی بھی فیصلہ کر سکتے ہیں **7** کامیابی اچھے فیصلوں، اچھے فیصلے کسی تجربے اور اچھا تجربہ بعض اوقات بڑے فیصلوں کا نتیجہ ہوتا ہے **8** تجربہ کار (Expert) لوگوں سے مشورہ (Counseling) کرنا بھی اکثر مفید ثابت ہوتا ہے، عموماً ایسا پہلو سامنے آجاتا ہے جو پہلے ہماری نگاہ میں نہیں ہوتا، لیکن بغیر سوچے سمجھے کسی کے مشورے پر عمل نہ کیجئے کیونکہ اپنے حالات و واقعات اور اپنی صلاحیتوں کی جتنی پہچان اور معلومات خود آپ کو ہو سکتی ہے کسی اور کو نہیں۔ **9** جدید دور میں کسی بھی فیلڈ کی معلومات انٹرنیٹ وغیرہ سے چند منٹ میں لی جاسکتی ہیں، اس سے بھی فیصلہ کرنے میں مدد ملتی ہے **10** دباؤ (Pressure) میں آکر فیصلہ نہ کریں، کبھی ایسی صورت حال ہو جائے تو کچھ ایسا کریں کہ سانپ بھی مر جائے اور لاٹھی بھی نہ ٹوٹے **11** فیصلہ کرنے میں جلد بازی سے بچئے، حضرت سیدنا حسن بصری علیہ رحمۃ اللہ القوی فرماتے ہیں: مومن سوچ سمجھ کر اطمینان و سنجیدگی سے کام کرنے والا ہوتا ہے، رات کو لکڑیاں جمع کرنے والے کی طرح نہیں ہوتا کہ جلدی میں جو ہاتھ آیا اٹھا لیا۔ (احیاء علوم الدین، 3/230) **12** دیکھ لیجئے کہ فیصلہ کرنے کیلئے آپ کے پاس کتنا وقت ہے؟ مثلاً آپ کے پاس تین دن ہوں تو فیصلہ پہلے یا دوسرے دن کر لیں پھر اس پر ایک دن ہر پہلو سے نظر ثانی (Review) کیجئے اور تیسرے دن کے آخری حصے میں اپنے فیصلے کا اظہار کیجئے، پھر اس پر قائم بھی

ہو رہا ہو تو استخارہ کر لیجئے⁽¹⁾ 30 سب سے اہم بات یہ ہے کہ اپنے تمام فیصلوں کو ایک چھلنی (Filter) سے ضرور گزائیں اور وہ ہے شریعت کی پاسداری، دیکھ لیجئے کہ آپ کے فیصلے کو شریعت منع تو نہیں کر رہی! 31 بطور مسلمان ہمارا بھر و سبب پر نہیں بلکہ اللہ پاک پر ہونا چاہئے۔ ہو گا وہی جو تقدیر میں لکھا ہے لیکن تدبیر اپنانے کا حکم بھی شریعت نے ہی دیا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہماری قوت فیصلہ کو بہتر بنائے اور ہمیں درست فیصلے کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

اٰمِيْن بِجَاكِ النَّبِيِّ الْاَمِيْن صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ

(1) استخارے کا طریقہ جاننے کے لئے مکتبۃ المدینہ کی کتاب ”بدشگونی“ کا صفحہ 47 تا 53 پڑھ لیجئے۔

شیخ طریقت، امیر اہل سنت حضرت علامہ مولانا ابوبلال محمد الیاس عطار قادری رضوی دامت برکاتہم العالیہ فرماتے ہیں:
تدفین کے بعد اس طرح اعلان کیجئے!

عاشقان رسول متوجہ ہوں!

اِنْ شَاءَ اللهُ عَزَّوَجَلَّ! اب قرآن کریم کی سورتیں پڑھی جائیں گی، انہیں کان لگا کر خوب توجہ سے سنئے، پھر اذان دی جائے گی، اس کا جواب دیجئے۔ پھر دعا مانگی جائے گی۔ مرحوم (یا مرحومہ) کی قبر کی پہلی رات ہے، یہ سخت آزمائش کی گھڑی ہوتی ہے، مزدود شیطان قبر میں بہکانے کی کوشش کرتا ہے، جب میت سے سوال ہوتا ہے: مَنْ رَبُّكَ؟ یعنی تیرا رب کون ہے؟ تو شیطان اپنی طرف اشارہ کر کے کہتا ہے کہ کہہ دے: ”یہ میرا رب ہے۔“ ایسے موقع پر اذان میت کے لئے نہایت نفع بخش ہوتی ہے کیونکہ اذان کی برکت سے میت کو شیطان کے شر سے پناہ ملتی ہے، اذان سے رحمت نازل ہوتی، میت کا غم ختم ہوتا، اس کی گھبراہٹ دور ہوتی، آگ کا عذاب ملتا اور عذاب قبر سے نجات ملتی ہے نیز مگر نکیر کے سوالات کے جوابات یاد آجاتے ہیں۔ (فتاویٰ رضویہ، 5/672 تا 673)

19 نئے آپشن کی تلاش میں وقت ضائع کرنے کے بجائے دستیاب آپشنز میں سے کسی ایک کا انتخاب کر لیجئے 20 مشکل راستے کی رُکاوٹیں ہٹانے میں اپنی توانائیوں (Energies) کو ضائع کرنے سے بہتر ہے کہ ان صلاحیتوں اور توانائیوں کو آسان راستے پر لگا کر زیادہ فائدے اور ترقی کی کوشش کی جائے 21 نوکری، کاروبار چھوڑنا ہو تو 101 مرتبہ سوچ لیجئے اور ایسے انداز سے نہ چھوڑیں کہ واپسی پر طعنے ملیں اور شرمندگی ہو 22 غیر مستقل مزاجی اور بار بار فیصلہ تبدیل کرنا نقصان دہ ہے جو ذہنی الجھاؤ (Depression) کا سبب بنتا ہے 23 شادی بیاہ وغیرہ کے موقع پر اخراجات (Expenses) کے حوالے سے فیصلہ کرتے وقت اپنی مالی حیثیت (Financial Status) کو یاد رکھنا ایک دانش مندانہ سوچ کی علامت ہے 24 شارٹ کٹ (Shortcut) کی تلاش میں نت نئے تجربات میں وقت ضائع نہ کریں، عموماً سیدھا راستہ ہی منزل پر پہنچنے کا شارٹ کٹ (Shortcut) ہوتا ہے 25 بعض فیصلے فوری (Urgent) کرنا ہوتے ہیں، ان میں زیادہ وقت نہ لیجئے مثلاً ٹرین کی روانگی میں وقت کم رہ گیا ہو تو اسٹیشن جلد پہنچنے کیلئے رکشے پر جانا مفید ہے یا ٹیکسی پر! یہ فیصلہ سیکنڈوں میں کرنا ہوتا ہے 26 بعض فیصلوں کا تعلق دوسروں کی ذات سے ہوتا ہے مثلاً بچے کے کیریئر یا رشتے کا انتخاب، ایسے میں ان کی مرضی، مزاج اور صلاحیت کو پیش نظر رکھنا بہت ضروری ہے 27 دنیا اور آخرت میں انتخاب کا مرحلہ درپیش ہو تو فوراً سے پیشتر آخرت کا انتخاب کر لیجئے اس کی برکت سے دنیا بھی سنور جائے گی اِنْ شَاءَ اللهُ عَزَّوَجَلَّ 28 کسی گناہ کو کرنے یا نہ کرنے کی نوبت آئے تو مانکر و سیکنڈ میں فوراً ”نہ“ کر دیجئے، مثلاً کسی کے عیب کھولنے، اسے تکلیف پہنچانے، سُود کھانے، رشوت لینے کا فیصلہ کبھی بھی ”ہاں“ میں نہ کیجئے، یہ فیصلہ مشکل ضرور دکھائی دیتا ہے مگر ہماری آخرت آسان کر دے گا، اِنْ شَاءَ اللهُ عَزَّوَجَلَّ 29 بعض اوقات دو چیزوں میں انتخاب (Selection) کا فیصلہ کرنا ہوتا ہے اور دونوں درست ہوتی ہیں، ایسے میں فیصلہ نہ

کیریر بہتر بنانے کے 30 طریقے

30 Methods to Improve Your Career

(قسط: 01)

① آفس کلچر کو سمجھئے: آپ جہاں جاب کرتے ہیں، وہاں کے آفس کلچر کو سمجھنا بہت ضروری ہے کیونکہ ہر دفتر کا اپنا ایک نظام ہوتا ہے، کون کیا کام کرے گا؟ کس کو کون کام دے گا؟ کس کی نگرانی کون کرے گا؟ دفتری فائلیں کیسے سنبھالی جاتی ہیں؟ اسٹیشنری، کمپیوٹرز، اے سی اور لائٹس کے استعمال کے بارے میں رولز بنے ہوتے ہیں، ڈریس کوڈ کیا ہے؟ سینئر اور جونیئر کے تعلقات کی نوعیت کیا ہے؟ جب آپ آفس کلچر کو سمجھ جائیں تو اس میں اس طرح شامل ہو جائیں جس طرح چینی پانی میں حل ہو جاتی ہے۔ ہر ادارہ وہی کلچر قائم رکھتا ہے جو وہ پہلے سے اختیار کئے ہوتا ہے، آپ اس نظام کو اپنی مرضی کے مطابق ڈھالنے کے بجائے اپنی مرضی کو اس نظام کے مطابق ڈھال لیجئے، آپ بہت سارے مسائل کا سامنا کرنے سے بچ جائیں گے۔

② باس سے اچھے تعلقات قائم کیجئے: باس (Head of Department) کسی بھی ادارے کا اہم ترین فرد ہوتا ہے جو خود اس ادارے کا مالک یا اس کا نمائندہ ہوتا ہے۔ اس آفس میں کام کرنے والا ہر فرد ڈائریکٹ یا ان ڈائریکٹ اس کا ماتحت ہوتا ہے۔ باس آفس میں ورکنگ ریلیشن شپ کا انچارج ہوتا ہے۔ اچھا باس قسمت سے ملتا ہے، بہر حال آپ کا تعلق اپنے باس سے مثالی ہونا چاہئے۔ اس سے اپنے کام کی نوعیت اچھی طرح سمجھ لیجئے پھر اس کی دی ہوئی گائیڈ لائن کے مطابق کام مکمل کر کے اس کی گڈ بک میں شامل ہو جائیں۔ اپنی ساکھ بہتر بنانے کے لئے باس بن کر سوچئے کہ آپ کو کیسا ملازم

ایک شخص رسول پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے سے گزرا۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے اس کی چُستی دیکھ کر عرض کی: یا رسول اللہ! کاش اس کی یہ بھاگ دوڑ اور چستی اللہ کی راہ میں ہوتی! تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اگر یہ اپنے چھوٹے بچوں کی ضرورت پوری کرنے کے لئے نکلا ہے تو یہ راہ خدا میں ہے اور اگر اپنے بوڑھے والدین کی خدمت کے لئے نکلا ہے تو بھی راہ خدا میں ہے اور اگر اپنے آپ کو (لوگوں کے آگے ہاتھ پھیلانے یا حرام کھانے سے) بچانے کے لئے نکلا ہے تو بھی راہ خدا میں ہے اور اگر یہ ریاکاری اور تفاخر کے لئے نکلا ہے تو پھر یہ شیطان کی راہ میں ہے۔ (مجم کبیر، 19/129، حدیث: 282)

ماہنامہ فیضانِ مدینہ کے قارئین! ضروریاتِ زندگی کو پورا کرنے کے لئے کمانا بہت ضروری ہے تاکہ دوسروں کے آگے ہاتھ پھیلانے سے بچا جاسکے۔ عام طور پر پیسہ کمانے کے لئے دو بڑے ذریعے اختیار کئے جاتے ہیں: اپنا بزنس کیا جاتا ہے یا جاب کی جاتی ہے۔ کسی ادارے میں جاب کرنے والے بہت سے افراد کام کے دباؤ، ترقی نہ ملنے، تنخواہ کی کمی، باس یا دفتری ساتھیوں کے رویوں اور نوکری سے نکالے جانے کے خدشے سے خاصے پریشان رہتے ہیں اور جاننا چاہتے ہیں کہ وہ اپنا کیرئیر کیسے بہتر اور محفوظ بنائیں، ان کو ترقی کس طرح مل سکتی ہے؟ آج اسی بارے میں گفتگو کی جائے گی۔ اس تحریر کو پڑھنے کے بعد جاب کرنے والا اگر پرانا ہو تو دیکھے کہ اس میں کیا کمی ہے یا اس سے کہاں کوتاہی ہوئی ہے؟ پھر اس کو دُور کرے اور اگر جاب کرنے والا نیا ہو تو ان ٹپس پر حسبِ حال عمل کر کے فائدہ اٹھا سکتا ہے۔

پسند ہے؟ پھر ویسے بن جائیے اور مجبوری نہیں شوق سے کام کیجئے، آپ کو اپنی جاب میں مزہ آنے لگے گا۔ اگر کام کو بوجھ سمجھ کر کریں گے تو جلدی تھک جائیں گے۔

③ طاقت سے زیادہ بوجھ اٹھانے کی کوشش نہ کیجئے: اگر آپ کے پاس چوائس ہو تو جاب کے شروع میں چھوٹے چھوٹے کام اپنے ذمے لیجئے، یک دم بڑا کام لینے سے دم گھٹ سکتا ہے۔ تھوڑا کام لے کر اچھے طریقے سے کرنا اس سے کہیں بہتر ہے کہ بہت بڑا کام اپنے ذمے لے لیا جائے پھر اسے ٹھیک سے نہ کر پانے کی صورت میں شرمندگی اٹھائی جائے۔ آج کی معذرت کل کی ندامت سے بہتر ہے۔

④ ٹیم کا حصہ بن جائیے: آپ آفس میں اکیلے نہیں ہیں بلکہ وہاں اور لوگ بھی کام کرتے ہیں، ان سے اچھی ورکنگ ریلیشن شپ قائم کر کے ان کی ٹیم کا حصہ بن جائیے۔ ہو سکتا ہے کہ پہلے دن آپ کو اجنبیت محسوس ہو کیونکہ ہمارے یہاں عموماً اجنبی کو جلدی لفٹ نہیں کروائی جاتی، ایسے میں آپ خود آگے بڑھ کر دوسروں کو سلام کیجئے اور اپنا مختصر بنیادی تعارف کروائیے۔ ٹیم ورک میں اپنا کردار بخوبی نبھائیے۔ اپنے سینینرز کا احترام کیجئے اور ان کی رائے کو فوقیت دیجئے۔ دیکھئے کہ ان میں سے زیادہ کامیاب کون ہے پھر اسے اپنا رول ماڈل بنا لیجئے۔ اپنے برابر والوں کی کمزوریاں گنوانے کے بجائے اپنے حصے کا کام محنت و لگن سے کیجئے۔ کسی کے کام میں غیر ضروری مداخلت نہ کریں اس سے آفس کا ماحول خراب ہو سکتا ہے، اگر کوئی ہیلمپ چاہے تو اس کی مدد کر کے ثواب کمائیے۔ فرمان مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے: **خَيْرُ النَّاسِ مَنْ نَفَعَ النَّاسَ** یعنی لوگوں میں سے بہتر وہ ہے جو لوگوں کو نفع پہنچائے۔ (شعب الایمان للبیہقی، 6/117، حدیث: 7658)

⑤ جو نئیرز سے اچھے تعلقات: اگر دفتر میں کچھ لوگ آپ کے ماتحت ہیں تو اسلامی تعلیمات پر عمل کرتے ہوئے ان سے حسن سلوک کیجئے۔ یاد رکھئے! طاقت عہدے میں نہیں کردار میں ہوتی ہے۔ اپنے ماتحت کو عزت دیجئے وہ آپ کی دل سے عزت کرنے لگے گا، اگر افسری کاروبار ڈالنے کے لئے آپ اسے بات بات پر جھاڑیں گے، اسے بے وقوف، نکھٹو، کام چور قرار دیں گے تو اس کی دل شکنی ہوگی، وہ آپ کے سامنے مجبوراً خاموش رہے گا لیکن جو نہیں آپ اپنے عہدے سے ہٹیں گے وہ پلٹ کر بھی نہیں پوچھے گا۔ اپنی صلاحیتیں

جو نئیرز میں بھی منتقل کریں اس کے لئے ہر کام خود کرنے پر اصرار نہ کریں، دوسروں کو بھی اس کام میں شریک کیجئے۔ ان کی تربیت پر ایک گھنٹہ خرچ کر کے آپ اپنے کئی گھنٹے بچا سکتے ہیں۔ نئے آنے والوں کو ویلکم کیجئے کیونکہ کبھی آپ بھی نئے تھے!

⑥ اچھے کام کی تعریف کیجئے: سینینرز ہو یا جو نئیر اس کے اچھے کام پر سچی تعریف کر کے اس کا دل خوش کرنے کا ثواب کمائیے اور اس کے دل میں جگہ بھی بنائیے۔ اللہ کے آخری نبی محمد عربی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اللہ پاک کے نزدیک فرائض کے بعد سب اعمال سے زیادہ پیارا عمل مسلمان کا دل خوش کرنا ہے۔

(المجم الاوسط للطبرانی، 6/37 حدیث: 7911)

⑦ بار بار شکایت لگانے سے بچئے: اگر آپ کی ذمہ داری ہی دوسروں کی غلطیوں کی نشاندہی ہے تو ٹھیک ورنہ ”شکایت میاں“ بننے سے بچئے، افسران کے سامنے عملے کے افراد کی مسلسل شکایات کرنے کی عادت آپ کا منفی تاثر قائم کرے گی لوگ آپ سے کترائیں گے، ایک وقت آئے گا کہ افسران بھی آپ کو اپنے پاس دیکھنا پسند نہیں کریں گے کہ جب دیکھو شکایت کرنے چلا آتا ہے۔

⑧ اختلاف رائے کا اظہار مہذب انداز میں کیجئے: ایک ہی جگہ پر کام کرنے والے افراد میں رائے کا اختلاف ہو جانا معمول کی بات ہے، لیکن اختلاف رائے کا اظہار مہذب انداز میں ہونا چاہئے نہ کہ اس کو جھگڑے تک پہنچا دیا جائے۔ ہمیں لوگوں کو اپنا دشمن نہیں دوست بنانا چاہئے۔

⑨ جارحانہ مزاج سے پرہیز کیجئے: جارحانہ انداز میں بد تمیزی سے گفتگو کرنا آپ کو جلد غیر مقبول بنا دے گا، اس سے ساتھی و رکرز دل برداشتہ ہوتے ہیں اور افسران بھی ایسے شخص کو پسند نہیں کرتے۔ نرمی اور عاجزی اپنائیے یہ آپ کو بلندی پر لے جائے گی۔ نبی محترم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فرمانِ مُعَظَّم ہے: جو اللہ کے لئے عاجزی اختیار کرے اللہ اسے بلندی عطا فرمائے گا، پس وہ خود کو کمزور سمجھے گا مگر لوگوں کی نظروں میں عظیم ہو گا اور جو تکبر کرے اللہ اسے ذلیل کر دے گا۔ (شعب الایمان للبیہقی، 6/276، حدیث: 8140)

⑩ تنقید کو قبول کیجئے: یہ ایک حقیقت ہے کہ ہم میں سے کوئی بھی پرفیکٹ نہیں ہے، اپنی ذات پر ہونے والی تنقید (خواہ درست ہو یا

ہوں؟ یہ پروفیشنل رویے کی اچھی نشانی ہے۔ ادارے کے مفاد کو اپنا مفاد سمجھئے، ادارہ مضبوط ہوگا تو آپ کی جاب بھی مضبوط ہوگی اور ادارہ کمزور ہوگا تو آپ کی جاب بھی خطرے میں پڑ سکتی ہے۔

14 اپنی ساکھ بنائیے: ادارے میں اپنی ساکھ بہتر سے بہترین پھر بہت بہترین بنانے کے لئے کوشاں رہیں۔ میں یہ کر سکتا ہوں، میں یوں کر دوں گا اور بہت سے ایسے جملے جن کے آخر میں ”گاگی، گے“ آتا ہے بول کر صرف دعویٰ نہیں کام بھی کر کے دکھائیے۔ جو کمٹ منٹ کریں اسے پورا کیجئے۔ اپنے آپ کو بہتر ثابت کرنے کے لئے شور نہ مچائیں بلکہ اتنی محنت کریں کہ آپ کی کامیابی کا شور مچ جائے۔ 2018 میں بڑا دلچسپ واقعہ پیش آیا کہ والٹر نامی ایک نوجوان نے سامان منتقل کرنے کا کام کرنے والی امریکی فرم میں ملازمت اختیار کی، اس کی جاب کا پہلا ہی دن تھا کہ اسے امریکی ریاست ایلاباما کے شہر بزمنگھم کے نواحی علاقے میں 32 کلو میٹر دور واقع ایک گھر سے سامان منتقل کرنے کا آرڈر پورا کرنے کی ذمہ داری دی گئی۔ والٹر اپنی گاڑی پر وہاں جانے کے لئے رات کو روانہ ہو اتوراستے میں گاڑی خراب ہو گئی، اس نے مطلوبہ مکان تک پہنچنے کے لئے پیدل چلنا شروع کر دیا اور صبح تک اپنی مطلوبہ جگہ پہنچ گیا، جب آرڈر دینے والے کو اس کے پیدل سفر کا پتا چلا تو اس نے والٹر کو پہلے کچھ آرام کرنے کے لئے کہا لیکن والٹر نے انکار کر دیا اور فوراً اپنے کام میں لگ گیا، اس کے جذبے کی سوشل میڈیا پر تشہیر ہونا شروع ہو گئی، یہاں تک کہ اس کی فرم کا چیف ایگزیکٹو بھی اسے دیکھنے کے لئے آیا اور اس کے جذبے، ہمت اور لگن سے اتنا متاثر ہوا کہ اپنی مہنگی گاڑی کی چابی اس کے حوالے کر دی جس پر والٹر خوشی کے مارے رونے لگا، بعد میں والٹر نے صحافیوں کو بتایا: یہ میری پہلی نوکری ہے اور میں انہیں دکھانا چاہتا تھا کہ میرے اندر جذبہ ہے، میں نے سوچا کہ جیسے بھی ہو، میں کام کر کے دکھاؤں گا۔ (بی بی سی نیوز ویب سائٹ، 18 جولائی 2018)

15 سامان کی حفاظت کیجئے: اپنی ڈیوٹی انجام دینے کے لئے آفس کا جو سامان کمپیوٹر، قلم وغیرہ آپ کو دیا جاتا ہے اس کی حفاظت اسی طرح کیجئے جس طرح اپنے ذاتی سامان کی کرتے ہیں کیونکہ وہ سامان آپ کے پاس امانت ہے۔ (بقیہ اگلے ماہ کے شمارے میں)

غلط، اس کو مثبت انداز میں لیجئے اور اس کی مدد سے خود کو بہتر بنائیے۔ اگر آپ تعمیراتی تنقید کو بھی سننے کے لئے تیار نہیں ہوتے یا اپنی غلطیوں سے کچھ نہیں سیکھتے تو اس سے آپ کے نگران یا باس کو یہ تاثر جاتا ہے کہ آپ اپنی شخصیت بہتر بنانے کے خواہشمند نہیں۔ یاد رکھئے! آپ جہاں بھی جائیں گے اپنی خوبیوں اور خامیوں سمیت جائیں گے، اس لئے خود کو پروفیشنل انداز میں ڈھالنے اور اپنی صلاحیتوں کے بہترین استعمال سے ادارے کی ضرورت بن جائیے۔

11 اپنی غلطی تسلیم کیجئے: انسان خطا کا پتلا ہے، اس لئے اگر آپ سے کوئی غلطی ہو جائے تو بے کار کی صفائیاں دینے کے بجائے اسے تسلیم کیجئے اور معذرت کر لیجئے جلدی جان چھوٹ جائے گی۔ اپنی غلطیوں اور ناکامی کی ذمہ داری کو قبول نہ کرنا یا اس کا ذمہ دار دوسرے کو قرار دینا آپ کو مشکل میں ڈال سکتا ہے۔

12 دفتری ای میل، واٹس اپ، میسجز کے جوابات میں تاخیر نہ کیجئے: بہت سے اداروں میں chain system کے تحت کام ہوتا ہے اگر کوئی شخص اپنے کام میں غیر معمولی تاخیر کرے تو سب کا کام متاثر ہوتا ہے، اس لئے آفیشل ای میلز اور واٹس اپ وغیرہ کا جواب جلد دیجئے ورنہ مشہور ہے: **اَلْاِنْظَارُ اَشَدُّ مِنْ الْمَوْتِ** یعنی انتظار موت سے زیادہ سخت ہے۔ آپ کے تاخیری حربے یا لاپرواہی جواب کے منتظر ساتھیوں کو چڑچڑا بھی بنا سکتے ہیں اور ان تک یہ پیغام جاتا ہے کہ آپ انہیں اہم نہیں سمجھتے۔ اگر آپ کے پاس پیغامات کی بھرمار ہو تو بھی پروفیشنل ازم کا تقاضا ہے کہ کوئی منظم انداز اپنا کر اس لوڈ کو کم سے کم کیجئے۔ عاشقانِ رسول کی مدنی تحریک دعوتِ اسلامی کے بانی اور انٹرنیشنل اسلامک اسکالر شیخ طریقت امیر اہل سنت علامہ مولانا محمد الیاس عطار قادری کا بڑا پیار انداز ہے کہ کسی کے صوتی پیغام کا جواب ضروری ہو اور جواب بھی تیار ہو تو اسے جلدی بھجوانے کا انتظام کرتے ہیں اور اس کی وضاحت یوں کرتے ہیں کہ جو جواب آپ کو چند گھنٹے بعد بھیجنا ہے وہی جواب آپ جلدی بھج دیں گے تو پیغام دینے والے کا دل خوش ہو گا اور وہ انتظار کی زحمت سے بھی بچ جائے گا۔

13 توقعات پوری کیجئے: ہر ادارے کی اپنے ملازمین سے کچھ توقعات وابستہ ہوتی ہیں، ان توقعات کو پورا کرنے کی کوشش کیجئے بلکہ پورا کرنے کے بعد یہ بھی پوچھئے کہ میں آپ کے لئے مزید کیا کر سکتا

(دوسری اور آخری قسط)

کیریئر بہتر بنانے کے 30 طریقے

30 Methods to Improve Your Career

گزشتہ سے پیوستہ

اکاؤنٹ ہولڈر کے چیک پر دستخط اور ملک کے صدر کا کسی قانونی مسودے پر دستخط کر دینا برابر نہیں ہیں کیونکہ سادہ کاغذ پر دستخط سے کچھ نہیں ملے گا اور چیک بینک سے کیش کروایا جائے تو رقم ملے گی اور صدر کے دستخط سے وہ قانون پورے ملک میں نافذ ہو جائے گا۔ ان تینوں دستخطوں میں فرق ویلیو کا ہے، لہذا اپنی ویلیو میں اضافہ کیجئے۔ خدمات کا بدلہ صرف رقم ہی نہیں ویلیو بھی ہوتی ہے۔ ڈیوٹی سے بڑھ کر کچھ نہ کچھ اضافی کام کر دینے کی عادت بنائیں اس سے بھی ویلیو بڑھتی ہے مثلاً آپ سے گھاس کاٹنے کو کہا جائے تو فالتو جڑی بوٹیاں مفت میں تلف کر دیجئے۔ باس کی غیر موجودگی میں بھی اسی طرح محنت کیجئے جس طرح اس کی موجودگی میں کرتے ہیں۔ ویلیو بڑھانے کا ایک فائدہ یہ بھی ہو گا کہ ترقی دینے کا وقت آئے گا تو باس کا پہلا انتخاب آپ ہوں گے۔ غالباً 2003 کی بات ہے کہ ایک اسلامی بھائی جن کا نام مظفر تھا بطور خادم المدینۃ العلمیہ (اسلامک ریسرچ سینٹر) میں تشریف لائے لیکن پڑھے لکھے تھے اور باصلاحیت بھی! چنانچہ نگران مجلس المدینۃ العلمیہ (اسلامک ریسرچ سینٹر) رکن شوریٰ حاجی ابو ماجد محمد شاہد مدنی نے انہیں مالیات (مالی حساب کتاب) کا کام دیا جو انہوں نے بخوبی انجام دیا، پھر رکن شوریٰ نے ان کی صلاحیتوں کے مطابق دفتری کام لینا شروع کئے اور کئی معاملات میں اپنا اسسٹنٹ مقرر کر دیا اور المدینۃ العلمیہ کے مالیات کا ذمہ دار بھی انہی کو بنادیا، ترقی پانے کے بعد مظفر بھائی نے کئی سال المدینۃ العلمیہ میں خدمات انجام دیں پھر انہیں دعوت اسلامی کے ایک شعبے کا پاکستان سطح کا ذمہ دار مقرر کر دیا گیا۔

19 سازشی تھیوریوں پر یقین نہ کیجئے: بعض لوگوں کو یہ خوف

16 ویل ڈسپلنڈ بنئے: ڈسپلن (اصول و ضوابط) کی پابندی بہت اچھی خوبی ہے۔ دل نہ بھی چاہے تو ڈسپلن پر عمل کیجئے۔ وقت پر دفتر پہنچنا، وقت ختم ہونے سے پہلے نہ جانا، بریک ٹائم ختم ہوتے ہی کام شروع کر دینا، اپنی ٹیمیل کو بے ترتیبی سے بچا کر ان آڈر رکھنا، ڈیوٹی کے دوران گپ شپ، ذاتی کالز اور سوشل میڈیا پر مصروف ہونے سے پرہیز رکھنا، واش روم کے بہانے وقت ضائع نہ کرنا (برطانیہ کے 8 شہروں میں ہونے والی ایک تحقیق میں بتایا گیا کہ ملازمین ہاتھ روم میں روزانہ اوسطاً 28 منٹ گزارتے ہیں جو کمپنیوں کی کارکردگی کو بھی متاثر کرتا ہے)، دوران ڈیوٹی نماز پڑھنے میں اتنا ہی وقت صرف کرنا جتنا نماز کے لئے آنے جانے، وضو کرنے اور نماز پڑھنے میں لگتا ہے، نماز کے بہانے زیادہ دیر تک غائب نہ رہنا، آنے جانے کی حاضری لگانے میں سستی نہ کرنا، اپنا کارکردگی فارم پُر کرتے رہنا، اسی طرح ڈسپلن سے مجڑبی ہوئی دیگر باتوں کا خیال رکھنا آپ کے امپریشن کو مثبت بنائے گا۔ اگر آپ ویل ڈسپلنڈ نہیں ہو گئے تو ترقی میں سب سے بڑی رکاوٹ آپ خود ہوں گے۔

17 پینڈنگ کی عادت سے بچئے: باس یا افسران کی طرف سے آپ کو جو پراجیکٹ یا ٹاسک دیا جائے اسے مقررہ وقت میں مکمل کرنے کے لئے مسلسل لگن سے کام کیجئے۔ اسے آخری وقت تک پینڈنگ میں رکھنے سے آپ ذہنی دباؤ میں آجائیں گے اور وقت پر کام نہ ملنے کی وجہ سے آپ کا باس دیگر افراد کو بھی آپ پر انحصار نہ کرنے کا مشورہ دے گا۔ جہاں کام کرنے کی لگن نہ پائی جاتی ہو وہاں بات بات پر بہانے تراشنے یا ایجاد کرنے کا ”ہنر“ تیزی سے پروان چڑھتا ہے۔

18 ویلیو بڑھائیے: عام آدمی کا سادہ کاغذ پر دستخط کرنا، بینک

لگا رہتا ہے کہ کوئی میرے خلاف سازش کر کے مجھے ترقی سے محروم نہ کر دے یا نوکری ہی سے نہ نکلوا دے۔ ایسے لوگوں کا خوف مزید بڑھ جاتا ہے جب کوئی ان کو آکر بتاتا ہے کہ فلاں شخص تمہارے پیچھے لگا ہوا ہے یا افسران کو تمہاری شکایتیں پہنچا رہا ہے۔ ایسوں کو چاہئے کہ ہر کسی پر یقین کر کے پریشان نہ ہوں کہ جو آپ کے نصیب میں ہے اس سے نہ کم ملے گا نہ زیادہ۔ مزید یہ کہ خود بھی حسد سے بچئے اور کسی کے خلاف دفتری سازشوں کا حصہ نہ بنئے کیونکہ دوسرے کی ٹانگیں کاٹنے سے آپ کا قد بڑا نہیں ہو جائے گا۔ اسی طرح ڈیل ایجنٹ قسم کے لوگوں سے بچئے جو لگائی بھجائی کر کے لوگوں کو آپس میں لڑواتے ہیں۔ غیبت، تہمت اور بہتان کے بارے میں اسلامی تعلیمات پر عمل کریں گے تو بہت ساری پریشانیوں سے بچ جائیں گے، ان شاء اللہ۔

20 فیڈ بیک کو نظر انداز نہ کیجئے: فیڈ بیک (تاثرات) ہماری کارکردگی کو بہتر کرنے میں اہم کردار ادا کرتا ہے، اسے نظر انداز نہ کیجئے، بالخصوص جب فیڈ بیک آپ کے سینئر زیا باس کی طرف سے ہو۔ اگر نگران یا باس کہے کہ آپ اپنے کام کے معیار کو بہتر کریں تو ایسا ضرور کریں اگرچہ آپ کی نظر میں آپ کی کارکردگی بیسٹ کیوں نہ ہو! اگر آپ فیڈ بیک کو مسلسل نظر انداز کریں گے تو آپ کو ضدی، خود پسند اور مشکل شخصیت سمجھا جائے گا جس سے آپ کا امپریشن بگڑے گا بلکہ اگر آپ دوسری جگہ جاب کرنے جائیں گے تو وہ ادارہ بھی پچھلے ادارے کا فیڈ بیک لے سکتا ہے، اس لئے فیڈ بیک کی مدد سے خود کو بہتر کیجئے۔ دوسروں کے فیڈ بیک کے ساتھ ساتھ اپنی کارکردگی کا خود بھی تنقیدی جائزہ لیجئے، پھر جو خامیاں نظر آئیں ان پر قابو پائیے اور خوبیوں کو بڑھائیے۔ ایک نوجوان نے فیڈ بیک لینے کا بڑا انوکھا انداز اپنایا، آپ بھی پڑھئے: ایک نوجوان PCO میں داخل ہوا اور ایک نمبر ملایا، کال ملنے پر کہنے لگا کہ میں باغبانی کا کام کرتا ہوں، سر! آپ مجھے اپنے باغیچے کی صفائی ستھرائی اور دیکھ بھال کے لئے ملازم رکھ لیجئے، دوسری طرف سے جواب ملا: فی الحال تو ہمارے پاس اس کام کے لئے ایک ملازم موجود ہے۔ لڑکے نے اصرار کرتے ہوئے کہا: سر! میں آپ کا کام موجودہ ملازم سے آدھی تنخواہ پر کرنے کے لئے تیار ہوں۔ اُس شخص نے جواب دیا کہ میرا ملازم بہت اچھا کام کر رہا ہے میں کسی قیمت پر بھی

اُسے تبدیل نہیں کرنا چاہوں گا۔ اب لڑکا باقاعدہ منتوں پر اتر آیا اور عاجزی سے بولا: سر! میں باغیچے کے کام کے علاوہ آپ کے گھر کے سامنے والی گزرگاہ اور فٹ پاتھ کی بھی صفائی کروں گا اور آپ کے باغیچے کو شہر کا سب سے خوبصورت باغیچہ بنا دوں گا۔ اس بار بھی جواب نفی میں ملا۔ اس پر لڑکے نے فون بند کر دیا۔ PCO کے مالک نے اس کی گفتگو سُن لی تھی، اس نے لڑکے سے ہمدردی کرتے ہوئے کہا کوئی بات نہیں، دل چھوٹا نہ کرو، ان شاء اللہ تمہیں جلد نوکری مل جائے گی۔ لڑکا مسکرایا اور کہنے لگا کہ میں اسی شخص کے پاس نوکری کرتا ہوں میں تو صرف اس بات کو چیک کرنا چاہ رہا تھا کہ وہ میرے کام کے معیار سے کس حد مطمئن ہے؟

آپ ایک لمحے کے لئے سوچئے کہ اگر اس شخص کی جگہ آپ کا باس ہوتا اور اسے کوئی شخص آپ کی جگہ کام کرنے کی اس انداز میں پیش کش کرتا تو باس کا جواب نفی میں ہوتا یا۔۔؟ اپنی صلاحیتوں کی بدولت ادارے کی ایسی ضرورت بن جائیے کہ وہ آپ کی جگہ کسی اور کو رکھنے کا تصور بھی نہ کرے۔

21 اپنا کردار بہتر بنائیے: کامیابی میں شخصیت کا بڑا کردار ہوتا ہے، اپنے رب کو راضی کرنے کے لئے اسلام کے سکھائے ہوئے اخلاق و اوصاف اپنائیے۔ آپ کی شخصیت میں بہتری آئے گی اور آپ دفتر، گھر، بازار، اسکول، جامعہ، کالج ہر جگہ کامیاب رہیں گے۔ چہرے پر مسکراہٹ رکھنا، جذبہ ہمدردی، دوسروں کی بھلائی چاہنا، احترام مسلم، خوش لباس، صاف ستھرا رہنا، حسد، تکبر، بغض، غیبت، چغلی، تہمت سے بچ کر عاجزی، محبت مسلم اختیار کرنا آپ کی شخصیت کو چار چاند لگا دے گا۔ اس کے ساتھ ساتھ آپ کے اٹھنے بیٹھنے، چلنے پھرنے، کھانے پینے، بول چال کا انداز اسلام کی تعلیمات کے مطابق ہو گا تو آپ کی شخصیت میں نکھار آئے گا۔ امید دلائیے، مایوسی نہ پھیلائیے، صرف اپنے مفاد کو عزیز نہ رکھئے، پُرجوش رہئے، لوگ آپ کو پسند کرنے لگیں گے۔

22 راز دار بنئے: ہر ادارے کے کچھ نہ کچھ راز ہوتے ہیں جنہیں وہ عوام میں ظاہر کرنا پسند نہیں کرتے کیونکہ اس سے ادارے کا نقصان ہو سکتا ہے مثلاً ادارہ اپنی نئی مصنوعات مارکیٹ میں لانے کی تیاری کر رہا ہوتا ہے اگر ان کے مد مقابل کو اس کی سُن گن ہو جائے تو وہ پہل کر کے انہیں نقصان پہنچا سکتا ہے۔ ادارے کے ملازمین کو

چونکہ ان معلومات سے آگاہی ہوتی ہے تو ان کی ذمہ داری ہے کہ وہ ان معلومات کا کسی سے ہرگز تبادلہ نہ کریں کیونکہ یہ معلومات بھی ادارے کی امانت ہیں۔

23 مہارت میں اضافہ کیجئے: چاب ملنے پر آپ کا سفر ختم نہیں بلکہ شروع ہوا ہے کیونکہ آپ کو ترقی کی بلندیوں تک پہنچنا ہے۔ کہا جاتا ہے: To earn more learn more یعنی زیادہ کمانے کے لئے زیادہ سیکھئے۔ کم قیمت پر بڑی کامیابی نہیں ملتی۔ شاید اسی لئے کچھ لوگ ایسے بھی ہوتے ہیں جو ترقی کرنا ہی نہیں چاہتے کیونکہ اس کے لئے محنت کرنا پڑتی ہے اس کے نتیجے میں وہ ترقی کے فوائد سے بھی محروم رہتے ہیں، جس پوسٹ پر نوکری شروع کرتے ہیں 10 سال بعد بھی وہیں دکھائی دیتے ہیں جبکہ ان کے ساتھی کہیں کے کہیں پہنچ چکے ہوتے ہیں بہر حال اگر آپ ترقی چاہتے ہیں تو اپنی مہارت میں اضافہ کیجئے مثلاً اگر آپ آئس کریم بنانے کا کام کرتے ہیں تو ایسے ماہر بنئے کہ پورے شہر میں آپ جیسی بہترین آئس کریم بنانے والا کوئی نہ ہو۔ اس کے لئے اپنے کام کی تفصیلات کا علم بڑھائیے۔ جو کام آپ کرتے ہیں، اس کے لئے معلومات اکٹھی کیجئے کہ دنیا میں اس حوالے سے کیا پروگریس ہو رہی ہے؟ آئیڈیاز کی دنیا بڑی وسیع ہے، انٹرنیٹ کے ذریعے کم وقت میں دنیا جہان کی معلومات حاصل کی جاسکتی ہیں۔ کتابیں پڑھئے، اپنا مشاہدہ اور تجربہ بڑھائیے۔ اپنی فیلڈ کے ماہر افراد کے ساتھ اٹھے بیٹھے، ان کے ساتھ تبادلہ خیال کیجئے۔ سیکھنے کا سفر جاری رکھئے، اس کے لئے بولنے کم اور سننے زیادہ کیونکہ انسان بولنے سے نہیں سننے سے زیادہ سیکھتا ہے۔ یہ بھی ذہن میں رہے کہ ہر انسان ہر فیلڈ میں ماہر نہیں ہو سکتا کہ ماہر پائلٹ ٹرین چلانے کا بھی ماہر ہو پھر وہ کمپیوٹر پروگرامنگ کا بھی ماہر ہو، اس لئے اسی کام میں آگے بڑھئے جو آپ کو آتا ہو یا آپ سیکھ سکتے ہوں، ہر فن مولا بننے کی کوشش نہ کیجئے، رُوسی کہاوت ہے کہ اگر آپ تین خرگوشوں کو ایک ساتھ پکڑنے کی کوشش کریں گے تو کسی کو نہیں پکڑ پائیں گے۔

24 تبدیلی کو ترقی کی سیڑھی سمجھئے: اگر آفس میں آپ کے کام کی نوعیت بدل دی جائے یا آپ کو چند افراد پر نگران بنا دیا جائے یا کسی کے ماتحت کر دیا جائے تو گھبرائیں نہیں بلکہ نئی ذمہ داریوں کو اچھی طرح ادا کر کے یہ ثابت کریں کہ آپ باصلاحیت ہیں۔ بعض

لوگ تبدیلی سے ڈر جاتے ہیں آپ ان میں شامل نہ ہوں، ایک صاحب کو دفتر نے پر موشن دی تو ان کے ہاتھ پاؤں پھول گئے۔ ان کے چہرے سے پریشانی جھلک رہی تھی۔ وہ بُرا سامنہ بنا کر کہنے لگے۔ ”یار! اچھا بھلا ایک طرف بیٹھا نوکری کر رہا تھا، اب سیکشن انچارج بنا دیا گیا ہوں، اپنا بھی خیال رکھنا پڑے گا اور دوسروں کا بھی!“

25 گھر کی ٹینشن دفتر میں نہ لائیے: گھر ہر انسان کی زندگی کا اہم ترین حصہ ہے، گھر یلو پریشانیوں کے نہیں ہوتیں لیکن اچھی بات یہ ہے کہ گھر کی ٹینشن آفس نہ لائی جائے۔ آپ ذرا سی بات پر اپنے ساتھیوں سے اُلجھ پڑیں گے یا کام میں آپ کا جی نہیں لگے گا جس سے آپ کی کارکردگی پر منفی اثر پڑے گا جو مزید پریشانی کا سبب بن سکتا ہے۔

26 صحت کا بھی خیال رکھیں: آپ کی جاب کا تعلق آپ کی صحت سے بھی ہے کہ آئے روز آپ بیماری کی وجہ سے چھٹیاں کریں گے یا ہر دوسرے دن لیٹ آفس پہنچیں گے تو ادارہ دوسرا ملازم رکھنے کی بھی سوچ سکتا ہے۔ اس لئے اپنی صحت کا خیال رکھئے۔ اس کے لئے اپنی کمائی میں سے خود پر بھی خرچ کیجئے اور صحت بخش خوراک مثلاً گوشت، مچھلی، دودھ، پھل، ڈرائی فوڈ وغیرہ کھانے کا معمول بنائیے۔ روغنی کھانے کھانا، غیر معیاری مشروبات پینا، نیند پوری نہ کرنا، واک نہ کرنا، سگریٹ اور پان کنکے کی عادت وغیرہ صحت کے لئے اچھی نہیں ہے۔

27 اپنے ذاتی مسائل دفتر سے باہر حل کیجئے: گھر میں بجلی پانی گیس وغیرہ کے مسائل ہوتے رہتے ہیں، کبھی بانیک وغیرہ بھی خراب ہو جاتی ہے، کسی کو ڈاکٹر کے پاس بھی لے جانا پڑ جاتا ہے، گویا ”ڈیوٹی کے علاوہ بھی کام ہیں زمانے میں۔“ لیکن پر اہلم اس وقت ہوتی ہے جب لوگ ڈیوٹی کے دوران اپنے ذاتی کام نمٹانے کے لئے چلے جاتے ہیں، جس سے آفس کے کام کا بھی حرج ہوتا ہے اور ان کا امپریشن بھی بگڑتا ہے۔ ادارے نے پروفیشنل کاموں کے لئے جاب دی ہے نہ کہ آپ کے ذاتی کاموں کے لئے! اس لئے جہاں تک ممکن ہو سکے اس طرح کے کام ڈیوٹی ٹائم ختم ہونے کے بعد کر لئے جائیں۔ پلہر، الیکٹریشن، مکینک اور ڈاکٹر وغیرہ شام کے وقت بھی مل جاتے ہیں، ہفتہ وار چھٹی کے دن بھی بہت سے کام مکمل کئے جاسکتے ہیں۔

28 تنخواہ کے معاملے پر جذباتی نہ بنئے: تنخواہ ایسی چیز ہے جس پر گفتگو ہر ملازم کے لئے دلچسپی کا سبب ہوتی ہے۔ اکثریت کا رونا پیہی ہوتا ہے کہ ان کی تنخواہ کم ہے اور ملازمین عموماً اس انتظار میں رہتے ہیں کہ کسی طرح ان کی تنخواہ میں اضافہ ہو جائے! ان میں سے کچھ کو آمدنی اور اخراجات میں توازن نہ ہونے کی پرالم ہوئی ہے اور کچھ اپنی سہولیات میں اضافے کے لئے تنخواہ میں اضافہ چاہتے ہیں۔ ایک بنیادی بات ہم سب کو پیش نظر رکھنی چاہئے پہلے ہم نے ادارے کو منتخب کیا پھر ادارے نے ہمیں منتخب کیا اور تنخواہ وغیرہ کے معاملات ایگریمنٹ (معاہدے) میں شامل ہوتے ہیں، ایسی صورت میں ناشکرے بن کر تنخواہ کی کمی کا رونا نہ روئیں۔ ہاں! یہ ضرور دیکھا جاسکتا ہے کہ ادارہ ہم سے جو کام لے رہا ہے اس کے مطابق تنخواہ دے رہا ہے تو اضافے کا مطالبہ اچھی بات نہیں اور اگر کم تنخواہ دے کر کام زیادہ لے رہا ہے تو مہذب انداز میں بات کی جاسکتی ہے۔ مزید یہ کہ بعض اداروں میں تنخواہ میں ضرورتاً اضافے کا طریقہ کار بنا ہوتا ہے اس کے مطابق درخواست دی جاسکتی ہے۔ اگر آپ کے ادارے میں ایسا کوئی نظام نہیں ہے پھر بھی اگر آپ زیادہ تنخواہ چاہتے ہیں تو اس کے مطابق وقت زیادہ دے دیجئے یا اپنی مہارت بڑھالیجئے۔

29 نوکری چھوڑنے میں جلد بازی نہ کیجئے: آپ کو کئی لوگ ایسے بھی ملیں گے جو ایک جگہ تک کر جا کر نہیں کرتے، ذرا سی بات پر نوکری چھوڑ دیتے ہیں۔ دفتری ساتھی سے چھوٹا موٹا جھگڑا ہو گیا تو استعفیٰ، باس نے کسی غلطی پر ڈانٹ دیا تو استعفیٰ، کسی اور کی تنخواہ بڑھ گئی لیکن اس کی تنخواہ میں اضافہ نہیں کیا تو استعفیٰ، ادارے والوں نے چھٹیاں نہیں دیں تو استعفیٰ، ایسے لوگ بڑے فخر سے لوگوں کو جتاتے ہیں کہ میں تو اپنا استعفیٰ جیب میں ڈال کر گھومتا ہوں۔ اپنی اسی عادت کی وجہ سے وہ اس حال تک پہنچ جاتے ہیں کہ کوئی ادارہ ان کے پچھلے ریکارڈ کو دیکھتے ہوئے جا ب دینے کا رسک نہیں لیتا۔ ایسے لوگوں کو بے روزگاروں کے حالات دیکھ کر قدر نعمت کرنی چاہئے۔

30 جا ب سے نکال دیا جائے تو! کچھ لوگ ایسے ہوتے ہیں جن کو جا ب سے نکال دیا جاتا ہے، یہ کیسا دل توڑ دینے والا تجربہ ہوتا ہے بتانے کی حاجت نہیں۔ ایسوں کو ہمت رکھنی چاہئے کہ دنیا ابھی ختم نہیں ہوئی، ایک در بند ہوتا ہے تو سو دروازے کھل جاتے ہیں، اللہ پر توکل رکھیں اور نئی نوکری تلاش کرنے میں دیر نہ کریں ورنہ

پریشانی بڑھ جائے گی۔

جدائی کا انداز کیسا ہو؟ بہر حال جا ب خود چھوڑیں یا آپ سے معذرت کی جائے دونوں صورتوں میں رخصت ہونے کا انداز مہذب ہونا چاہئے کہ زندگی دوبارہ بھی آپ کو ملا سکتی ہے۔ اگر آپ لڑ جھگڑ کر دوبارہ باس یا افسران کی شکل نہ دیکھنے کا دعویٰ کر کے غصیلے انداز میں رخصت ہوں گے تو دوبارہ وہیں جا ب پر مجبور ہونے کی صورت میں شرمندگی ہوگی۔

سوچ سمجھ کر فیصلہ تبدیل کیجئے: اسی طرح بعضوں کی اچھی خاصی جا ب ہوتی ہے لیکن انہیں کوئی سمجھا دیتا ہے کہ نوکری میں کیا رکھا ہے! بزنس کرو بہت ترقی کرو گے۔ اس میں بظاہر کوئی برائی نہیں ہے ہو سکتا ہے کاروبار میں آپ کو زیادہ کامیابی ملے لیکن صرف یہ دیکھ لیجئے کہ آپ کاروباری تقاضوں پر پورے اتر سکتے ہیں؟ کسی شخص نے پُرانے کاروباری سے پوچھا: کیا میں کاروبار کرنے کا اہل ہوں، کاروباری نے جواب دیا: ہاں! اگر آپ 12 میں سے 8 گھنٹے مسکرا سکتے ہیں۔ اسی طرح اگر آپ سے ایک باس برداشت نہیں ہوتا تو کیا آپ درجنوں سینکڑوں باس برداشت کر پائیں گے؟ کیونکہ کاروبار میں ہر کسٹمر گویا باس کے انداز میں بات کرتا ہے کہ تمہارے مال میں یہ خرابی ہے، قیمت زیادہ ہے، بہت پُرانا ہے وغیرہ وغیرہ، اگر آپ اکڑ دکھائیں گے تو وہ کہیں اور سے سامان لے لے گا۔ کامیاب کاروباری وہی بن سکتا ہے جو کسٹمر کے نخرے اور مارکیٹ کا اتار چڑھاؤ برداشت کر سکتا ہو۔ اسی طرح آپ کا مزاج ہی ملازمت والا ہے اور کاروباری مہارت آپ میں نہیں ہے تو ناکامی کا چانس زیادہ ہے کیونکہ ضروری نہیں ایک فیصلہ میں کامیاب ہونے والا دوسری فیصلہ میں بھی کامیابی کے جھنڈے گاڑ دے کیونکہ مچھلی پانی میں تیرنے اور باز فضا میں اڑنے کا ماہر ہوتا ہے۔ پھر بھی آپ تجربہ کرنا چاہتے ہیں تو ضرور کیجئے لیکن فائدے کے ساتھ نقصان برداشت کرنے کی ہمت بھی جمع رکھئے۔ اللہ کریم ہمیں رزقِ حلال کمانے اور کھانے کی توفیق عطا فرمائے، آمین۔

نوٹ: کمائی کے حوالے سے شرعی احکامات جاننے کے لئے انٹرنیشنل مذہبی اسکالر حضرت علامہ محمد الیاس قادری دامت برکاتہم العالیہ کا شاندار رسالہ ”حلال طریقے سے کمانے کے 50 مدنی پھول“ (مطبوعہ مکتبۃ المدینہ) ضرور مطالعہ کیجئے۔

(Learn to value others)



دوسروں کی قدر کرنا سیکھئے

سمجھا جاسکتا ہے۔ زندگی کی گاڑی مشترکہ کاوشوں (Mutual efforts) کے پہیوں پر چلتی ہے مگر ہمیں اس کا ادراک نہیں ہوتا مثلاً خاکروب (Sweeper)، چوکیدار، ڈرائیور، گھر میں کام کرنے والی ماسی، بیٹا بیٹی، ماں باپ، بہن بھائی، بجلی گیس کے محکموں کے لوگ ہماری زندگی کی ضروریات پوری کرتے ہیں، ہمیں سہولیات فراہم کرتے ہیں۔ بالفرض ایک ہفتے گلی میں صفائی کرنے والا نہ آئے تو صفائی کا کیا حال ہوگا! اندازہ لگانا زیادہ مشکل نہیں۔ نعمت کی قدر اس کے جانے کے بعد ہوتی ہے، اس لئے ہمیں اپنی زندگی میں شامل لوگوں کی نہ صرف قدر کرنی چاہئے بلکہ وقتاً فوقتاً حوصلہ افزائی کر کے انہیں قدر دانی کا احساس بھی دلانا چاہئے۔ ”امی! آپ کتنی اچھی ہیں کہ اپنی راتوں کی نیند اور دن کا چین قربان کر کے ہم بہن بھائیوں کے کھانے پینے، کپڑوں اور دیگر ضروریات کا خیال رکھتی ہیں“، ”ابو! آپ خون پسینہ ایک کر کے ہم بہن بھائیوں کے اخراجات پورے کرتے ہیں، مجھے آپ سے محبت ہے (I love you!)“ اس طرح کے جملے (جبکہ سچے ہوں) بولنے سے آپ کا جائے گا کچھ نہیں لیکن سامنے والے کا دل بڑا ہو جائے گا، کبھی آزما کر دیکھئے!

ناقدری کا رونا یہ بھی کڑوی حقیقت ہے کہ ہمارے معاشرے میں عام طور پر شوہر بیوی سے اور بیوی اپنے شوہر سے ناقدری کی شاکی (Complainer) ہے، اسی طرح ماں باپ اور اولاد، ساس اور بہو، استاذ اور شاگرد، سیٹھ اور ملازم، دکاندار اور خریدار! اپنی اپنی ناقدری (Inappreciation) کا رونا

آج جو توں پر پالش ٹھیک سے نہیں ہوئی تھی، یہ دیکھ کر شوہر کا موڈ خراب ہو گیا، بیوی سے کہنے لگا: اتنا سا کام بھی ڈھنگ سے نہیں کر سکتیں، آخر تم سارا دن کرتی کیا ہو! پھر آفس روانہ ہو گیا۔ شام پانچ بجے جب وہ تھکا ہارا گھر پہنچا تو دیکھا کہ اس کے بچے گھر کے سامنے میلے کچیلے کپڑوں میں کھیل رہے ہیں، گھر میں داخل ہوا تو عجیب منظر تھا، کپڑے، کھلونے اور جوتے ادھر ادھر بکھرے پڑے تھے، ناشتے کے برتن ابھی تک وہیں تھے جہاں صبح تھے، رات کے برتن سنک (Sink) میں پڑے ڈھلنے کا انتظار کر رہے تھے، فریج کے دروازے پر آلودہ ہاتھوں کے نشانات تھے، گھر کے فرش پر جھاڑو نہ لگنے کی وجہ سے گرد (Dust) تھی، یہ منظر دیکھ کر شوہر کو گھبراہٹ سی ہونے لگی اور وہ دل ہی دل میں دعا مانگنے لگا: ”یا اللہ خیر!“ تیزی سے سیڑھیاں چڑھ کر ہانپتے کانتے جب وہ بیڈروم میں پہنچا تو دیکھا کہ اس کی بیوی بستر پر بیٹھی کوئی کتاب پڑھ رہی تھی، آہٹ پا کر کتاب رکھی اور شوہر کے استقبال کے لئے مسکراتی ہوئی اٹھ کھڑی ہوئی، شوہر نے فوراً پوچھا: میں تو ڈر ہی گیا تھا، آج گھر کی کیا حالت بنا رکھی ہے؟ سب کچھ درہم برہم ہے! بیوی نے نرمی سے جواب دیا: آپ ہی نے تو کہا تھا کہ آخر میں سارا دن کرتی کیا ہوں؟ تو میں نے سوچا کہ آج میں کچھ نہیں کروں گی، تاکہ آپ کو اپنے سوال کا جواب مل جائے۔

بیٹھے بیٹھے اسلامی بھائیو! ہماری راحتوں اور آسائشوں میں دوسروں کا کتنا کردار ہوتا ہے اس فرضی حکایت سے بخوبی

چند سوالات کبھی خود سے پوچھئے کہ کتنے لوگ تمنا کرتے ہوں گے کہ انہیں بھی ایسا گھر، گاڑی، موبائل وغیرہ مل جائے جیسا آپ کے پاس ہے، ایسی ملازمت، اُجرت، تجارت، صحت، عزت اور صحبت مل جائے جیسی آپ کے پاس ہے! اس طرح کے سوالات سے آپ کے دل میں اپنی چیزوں کی قدر محسوس ہونے لگے گی، اِنْ شَاءَ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ۔ نعمتوں کی قدر دانی کا مزید ذہن بنانے کے لئے یہ حکایت پڑھئے:

اگر تمہیں گدھا بنا دیا جاتا! ایک آدمی چلتے چلتے بہت تھک گیا اور راستے میں بیٹھ کر رونے لگا کہ مجھ سے بڑھ کر کون مسکین ہو گا جس کے پاس سواری بھی نہیں۔ ایک دانانے سُن کر کہا: نادان! کیوں ناقدری کرتا ہے! ٹھیک ہے تیرے پاس سواری نہیں لیکن شکر کر اللہ پاک نے تجھے گدھا بھی تو نہیں بنایا کہ لوگ تجھ پر سواری بھی کریں اور اپنا سامان بھی لادیں۔ بہر حال ہمیں چاہئے کہ ہم رشتوں، نعمتوں، مشوروں، تجربوں، علم، وقت، روزگار کی قدر کرنا سیکھیں اور شکر گزار بندوں میں شمار ہو جائیں۔ اللہ پاک ہمارا حامی و ناصر ہو۔

اٰمِيْنَ بِجَاہِ النَّبِيِّ الْاَمِيْنِ صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ



حافظہ مضبوط کرنے کا نسخہ

ایک پاؤ گُل قند میں 50 گرام ایرانی بادام کوٹ کر شامل کر کے رکھ لیجئے اور روزانہ صبح دودھ کے ساتھ دو چمچ استعمال کیجئے اِنْ شَاءَ اللّٰهُ حافظہ مضبوط ہو گا۔

(دودھ پیتا مدنی ما، ص 37)

نوٹ: یہ علاج اپنے طیب (ڈاکٹر) کے مشورے سے کیجئے۔

روتے ہیں، الغرض کریڈٹ لینے کو سب تیار ہیں، دینا کسی کسی کو آتا ہے۔ اپنی ناقدری کا احساس بعض اوقات اتنا بڑھ جاتا ہے کہ انسان کو اپنی ناک سے آگے دکھائی ہی نہیں دیتا اور وہ گھریلو، کاروباری یا تعلیمی سطح (Level) پر مفید کردار ادا کرنے میں ناکام رہتا ہے! یاد رکھئے اگر آپ میں صلاحیت (Ability) ہے تو آج یا کل اس کے قدر دان ضرور ملیں گے کیونکہ سوکا نوٹ نیا ہو یا پرانا! کڑک ہو یا مڑا تڑا! اس کی ویلیو سو روپے ہی رہتی ہے کم یا زیادہ نہیں ہو جاتی، اور اگر آپ میں کسی چیز کی صلاحیت نہیں ہے تو خوش فہمی کے اثرات سے باہر آجائیے کہ گرد آسمان پر بھی چڑھ جائے اس کی قیمت نہیں بڑھتی اور سونا زمین میں بھی دفن ہو جائے تو اس کی قدر کم نہیں ہوتی۔ چنانچہ ”میری قدر کرو، میری اہمیت کو سمجھو“ کی تکرار کر کے ”اپنے منہ میاں مٹھو بننے“ کے بجائے اس پاس نظر دوڑائیے اور دوسروں کی قدر کرنا شروع کر دیجئے، لوگ بھی آپ کی قدر کرنے لگیں گے، مگر نیت صاف ہونا شرط ہے۔

کاش! ہم ان جیسے ہوتے 2 دوست جن کی مالی حالت

درمیانی تھی، آفس کے کسی فنکشن میں شرکت کے لئے فائیو اسٹار ہوٹل پہنچے تو وہاں پر لوگوں کو عیش کرتے دیکھ کر ایک دوست بولا: ہم ان جیسے کیوں نہیں! دوسرا دوست تھوڑا سمجھدار تھا، وہ فنکشن کے بعد اسے قریب ہی واقع معذور لوگوں کے سینٹر میں لے گیا، وہاں کسی کا ہاتھ نہیں تھا تو کسی کی ٹانگ نہیں تھی، کوئی بولنے سے معذور تھا تو کوئی سننے سے محروم اور کسی کو دکھائی نہیں دیتا تھا، وہاں اس نے اپنے دوست سے کہا: خدا کا شکر کرو کہ تم ان جیسے نہیں ہو۔

نیچے والوں کو دیکھو اللہ پاک کے آخری نبی صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ کا فرمانِ عالیشان ہے: اپنے سے نیچے والوں کو دیکھو، اوپر والوں کو نہ دیکھو پس تمہارے لئے یہی بہتر ہے کہ کہیں اللہ عَزَّوَجَلَّ کی نعمتوں کو خود سے دور نہ کر بیٹھو۔

(مجم اوسط، 2/18، حدیث: 2343)

Changing Process

تبدیلی کا سفر

میں آتی ہیں جو مثبت (Positive) بھی ہو سکتی ہیں اور منفی (Negative) بھی جیسے من پسند (Favorite) چیز ملنے پر خوش ہونا، ناپسند باتوں پر غصہ آنا، کسی سے نفرت یا محبت رکھنا، کسی کو فائدہ یا نقصان پہنچانا، کسی کی بات ماننا یا ماننے سے انکار کر دینا، کسی کو عزت دینا یا اس کی بے عزتی کر دینا، کسی کو اپنے سے بہتر یا حقیر جاننا، کسی کو نعمت ملنے پر خوش ہونا یا جلنا کڑھنا، وغیرہ۔

پھر جیسے جیسے انسان بڑا ہوتا ہے اپنی خوبیوں کو بڑھانا اور خامیوں پر قابو پانا اس کے ہاتھ میں ہوتا ہے۔ اس مرحلے (Stage) پر اگر وہ اپنا سفر مثبت سمت (Positive Direction) میں کرتا ہے تو دنیا و آخرت میں کامیابی (Success) اس کا مقدر ہوتی ہے اور جو بد نصیب اپنے کردار پر منفی اوصاف غالب (Dominate) کر لیتا ہے تو ناکامی (Failure) اس کے سامنے کھڑی ہوتی ہے۔ مرد ہو یا عورت! جوان ہو یا بوڑھا! ہم سب کو اپنی منفی عادتوں سے چھٹکارا پانے کی کوشش کرنی چاہئے۔ اس کے لئے ان مدنی پھولوں پر عمل بہت مفید ہے: 1 خود کو بدلنے کیلئے ذہنی طور پر (Mentally) تیار ہو جائیے کیونکہ جب تک آپ کا ذہن (Mind) نہیں بنے گا دوسرا کتنی ہی کوشش کر لے کامیابی (Success) نہیں ملے گی اور جس دن آپ نے اپنی اصلاح (Reformation) کی ٹھان لی تو راستے کی ساری رکاوٹیں دور ہوتی چلی جائیں گی، اِنْ شَاءَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ 2 اپنے خالق و مالک عَزَّ وَجَلَّ

ایک شخص نے 20 سال عبادت و ریاضت میں گزارے، پھر اس میں منفی تبدیلی (Negative change) آئی اور وہ گناہوں کے راستے پر چل نکلا یہاں تک کہ 20 سال گزر گئے، ایک دن آئینہ دیکھ رہا تھا کہ اسے اپنی داڑھی میں سفید بال دکھائی دیئے، اس کے دل پر چوٹ لگی، دوبارہ نیکیوں کے راستے پر چلنے کا سوچ کر اللہ پاک سے عرض کی: یارب کریم! میں نے 20 سال تک تیری عبادت کی پھر 20 سال تک تیری نافرمانی کی، اگر اب میں تیری طرف آؤں تو کیا میری توبہ قبول ہوگی؟ اس نے ایک آواز سنی: تم نے ہم سے محبت کی ہم نے تم سے محبت کی، پھر تُو نے ہمیں چھوڑ دیا اور ہم نے بھی تجھے چھوڑ دیا تُو نے ہماری نافرمانی کی اور ہم نے تجھے مہلت دی اور اگر تُو توبہ کر کے ہماری طرف آئے گا تو ہم تیری توبہ قبول کریں گے۔

(مکاشفۃ القلوب، ص 62 ماخوذاً)

میرے نوجوان اسلامی بھائیو! تبدیلی کا سفر انسان کی پیدائش سے لے کر موت تک جاری رہتا ہے۔ کچھ تبدیلیاں اس کے جسم میں آتی ہیں مثلاً پیدا ہونے کے بعد اس کی خوراک دودھ ہوتی ہے پھر کچھ عرصے بعد نرم غذائیں کھانا شروع کر دیتا ہے، پہلے گھٹنوں کے بل پھر اپنے پاؤں پر چلنے لگتا ہے، پہلے مختلف آوازیں نکالتا ہے پھر رفتہ رفتہ بولنا سیکھ جاتا ہے وغیرہ، جبکہ کچھ تبدیلیاں اس کے اوصاف و کردار (Character)

ذریعہ ہے، کئی مدنی سلطان صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اچھے اور بُرے مصاحب (Companion) کی مثال مُشک (Fragrance) اُٹھانے والے اور بھٹی (Furnace) جھونکنے والے کی طرح ہے، کستوری (مشک) اُٹھانے والا تمہیں تحفہ دے گا یا تم اس سے خریدو گے یا تمہیں اس سے عمدہ خوشبو آئے گی، جبکہ بھٹی جھونکنے والا یا تمہارے کپڑے جلائے گا یا تمہیں اس سے ناگوار بو آئے گی۔ (مسلم، ص 1084، حدیث 6692) 6 کامیابی کیلئے استقامت (Steadiness) بہت ضروری ہے، اپنے سفر کو مثبت جانب جاری رکھئے، اِنْ شَاءَ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ منزل مل ہی جائیگی۔

بیٹھے بیٹھے اسلامی بھائیو! دعوتِ اسلامی کا مدنی ماحول کھلی کتاب کی طرح ہے، دنیا بھر کے لاکھوں اسلامی بھائیوں اور اسلامی بہنوں نے اس مدنی ماحول کو اپنایا اور اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ عَزَّوَجَلَّ مثبت تبدیلی (Positive Change) کا سفر جاری رکھے ہوئے ہیں، آپ بھی دعوتِ اسلامی سے وابستہ (Attach) ہو جائیئے۔

کی بارگاہ میں توبہ کیجئے اور اپنے چھوٹے بڑے گناہوں پر یوں شرمسار ہو جائیئے کہ میں نے اپنے اللہ پاک کی نافرمانی کی ہے اور آئندہ کے لئے ان گناہوں سے بچنے کا پختہ ارادہ کر لیں، اس عمل سے آپ کو ایسا لگے گا جیسے دل و دماغ سے بہت بڑا بوجھ اتر گیا ہو 3 کسی بھی چیز کے اچھے یا بُرے ہونے کا مدار شریعت کی تعلیمات ہیں، اس کی تفصیل جاننے کے لئے علمِ دین سیکھنا بہت ضروری ہے چنانچہ علمائے اہل سنت کی صحبت، مطالعہ کی عادت اور مفتیانِ کرام سے شرعی مسائل دریافت کرنا اپنا معمول (Routine) بنالیجئے 4 جس بات کی بُرائی کا علم ہو جائے اسے اپنے اندر تلاش (Search) کیجئے اگر موجود ہو تو اس سے چھٹکارا حاصل کرنے کی کوشش کیجئے کیونکہ اندھیرے سے نجات تبھی ملے گی جب روشنی ہوگی 5 جس طرح پانی اور روشنی کا ذریعہ (Source) ہوتا ہے اسی طرح تبدیلی کا بھی ذریعہ ہوتا ہے، اچھی صحبت (Good Company) اس کے لئے بہترین

عیادتِ مریض، کیفیتِ نزع، احکامِ میت، غسل، کفن، جنازہ اور تدفین کے احکامات

تجہیز و تکفین موبائل ایپلی کیشن

Muslim's Funeral Application

(With 3D Animation)

اس ایپ کے ذریعے آپ سیکھ سکیں گے:

- ❖ موت کی علامات پائی جائیں تو کیا کرنا چاہئے؟
- ❖ روح نکلنے کے بعد کیا کرنا چاہئے؟
- ❖ میت کو غسل دینے، کفن تیار کرنے اور پہنانے کا مکمل طریقہ
- ❖ نمازِ جنازہ کا مکمل طریقہ
- ❖ جنازے کو کدھادینے کے احکامات
- ❖ میت کی تدفین کا مکمل طریقہ

خود بھی ڈاؤنلوڈ کیجئے اور دوسروں کو بھی ترغیب دلائیئے۔

www.dawateislami.net/downloads

I . T . D E P A R T M E N T

GET IT ON
Google Play

ابھس جواں تم ہو

گناہوں سے بچنے والے ہوتے ہیں۔ اگر کبھی نفس و شیطان کے بہکانے سے گناہوں میں مبتلا ہو بھی جائیں تو جلد ہی توبہ کر کے جنت میں لے جانے والے راستے پر چلنے لگتے ہیں، ایسے نوجوانوں کی تعداد بہت کم ہوتی ہے۔ ② دوسری قسم ان نوجوانوں کی ہے جن کی نظروں میں دنیا ہی سب کچھ ہے، جہانِ آخرت کی آبادی یا بربادی کی انہیں کوئی پروا نہیں ہوتی، ان کے نزدیک ”جوانی دیوانی اور مستانی ہوتی ہے“، چنانچہ انٹرٹینمنٹ (Entertainment) کے نام پر فلمیں ڈرامے دیکھنا، میوزک سننا، اُلٹے سیدھے کھیل کھیلنا، ناچنا گانا، عشق و محبت کے نام پر صنفِ مخالف کو ورغلا کر عظیمتیں برباد کرنا اور سوشل میڈیا پر طرح طرح کی گھٹیا حرکتیں کرنا ایسوں کا معمول ہوتا ہے! مارٹنٹائی، چوری چکاری، شراب خوری، جوبازی، بدنگاہی، بدکاری میں انہیں کوئی شرمندگی نہیں ہوتی، ان کا انداز زندگی زبانِ حال سے کہہ رہا ہوتا ہے کہ میری زندگی میری مرضی، میں جو چاہوں کھاؤں، جو چاہوں پہنوں، جو چاہوں بولوں، جو چاہوں دیکھوں، جو چاہوں سنوں، جہاں چاہوں جاؤں، جس کے پاس چاہوں بیٹھوں، جو چاہوں پڑھوں! اسی لئے وہ اپنی جوانی کی قوت و طاقت کو رب پاک کی نافرمانیوں میں صرف کرتے ہیں۔

دن لہو میں کھونا تجھے، شب صبح تک سونا تجھے
شرمِ نبی خوفِ خدا، یہ بھی نہیں وہ بھی نہیں
رزقِ خدا کھایا کیا، فرمانِ حق نالا کیا
شکرِ کرم ترسِ سزا، یہ بھی نہیں وہ بھی نہیں

(صداقِ بخشش، ص 111)

حضرت سیدنا ابو طیب طاہر طبری شافعی علیہ رحمۃ اللہ القوی 100 سال سے زائد عمر میں بھی ذہنی و جسمانی لحاظ سے تندرست اور توانا تھے۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے کسی نے صحت کا راز پوچھا تو ارشاد فرمایا: میں نے جوانی میں اپنی جسمانی صلاحیتوں کو گناہ سے محفوظ رکھا اور آج جب میں بوڑھا ہو گیا ہوں تو اللہ عَزَّوَجَلَّ نے انہیں میرے لئے باقی رکھا ہے۔

(مجموعہ رسائل ابن رجب، نورالافتاب، 3/100 طحطا)

بچپن، جوانی اور بڑھاپا انسان کی زندگی کے تین حصے ہیں، ابتدائی زمانے کو بچپن، آخری دور کو بڑھاپا جبکہ ان کی درمیانی مدت کو جوانی کہا جاتا ہے۔ بچپن میں بدن کا گوشت اور ہڈیاں مضبوطی کی طرف بڑھتی ہیں اور آٹھ دس سال کا عرصہ چلنا، بولنا، کھانا، پڑھنا وغیرہ سیکھنے اور کھیل کود میں گزر جاتا ہے اور بڑھاپے میں بدن کمزور ہونے لگتا ہے، یوں اس کا کچھ حصہ بیماریوں میں گزر جاتا ہے اور باقی حصہ لڑکھڑا کر چلنے، کانپتی آواز میں بولنے، اونچا سننے، ڈھنڈلا دیکھنے اور دوسروں کی بات سمجھنے کی کوشش کرتے ہوئے گزرتا ہے، بڑھاپا طویل ہو یا مختصر موت پر ختم ہو جاتا ہے۔ رہی جوانی! تو اس میں بدن کی طاقت عروج پر ہوتی ہے، اُمٹگیں جوان ہوتی ہیں اور جذبے پُر جوش ہوتے ہیں۔ **دو قسم کے نوجوان** اس جوانی کو گزارنے والے نوجوان دو طرح کے ہوتے ہیں: ① جو اپنی جوانی کی توانائی (Energy) کو آخرت کی کامیابی کیلئے خرچ کرتے ہیں، چنانچہ وہ فرائض و واجبات کے پابند، نیکیاں کمانے کے شائق اور

جوانی کن کاموں میں گزاری؟ میرے نوجوان اسلامی بھائیو! میدانِ محشر میں کتابِ زندگی ہمارے سامنے کھلے گی اور ہمیں اپنے ہر فعل (کام) کا حساب دینا ہوگا، قیامت کے دن ایک سوال یہ بھی ہوگا کہ جوانی کن کاموں میں صرف کی؟

(ترمذی، 4/188، حدیث: 2424 ماخوذاً)

جوانی میں ”نہ کرنے کے کام“ کرنے والے سوچیں کہ وہ کس منہ سے جوانی کی بُری کارکردگی اپنے پاک رب کی بارگاہ میں بیان کریں گے! اس وقت شرمندگی اور حسرت کا کیا عالم ہوگا! رب تعالیٰ کی ناراضی داخلِ جہنم کروادے گی اور اس کی رضا جنت میں پہنچادے گی۔ رحمنِ عَزَّوَجَلَّ کا راستہ جنت کی طرف جبکہ نفس و شیطان کا راستہ جہنم میں جاتا ہے، عقل مندی یہی ہے کہ جنتی راستے کا انتخاب کیا جائے! ابھی زندگی باقی ہے، ہوش میں آئیے اور اپنے گناہوں سے ابھی توبہ کر لیجئے۔ خبردار! کہیں شیطان آپ کا یہ ذہن نہ بنا دے کہ ابھی عمر پڑی ہے، جوانی کے مزے لوٹ لو بڑھاپے میں توبہ کر لینا کیونکہ موت کسی وقت بھی آسکتی ہے، چاہے بچپن ہو یا جوانی! دنیا کے کسی قبرستان (Graveyard) کے باہر یہ نہیں لکھا ہوتا کہ یہ جگہ صرف بوڑھوں کے لئے مخصوص ہے۔

سچی توبہ کرنے والا نوجوان ایک نوجوان کسی بزرگ کے بیان میں شرکت کیا کرتا تھا۔ جب وہ بزرگ ”یَسْتَار“ کہتے تو نوجوان پر سُور کی عجیب کیفیت طاری ہو جاتی اور وہ نرم شاخ کی طرح ہلنے لگتا، لوگوں نے وجہ پوچھی تو بتایا کہ میں عورتوں کا لباس پہن کر شادی وغیرہ کی محافل میں جایا کرتا تھا اور عورتوں میں گھل مل کر بیٹھتا تھا۔ ایک بار ایک شہزادی کی شادی کے موقع پر بھی میں نے ایسا ہی کیا، اس دن بادشاہ کی بیٹی کا ہار گم ہو گیا، تمام دروازے بند کر دیئے گئے اور اعلان ہوا کہ باری باری سب عورتوں کی تلاشی لی جائے گی۔ تلاشی شروع ہوئی یہاں تک کہ ایک عورت اور میں باقی رہ گئے، اس وقت میں نے سچے دل سے مولائے کریم کی بارگاہ میں توبہ کی

اور نیت کی کہ اگر آج رُسوائی سے بچ گیا تو پھر کبھی ایسی حرکت نہیں کروں گا۔ جب اس عورت کی تلاشی لی گئی تو ہار برآمد ہو گیا اور میں تلاشی سے بچ گیا۔ اس دن کے بعد جب بھی میں اللہ کا اسمِ پاک ”سْتَار“ (یعنی پردہ پوشی کرنے والا) ”سنتا ہوں تو مجھے اپنا جرم اور اس پاک رب کی ستاری یاد آ جاتی ہے اور مجھ پر وہ کیفیت طاری ہو جاتی ہے جو تم دیکھتے ہو۔ (روض الریاحین ص 303)

میرے نوجوان اسلامی بھائیو! بڑھاپے سے پہلے جوانی کو غنیمت جاننے اور سچی توبہ کے بعد اپنے رب عَزَّوَجَلَّ کی عبادت میں مصروف ہو جائیے، فَرَضِ نَمَازِیْں پڑھئے، رَمَضان کے روزے رکھئے، فَرَضِ ہو جائے تو زکوٰۃ دیجئے، حج کیجئے، کھانے پینے، سونے جاگنے وغیرہ کی سنتوں پر عمل کیجئے، مختلف نیک کام کر کے ثواب کمائیے، گناہوں سے رُک جائیے، آپ کی جوانی میں حقیقی رونق آجائے گی، آخرت میں عرش کا سایہ نصیب ہوگا، اپنے خالق و مالکِ عَزَّوَجَلَّ کی محبت نصیب ہوگی، فرمانِ مصطفیٰ صَلَّی اللہُ تَعَالَى عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم ہے: اللہُ عَزَّوَجَلَّ اس نوجوان سے محبت فرماتا ہے جو اپنی جوانی کو اللہ عَزَّوَجَلَّ کی فرمانبرداری میں گزار دے۔ (حلیۃ الاولیاء، 5/394، رقم: 7496) جوانی میں انسان کے اعضاء مضبوط اور طاقتور ہوتے ہیں جس کی وجہ سے زیادہ عبادت کرنا ممکن ہوتا ہے جبکہ بڑھاپے میں کمزوری کی وجہ سے مسجد تک جانا بھی دشوار ہو جاتا ہے۔ بھوک پیاس کی شدت کو برداشت کرنے کی ہمت بھی نہیں رہتی، نفل تو کجا فَرَضِ روزہ بھی پورا کرنا بھاری پڑ جاتا ہے۔ حضرت سیدنا یوسف بن اسباط شیبانی رَحْمَةُ اللہِ تَعَالَى عَلَیْہِ فرمایا کرتے تھے: اے نوجوانو! بیماری سے پہلے صحت میں جلدی کرو، میں صرف اس شخص پر رَشک کرتا ہوں جو رُکوع و سُجود کو پورا کرتا ہے جبکہ میرے اور سجدے کے درمیان رکاوٹ پیدا ہو گئی ہے۔

(احیاء العلوم، 1/204)

ریاضت کے یہی دن ہیں، بڑھاپے میں کہاں ہمت

جو کچھ کرنا ہو اب کر لو، ابھی نُورِ حِیٰوِں تم ہو

(سامان بخشش، ص 104)

پریشانیوں کا سامنا کرنے کا ایک طریقہ

کیا، جب میں نے دیکھا کہ یہ پریشانی صرف 40 منٹ کی ہے اس کے بعد وہ مسافر اپنی راہ لے گا اور ہم اپنی! تو میں نے یہ چالیس منٹ گزارنے کے لئے خود کو کتاب پڑھنے میں مصروف کر لیا اور یوں ٹینشن سے قدرے بچا رہا۔

میرے نوجوان اسلامی بھائیو! اگر ہم بھی اس انداز کو اپنا لیں تو ٹینشن سے کافی حد تک نجات (Salvation) پاسکتے ہیں۔ خیال رہے پریشانیوں کی نوعیت کے مطابق ان کا دورانیہ مختلف ہو سکتا ہے۔ ”بانیک کی چابی نہیں مل رہی“، ”بانیک پتھر ہو گئی ہے“، ”بانیک چوری ہو گئی ہے“ ان تینوں پریشانیوں کی نوعیت مختلف ہے لہذا ان کی ایکسپاٹری ڈیٹ بھی مختلف ہوگی۔ اگر ہم اپنا یہ ذہن بنا لیں کہ یہ مشکل وقت بھی گزر جائے گا تو پریشانیوں کا سامنا کرنے میں زیادہ تکلیف نہیں ہوگی۔ اس کے برعکس اگر ہم پریشانی کو اپنے ذہن پر سوار کئے رکھیں گے تو سوائے ٹینشن بڑھنے کے کچھ حاصل نہیں ہوگا۔ ایک استاذ صاحب نے کلاس کے سامنے پانی کا گلاس اٹھایا اور پوچھا کہ اگر میں اسے دو منٹ اٹھائے رکھوں تو کیا ہوگا؟ طلبہ نے کہا: کچھ خاص نہیں ہوگا۔ ”اگر دو گھنٹے اٹھائے رکھوں تو؟“ استاذ نے پوچھا تو طلبہ کہنے لگے: آپ کے بازو میں درد ہونے لگے گا۔ استاذ صاحب نے پوچھا: اور یہی گلاس میں دو دن تک اٹھائے رکھوں تو؟ طلبہ فوراً بولے: آپ کا بازو اکڑ جائے گا۔ اب استاذ صاحب نے پوچھا: اب مجھے یہ بتاؤ، اس دوران گلاس کا پانی کم یا زیادہ ہوگا؟ طلبہ کا جواب تھا ”نہیں“۔ استاذ صاحب نے سمجھایا کہ مشکلات بھی اس گلاس کی مانند ہوتی ہیں اگر ہم ان کو اپنے ذہن پر سوار کئے رکھیں گے تو ہماری ٹینشن بڑھتی ہی چلی جائے گی اور ہمارے بدن کو بھی نقصان ہوگا حالانکہ اس سے مشکلات میں کمی نہیں آتی! اور اگر ہم انہیں اپنے ذہن سے جھٹک دیں تو کم از کم مزید پریشانی سے تو بچے رہیں گے۔

اللہ تعالیٰ ہمیں پریشانیوں سے نجات عطا فرمائے۔

اٰمِيْنَ بِجَاهِ النَّبِيِّ الْاَمِيْنَ صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ

انسانی زندگی ڈکھ سٹکھ کا مجموعہ ہے، انسان کبھی خوشی سے نہال ہوتا ہے تو کبھی پریشانی سے بدحال، لیکن یہ بھی حقیقت ہے کہ نہ خوشی ہمیشہ رہتی ہے نہ پریشانی! پھر کیا وجہ ہے انسان پریشانی میں اکثر اپنے ہوش و حواس کھو بیٹھتا ہے! شاید اس کا سبب یہ ہے کہ اس کی نظر صرف پریشانی پر ہوتی ہے، وہ یہ نہیں دیکھتا کہ ماضی میں کتنی پریشانیاں آئیں اور بالآخر چلی گئیں! دوسرے لفظوں میں یوں کہہ لیجئے کہ پریشانی کا ایک اختتامی وقت (End Time) ہوتا ہے مگر یہ پہلو ہماری نظر سے اوجھل رہتا ہے۔ اس بات کو ایک حکایت سے سمجھئے:

40 منٹ کی فلائٹ دو دوست جہاز کے سفر پر روانہ ہوئے تو ان کے درمیان والی سیٹ پر موٹے اور بھدے جسم کا ایک مسافر بیٹھ گیا جس کے منہ سے ناگوار بو بھی آرہی تھی۔ ایک دوست کھڑکی کی طرف سمٹ گیا اور سارے راستے شدید ٹینشن میں رہا، جب کہ اس کے برعکس دوسرے دوست نے اپنی پسندیدہ کتاب کھولی اور اسے پڑھنے میں مصروف ہو گیا، یہ کسی طرح بھی پریشان دکھائی نہیں دیتا تھا حالانکہ وہ موٹے مسافر کی وجہ سے آدھی سیٹ پر بیٹھا ہوا تھا۔ 40 منٹ بعد جب سفر ختم ہوا تو ٹینشن میں رہنے والے دوست نے دوسرے سے پوچھا کہ تم بڑے مزے سے کتاب پڑھ رہے تھے جیسے کسی لائبریری میں بیٹھے ہوئے ہو! کیا تمہیں اس مسافر کی وجہ سے پریشانی نہیں ہوئی! وہ کہنے لگا: شروع میں ہوئی تھی مگر میری عادت ہے کہ جب کوئی ٹینشن ہوتی ہے تو میں حساب لگا لیتا ہوں کہ اس کا دورانیہ (Duration) کتنا ہو سکتا ہے؟ یہی کام میں نے یہاں بھی

Life Style

انداز زندگی

ڈرائیور، نوکر چاکر اور پروٹوکول ان کی زندگی کا حصہ ہوتا ہے۔
گھر کو دیکھ کر روپڑے تابعی بزرگ حضرت سیدنا ابنِ مُطِيعِ عَلَيْهِ
 رَحْمَةُ السَّيِّمِ نے ایک دن اپنے بارونق گھر کو دیکھا تو خوش ہو گئے
 مگر پھر فوراً رونا شروع کر دیا اور فرمایا: ”اے خوبصورت مکان!
 اَللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ کی قسم! اگر موت نہ ہونی تو میں تجھ سے خوش ہوتا
 اور اگر آخر کار تنگ قبر میں نہ جانا ہوتا تو دنیا اور اس کی رنگینیوں
 سے میری آنکھیں ٹھنڈی ہوتیں۔“ یہ فرمانے کے بعد اس قدر
 روئے کہ ہچکیاں بندھ گئیں۔ (موسوعہ ابن ابی الدنیا، کتاب قصر الامل،
 362/3، رقم: 272) میرے نوجوان اسلامی بھائیو! آپ نے دیکھا
 کہ عمدہ مکان کے ہوتے ہوئے بھی ہمارے بزرگانِ دین فکرِ
 آخرت سے غافل نہیں ہوا کرتے تھے! جبکہ آج کا نوجوان
 دوسروں کو دیکھ کر اپنا لائف اسٹائل پلک جھپکتے میں آپ
 گریڈ کرنا چاہتا ہے لیکن فکرِ آخرت سے غافل دکھائی دیتا ہے۔
حساب انہی سے ہو گا کسی کا عمدہ رہن سہن دیکھ کر دل چھوٹا
 نہیں کرنا چاہئے، اس حوالے سے ہمارے بزرگوں کا کیسا مدنی
 ذہن ہوتا تھا! اس روایت میں دیکھئے چنانچہ حضرت سیدنا
 ابو درداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرمایا کرتے: مالدار بھی کھاتے ہیں اور
 ہم بھی، وہ بھی پیتے ہیں اور ہم بھی، وہ بھی لباس پہنتے ہیں اور ہم
 بھی، ان کے پاس بہت سارا مال ہوتا ہے جس کی طرف وہ بھی
 دیکھتے رہتے ہیں اور ہم بھی، مگر ان کے مال کا حساب صرف
 انہی سے ہو گا اور ہم اس سے آزاد رہیں گے۔ (الرحمد لابن مبارک،
 ص 210، رقم: 592) **نقصان کا ایک پہلو** عیش و عشرت کی زندگی
 بسر کرنے کی خواہش کا ایک نقصان یہ بھی ہو گا کہ آپ اپنے

ہمارے معاشرے میں رہن سہن کے حوالے سے مختلف
 لوگ 4 قسم کے لائف اسٹائل کے تحت زندگی گزارتے ہیں،
 ان میں سے **پہلی قسم** ان لوگوں کی ہے جن کو بنیادی ضروریات
 زندگی بھی میسر (Available) نہیں ہوتیں، یہ میلے کچیلے کپڑے
 پہننے، بچا کھچا کھانا کھانے، فٹ پاتھ وغیرہ پر کھلے آسمان تلے یا
 جھونپڑیوں میں رات بسر کرنے پر مجبور ہوتے ہیں، چھوٹا موٹا
 کام کر کے یا بھیک مانگ کر تھوڑا بہت کما بھی لیتے ہیں لیکن
 غربت کی لکیر سے نیچے زندگی گزارتے ہیں، بیمار ہو جائیں تو دوائی
 لینے کی سکت نہیں رکھتے، بارش میں کسی پل وغیرہ کے نیچے پناہ
 لیتے ہیں۔ **دوسری قسم** ان سفید پوش لوگوں کی ہے جنہیں بدن
 چھپانے کے لئے کپڑے، پیٹ کی بھوک مٹانے کے لئے کھانا اور
 رہنے کے لئے کرائے کے مکان جیسی بنیادی ضروریات حاصل
 ہوتی ہیں، اس طرح کے لوگ جتنا کماتے ہیں وہ جسم اور روح کا
 رشتہ قائم رکھنے میں خرچ ہو جاتا ہے۔ **تیسری قسم** خوشحال
 لوگوں کی ہے جنہیں ذاتی مکان، اپنی سواری، مناسب مقدار
 میں سامانِ زندگی اور اچھا کھانے اچھا پہننے جیسی کئی سہولیات
 فراہم ہوتی ہیں، یہ اپنی کمائی میں سے کچھ نہ کچھ جمع بھی کرتے
 رہتے ہیں اور دھیرے دھیرے سہولیاتِ زندگی بڑھاتے
 جاتے ہیں۔ **چوتھی قسم** امیر اور مالدار لوگوں کی ہے جو پر تعیش
 (Luxurious) زندگی گزارتے ہیں، بڑی بڑی کوٹھیاں، عالی شان
 بنگلے ان کا مسکن (Residence) ہوتے ہیں جہاں عیش و عشرت
 کا سامان وافر ہوتا ہے، قیمتی لباس، مہنگے زیور، طرح طرح کے
 مزیدار کھانے، ایئر کنڈیشنڈ کمرے، بڑی بڑی گاڑیاں،

نبی اکرم، شفیع مکرم، شہنشاہِ دو عالم، رسولِ معظم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا: **قَدْ أَفْلَحَ مَنْ أَسْلَمَ وَرِزْقَ كَفَافًا وَفَقَّعَهُ اللَّهُ بِمَا آتَاكَ** یعنی وہ کامیاب ہو گیا جو مسلمان ہو اور بقدر کفایت رزق دیا گیا اور اللہ تعالیٰ نے اسے دیئے ہوئے پر قناعت دی۔ (مسلم، ص 406، حدیث: 2426) حکیمِ الاُمت حضرت مفتی احمد یار خان علیہ رحمۃ اللہ ان اس حدیثِ پاک کے تحت فرماتے ہیں: یعنی جسے ایمان و تقویٰ بقدر ضرورت مال اور تھوڑے مال پر صبر، یہ چار نعمتیں مل گئیں، اُس پر اللہ کا بڑا ہی کرم و فضل ہو گیا۔ وہ کامیاب رہا اور دنیا سے کامیاب گیا۔ (مرآۃ المناجیح، 7/9) **خوش نصیب وہ ہے جو اپنے نصیب پر خوش ہے** ایک بزرگ جو مستجاب الدعوات تھے (یعنی ان کی دعائیں قبول ہوتی تھیں) ان کی خدمت میں ایک شخص آیا اور اپنی تنگ دستی کا رونا روتے ہوئے کہنے لگا: حضرت! میرے گھر میں چار آدمی کھانے والے ہیں اور میری آمدنی صرف پانچ ہزار روپے ماہانہ ہے جس سے میرے اخراجات پورے نہیں ہوتے، آپ میرے حق میں دُعا کیجئے کہ میری آمدنی میں کچھ اضافہ ہو جائے۔ انہوں نے دُعا کر دی۔ پھر ایک دکاندار آیا اور عرض کی: حضور! میرے یہاں چار آدمی کھانے والے ہیں جبکہ کمانے والا میں اکیلا ہوں، مجھے دس ہزار روپے مہینے کے ملتے ہیں، میرا خرچ پورا نہیں ہوتا، آمدنی میں اضافے کی دُعا کر دیجئے۔ جب وہ چلا گیا تو ایک تاجر آیا اور التجا کی: حضرت! میرا کنبہ چار افراد پر مشتمل ہے اور میری ماہانہ آمدنی فقط پچاس ہزار ہے، خرچہ پورا نہیں ہوتا میرے لئے دُعا کیجئے۔ وہ حاضرین سے فرمانے لگے: لگتا ایسا ہے کہ ہم میں سے کوئی اپنی قسمت پر راضی نہیں اگرچہ اس کو دوسرے سے زیادہ ملتا ہے، اگر انسان خود کو دنیا میں خوش اور عاقبت میں سرفراز رکھنا چاہتا ہے تو اس پر لازم ہے کہ جو کچھ اللہ عَزَّوَجَلَّ نے اسے دیا ہے اس پر قناعت کرے اور صبر و شکر کرتا رہے کہ اس کی برکت سے مالکِ کریم عَزَّوَجَلَّ اس کو زیادہ دے گا۔

موجودہ لائف اسٹائل سے عدم اطمینان کا شکار ہو جائیں گے جس کے نتیجے میں زندگی بے رونق لگنے لگے گی کیونکہ آپ جو چاہتے ہیں وہ ملا نہیں اور جو ملا وہ اچھا نہیں لگتا تو چین کہاں ملے گا! **کسی کی ریس نہ کیجئے** کسی کی ریس، نقل یا کاپی نہ کیجئے کہ فلاں کے پاس ایسی سواری ہے تو میں بھی ایسی لوں گا، فلاں کے پاس ایسی گھڑی، لباس اور جوتے ہیں میں بھی ویسے ہی لوں گا بلکہ وہ چیز لیجئے جس کی آپ کو ضرورت ہے جس میں آپ کا اپنا اطمینان ہو، بالفرض اگر کوئی پہاڑ سے چھلانگ لگا دے تو اس کی دیکھا دیکھی کیا آپ بھی چھلانگ لگائیں گے؟ یقیناً نہیں تو یہی اصول اپنی عملی زندگی میں بھی نافذ (Implement) کر لیجئے اور ”چادر دیکھ کر پاؤں پھیلائیے“۔ **ٹھنڈے لوہے پر ضربیں نہ لگائیے** دنیاوی خواہشات کے ہی پیچھے بھاگ کر اپنی توانائیاں اور وقت ضائع نہیں کرنا چاہئے۔ ایک بزرگ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ایک دنیا دار شخص کو نصیحت آموز خط لکھا: مجھے بتائیے کہ آپ دنیا کے کاموں میں اُن تھک محنت کرتے اور دنیا ہی کے کاموں کا لالچ کرتے ہیں، کیا آپ کو دنیا میں وہ چیز ملی جو آپ چاہتے تھے؟ اور کیا آپ کی ساری تمنائیں پوری ہو گئیں؟ اس شخص نے جواب دیا: نہیں! بزرگ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا: اب دیکھ لیجئے جس کے آپ اس قدر حریص ہیں وہ آپ کو نہیں مل سکی! تو آخرت جس کی طرف آپ کی توجہ ہی نہیں، اس کی نعمتیں کیسے حاصل کر سکیں گے! میرے خیال میں آپ صرف ٹھنڈے لوہے پر ضرب لگا رہے ہیں۔ (قولہ انقلاب، 1/178) **حرام کمانے کا سوچیں بھی مت یاد رہے** کہ ترقی کی خواہش اور اس کے لئے کوشش بڑی بات نہیں جبکہ جائز طریقے پر ہو اور انسان اپنی آخرت سنوارنے کی بھی فکر کرے، لیکن اگر شیطان آپ کے دل میں رشوت، چوری، فراڈ، سود، زمینوں پر قبضہ کر کے پیسہ کمانے اور عیش کرنے کا وسوسہ ڈالے تو فوراً لاجول شریف پڑھ لیجئے اور اپنے رب کی رضا پر راضی رہئے۔ **رب کی عطا پر راضی رہنے کا فائدہ** حضور



فرمانِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے: **الْبِرْكَةُ مَعَ آكِبِرِكُمْ** یعنی بڑکت تمہارے بزرگوں کے ساتھ ہے۔ (متدرک، 1/238، حدیث: 218) بزرگانِ دین رحمۃ اللہ علیہم کے نقش قدم پر چلنا بہت بڑی سعادت ہے کیونکہ یہ وہ ہستیاں ہیں جنہوں نے اپنی زندگیوں کو اسلامی احکامات کے مطابق گزارنے کی کوشش کی، دنیا و آخرت کی کامیابیاں ان کا مقدر بنیں، ہمیں چاہئے کہ اللہ پاک اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے احکامات پر اسی طرح سر تسلیم خم کریں جیسے ان بزرگانِ دین رحمۃ اللہ علیہم نے کیا تھا، ان پاکیزہ ہستیوں کی کتاب زندگی کا ایک ایک صفحہ ہمارے لئے راہنمائی کی دستاویز ہے۔ اس ضمن میں 14 مدنی پھول قبول فرمائیے: ① اگر کسی کو بچپن ہی سے ماں باپ کی جدائی کا صدمہ برداشت کرنا پڑے تو وہ حضرت سیدنا موسیٰ کلیم اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی آزمائش یاد کرے کہ کس طرح آپ علیہ السلام کی والدہ ماجدہ رحمۃ اللہ علیہا نے

آپ کو فرعون جو کہ آپ کے قتل کے درپے تھا، اُس سے بچانے کے لئے دریائے نیل کی موجوں کے حوالے کر دیا تھا۔ ② اگر شریعت کا کوئی حکم مشکل محسوس ہو تو حضرت سیدنا ابراہیم خلیل اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کو یاد کرے کہ کس طرح حکمِ الہی کی اطاعت میں اپنے چمپتے بیٹے کو ذبح کرنے پر تیار ہو گئے تھے۔ ③ اگر کوئی مصائب و آلام میں مبتلا ہو تو حضرت سیدنا ایوب علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بیماری اور اس پر آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے عظیم صبر کو یاد کرے۔ ④ اگر کسی کو منصب و حکومت ملے تو حضرت سیدنا سلیمان علیہ الصلوٰۃ والسلام کی سیرت مبارکہ پر چلے کہ اتنی بڑی سلطنت ہونے کے باوجود لمحہ بھر کیلئے بھی یادِ الہی سے غافل نہ ہوئے اور حضرت سیدنا عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کے نقش قدم پر چلے کہ جنہوں نے حکومت ملنے کے بعد اپنی بیوی کا قیمتی ہار بھی مسلمانوں کی خیر خواہی کی ترغیب و لاکر بیٹ المال میں جمع کروا دیا تھا۔ ⑤ اگر کسی کا لاڈلا بیٹا کھو جائے تو وہ حضرت سیدنا یعقوب علیہ الصلوٰۃ والسلام کو یاد کرے کہ کس طرح آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے حضرت سیدنا یوسف علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بچھڑنے پر صبر کیا تھا۔ ⑥ اگر کوئی عورت دعوتِ گناہ دے تو حضرت سیدنا یوسف علیہ الصلوٰۃ والسلام کو یاد کرے جنہوں نے قید میں جانا تو گوارا کر لیا مگر اپنے دامن پر کوئی داغ نہ لگنے دیا۔ ⑦ اگر کسی کو دین کی خاطر اپنا علاقہ چھوڑنا پڑے تو وہ اپنے آبائی شہر مکہ مکرمہ زادھا اللہ شرفاً تعظیماً کو چھوڑ کر مدینہ منورہ زادھا اللہ شرفاً تعظیماً کو ہجرت کرنے والے عظیم مسافر یعنی بیٹھے بیٹھے آقا کئی مدنی مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یاد کرے۔ ⑧ اگر تبلیغِ اسلام کی راہ میں کوئی زخم لگے تو حضرت سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کو یاد کرے جنہوں نے کعبہ مشرفہ کے قریب کھڑے ہو کر بیان کرنے کے نتیجے میں کفارِ جفاکار کی ظالمانہ مار سہی تھی۔ ⑨ اگر کبھی عدل و انصاف کرنے کا موقع ملے اور قدم ڈگمگائیں تو حضرت سیدنا عمر فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے انصاف کو یاد کرے جس کی گواہی غیر مسلم بھی دیتے ہیں۔ ⑩ اگر راہِ خدا میں خرچ کرنے کا موقع ملے اور نفس و شیطان حیلے بہانے سجھائے تو حضرت سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی سخاوت کو ذہن میں لائے کہ انہوں نے کبھی راہِ خدا میں خرچ کرنے سے دریغ نہیں کیا۔ ⑪ دشمنانِ اسلام سے مقابلہ ہو تو حضرت سیدنا مولیٰ علی کرم اللہ وجہہ الکریم کی شجاعت کو یاد کر کے اپنا حوصلہ بڑھائے۔ ⑫ راہِ علم میں سفر درپیش ہو تو حضرت سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے شوقِ علم کو سامنے رکھتے ہوئے آگے بڑھتا جائے۔ ⑬ مسلمانوں میں صلح کروانے کا موقع ملے تو حضرت سیدنا امام حسن مجتبیٰ رضی اللہ عنہ کی عظیم حکمتِ عملی کو پیش نظر رکھے۔ ⑭ راہِ خدا میں جان دینے کا موقع آ پڑے تو سیدنا الشہداء سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ کی عظیم شہادت کو یاد کرے۔

الغرض ہم زندگی کے ہر معاملے میں بزرگانِ دین رحمۃ اللہ علیہم کے نقش قدم پر چلنے کی سعادت پاسکتے ہیں۔



پنسل کی پانچ باتیں

حامد، استاذ صاحب کے قریب ہی بیٹھا تھا اس نے ہاتھ کھڑا کیا، پھر بولنے کی اجازت ملنے پر عرض کی: استاذ صاحب! آپ نے فرمایا تھا کہ ہم اس پنسل سے بہت کچھ سیکھ سکتے ہیں! استاذ صاحب: جی بالکل! اب آپ خود کو پنسل کی جگہ رکھ کر ایک ایک چیز کے بارے میں سوچئے۔

پہلا درس جس طرح پنسل اپنے آپ کو لکھنے والے کے حوالے کر دیتی ہے اسی طرح ہمیں خود کو بہترین استاذ کے حوالے کر دینا چاہئے تاکہ وہ ہماری اچھی تربیت کرے جس کے نتیجے میں ہم اپنے کام اچھے انداز سے کر سکیں۔ شاید آپ کے ذہن میں آئے کہ استاذ کی ضرورت کیوں! تو گزارش ہے کہ ہم پیدائش سے لے کر اب تک سیکھنے کے عمل سے گزر رہے ہیں، پہلے ہمیں چلنا، بولنا، کھانا، لکھنا، پڑھنا، سائیکل، موٹر سائیکل چلانا، قرآن پاک پڑھنا، نماز ادا کرنا، روزہ رکھنا، عربی عبارت بغیر اعراب کے پڑھنا اور اس کا ترجمہ کرنا، کچھ بھی تو نہیں آتا تھا! لیکن ہم نے یہ کام دوسروں کی مدد سے سیکھ لئے، ابھی بہت کچھ کرنا باقی ہے لہذا ہماری بقیہ زندگی بھی سیکھنے میں گزرے گی۔

ایک اور طالب علم کاشف نے عرض کی: حضور! ہمیں استاذ کے بہترین ہونے کا کیسے پتا چلے گا؟ استاذ صاحب: مختصر آ! اتنا سمجھ لیجئے کہ وہ استاذ بہترین ہے

جامعۃ المدینہ میں پانچویں درجے (Class 5) کا چوتھا پیریڈ تھا، استاذ صاحب (Teacher) نے حدیث شریف کا سبق پڑھانے کے بعد اپنے بیگ سے ایک پنسل نکالی اور طلبہ سے فرمانے لگے: آج میں آپ کو اس پنسل کے بارے میں پانچ باتیں بتاؤں گا جس سے ہم بھی بہت کچھ سیکھ سکتے ہیں۔ طلبہ بڑی دلچسپی سے پنسل کی طرف دیکھنے لگے۔ استاذ صاحب نے بولنا شروع کیا:

پہلی بات یہ پنسل لکھنے کا کام کرتی ہے لیکن اسی صورت میں کہ جب یہ خود کو کسی کے ہاتھ میں دے دے۔
دوسری بات بہترین لکھائی کے لئے یہ پنسل بار بار تراشے جانے کے عمل سے گزرتی ہے۔

تیسری بات اس کی غلطی کو ربڑ وغیرہ کے ذریعے مٹا کر دُرسٹ کیا جاسکتا ہے۔

چوتھی بات اس پنسل کا ظاہری اور دکھائی دینے والا حصہ مضبوط ہونے کے ساتھ ساتھ اس کے باطن میں (یعنی اندر) موجود کاربن بھی اچھی قسم کا ہونا چاہئے، اگر کاربن اچھا نہیں ہوگا تو بار بار سسٹہ ٹوٹتا رہے گا اور لکھائی بھی اچھی نہیں ہوگی۔

پانچویں بات اس پنسل کو جس کاغذ یا تختی یا دیوار پر استعمال کیا جائے یہ اپنا کام کرتی ہے اور کچھ نہ کچھ نشان ڈال دیتی ہے۔

ہونا چاہئے، حسد، تکبر، بغض و کینہ، ریاکاری وغیرہ وہ غلاظتیں ہیں جو ہمارے باطن کو آلودہ کر دیتی ہیں، اللہ پاک ہمیں ان سے محفوظ رکھے، آمین۔

پانچواں درس جس طرح پنسل کو کسی بھی کاغذ پر رگڑو، چاہے وہ ملائم ہو یا گھرا! پنسل اپنی کارکردگی دکھاتی ہے اسی طرح ہمیں بھی ہر طرح کے حالات میں اچھی کارکردگی دکھانے کی کوشش کرنی چاہئے۔ فلاں فلاں سہولت ملے گی تو ہی میں کام کروں گا، مجھ سے گرمی میں کام نہیں ہوتا، میں اکیلا بیٹھ کر کام کرنے کا عادی ہوں، اس طرح کے نخرے نہیں کرنے چاہئیں۔ یہ دُرست ہے کہ کچھ خاص لوگوں کو خاص سہولتیں دی جاتی ہیں لیکن ایسوں کی تعداد تھوڑی ہے، ہمیں وہ سہولتیں تو دکھائی دیتی ہیں لیکن اس شخص نے اس مقام پر پہنچنے کے لئے جو محنت و کوشش کی ہوتی ہے وہ ہمیں دکھائی نہیں دیتی۔

میرے پیارے طلبہ کرام! عملی زندگی (Practical Life) کے آغاز پر غیر معمولی سہولتوں کا تقاضا کرنا اور باقی زندگی ان کا محتاج رہنا آپ کی زندگی کو مشکل بنا سکتا ہے۔ اتنا کہنے کے بعد استاذ صاحب کمرے سے تشریف لے گئے کیونکہ پیریڈ کا وقت بھی ختم ہو چکا تھا۔ استاذ محترم کی زبان سے پنسل کے پانچ انوکھے درس سننے کے بعد طلبہ کی باڈی لینگویج بتا رہی تھی کہ وہ استاذ صاحب کی باتوں سے انسپائر ہوئے ہیں اور کچھ بہتر کرنے کا عزم رکھتے ہیں۔



جو عاشقانِ رسول میں سے ہو، علمِ دین سے آراستہ ہو، نیکیوں کا عادی اور گناہوں سے بچنے والا ہو، نرمی اور شفقت سے ہماری اصلاح کرنے والا ہو۔ یہ بھی یاد رکھئے کہ زندگی کے مختلف مراحل میں مختلف اساتذہ ہمیں مختلف چیزیں سکھاتے ہیں، کسی سے ہم تھوڑا سیکھتے ہیں اور کسی سے زیادہ! اس لئے استاذ ایک سے زائد بھی ہو سکتے ہیں۔

دوسرا درس پنسل اگرچہ بے جان ہے لیکن سوچئے کہ اگر یہ جاندار ہوتی تو بار بار شارپنر سے تراشنے پر اسے کتنی تکلیف ہوتی لیکن اگر اسے نہ تراشا جائے تو یہ اچھی کارکردگی نہیں دکھا سکتی، اسی طرح ہمیں بھی اپنے کام کاج، پڑھائی وغیرہ کے دوران رکاوٹوں، پریشانیوں اور تکلیفوں کا سامنا ہوتا ہے، اگر ہم برداشت اور صبر کا مظاہرہ کریں گے تو ہمارے کردار اور صلاحیتوں میں نکھار آئے گا اور ہماری کارکردگی مزید بہتر ہوگی۔ مشہور شعر ہے:

تندی بادِ مخالف سے نہ گھبرا اے عقاب
یہ تو چلتی ہے تجھے اوجھا اڑانے کے لئے

تیسرا درس جس طرح پنسل اپنی غلطی کو دُرست کرنے پر ضد یا اڑی نہیں کرتی، کوئی احتجاج نہیں کرتی، اسی طرح ہمیں بھی اپنی غلطی کو تسلیم کر لینا چاہئے اس پر اڑنا نہیں چاہئے۔ انسان اپنی غلطیوں سے بھی سیکھتا ہے، سوچئے! کہ اگر ہمارے کام میں غلطی ہو جائے پھر وہ غلطی مٹانے اور دُرست کرنے پر کام عمدہ ہو جاتا ہو تو اس میں ہمارا ہی فائدہ ہے کیونکہ بہت سے کام کرنے کے بعد ہمارا ایک معیار بنے گا کہ یہ شخص جو کام کرتا ہے وہ عمدہ ہوتا ہے۔

چوتھا درس جس طرح اچھی لکھائی کے لئے پنسل کا باطن (یعنی کاربن) عمدہ ہونا ضروری ہے اسی طرح ہمارے کام بھلے ہونے کے لئے ظاہر کے ساتھ ساتھ باطن بھی ستھرا اور عمدہ



پڑوسی کا مرغی

Neighbour's Rooster

نے کئی دنوں کے بعد سکون سے تحریری کام کیا اور تھوڑے سے وقت میں بہت سے صفحات لکھ لئے۔ ایک بجے اس کا دوست بھی آپہنچا، پروفیسر نے اسے مرغی سے جان چھڑانے کے پلان کے بارے میں بتایا تو وہ بھی حیران ہو کر مسکرا دیا۔ ملازم نے کھانا لگا دیا تو

دونوں دوست کھانے لئے بیٹھ گئے اور ابھی پہلا لقمہ ہی لیا تھا کہ آواز آئی ”گلڑوں کوں“! دونوں نے غور کیا تو آواز پڑوس سے آرہی تھی۔ پروفیسر نے گھبرا کر اپنے ملازم کو آواز دی، وہ بھاگا آیا تو اس سے پوچھا کہ کیا یہ سالن پڑوس والے مرغی کا نہیں ہے؟ ملازم کہنے لگا: معافی چاہتا ہوں جناب! میں پڑوسیوں سے مرغی خریدنے گیا تھا لیکن انہوں نے بیچنے سے انکار کر دیا، میں نے منہ مانگی قیمت کی آفر بھی کی تھی مگر وہ نہیں مانے۔ میں نے سوچا کہ آپ کا مرغی کھانے کا نہ جانے کتنا جی چاہ رہا ہو گا اور پھر آپ اپنے دوست کو دعوت بھی دے چکے تھے، اس لئے مجبوراً میں نے بازار سے موٹا تازہ مرغی خرید اور اس کا گوشت بنوایا، اسی کا سالن بنا کر آپ کو پیش کیا ہے۔ یہ سن کر پروفیسر نے اپنا سر پکڑ لیا۔

اس کے دوست نے اُسے سمجھایا: دیکھو! تم آج صبح سے فریش تھے حالانکہ مرغی اپنی جگہ پر موجود تھا! یہ اس لئے ممکن ہوا کہ تم نے اپنے ذہن سے مرغی کے بوجھ کو اتار پھینکا تھا، تمہاری اندرونی کیفیت تبدیل ہوتے ہی تمہیں سکون ملا اور تم نے کئی صفحات لکھ ڈالے اور مجھے ایسا لگتا ہے کہ اس دوران بھی مرغی بولا ہو گا لیکن تمہیں محسوس نہیں ہوا کیونکہ تم اسے اپنے گمان میں ذبح کروا چکے تھے۔ اس تجربے سے بہت فائدہ اٹھایا جاسکتا ہے اگر پڑوسی اپنے گھر سے مرغی نکالتا تو کم از کم تم اپنے ذہن سے تو نکال دو، پھر یہ بھی تو ہو سکتا ہے کہ آج ہم ایک مرغی ذبح کر ڈالیں لیکن کل پورے محلے میں 10 مرغی شور مچا رہے ہوں پھر ہم انہیں کیونکر خاموش کروا سکیں گے! ایک لمحے کے لئے مان لیا کہ وہ 10 مرغی بھی ہم لڑبھڑ کر نکلا دیں گے لیکن اگر پرسوں کسی

جامعۃ المدینہ کے چوتھے درجے (کلاس) میں فقہ (شرعی مسائل) کا پیریڈ جاری تھا، سبق ختم ہوا تو طلبہ نے ”استاذ صاحب“ سے درخواست کی کہ اگلا پیریڈ شروع ہونے میں چند منٹ باقی ہیں، لہذا کچھ سبق ”کتاب زندگی“ کا بھی پڑھا دیجئے۔ استاذ صاحب نے اپنے مخصوص انداز میں بولنا شروع کیا: ایک پروفیسر جو کئی کتابیں بھی لکھ چکا تھا، اس کا پڑوسی ایک مرغی خرید لایا جو وقت بے وقت گلڑوں کوں کرتا رہتا۔ وہ پروفیسر اس مرغی کے شور و غل سے تنگ ہونے لگا۔ کچھ ہی دنوں میں نوبت یہاں تک پہنچ گئی کہ مرغی کی آواز سنتے ہی اس کی سوچیں درہم برہم ہو جاتیں جس کی وجہ سے اس کے مطالعہ (Study) اور تحریری کاموں میں بھی خلل پڑنے لگا۔ پڑوسی سے فریاد کی تو اس نے یہ کہہ کر ٹال دیا کہ یہ جانور ہے مجھ سے پوچھ کر تھوڑی بولتا ہے میں اسے کیسے روکوں! پروفیسر وہاں سے مایوس ہو کر واپس آ گیا۔ اب حالت یہ تھی کہ مرغی نہ بھی بولتا تو بھی اس کے کانوں میں ”گلڑوں کوں“ کی آوازیں گونجتی رہتیں۔ ایک صبح پروفیسر کے ذہن میں مرغی کے شور سے جان چھڑانے کی عجیب و غریب ترکیب آئی۔ اس نے اپنے ملازم کو رقم دی کہ ابھی جا کر پڑوس والوں سے منہ مانگی قیمت میں مرغی خرید لاؤ اور ذبح کر کے دوپہر کے لئے پکالو۔ دوسری طرف پروفیسر نے اپنے ایک دوست کو فون پر کھانے کی دعوت بھی دے ڈالی۔ مرغی کا بندوبست کرنے کے بعد وہ خود کو فریش محسوس کرنے لگا۔

دوپہر کے کھانے میں ابھی دیر تھی چنانچہ وہ اپنے لکھنے پڑھنے کے کام میں لگ گیا، آج مرغی کی ٹینشن نہیں تھی اس لئے اس

نے تیرپال لئے تو کیا کریں گے! کیونکہ اس کی تو پہچان ہی بولنا اور شور مچانا ہے! تو پھر کیوں نہ ہم خود کو حالات کے مطابق ڈھالنے کی کوشش کریں! جیسے ایک نازک مزاج بادشاہ شہر کے دورے پر نکلا تو زمین پر چلنے میں اسے تکلیف محسوس ہوئی، اس نے فرمان شاہی جاری کیا کہ آئندہ جب میں دورے پر نکلوں تو شہر کے تمام راستوں میں عالیشان محلی قالین بچھادیئے جائیں، درباری یہ سن کر پریشان ہو گئے کہ ایسا کیونکر ہو سکے گا! آخر کار ایک وزیر نے ہمت کر کے جان کی امان لی اور عرض کی: بادشاہ سلامت! اگر سارے شہر میں قالین بچھانے کے بجائے آپ اپنے پاؤں میں شاندار اور اعلیٰ قسم کے نرم نرم جوتے پہن لیا کریں تو کسی بھی وقت کسی بھی شہر کے دورے پر نکل سکتے ہیں، بادشاہ کو اس کی تجویز پسند آئی اور اس نے خصوصی جوتے بنانے کا حکم دے دیا۔ تو میرے دوست! سارے شہر کو اپنے مزاج میں ڈھالنے کی کوشش کرنے سے بہتر ہے کہ ہم اپنے مزاج کو حالات کے مطابق ڈھال لیں۔

استاذ صاحب جب یہ فرضی حکایت سنا چکے تو ایک طالب علم نے کھڑے ہو کر عرض کی کہ یہ ارشاد فرمائیے کہ ہم اس واقعے سے ملنے والے سبق کو اپنی زندگی میں عملی طور پر کیسے نافذ کر سکتے ہیں؟ استاذ صاحب نے پہلے تو اسے اتنا اچھا سوال کرنے پر شاباش دی پھر جواب دیا کہ ہمارا بھی بہت سی ایسی چیزوں سے واسطہ پڑتا رہتا ہے جنہیں ہم پسند نہیں کرتے یا وہ ہماری زندگی کی روٹین کو ڈسٹرب کر دیتی ہیں لیکن ہم دوسروں کو اس کام سے روک نہیں پاتے مثلاً 1 ٹریفک کو ہی لے لیجئے، لوگ دوسری طرف کا سگنل توڑ کر اچانک آپ کی بائیک یا گاڑی کے سامنے آجاتے ہیں جو حادثے کا سبب بن سکتا ہے اب یہاں ہم سگنل توڑنے والے تمام افراد کو ایک جگہ جمع کر کے سمجھانے سے تو رہے، پھر یہاں ایک نے سگنل توڑا ہے تو اگلے اشارے پر کوئی اور یہی حرکت کر رہا ہوگا، تو کیوں نہ ہم اپنی احتیاط میں اضافہ کر لیں کہ سگنل کھلنے کے باوجود دیکھ لیں کہ کہیں کوئی دوسری طرف کا سگنل توڑ کر آگے تو نہیں بڑھ رہا اور ہم اپنی گاڑی کی رفتار بھی کم رکھیں، اسی طرح بعض جگہ لوگ ون وے کی خلاف ورزی کرتے ہیں جو جان لیوا

ایسیڈنٹ کا سبب بن سکتی ہے، اگر ہم احتیاطاً اس پر بھی نظر رکھیں کہ کوئی ون وے توڑ کر ہمارے لئے خطرہ تو نہیں بن رہا! 2 اسی طرح جن گھروں میں بچے ہوتے ہیں جو روتے بھی ہیں، شور بھی مچاتے ہیں آپس میں کھیلتے کودتے بھی ہیں تو وہ اپنے بچوں کو گونگا کرنے کے بجائے ان کا شور سننے کے عادی ہو جاتے ہیں پھر وہ ٹینشن میں نہیں آتے 3 اسی طرح بہت زیادہ گرمی یا سردی میں بھی انسان پریشان تو ہوتا ہے لیکن وہ یہ بات سمجھتا ہے کہ میں اس موسم کو بدل نہیں سکتا لہذا وہ اپنے سارے معمولات زندگی کا روبرو، ملازمت، کھانا پینا، سونا جاگنا جاری رکھتا ہے اور گرمی یا سردی کو اپنے سر پر سوار نہیں کرتا 4 اسی طرح جس کے پاس ذاتی سواری بائیک وغیرہ نہیں ہوتی وہ بسوں ویگنوں میں کھڑے ہو کر بھی اپنے آفس یا دکان تک پہنچتے ہیں حالانکہ درجنوں مسافروں کے بچوں بیچ کھڑے ہو کر سفر کرنا آسان کام نہیں لیکن وہ اس کے عادی ہو جاتے ہیں کہ سب کے پاس ذاتی سواری خریدنے کے پیسے نہیں ہوتے۔ 5 یونہی کچھ لوگ کچرے کی ٹوکری گھر کے باہر رکھ دیتے ہیں، گھر کا فرش دھو کر پانی باہر گلی میں چھوڑ دیتے ہیں، رات کے وقت گھر میں ہتھوڑے سے کیل ٹھونکنا شروع کر دیتے ہیں، سوراخ کرنے کے لئے ڈرل مشین چلانے لگتے ہیں اور پڑوسیوں کی نیند برباد کر دیتے ہیں 6 اسی طرح بعض لوگ موٹر سائیکل گلی میں غلط پارک کر کے راستہ تنگ کر دیتے ہیں، گلی سے گزرتے وقت بلاوجہ ہارن بجاتے ہیں، دکاندار اپنے کاؤنٹر اور سامان باہر سجادیتے ہیں جس کی وجہ سے آنے جانے والے تنگ ہوتے ہیں۔ اس میں کوئی دورائے نہیں کہ یہ باتیں دوسروں کو پریشان کرنے والی ہیں، ایسا کرنے والوں کو سمجھانا چاہئے لیکن وہی سمجھائے جسے شریعت کے مطابق سمجھانا آتا ہو پھر اگر یہ باز آجائیں تو ان کی مہربانی! دوسری صورت میں اپنی کیفیات پر ہی قابو پانا ضروری ہے، ورنہ بہت سارے ”مُرغے“ ہمارے ذہن پر بھی سوار ہو جائیں گے اور ہم کوئی کام ڈھنگ سے نہیں کر سکیں گے۔ اللہ پاک ہمیں عافیت و آسانی نصیب فرمائے۔

اٰمِیْن بِجَاہِ النَّبِیِّ الْاَمِیْنِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ

وہ اپنی ترقی کے لئے اپنا قد بڑھانے کے بجائے دوسروں کی ٹانگیں کاٹ کر انہیں چھوٹا بنانے کی کوشش کرتا ہے تو یہ نیگیٹو پروج ہے، جبکہ پازیٹو پروج یہ ہے کہ اپنی مہارت، خصوصیت اور کارکردگی کو بہتر کیا جائے، اس طرح آپ کسی کی قدر کم کئے بغیر فتح کی منزل (وکٹری اسٹینڈ) تک پہنچ سکتے ہیں۔ لیکن افسوس! یہ ہمارا معاشرتی اَلِیْمِہ (Social Disaster) ہے کہ جیتنے کے لئے پہلا طریقہ زیادہ استعمال کیا جاتا ہے، مثلاً ♦ تاجر اپنی تجارت چکانے کے لئے دوسرے تاجر کی ساکھ اور شہرت خراب کرنے کی کوشش کرتا ہے ♦ ملازم پر موشن پانے کے لئے اپنے مدِّمقابل (Competitor) کو بدنام کرتا ہے یا اسے نوکری سے ہی نکلوانے کی کوشش کرتا ہے ♦ طالب علم امتحانات (Examinations) میں پوزیشن پانے کے لئے دوسرے کا رزلٹ خراب کرنے کے لئے اس کا وقت برباد کرتا ہے یا اس کے نوٹس وغیرہ غائب کر دیتا ہے ♦ ایک ڈاکٹر دوسرے ڈاکٹروں کو نااہل (Incompetent) اور نیکٹا ثابت کر کے اپنا کلینک چکانے کی کوشش کرتا ہے ♦ نعت خواں اپنا قد کاٹھ بڑھانے کے لئے دوسرے نعت خوانوں کی راہ میں رکاوٹ ڈالتا ہے۔ اس نیگیٹو پروج کا ایک نقصان تو یہ ہو سکتا ہے کہ جو گڑھا اس شخص نے کسی کے لئے کھودا اس میں خود جا گرے اور اسے لینے کے دینے پڑ جائیں۔ دوسرا نقصان یہ کہ کسی کی پوزیشن ڈاؤن کرنے کے لئے اس پر جھوٹے الزامات لگائے، اس کے عیب اُچھالے، اس کی غیبتیں کیں، دل آزاری کی تو گناہوں کا انبار اعمال نامے میں جمع ہونا شروع ہو جاتا ہے جس کا سازشیں کرنے والے کو احساس تک نہیں ہوتا، اس کے سر پر توفیق دوسرے کو ہرانے کا ٹھوت سوار ہوتا ہے! گناہوں کا احساس ہی نہ ہو تو توبہ کا ذہن کیسے بنے گا؟ آخرت کے عذابات سے یہ شخص کیونکر بچ سکے گا؟

اٰمِیْن بِجَاہِ النَّبِیِّ الْاَمِیْنِ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم

اگلا پیریڈ شروع ہو چکا تھا، کلاس روم سے رخصت ہونے سے پہلے استاد صاحب نے تاکید کی: پیارے طلبہ! زندگی میں ترقی پانے کے لئے کبھی بھی منفی طریقہ نہ اپنائیے گا۔ اللہ پاک ہمیں اپنی ناراضی والے کاموں سے بچائے۔



استاذ صاحب (Teacher) نے وائٹ بورڈ پر ایک لائن کھینچی اور طلبہ (Students) سے پوچھنے لگے: آپ میں سے کون اس لائن کو چھوئے اور مٹائے بغیر چھوٹا کر سکتا ہے؟ ایک طالب علم نے فوراً عرض کی: اس لکیر کو چھوٹا کرنے کے لئے کچھ حصہ مٹانا پڑے گا اور آپ چھوٹے اور مٹانے سے منع کر رہے ہیں، یہ چھوٹی نہیں ہو سکتی۔ استاذ صاحب نے دیگر طلبہ کی طرف سُوالیہ نظروں سے دیکھا تو انہوں نے بھی سر ہلا کر تائید کر دی۔ اب استاذ صاحب نے ایک بڑی لائن اس لائن کے برابر میں کھینچ دی اور بولے: اب بتاؤ! پہلی لائن چھوٹی ہوئی یا نہیں؟ حالانکہ میں نے اسے چھوٹا تک نہیں اور نہ ہی مٹایا ہے! طلبہ کہنے لگے: یہ تو کمال ہو گیا!

استاذ صاحب نے مار کر ٹیبل پر رکھا اور بولنا شروع کیا: آج ہم نے کتاب زندگی کا بڑا اہم سبق (Lesson) سیکھا ہے کہ کس طرح دوسروں کو نقصان پہنچائے بغیر ان سے آگے نکلا جاسکتا ہے، ان کو ڈی گریڈ کئے بغیر زیادہ عزت کمائی جاسکتی ہے؟ ذرا ضل! دوسروں سے آگے بڑھنے کی خواہش انسان کی نفسیات میں شامل ہے چاہے وہ کسی بھی شعبے اور طبقے سے تعلق رکھتا ہو! وہ اسٹوڈنٹ ہو، تاجر ہو، ملازم ہو، کھلاڑی ہو، ڈاکٹر ہو، وکیل ہو، پروفیسر ہو، رائٹر ہو یا کوئی اور! لیکن اگر

سمجھداری یا چالاکی!

Sensibility or Artifice

چالاکی کا نقصان اٹھانے کے بعد بھی مالدار نے ہار نہیں مانی اور سارا حساب چُکانے کے لئے کسان کو اگلی فصل کے لئے رقم دیتے ہوئے کہا: میں دو مرتبہ نقصان میں رہا ہوں اس لئے اس مرتبہ فصل کا نچلا اور اوپر والا حصہ میرا ہو گا درمیان میں جو کچھ ہو گا وہ تمہارا ہو گا۔ اب کی بار فصل تیار ہوئی تو چالاک مالدار خوشی خوشی کھیتوں میں پہنچا کہ اس مرتبہ فائدہ صرف میرا ہو گا، لیکن کھیتوں میں پہنچ کر اس کے چہرے کا رنگ بدل گیا کہ کسان نے اس مرتبہ مکئی (چھلیاں Corn) اگائی تھی جس کا نچلا اور سب سے اوپر والا حصہ بے قیمت ہوتا ہے اور اصل قیمت درمیان میں موجود چھلی کی ہوتی ہے۔ یوں کسان کی سمجھداری نے مالدار کی چالاکی کو شکست دے دی۔

پیارے اسلامی بھائیو! عقل اللہ پاک کی دی ہوئی بہت بڑی نعمت ہے، اب یہ انسان پر موقوف ہے کہ وہ عقل کا استعمال مثبت کرتا ہے یا منفی! سمجھداری میں کرتا ہے یا چالاکی میں! سمجھداری کا مطلب یوں بھی بیان کیا جاسکتا ہے کہ عقل کا استعمال کسی کو نقصان پہنچائے بغیر اپنا فائدہ حاصل کرنے کے لئے کیا جائے یا خود کو کسی نقصان سے بچانے کے لئے کیا جائے، یا پھر کسی کی چالاکی اور بلیک میلنگ سے بچنے کے لئے کیا جائے، اور چالاکی کا مطلب اس کے اُلٹ (Opposite) ہے کہ چاہے

تینوں دارنا کام گئے: ایک شاطر اور چالاک مالدار شخص کسی گاؤں میں ایک کسان (Farmer) کے پاس پہنچا اور اُسے پارٹنر شپ کی آفر کی کہ رقم میری ہوگی اور محنت تمہاری! لیکن جب فصل تیار ہو جائے گی تو جو حصہ زمین کے اندر ہوتا ہے وہ تمہارا جبکہ اوپر والا سارا میرا ہو گا (یہ چالاکی اس نے اس لئے کی کہ زمین میں جڑیں ہوتی ہیں جو اس بے وقوف کسان کے حصے میں آئیں گی اور اصل قیمت تو اوپر والے حصے کی ہوتی ہے وہ میں لے اڑوں گا)۔ بہر حال کسان نے کچھ دیر سوچا اور آفر قبول کر لی۔ جب فصل تیار ہو گئی تو چالاک مالدار اپنا حصہ لینے پہنچا تو یہ دیکھ کر اپنا سر پکڑ لیا کہ کسان نے پیاز (Onion) کی فصل بوئی تھی چنانچہ معاہدے کے مطابق پیاز کسان کے حصے میں آئی اور اوپر کے بے قیمت پتے مالدار کو ملے۔ چالاک مالدار نے سبق سیکھ کر باز آنے کے بجائے ایک اور داؤ کھیلنے کا سوچا اور کسان کو ایک مرتبہ پھر پارٹنر شپ کی آفر کی لیکن اس مرتبہ شرط یہ رکھی کہ فصل کا جو حصہ زمین کے اندر ہو گا وہ میرا اور اوپر والا تمہارا! کسان نے یہ شرط قبول کر لی۔ جب فصل تیار ہونے پر چالاک مالدار اپنا حصہ لینے پہنچا تو دیکھ کر ہکا بکا رہ گیا کہ کسان نے گئے (Sugar cane) اگائے تھے جس کی بے کار جڑیں اس کے حصے میں آئیں اور قیمتی گئے کسان کو ملے، کسان کی سمجھداری کے ہاتھوں دو مرتبہ اپنی

کسی کو نقصان پہنچے مجھے فائدہ ہونا چاہئے یا کسی کو نقصان پہنچانا ہی مقصد ہو یا پھر کسی کو بے وقوف بنانے اُسے بلیک میل کرنے (یعنی اس کی مجبوری سے فائدہ اٹھانے) کی کوشش کی جائے۔

اس سوال کا جواب مجھے بھی نہیں آتا: ایک اور سبق آموز اسٹوری پڑھئے، چنانچہ ٹرین کا سفر جاری تھا، اس میں ایک یونیورسٹی کا اسٹوڈنٹ بھی سفر کر رہا تھا، اس کی نظر اگلی سیٹوں پر بیٹھے ایک غریب مزدور (Worker) پر پڑی جو زیادہ پڑھا لکھا دکھائی نہیں دیتا تھا اسٹوڈنٹ کو شرارت سُوجھی، اس نے اپنے ساتھیوں سے کہا: آؤ میرے ساتھ اس مزدور سے کھیل ہی کھیل میں کچھ رقم کماتے ہیں۔ اسٹوڈنٹ کو یقین تھا کہ یہ سیدھا سادھا مزدور میرے مقابلے میں کیا جانتا ہوگا، اسے تو میں چٹکی بجاتے ہی ہرا دوں گا۔ بہر حال لڑکے اس مزدور کے پاس پہنچے اور اسٹوڈنٹ نے چالاکی سے کہنا شروع کیا: بھیا! اگر آپ بُرا نہ مائیں تو ایک کھیل کھیلتے ہیں اس سے سفر بھی کٹ جائے گا اور اگر آپ جیت گئے تو آپ کی جیب میں کچھ رقم بھی آجائے گی۔ مزدور نے اسے حیرت سے دیکھا، چالاک اسٹوڈنٹ کہنے لگا کہ کھیل یہ ہے کہ ایک سوال میں آپ سے پوچھوں گا اگر آپ کو اس کا جواب نہ آیا تو آپ مجھے ہزار روپیہ دیں گے اور ایک سوال آپ مجھ سے پوچھنا اگر مجھے جواب نہ آیا تو میں آپ کو ایک ہزار روپے دوں گا۔ مزدور کہنے لگا: بھائی! آپ پڑھے لکھے اور کھاتے پیتے گھرانے کے لگتے ہو جبکہ میں غریب اُن پڑھ مزدور ہوں، اتنی رعایت کر لو کہ اگر مجھے جواب نہ آیا تو میں ایک ہزار نہیں پانچ سو دوں گا اور دوسری بات یہ کہ پہلا سوال میں کروں گا۔ اسٹوڈنٹ دل ہی دل میں خوش ہوا کہ مزدور میری چالاکی کے جال میں پھنسا تو سہی اور مزدور کی شرط مان لی۔ مزدور نے پہلا سوال کیا: یہ بتاؤ کہ وہ کونسی چیز ہے جو زمین پر چلتی ہے تو اس کے دو پاؤں ہوتے ہیں اور ہوا میں اُڑتی ہے تو تین پاؤں ہوتے ہیں؟ چالاک اسٹوڈنٹ یہ سوال سُن کر چکر اگیا، بہت غور کیا، موبائل پر پرندوں کی درجنوں ویب سائٹس دیکھ ڈالیں، ساتھیوں سے بھی پوچھا

لیکن اس سوال کا جواب نہ دے سکا، آخر کار اس نے ہارمانی اور ایک ہزار روپے مزدور کے حوالے کر دیئے، پھر کہنے لگا: میرا بھی یہی سوال ہے، اب تم اس کا جواب بتاؤ؟ مزدور نے پانچ سو روپے جیب میں ڈالے اور 500 واپس کرتے ہوئے کہا: یہ لیں بھائی صاحب 500 روپے، اس سوال کا جواب مجھے بھی نہیں آتا۔⁽¹⁾

ماہنامہ فیضانِ مدینہ کے قارئین! ان اسٹوریز کی روشنی میں ہم خود پر غور کریں کہ کہیں ہم بھی لوگوں سے چالاکی کرنے کی کوشش تو نہیں کرتے! بعض اوقات دکاندار گاہک کو اور وہ دکاندار کو، مکیٹنگ بایک اور کار والے کو اور وہ اس کو، ٹرانسپورٹر مسافروں کو اور وہ اس کو چالاکی دکھانے کی کوشش کرتے ہیں اور ان کو کوئی تیسرا بے وقوف بنا جاتا ہے۔ یاد رکھئے! عقل، فہم اور دماغ اگر آپ کے پاس ہے تو دوسروں کے پاس بھی ہوتا ہے کوئی روٹی کو منہ کے بجائے ناک میں نہیں ڈالتا، گندم چاول کی جگہ گھاس نہیں کھاتا، اس لئے کسی کو بے وقوف یا اُلٹو بنانے سے پرہیز کیجئے اور اپنی عقل کا استعمال صرف اور صرف مثبت انداز میں کیجئے۔

حک کر بھلا ہو بھلا

تلفظ درست کیجئے

صحیح الفاظ	غلط الفاظ
إِشَاعَت	أَشَاعَت / أَشَاءَت / أَشَات
إِشَارَة	أَشَارَة
إِصْرَار	أَصْرَار
إِضْطِلَاح / إِضْطِلَاحَات	أِضْطِلَاح / أَضْطِلَاحَات
إِضَافَة	أَضَافَة

(اردو لغت، جلد 1)

(1) خیال رہے اس مضمون کی فرضی حکایات میں بیان کردہ معاہدے کی شرائط شرعاً جائز نہیں ہیں جو حضرات باہمی شرکت سے کوئی کاروبار کرنا چاہتے ہوں انہیں چاہئے کہ کاروبار کی شرائط کے بارے میں دارالافتاء اہلسنت سے رہنمائی لے لیں۔ فون نمبر: 0311-3993312

ایک کام کی طریقوں سے ہو سکتا ہے!

اپنی زندگی میں یہی سنا اور دیکھا ہے کہ جو لوگ کھلے دل کے ہوتے ہیں، دوسروں کو فائدہ پہنچانے میں کبجوسی نہیں کرتے وہ ان لوگوں کے مقابلے میں زیادہ کامیاب رہتے ہیں جو ہر وقت صرف اپنے لئے کچھ نہ کچھ سمیٹنے کی فکر میں رہتے ہیں، پیارے طلبہ! آپ بھی اللہ کریم کی رضا کیلئے اس اصول کو اپنا کر دیکھئے، کامیابیاں آپ کے قدم چومیں گی، اِنْ شَاءَ اللہ۔

پیارے اسلامی بھائیو! اس فرضی حکایت میں سیکھنے کیلئے بہت کچھ ہے۔ ہم زندگی میں بہت سارے کام کرنا چاہتے ہیں، لیکن سب نہیں کر پاتے بلکہ کچھ ہو جاتے ہیں کچھ رہ جاتے ہیں پھر ہم پریشان ہوتے ہیں کہ جو کام ادھورے (Incomplete) رہ گئے وہ کیونکر مکمل ہوں! غور کیجئے کہ کہیں ایسا تو نہیں کہ ہم ہر کام کو مخصوص اور روایتی انداز میں کرنے کے عادی ہوں، مثلاً 4 حاصل کرنے کیلئے عام طور پر 2 میں 2 کو جمع کیا جاتا ہے یا پھر 2 کو 2 سے ضرب دی جاتی ہے اور نتیجہ 4 نکلتا ہے، حالانکہ ضرورت پڑنے پر اسے مزید کئی طریقوں (Methods) سے بھی حاصل کیا جاسکتا ہے، مثلاً

$$(3+1=4) \quad (17-13=4) \quad (12/3=4)$$

$$(5-1=4) \quad (9-5=4) \quad (3+5-4=4)$$

مثال (Example) بیان کرنے کا مقصد یہ تھا کہ اپنا طریقہ بدل کر دیکھئے ہو سکتا ہے کہ ہماری نئی حکمت عملی کامیاب ہو جائے اور ہم ناکامی سے بچ جائیں۔ **گمشدہ خزانہ:** اللہ کے آخری نبی، رسول ہاشمی صَلَّی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا: **الْحِكْمَةُ سَأَلَةُ الْمُؤْمِنِ، فَحَيْثُ وَجَدَهَا فَهُوَ أَحَقُّ بِهَا** یعنی حکمت مومن کا گمشدہ خزانہ ہے، لہذا مومن اسے جہاں پائے وہی اس کا زیادہ حقدار ہے۔

(ترمذی، 4/314، حدیث: 2696)

اے عاشقانِ رسول! آپ نے حضرت سیدنا لقمان حکیم رضی اللہ عنہ کا

ایک ٹیچر نے اپنی کلاس کے 160 اسٹوڈنٹس کو ایک ایک غبارے (Balloon) میں ہوا بھرنے کا کہا، پھر ہر غبارے پر اس طالب علم کا نام لکھوا کر تمام غبارے ایک کمرے میں ڈلوادئے پھر اسٹوڈنٹس سے مخاطب ہوا: آپ کے پاس 10 منٹ ہیں، اس کے بعد ہر ایک کا غبارہ اس کے ہاتھ میں ہونا چاہئے۔ اب سب نے کمرے میں جا کر اپنا غبارہ تلاش کرنا شروع کیا، حالت یہ تھی کہ 60 اسٹوڈنٹس تلاش کرنے والے تھے اور 60 ہی غبارے! ایسے میں جو کوئی غبارہ اٹھا تا وہ کسی اور کا نکلتا چنانچہ نتیجہ یہ ہوا کہ دس منٹ کا وقت ختم ہونے کے بعد چند ہی طلبہ کو اپنا غبارہ مل سکا باقی خالی ہاتھ تھے۔ اب ٹیچر نے اسٹوڈنٹس سے کہا کہ آپ نے روایتی طریقہ (Traditional Method) اپنا یا کہ سب نے ایک ساتھ کمرے میں گھسنے اور صرف اپنا غبارہ تلاش کرنے کی کوشش کی تو آپ سب کامیاب نہ ہو سکے۔ ذرا سوچئے! اگر آپ یہ حکمت عملی (Strategy) اپناتے کہ آپ ایک ایک کر کے اندر جاتے اور جو غبارہ ہاتھ لگتا اسے لے کر باہر آجاتے اور اس طالب علم کو دے دیتے، یوں شاید دس منٹ سے پہلے ہی آپ لوگوں میں سے ہر ایک کے ہاتھ میں اس کا غبارہ پہنچ جاتا، کیونکہ میں نے یہ شرط (Condition) تو رکھی ہی نہیں تھی کہ آپ صرف اپنا غبارہ باہر لائیں گے دوسرے کا نہیں! یہ سُن کر طلبہ حیران رہ گئے۔ اس کے بعد ٹیچر نے انہیں نصیحت کی کہ دیکھئے! جو ہر وقت صرف اپنا مفاد (Personal Interest) پیش نظر رکھتا ہے کہ دوسروں کو ملے نہ ملے مجھے فلاں چیز مل جائے تو دوسرے بھی اس کے فائدے کا خیال نہیں کرتے، اسی طرح جو شخص دسترخوان پر دوسروں کا پیٹ بھرنے کے لئے قربانی دے گا تو آٹو بینک کوئی دوسرا بھی اس کا پیٹ بھرنے کی فکر کرے گا، مشہور ہے: ”کر بھلا ہو بھلا!“ میں نے



ڈانٹ ڈپٹ پنچے کو ڈھیٹ کر دیتی ہے اگر انعام و ترغیب کا انداز اپنالیا جائے تو آپ اپنی بات قدرے آسانی سے منوا سکتے ہیں، حضرت سیدنا زبید ایامی رحمۃ اللہ علیہ اپنے محلے کی مسجد میں مؤذن تھے۔ آپ بچوں کو کہا کرتے: بچو! چلو نماز پڑھو، میں تمہیں اخروٹ دوں گا۔ بچے آکر نماز پڑھتے پھر آپ کے اِزْدِگَرْدِ جَمْع ہو جاتے۔ ہم نے ان سے کہا: آپ ایسا کیوں کرتے ہیں؟ فرمایا: اس میں میرا کیا جاتا ہے کہ میں ان کے لئے پانچ درہم کے اخروٹ خریدوں اور وہ نماز کے عادی بن جائیں۔ (حلیۃ الاولیاء، 35/5، رقم: 6220) لیکن یہ خیال رہے کہ بچے سے جس انعام (Gift) کا وعدہ کیا جائے وہ اس کو دیا بھی جائے ورنہ وہ آئندہ قابو میں نہیں آئے گا

3 ”اینٹ کا جواب پتھر سے دینا“ اکثر نقصان دہ ثابت ہوتا ہے، نرمی (Politeness) بہترین حکمت عملی ہے کیونکہ آگ کو پانی سے بجھایا جاسکتا ہے آگ سے نہیں 4 ”رائی کا پہاڑ بنانے والے“ (یعنی چھوٹی چھوٹی باتوں کو بڑا سمجھنے والے) پریشان نہیں ہوں گے تو کون ہو گا؟ چھوٹی چھوٹی باتوں کو نظر انداز (Ignore) کرنا سیکھیں ورنہ زندگی مشکل ہو جائے گی، چھوٹی چھوٹی باتوں کو بلاوجہ نوٹ کرنے والے کو لوگ اہمیت دینا چھوڑ دیتے ہیں 5 جب تک شرعاً و عرفاً لازم نہ ہو جائے کسی کے ذاتی معاملات میں دخل اندازی (Interference) نہ کیجئے کہ فلاں کو یہ پہننا چاہئے، یہ کھایا کرے، یہاں نہ جائے وہاں نہ جائے، یہ چیز خریدنے کی کیا ضرورت تھی؟ وغیرہ، ورنہ لوگ آپ سے تنگ آجائیں گے اور کتراتے لگیں گے 6 اسی طرح آفس، ادارے، اسکول کالج وغیرہ کے اجتماعی معاملات میں بھی وہی ٹسکی رہتا ہے جو دوسروں کے لئے بات بات پر مسائل کھڑے نہیں کرتا، اس لئے ”No Problem Man“ بن کر رہیں، لوگ بھی آپ کے لئے مسائل کھڑے نہیں کریں گے۔ ذاتی مفادات (Personal Interests) کو اجتماعی فائدوں کی خاطر قربان کرنا سیکھیں لوگ آپ کے ساتھ رہنا پسند کریں گے 7 کچھ کاموں کے لئے کچھ لوگ خاص ہوتے ہیں، انہیں اپنا کام کرنے دیجئے، قضا (Butcher) کی دکان پر جا کر اسے گوشت کاٹنے کے طریقے سمجھانا اور بس ڈرائیور کو ڈرائیونگ سکھانا شروع نہ کر دیں بلکہ اس بات کو پیش نظر رکھیں: ”جس کا کام اسی کو ساجھے“ 8 بڑی رقم یا قیمتی چیز کہیں لے کر جا رہے ہوں تو بار بار جیب یا بیگ پر ہاتھ رکھ کر اسے چیک نہ کریں ورنہ جس ”چور یا ڈکیت“ سے آپ بچنا چاہ رہے ہیں وہ آپ کے انداز کی وجہ سے سمجھ جائے گا کہ اس کے پاس ”مال“ موجود ہے 9 کسی کو افسوس ناک خبر یک دم (Suddenly) نہ دیجئے کہ ”تمہاری دکان آگ میں جل گئی“، ”تمہارے جوان بیٹے کا انتقال ہو گیا“ وغیرہ بلکہ پہلے مناسب تمہید قائم کریں، جیسا کہ حضرت اُمّ سلیم رضی اللہ عنہا نے اپنے شوہر کو بیٹے کی موت کی خبر اس انداز میں دی کہ پہلے ان سے سوال کیا: اے میرے پیارے شوہر! مجھے بتائیے کہ

نام تو سنا ہو گا، یہ حضرت سیدنا ایوب علیہ السلام کے بھانجے تھے۔ انہیں ”حکیم“ اسی لئے کہا جاتا ہے کہ اللہ پاک نے ان کو حکمت و دانائی سے نوازا تھا۔ آپ رضی اللہ عنہ کے حکمت بھرے فرامین میں سے یہ بھی ہے: میرے بیٹے! اتنا میٹھا بھی نہ بن کہ تجھے نکل لیا جائے اور نہ اتنا کڑوا ہو جا کہ تجھے اگل (یعنی باہر پھینک) دیا جائے۔ (شعب الایمان، 4/231، رقم: 4891) حکمت عقل اور سمجھ کو بھی کہتے ہیں اور معاملہ فہمی اور کاموں میں چنگلی کو بھی حکمت کہا جاتا ہے۔ (سراط الجنان، 7/484، فضا)

حکمت و دانائی (Wisdom) کی ضرورت کہاں نہیں ہوتی، زندگی میں کامیابیاں سمیٹی ہوں یا ناکامیوں سے بچنا ہو، حکمت عملی کا کردار بہت اہم ہوتا ہے۔ اس بات کو ایک فرضی حکایت سے سمجھتے ہیں۔ پرانے دور کا ایک بادشاہ (King) کئی دنوں سے پریشان دکھائی دے رہا تھا، ایک پرانے اور خاص دوست (Best friend) نے سبب پوچھا تو کہنے لگا کہ کچھ عرصے سے عجیب معاملات دیکھ رہا ہوں کہ جو بھی اہم بات میں اپنے وزیروں (Ministers) کے ساتھ شیئر کرتا ہوں وہ عوام میں پہنچ جاتی ہے، یوں شاہی راز کھل جاتے ہیں جس کا نقصان ہوتا ہے، میں نے کافی جانچ پڑتال (Investigation) کی ہے لیکن راز کھولنے والا پکڑا نہیں جاسکا۔ دوست نے مشورہ دیا کہ تم ہر وزیر سے اکیلے میں ملاقات کرو اور ہر ایک کو الگ الگ راز کی بات کہو پھر دیکھو کہ کونسی بات عوام میں مشہور ہوتی ہے! یوں تمہارا مجرم پکڑا جاسکتا ہے۔ بادشاہ نے اسی رات ہر وزیر کو الگ بات راز دارانہ انداز میں بتائی اور تاکید کی کہ کسی اور سے نہ کہنا، دوسرے دن شام تک وہ بات مشہور ہو گئی جو بادشاہ نے طارق نامی وزیر سے کہی تھی یوں رفیق خاص کی بتائی ہوئی حکمت عملی (Strategy) کی بدولت شاہی راز کھولنے والا پکڑا گیا۔

17 حکمت عملیاں

ماہنامہ فیضانِ مدینہ کے قارئین! چند حکمت عملیاں پیش خدمت ہیں، موقع اور کیفیت کے مطابق کمی بیشی کر کے عمل کر کے دیکھئے ان شاء اللہ مفید پائیں گے: 1 بچوں کی ضد کے حوالے سے کثیر والدین پریشان رہتے ہیں، بچے کے ہر مطالبے کے جواب میں ”نہیں، ہرگز نہیں“ کہنے کے بجائے ”کچھ دو کچھ لو“ کی پالیسی پر عمل کی صورت میں ان کی پریشانی کم ہو سکتی ہے وہ اس طرح کہ بچوں کا وہ مطالبہ (Demand) جو نقصان دہ نہ ہو مان جائیں اور جو نقصان دہ ہو اس کا کوئی متبادل (Substitute) بچے کو فراہم کرنے کی کوشش کریں مثلاً بچہ کھلونا پستول سے کھیلنا چاہتا ہے تو اسے کھلونا جیب یا کار دے کر بہلایا جاسکتا ہے۔ اگر آپ اس کی ہر بات پر اپنی بات منوانے کی کوشش کریں گے تو وہ بھی اپنی منوانے کی کوشش کرے گا یوں ضد کے مقابلے میں ضد جنم لے گی اور پریشانی پیدا ہوگی 2 ہر وقت کی

دے گی اور دوسروں کو تکلیف بھی ہوگی جیسے جگہ بنتی جائے آگے بڑھتے جائیں گے تو جھوم سے نکلنے میں زیادہ مشقت نہیں اٹھانی پڑے گی

15 اسی طرح اگر رُش والی جگہ پر کہیں جھکڑ جُج جائے تو آپ بدحواس ہو کر ان کے ساتھ نہ بھاگیں بلکہ نارمل چلتے ہوئے کسی ستون یا گاڑی یا عمارت کی آڑ میں رُک جائیں یا کسی اونچی جگہ چبوترے وغیرہ پر چڑھ جائیں، جب حالات نارمل ہو جائیں تو وہاں سے فوراً نکل جائیں 16 بعض والدین اور بڑے بوڑھے کیفیت دیکھتے ہیں نہ وقت! بچوں کو وقت بے وقت لیکچر دیتے رہتے ہیں، ایسا نہ کیجئے ورنہ سچے بور (Bore) ہو جائیں گے اور آپ کی بات پر توجہ نہیں دیں گے، ایک تحقیق کے مطابق کم از کم پانچ اوقات ایسے ہیں جب بچہ بات کو قبول کرنے کے مُوڈ (Receptive Mood) میں ہوتا ہے:

(۱) جب بچہ رات کو سونے لگے اس وقت بچہ learning Mood میں ہوتا ہے، اسی لئے کئی بچے سوتے وقت کہانی سننے کی فرمائش کرتے ہیں، اس وقت انہیں سبق آموز کہانی سنانی جائے تو وہ اس سبق کو لمبے عرصے تک یاد رکھیں گے (۲) جب بچہ آپ کے ساتھ گاڑی یا بس میں بیٹھا ہو، اسی لئے اس وقت بچہ مختلف سوالات پوچھ رہا ہوتا ہے، اس وقت اگر ہم اسے جھاڑ کر چپ کروادیں گے یا اپنے موبائل میں لگے رہیں گے تو ہم یہ چانس گنوا بیٹھیں گے (۳) کھانے کے دسترخوان پر بھی بچے کو حسب موقع اچھی باتیں سکھائی جاسکتی ہیں (۴) جب بچہ بخار وغیرہ کی وجہ سے بستہ رہے اس وقت بھی learning Mood میں ہوتا ہے اس وقت آپ جو بھی نصیحت کریں گے وہ بچے کے دل میں نقش ہو جائے گی (۵) اسی طرح کسی دفتر یا بس اسٹینڈ یا ریلوے یا ایئر پورٹ کی انتظار گاہ (Waiting Room) میں بھی بہت سی باتیں سکھائی اور سمجھائی جاسکتی ہیں 17 ہمارے ہاں کسی ادارے، اسکول یا جامعہ (University) وغیرہ میں انتظامی معاملات میں کوئی گڑبڑ ہو جائے، پانی ختم ہو جائے یا بجلی چلی جائے وغیرہ تو شکایت کا عمومی انداز یہ ہوتا ہے کہ پہلے تکلیف وہ انداز میں تنقید کر کے متعلقہ ذمہ دار (Administrator) کو نااہل اور نکمنا ثابت کیا جاتا ہے، پھر اس سے مسئلہ حل کرنے کا مطالبہ کیا جاتا ہے، آپ ہی بتائیے کہ کیا وہ افسردہ ہو گیا خوشی کے مارے جھومے گا اور آپ کا مسئلہ چنگلی بجا کر حل کر دے گا بلکہ اگر وہ ضد میں آگیا تو آپ کی شکایت دور ہونے میں غیر معمولی تاخیر بھی ہو سکتی ہے۔ بہر حال اس کا طریقہ یوں بھی تو ہو سکتا ہے کہ پہلے اس کی کسی اچھی کارکردگی پر حوصلہ افزائی کی جائے پھر نرم الفاظ میں مسئلہ بتا کر عاجزانہ لہجے میں اسے حل کرنے کی درخواست کی جائے۔

(۱) اس حوالے سے امیر اہل سنت، رحمۃ اللہ علیہ کے رسائل ”بیٹا ہو تو ایسا، فرعون کا خواب، جہونا چور، نور کا کھلونا“ مفید ہیں نیز ماہنامہ فیضانِ مدینہ میں بھی ہر ماہ بچوں کے صفحات میں ایسی کئی سبق آموز اور دلچسپ کہانیاں چھپتی ہیں، وہ بھی سنائی جاسکتی ہیں۔

اگر ہمارے پاس کسی کی کوئی امانت ہو اور وہ اپنی امانت ہم سے لے لے تو کیا ہم کو بُرمانے یا ناراض ہونے کا کوئی حق ہے؟ حضرت ابو طلحہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ہرگز نہیں! امانت والے کو اس کی امانت راضی خوشی دے دینی چاہئے۔ شوہر کا یہ جواب سُن کر حضرت اُمّ سلیم رضی اللہ عنہا نے بتایا: میرے سر تاج! آج ہمارے گھر میں یہی معاملہ پیش آیا کہ ہمارا بچہ جو ہمارے پاس خدا کی ایک امانت تھا، آج خدا نے وہ امانت واپس لے لی، ہمارا بچہ فوت ہو گیا۔ (عیون الکاویات، ص 60 صفحہ) 10 بریک فیل ہو جائے یا گاڑی کا ٹائر پھٹ جائے تو سب سے پہلا کام یہ کریں کہ اپنے اعصاب (Nerves) قابو میں رکھیں اور بدحواس نہ ہوں، کہتے ہیں کہ ٹائر پھٹنے کی صورت میں گھبرا کر فوراً بریک نہیں لگانی چاہئے، ورنہ گاڑی اُلٹ سکتی ہے، وَاللّٰهُ اَعْلَمُ 11 اگر کسی کو اُلٹے سیدھے نام سے پکارا جائے مثلاً ”آلو!“، ”بھالو!“، ”رچھ!“ تو اگرچہ یہ سخت دل آزار اور حرام ہے لیکن اگر وہ آئندہ کے لئے پریشانی سے بچنا چاہتا ہے تو چڑھے نہیں اور مشتعل نہ ہو ورنہ پکارنے والے بالخصوص اسے نارگٹ بنالیں گے، ہاں! ایسا کرنے والوں کو نرمی سے سمجھانا بھی مفید ہے 12 کسی محفل میں جائیں تو پہلی قطار (Row) کی نشستوں (Seats) پر بیٹھنے سے گریز کریں کیونکہ جگہ نہ ہونے کی صورت میں آپ سے بھی اہم شخص آنے پر آپ کو (ادبیائے مرثیہ) نشست خالی کرنا پڑ سکتی ہے پھر آپ کو دوسری تیسری نہیں بلکہ آخری قطار میں جگہ ملے گی، اس لئے دوسری یا تیسری قطار میں بیٹھنے میں عافیت اور عزت کا تحفظ ہے 13 کوئی جانور یا پرندہ مثلاً اُٹا، شہد کی مکھی، بھڑ، یا چیل پیچھے پڑ جائے تو جانور کے مزاج کے مطابق حکمت عملی (Strategy) اپنائیے کیونکہ بعض جانور ایسے ہوتے ہیں جن کے سامنے رُک جائیں تو پیچھا چھوڑ دیتے ہیں، بعض کے سامنے نارمل رفتار سے چلتے جائیں تو وہ پیچھے نہیں آتے، شہد کی مکھی کے سامنے اُلٹے سیدھے ہاتھ چلائیں گے تو مشاہدہ (Observation) ہے کہ وہ آپ پر اور شدت سے حملہ کرے گی۔ کس جانور یا پرندے یا کیڑے کے سامنے کیا ردِ عمل (Reaction) کرنا ہوتا ہے، اس کے لئے ذرست معلومات ہونا ضروری ہے ورنہ لینے کے دینے پڑ سکتے ہیں مثلاً اُٹا پیچھے پڑے تو لوگ گھبرا کر دوڑ لگا دیتے ہیں لیکن اُٹا بھی ان کے پیچھے بھاگنے لگتا ہے پھر وہ کسی چیز سے ٹکرا کر گر جاتے ہیں اور کتے کے قابو میں آجاتے ہیں، الغرض ہر کتے کے سامنے بھاگنا مفید نہیں بلکہ بعضوں کے سامنے رُک جانا فائدہ مند ہوتا ہے بعضوں کے سامنے نارمل رفتار سے ان کو لفٹ کرائے بغیر چلتے رہنے سے انسان ان کی ریش سے باہر نکل آتا ہے اور اگر کتا آوارہ اور پاگل ہو تو ہر صورت اس کی ریش (بہنچ) سے نکلنے کی کوشش کرنی چاہئے ورنہ زندگی سے بھی ہاتھ دھو سکتے ہیں، الغرض جیسا جانور ویسی حکمت عملی! 14 جھوم (Crowd) میں پھنس جائیں تو دوسروں کو دھکے دے کر جگہ بنانے کی کوشش آپ کو تھکا

سُکُون کی تلاش

کہ کچھ ہمارا بھی خیال کرو، تمہارے جانوروں اور بچوں نے مل کر ہمارا سُکون برباد کر رکھا ہے۔ طارق نے حکیم صاحب سے فریاد کی تو فرمایا: گدھے کو فوراً بیچ دو، ادھی قیمت پر گدھے سے جان چھڑائی تو اس رات کچھ بہتر نیند آئی، دوسرے دن حکیم صاحب سے ملا تو حکم ہوا: کتے کو بھی چلتا کرو، ایسا ہی کیا تو گھر میں مزید خاموشی ہو گئی، اب کی بار حکیم صاحب سے ملا تو فرمایا کہ مرغاً ذبح کر کے کھا لو، طارق نے ہمت کر کے کہا: حکیم صاحب! ٹھیک ہے میں نے آپ کی ہر بات ماننے کا وعدہ کیا تھا مگر مرغاً ہمارے گھر کی رونق بن چکا ہے، بچے اس کی وجہ سے خوش ہیں، جب تک وہ بانگ نہ دے لگتا ہی نہیں کہ دن نکل آیا ہے، حکیم صاحب نے اپنا حکم دہرایا تو طارق نے بوجھ دل سے اس پر بھی عمل کر ڈالا، پھر سے حکیم صاحب کے پاس پہنچا تو کہنے لگے: بیوی بچوں سے جان چھڑاؤ اور ان کو نانا کے گھر بھیج دو پھر تمہیں مکمل سُکون مل جائے گا۔ طارق رونے کے قریب ہو گیا اور کہنے لگا کہ حکیم صاحب بس اتنا کافی ہے، میرا علاج مکمل ہوا، اب مجھے سُکون ہے۔ حکیم صاحب نے اس کے کندھے پر ہاتھ رکھا اور کہنے لگے: میں تمہیں یہی سمجھانا چاہتا تھا کہ سُکون ہمارے اندر ہوتا ہے اور ہم اسے باہر تلاش کرتے رہتے ہیں، اگر ہم اپنا ذہن بنالیں تو خلاف مزاج باتوں کو برداشت کرنے کی عادت بھی بن سکتی ہے ورنہ ہم بے سُکونی کا شکار رہتے ہیں، جاؤ! اب اپنے گھر میں سُکون سے رہو۔

بیٹھے بیٹھے اسلامی بھائیو! اس فرضی حکایت سے سُکون حاصل کرنے کا ایک طریقہ معلوم ہوا۔ سُکون کی تلاش کسے نہیں ہوتی؟ اس سُکون کو انسان جگہ جگہ تلاش کرتا ہے کبھی اسے لگتا ہے کہ زیادہ دولت کمالوں تو سُکون مل جائے گا، دولت سے سُکون ملتا تو قازون کو مل

طارق نہر کے کنارے اُداس بیٹھا لہروں کو دیکھ رہا تھا کہ اس کا ایک دوست وہاں سے گزرا۔ طارق پر نظر پڑی تو اس کی خیر خیریت پوچھی، طارق نے اس کے سامنے اپنا دل کھول کر رکھ دیا کہ یار سُکون کی تلاش میں ہوں، گھر میں بیوی بچوں کے شور سے تنگ آ گیا ہوں، اب تو کان بجنے لگے ہیں، ٹھیک سے دکھائی نہیں دیتا اور نیند بھی پوری نہیں ہوتی، جب دل زیادہ گھبراتا ہے تو نہر کے کنارے پہنچ جاتا ہوں۔ دوست نے مشورہ دیا کہ ساتھ والے گاؤں میں ایک بڑے حکیم صاحب ہیں ان سے ملو، شاید وہ تمہارا مسئلہ حل کر دیں۔ طارق اسی دن حکیم صاحب کے پاس پہنچ گیا اور اپنا مسئلہ بیان کیا، انہوں نے اس کی نبض چیک کی اور کہنے لگے کہ تمہارا علاج ہو جائے گا مگر میں جو کہوں، وہ کرنا ہو گا! طارق نے ہامی بھری تو بڑے حکیم صاحب نے کہا: گھر میں مرغاً رکھ لو اور تین دن بعد میرے پاس آنا۔ طارق نے دل میں سوچا کہ پہلے ہی بچوں کے شور سے تنگ ہوں اوپر سے مرغاً بھی! خیر! وہ گھر جاتے ہوئے کریم بخش سے مرغاً خرید کر لے گیا۔ مرغاً دیکھ کر بچوں کی تو عمید ہو گئی، وہ اس کے ساتھ کھیلنے لگے۔ شور و غل بڑھا تو طارق کی بے سُکونی بھی بڑھ گئی، تین دن بعد پھر حکیم صاحب کے پاس پہنچ گیا اور سارا حال کہہ سنایا، اب کی بار حکیم صاحب نے کہا: ایک کتا بھی رکھ لو۔ طارق کے جی میں آئی کہ حکیم کو گھری گھری سنا دے مگر مرغاً خاموش رہا اور کتا لے جا کر گھر کے باہر باندھ دیا، بچوں کا شور تھمتا تو کتا بھونکنے لگتا، وہ چپ ہوتا تو مرغاً شروع ہو جاتا۔ سخت بے سُکونی کے عالم میں تیسری بار حکیم صاحب سے ملا تو حکم ہوا: ایک گدھا بھی رکھ لو۔ مرغتا کیانہ کرتا، ادھار پر گدھا خرید اور گھر لے جا کر کھونٹے سے باندھ دیا۔ اب تو محلے والے بھی اس کے گھر پہنچ گئے

جاتا مگر وہ تو اپنے خزانوں کے ساتھ ہی زندہ زمین میں دفن ہو گیا! بعض لوگ اپنا سکون حکومت اور طاقت میں تلاشتے ہیں، حکومت سے سکون ملتا تو فرعون و نمرود کیوں برباد ہوتے! کچھ لوگ شہرت میں سکون کو ڈھونڈتے ہیں، شہرت تو ابو جہل کو بھی ملی مگر کیا اسے سکون بھی ملا؟ یقیناً نہیں۔ سکون کی تلاش میں لوگ اور کیا کچھ نہیں کرتے! مثلاً ❀ کسی نے رومانی و جاسوسی ناولوں اور ڈائجسٹوں کو پڑھنا شروع کر دیا ❀ کسی نے تفریحی مقالمات پر جا کر سرسبز پہاڑوں، برف باری، آبشاروں اور باغات میں گھوم پھر کر سکون پانے کی کوشش کی ❀ کسی نے اوٹ پٹانگ قسم کے کھیل کھیلنے یا دیکھنے کو سکون کا سبب سمجھا ❀ کسی نے موسیقی سُننے، ڈانس کرنے، فلمیں ڈرامے دیکھنے میں سکون کو ڈھونڈا ❀ کسی نے ہیر و سَین، چرس، گانجا وغیرہ کے نشے میں تو کسی نے جنسی افعال میں سکون پانا چاہا اور ❀ کسی کو غیبت، چغلی، تکبر وغیرہ میں سکون محسوس ہوا ❀ بعضوں کو اپنی ڈیوٹی اور ذمہ داری پوری کرنے پر سکون ملتا ہے تو کئی سُست و کاہل کچھ نہ کرنے میں سکون پاتے ہیں۔

انسان نے سکون کی تلاش کے جتنے راستے اپنے طور پر اپنائے ان میں کہیں آخرت برباد ہوئی، کہیں وقت ضائع ہوا تو کہیں رُقم، کہیں صحت برباد ہوئی اور کہیں دوسرے لوگ بے سکون ہوئے لیکن حقیقی سکون پھر بھی نہیں ملا اور جسے انسان نے سکون سمجھا وہ وقتی کیفیت اور نظر کا دھوکا تھا۔ اب رہا یہ سوال کہ حقیقی سکون کیسے ملے؟ اس کیلئے ہمیں چاہئے کہ سب سے پہلے ہم سکون کا معیار بدلیں، فضولیات اور گناہوں میں سکون کی تلاش نادانی ہے، ہمیں پیدا کرنے والا رب سَزَّوَجَلَّ یقیناً ہم سے زیادہ ہمارے دل و دماغ اور جسم و روح کو جانتا ہے، اس نے ہمارے دلوں کا سکون اور چین اپنی یاد میں رکھا ہے، چنانچہ پارہ 13 سُورَةُ الرَّعْدِ کی آیت 28 میں ارشاد ہوتا ہے: ﴿اَلَا بِذِكْرِ اللّٰهِ تَطْمَئِنُّ الْقُلُوْبُ﴾ ❀ ترجمہ کنز الایمان: سن لو اللہ کی یاد ہی میں دلوں کا چین ہے۔

اس آیت کے تحت تفسیر خزان العرفان میں ہے: اس کے رَحْمَت و فضل اور اس کے احسان و کرم کو یاد کر کے بے قرار دلوں کو

قرار و اطمینان حاصل ہوتا ہے اگرچہ اس کے عَذَل و عتاب کی یاد دلوں کو خائف کر دیتی ہے۔ (خزان العرفان، ص 474)

ذِکْرُ اللّٰهِ کی اقسام صدرُ الْاَفَاضِل حضرت مولانا مفتی سید محمد نعیم

الدِّین مراد آبادی علیہ رحمۃ اللہ الہادی سُورَةُ بَقَرَةَ کی آیت 152:

﴿قَادِ كُرُوْنِيْ اَذْكُرْكُمْ﴾ (ترجمہ کنز الایمان: تو میری یاد کرو میں تمہارا چرچا

کروں گا۔) کے تحت تفسیر خزان العرفان میں لکھتے ہیں: ذِکْر تین طرح

کا ہوتا ہے: ① لسانی (یعنی زبان سے) ② قلبی (یعنی دل سے)

③ بالجوارح (اعضائے جسم سے)۔ ذِکْر لسانی تسبیح، تقدیس، ثنا وغیرہ

بیان کرنا ہے، خطبہ، توبہ، استغفار، دعا وغیرہ اس میں داخل ہیں۔

ذِکْرِ قلبی اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کا یاد کرنا، اس کی عظمت و کبریائی

اور اس کے دلائل قدرت میں غور کرنا علماء کا استنباط مسائل میں

غور کرنا بھی اسی میں داخل ہیں۔ ذِکْر بالجوارح یہ ہے کہ اعضا طاعت

الہی میں مشغول ہوں جیسے حج کے لئے سفر کرنا یہ ذِکْر بالجوارح میں

داخل ہے۔ نماز تینوں قسم کے ذِکْر پر مشتمل ہے، تسبیح و تکبیر، ثنا و

قراءت تو ”ذِکْر لسانی“ ہے اور خُشُوْع و خُضُوْع، اخلاص ”ذِکْرِ قلبی“

اور قیام، رُکُوْع و سُجُوْد وغیرہ ”ذِکْر بالجوارح“ ہے۔ (خزان العرفان، ص 50)

جب ہمارا سکون یادِ الہی سے وابستہ ہو جائے گا تو ان شاء اللہ عَزَّوَجَلَّ

ہمیں نماز میں بھی لطف آئے گا، روزہ رکھنے میں راحت ملے گی، زکوٰۃ

ادا کرنے پر چین آئے گا، فرض حج کرنے پر قرار ملے گا، مُقَدَّس

مقامات مثلاً مکہ پاک، مدینہ منورہ، بغداد شریف وغیرہ جانے سے ایسا

سکون ملے گا کہ ہم بھی زبان حال سے کہیں گے:

جو لمحے تھے سکوں کے سب مدینے میں گزار آئے

دل مُضْطَّر وطن میں اب تجھے کیونکر قرار آئے

اللہ پاک ہمیں اپنی اور اپنے پیارے حبیب صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم

کی سچی محبت کی بے قراری نصیب فرمائے۔

اٰمِیْن بِجَاہِ النَّبِیِّ الْاَمِیْن صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم

مرے دل کو دردِ اُلْفَت وہ سکون دے الہی!

مری بیقرار یوں کو نہ کبھی قرار آئے



مقصد کی لگن (Devotion to purpose)

ایک شخص کافی عرصے بعد اپنے اُستاد (Teacher) کے پاس پہنچا اور کہنے لگا جس کام میں ہاتھ ڈالتا ہوں ناکامی ملتی ہے، مایوس (Disappoint) ہو کر آپ کے پاس آیا ہوں مجھے کامیابی کا کوئی خاص راز (Secret) بتائیں۔ استاذ نے کہا: بتاتا ہوں! میرے ساتھ قریبی نہر تک چلو۔ نہر کنارے پہنچ کر استاذ بولا: میرے پیچھے پیچھے نہر میں اُترو، وہ شخص پہلے تو گھبرایا لیکن پھر استاذ کے ساتھ نہر میں اتر گیا۔ جب دونوں نہر (Canal) کے درمیان میں پہنچے تو پانی ان کے سینے تک پہنچنے لگا تھا، استاذ نے اس شخص کو رکنے کا اشارہ کیا، پھر اچانک اس کا سر پکڑا اور پوری طاقت کے ساتھ پانی میں غوطہ دیا، اس شخص نے خود کو چھڑانے کیلئے بہت ہاتھ پاؤں مارے لیکن بے سود کیونکہ استاذ کی گرفت بہت مضبوط تھی، کافی دیر تک وہ شخص پانی کے اندر رہا، جب اس کی جان پر بننے لگی تو اس نے بھر پور زور لگایا اور اپنا سر پانی سے باہر نکالنے میں کامیاب ہو گیا۔ باہر نکلتے ہی اس نے ایک لمبی اور گہری سانس لے کر

اپنے پھیپھڑوں میں ہوا بھری۔ جب اس کی طبیعت بحال ہوئی تو استاذ نے پوچھا کہ جب تم پانی کے اندر تھے تو تمہیں شدت سے کس چیز کی طلب تھی، وہ شخص بولا! مجھے صرف اور صرف تھوڑی سی ہوا (Air) چاہئے تھی تاکہ میں سانس لے سکوں۔ استاذ نے بولنا شروع کیا: یہی بات میں تمہیں سمجھانا چاہتا تھا کہ جب ہم کسی چیز کو سچے دل سے طلب کرتے ہیں، شدت سے چاہتے ہیں تو ہم اپنا مقصد پانے میں کامیاب ہو جاتے ہیں۔ لہذا جب تمہیں کسی مقصد میں کامیابی اسی لگن سے درکار ہوگی جس شدت سے آج تھوڑی سی ہوا درکار تھی تو کامیابی کے دروازے کھلتے چلے جائیں گے۔

ماہنامہ فیضانِ مدینہ کے قارئین! جس طرح برف باری کے موسم میں چھوٹی سی موم بتی سے کمرے کو گرم نہیں کیا جاسکتا اسی طرح ناقص اور کمزور طلب سے مقاصد میں کامیابی ملنا بہت دشوار ہے۔ رب کریم کی عطا کے بعد کامیابی کی پہلی سیڑھی اپنے مقصد سے سچی لگن (Devotion) ہونا ہے۔ آپ نے دیکھا ہو گا کہ کئی لوگوں کی آمدنی کم ہوتی ہے لیکن وہ اپنا ذاتی مکان بنانے کی ٹھان لیتے ہیں تو برسوں کی کوشش کے بعد اپنا مکان تعمیر کرنے میں کامیاب ہو ہی جاتے ہیں، اس طرح کئی طلبہ امتحانات میں کئی بار ناکام ہونے کے بعد سچی لگن کی بدولت کامیابی کا مقصد حاصل کر ہی لیتے ہیں، ابتدائی ایام میں کاروباری ناکامیوں کا شکار ہونے والا شخص ایک وقت آتا ہے کہ اپنی سچی لگن کی وجہ سے کامیاب تاجر کہلاتا ہے۔ مارکیٹنگ، ڈرائیونگ، کوکنگ، ٹیلرنگ اور دیگر شعبوں میں اس طرح کی درجنوں مثالیں ہمیں اپنے ارد گرد مل جائیں گی۔

سچی لگن کو دلیل درکار ہے: شاید آپ کے دل میں یہ خیال آئے کہ ہم بھی تو دل سے اپنی کامیابی چاہتے ہیں لیکن ناکام کیوں رہتے ہیں! تو گزارش ہے کہ سچی لگن کے دعویٰ (Claim) کو شدید محنت و کوشش کی دلیل (Proof) درکار ہے، اگر آپ کی محنت و کوشش محض اپنے والدین یا باس یا بزنس پارٹنر کو مطمئن کرنے کے لئے ہے تو اس چھوٹے لیول کی محنت سے بڑی کامیابی ملنا مشکل ہے لیکن جب آپ اپنی محنت میں کوئی کسر نہیں چھوڑیں گے اور اپنی کارکردگی سے خود مطمئن ہوں گے تو قدرت آپ کے لئے کامیابی کے دروازے کھول دے گی، اِنْ شَاءَ اللہ۔

مقصود حاصل ہو گیا: حضرت سیدنا شاہ آل محمد رحمۃ اللہ علیہ (مارہرہ شریف، ہند) کی خدمت میں ایک صاحب حاضر ہوئے جو کئی خانقاہوں (یعنی

طریقت و تصوف کی تربیت گاہوں) میں مجاہدے اور ریاضتیں کر چکے تھے، انہوں نے حضرت سیدنا شاہ آل محمد رحمۃ اللہ علیہ سے فریاد کی کہ اتنے برس ہو گئے مقصود (Purpose) حاصل نہیں ہوتا! آپ رحمۃ اللہ علیہ نے خانقاہ شریف کے ایک کمرے میں ان کے ٹھہرنے کا انتظام کیا اور خادم کو الگ بلا کر حکم دیا کہ انہیں مچھلی (Fish) کھانے کو دی جائے اور پانی کا ایک قطرہ نہ دیا جائے اور کھانا کھانے کے بعد فوراً دروازہ باہر سے بند کر دیا جائے۔ نمازِ عشا کے بعد خادم نے مچھلی دی جب وہ کھا چکے تو خادم فوراً دروازے کی زنجیر باہر سے بند کر کے چلا گیا، اب یہ اندر سے چلاتے ہیں کہ مجھے پانی دیا جائے مگر وہاں تھا کون جو سنتا! صبح فجر کے وقت خادم نے کمرہ کھولا، کھلتے ہی پانی کی طرف بھاگے اور جس قدر پییا گیا خوب پییا۔ نماز کے بعد حضرت سیدنا شاہ آل محمد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: خیریت ہے؟ عرض کی: حضور! رات تو خاموں نے مار ہی ڈالا تھا کہ مجھے ایسی گرمی میں ایک تو مچھلی کھانے کو دی، دوسرے ایک قطرہ پانی کا نہ دیا اور پیاسا ہی کمرے میں بند کر دیا۔ فرمایا: پھر رات کیسی گزری؟ عرض کی: جب تک جاگتا رہا پانی کا خیال! جب سویا تو سوائے پانی کے اور کچھ نہ دیکھا۔ حضرت سیدنا شاہ آل محمد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: طلبِ صادق (سچی طلب) اسی کا نام ہے کبھی اُس مقصد کے لئے ایسی طلب بھی کی تھی جس تک نہ پہنچنے کی آپ شکایت کرتے ہیں! وہ مجاہدات کئے ہوئے تھے، اس لئے دل صاف تھا، نفس کا جود تھا فوراً کھل گیا اور بالآخر انہیں مقصود حاصل ہو گیا۔ (ماخوذ از ملفوظات اعلیٰ حضرت، ص 470)

پیارے اسلامی بھائیو! ہم اپنی زندگی کے مختلف مراحل (Different stages of life) میں کھانے پینے، رہائش، سواری، پڑھائی لکھائی، شادی بیاہ، سیر و تفریح، نوکری، کاروبار اور روپے پیسے کے حوالے سے مختلف قسم کے مقاصد اپناتے اور انہیں حاصل کرنے کی تمنا کرتے ہیں لیکن ہمیں یہ نہیں بھولنا چاہئے کہ جو زندگی ہمیں ملی ہے، اس کا بھی کوئی مقصد ہے جسے ہم نے پورا کرنا ہے، اس مقصد کا بیان قرآن حکیم کی ان دو آیات میں موجود ہے: ① ﴿وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْإِنْسَ إِلَّا لِيَعْبُدُونِ ②﴾ ترجمہ کنزالایمان: اور میں نے جن اور آدمی اتنے ہی (اسی) لئے بنائے کہ میری بندگی کریں۔ (پ 27، الذریت: 56) ② ﴿الَّذِينَ خَلَقُوا الْحَيَاةَ لِيَبْلُوَكُمْ أَيُّكُمْ أَحْسَنُ عَمَلًا ③﴾ ترجمہ کنزالایمان: وہ جس نے موت اور زندگی پیدا کی کہ تمہاری جانچ ہو تم میں کس کا کام زیادہ اچھا ہے۔ (پ 29، الملک: 2)

اپنے خالق و مالک کی عبادت کا حق ادا کرنا اور اچھے کام کرنا اس زندگی کا مقصد ہے، تو جس طرح دیگر مقاصد میں کامیابی کے لئے سچی لگن درکار ہے ویسی لگن اس مقصد کے حصول میں بھی چاہئے ہوگی۔ ہمارے بزرگانِ دین نے مقصدِ حیات کو پورا کرنے کے لئے سچی لگن (True devotion) کی ایسی ایسی مثالیں قائم کیں کہ عقل حیران رہ جاتی ہے، چنانچہ ④ سیدنا فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ نے قاتلانہ حملہ ہونے کے بعد شدید زخمی حالت میں بھی نماز ادا فرمائی ⑤ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ باغیوں کے گھیرے میں تھے لیکن اپنی شہادت کے وقت تلاوتِ قرآن کر رہے تھے ⑥ حضرت گہس بن حسن رحمۃ اللہ علیہ روزانہ 1000 نوافل پڑھا کرتے جب فارغ ہوتے تو چلنے کی سکت باقی نہ رہتی ⑦ حضرت صفوان بن سلیم رحمۃ اللہ علیہ گرمیوں میں بغیر پتلے کے کمرے کے اندر اور سردیوں میں چھت پر آرام کرتے تاکہ عبادت کے لئے جاگنے میں دشواری نہ ہو ⑧ حضرت سہل بن عبد اللہ رحمۃ اللہ علیہ اتنے کمزور ہو گئے کہ کھڑے نہ ہو سکتے تھے لیکن جب نماز کا وقت آتا تو شوقِ عبادت میں لوہے کی سلاخ کی طرح سیدھے کھڑے ہو جاتے ⑨ امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کی عمر مبارک 70 برس کے قریب تھی لیکن اس عمر میں کبھی ان کی تکبیر اولیٰ بھی فوت نہیں ہوئی۔

پیارے اسلامی بھائیو! دوسری طرف ہم اپنے گریبان میں جھانک کر دیکھیں تو ہمیں اپنے مقصدِ زندگی سے لگن کی کیفیت معلوم ہو جائے گی کہ روزانہ پانچ فرض نمازیں ہم سے نہیں پڑھی جاتیں، رمضان کے روزے ہم سے نہیں رکھے جاتے، زکوٰۃ کی ادائیگی کا ہمیں ہوش نہیں، حج فرض ہو چکا لیکن ہمارے پاس سفرِ حج کے لئے وقت نہیں، تلاوتِ قرآن کا ہمیں موقع نہیں ملتا، ان سب کے باوجود بھی ہم اس خوش فہمی میں ہیں کہ ہم اپنے مقصدِ حیات کو پانے میں مخلص اور سچے ہیں۔ ہمیں چاہئے کہ عارضی مقاصد کی وجہ سے اپنی زندگی کے حقیقی مقصد (Real purpose) کو نہ بھولیں اور اپنی زندگی میں ہر اس چیز کو داخل ہونے سے روک دیں جو ہمیں اپنے ربِّ کریم کی عبادت سے روکے۔

اللہ پاک ہمیں نیک مقاصد میں کامیابی عطا فرمائے۔ اٰمِیْن بِجَاہِ النَّبِیِّ الْاَوْحِیْنَ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم



کہ (مَعَاذَ اللّٰهِ) خود کشی جیسے حرام کام کے بارے میں سوچنے لگتے ہیں۔ (ہم اللہ ﷻ سے رحمت اور عافیت کا سوال کرتے ہیں)

جوئے کی تعریف جوئے کو عربی میں قمار کہتے ہیں، حضرت میر سید شریف جرجانی قدس سرہ العالیین لکھتے ہیں: ہر وہ کھیل جس میں یہ شرط ہو کہ مغلوب (یعنی ناکام ہونے والے) کی کوئی چیز غالب (یعنی کامیاب ہونے والے) کو دی جائے گی یہ ”قمار“ (یعنی جو) ہے۔ (التعریفات، ص 126)

قرآن پاک میں ہے: **يَسْئَلُونَكَ عَنِ الْخَمْرِ وَالْمَيْسِرِ طُل**

فِيهِمَا اْتَمَّ كَيْدٌ وَمَنَافِعُ لِلنَّاسِ ۗ وَاِنَّهُمَا آكْبَرُ مِنْ نَّفْعِهِمَا ط

(البقرہ: 219) ترجمہ کنزالایمان: ”تم سے شراب اور جوئے کا حکم پوچھتے ہیں تم فرمادو کہ ان دونوں میں بڑا گناہ ہے اور لوگوں کے کچھ دنیوی نفع بھی اور ان کا گناہ ان کے نفع سے بڑا ہے۔“

خزانة العرفان میں ہے: نفع تو یہی ہے کہ شراب سے کچھ ضرور پیدا ہوتا ہے یا اس کی خرید و فروخت سے تجارتی فائدہ ہوتا ہے اور جوئے میں کبھی مفت کا مال ہاتھ آتا ہے اور گناہوں اور مفسدوں کا کیا شمار! عقل کا زوال، غیرت و حیثیت کا زوال، عبادات سے محرومی، لوگوں سے عداوتیں، سب کی نظر میں خوار ہونا، دولت و مال کی اضعاف (یعنی بربادی)۔ (خزانة العرفان)

جوئے کا شرعی حکم اعلیٰ حضرت، امام اہل سنت، امام احمد رضا خان فتاویٰ رضویہ جلد 21 صفحہ 156 پر فرماتے ہیں: ”جو بھی بئس قطعی قرآن حرام ہے۔“ جبکہ جوئے سے حاصل ہونے والی رقم بھی حرام ہے چنانچہ فتاویٰ رضویہ جلد 19 صفحہ 646 پر ہے: ”سود اور چوری اور عصب اور جوئے کا روپیہ قطعی حرام ہے۔“

چارہ فرامین مصطفیٰ صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ (1) جس نے نرد شیر (1) سے جو ا کھیلنا تو گویا اُس نے اپنا ہاتھ خنزیر کے گوشت اور خون میں ڈبو دیا۔ (ابن ماجہ، 4/231، حدیث: 3763) سور کے گوشت و خون میں ہاتھ ساننا اسے نجس بھی کرتا ہے اور گھناؤنا 1- فارس کے بادشاہوں میں ایک بادشاہ آرد شیر ابن تابک گزرا ہے اس نے یہ جو ایجاد کیا۔ نرد بمعنی ہارجیت کی بازی آرد شیر سے لیا گیا اس لیے اس کھیل کا نام نرد شیر رکھا گیا یعنی آرد شیر کا جو، اس کی ایجاد کردہ بازی۔ (مرآة المناجیح، 6/203)

جو برائیاں ہمارے معاشرے کو دیمک کی طرح چاٹ رہی ہیں ان میں سے ایک ”جو“ بھی ہے جس کے جال میں پھنس کر کئی لوگ برباد ہو چکے ہیں۔ عادی جواریوں میں کچھ لوگ ایسے ہوتے ہیں جنہوں نے محض تفریح کے لئے چھوٹی چھوٹی رقمیں لگانے سے جو ا کھیلنے کا آغاز کیا مگر رفتہ رفتہ اس ”ناسور“ کے ایسے عادی ہوئے کہ جوئے کی لت چھوڑنا ان کے لئے دشوار ہو گیا۔ جوئے میں انسان بہت کچھ ہار جاتا ہے چنانچہ جواری مالی مسائل کا شکار ہو جاتے ہیں، کچھ نہیں سوجھتا تو سود پر قرض لیتے رہتے ہیں اور ایک لمبا ہاتھ مارنے کے چکر میں جوئے کی دلدل میں مزید دھنس جاتے ہیں، اپنا وقت جوئے کے اڈوں میں برباد کرتے ہیں اور وہاں پر پھیلنے والی مزید برائیوں، نشہ، چوری چکاری وغیرہ میں بھی مبتلا ہو جاتے ہیں۔ کئی جواری اپنی نوکری یا کاروبار سے بھی غافل ہو جاتے ہیں، انجام کار نوکری یا کاروبار ہاتھ سے جاتا رہتا ہے، ان کی گھریلو زندگی تباہ ہو کر رہ جاتی ہے، عزت برباد ہو جاتی ہے، ٹینشن کے مارے یہ بیمار ہو جاتے ہیں، بعض اوقات جو ا کھیلنے کی پاداش میں پولیس کے ہاتھوں گرفتار بھی ہو جاتے ہیں، یوں ان کو جوئے کی بھاری قیمت چکانا پڑتی ہے، جب انہیں کچھ بھائی نہیں دیتا تو اپنی زندگی سے اتنا مایوس ہو جاتے ہیں

عمل بھی ہے اس لئے اس سے تشبیہ دی گئی۔ (مرآة المناجیح، 6/203)
 (2) جو کوئی نرد کھیلے اس نے اللہ اور اُس کے رسول کی نافرمانی کی۔ (مسند زرارہ، 8/77، حدیث: 3075) (3) جو شخص نرد کھیلتا ہے پھر نماز پڑھنے اٹھتا ہے، اس کی مثال اس شخص کی طرح ہے جو پیپ اور سُوَر کے خون سے وضو کر کے نماز پڑھنے کھڑا ہوتا ہے۔ (مسند امام احمد، 9/50، حدیث: 33199) (4) جس شخص نے اپنے ساتھی سے کہا: آؤ! جُوا کھیلیں، تو اُس (کہنے والے) کو چاہئے کہ صدقہ کرے۔ (مسلم، ص 894، حدیث: 1647) یعنی جُوا کھیلنا تو درکنار اگر کسی کو جُوا کھیلنے کی دعوت بھی دے تو وہ جوئے کامل جس سے جو کھیلنا چاہتا ہے وہ یا دوسرا مال صدقہ کر دے تاکہ اس ارادے کا یہ کفادہ ہو جائے۔ اس سے معلوم ہوا کہ ارادہ گناہ بھی گناہ ہے، یہ ہی مذہبِ مجتہد ہے۔ (مرآة المناجیح، 5/195)

جُوئے کی 6 صورتیں بیٹھے بیٹھے اسلامی بھائیو! آج کل دنیا میں جوئے کے نت نئے طریقے رائج ہیں، ان میں سے 6 یہ ہیں:

(1) **لاٹری** اس طریقہ کار میں لاکھوں کروڑوں روپے کے انعامات کا لالچ دے کر لاکھوں ٹکٹ معمولی رقم کے بدلے فروخت کئے جاتے ہیں پھر قرعہ اندازی کے ذریعے کامیاب ہونے والوں میں چند لاکھ یا چند کروڑ روپے تقسیم کر دیئے جاتے ہیں جبکہ بقیہ افراد کی رقم ڈوب جاتی ہے، یہ بھی جوئے ہی کی ایک صورت ہے جو کہ حرام اور جہنم میں لے جانے والا کام ہے۔ (2) **پرائز بانڈ کی پرچی** حکومت پاکستان "200، 750، 1500، 7500 اور 15000" روپے کی قیمت کے انعامی بانڈز بینک کے ذریعے جاری کرتی ہے اور جدول کے مطابق ہر ماہ قرعہ اندازی کے ذریعے کروڑوں روپے کے انعامات خریداروں میں تقسیم کرتی ہے، جس کا انعام نہیں نکلتا اُس کی بھی رقم محفوظ رہتی ہے وہ اسے جب چاہے بھننا (یعنی کیش کروا) سکتا ہے۔ یہ جواز (یعنی جائز ہونے) کی صورت ہے اور جوئے میں داخل نہیں۔ لیکن اس کے متوازی بعض لوگ انعامی بانڈز کی پرچیاں بیچتے ہیں، ان پرچیوں کی خرید و فروخت غیر قانونی اور ناجائز و حرام ہے کیونکہ بیچنے والا حکومت کی طرف سے جاری کردہ پرائز بانڈز اپنے ہی پاس رکھتا ہے (بلکہ بعض اوقات تو پرائز

بانڈز بھی بیچنے والے کے پاس نہیں ہوتے) پرچی بیچنے والا خریدار کو قلیل رقم کے بدلے پرچی پر محض ایک نمبر لکھ کر دے دیتا ہے کہ اگر اس نمبر پر انعام نکل آیا تو میں تمہیں اتنی رقم دوں گا۔ انعامی پرچی کا یہ کام بھی جُوا ہے کیونکہ اس میں انعام نہ نکلنے کی صورت میں خریدار کی رقم ڈوب جاتی ہے۔ (3) **موبائل میسجز (Mobile Messages) اور جُوا** موبائل پر مختلف سوالات پر مبنی میسجز بھیجے جاتے ہیں مثلاً کونسی ٹیم میچ جیتے گی؟ یا پاکستان کس دن بنا تھا؟ جس میں دُرست جوابات دینے والوں کیلئے مختلف انعامات رکھے جاتے ہیں، شرکت کرنے والے کے "موبائل بیلنس" سے قلیل رقم مثلاً دس روپے کٹ جاتی ہے، جن کا انعام نہیں نکلتا ان کی رقم ضائع ہو جاتی ہے، یہ بھی جُوا ہے جو کہ حرام اور جہنم میں لے جانے والا کام ہے۔ (4) **مُعْتَبَہ** اس میں ایک یا ایک سے زیادہ سوالات حل کرنے کے لئے دیئے جاتے ہیں جس کا حل منتظمین کی مرضی کے مطابق نکل آئے اُسے انعام دیا جاتا ہے، انعامات کی تعداد تین یا چار یا اس سے زائد بھی ہوتی ہے۔ لہذا دُرست حل زیادہ تعداد میں نکلیں تو قرعہ اندازی کے ذریعے فیصلہ ہوتا ہے۔ اس کھیل میں بہت سارے افراد شریک ہوتے ہیں، ان کی شرکت دو طرح سے ہوتی ہے: (1) مفت (2) معمولی فیس دے کر، اگر شرکاء سے کسی قسم کی فیس نہ لی جائے تو اور کوئی مانع شرعی نہ ہونے کی صورت میں اس انعام کا لینا جائز ہے۔ جس میں شرکاء سے فیس لی جاتی ہے اُس میں انعام ملے پانہ ملے رقم ڈوب جاتی ہے، یہ صورت جوئے کی ہے جو کہ حرام اور جہنم میں لے جانے والا کام ہے۔ (5) **پیسے جمع کر کے قرعہ اندازی کرنا** بعض افراد یا دوست آپس میں تھوڑی تھوڑی رقم جمع کر کے قرعہ اندازی کرتے ہیں کہ جس کا نام نکلا ساری رقم اس کو ملے گی، یہ بھی جُوا ہے کیونکہ بقیہ افراد کی رقم ڈوب جاتی ہے۔ اسی طرح بعض اوقات پیسے جمع کر کے کوئی کتاب یا دوسری چیز خریدی جاتی ہے کہ جس کا نام قرعہ اندازی میں نکل آیا اسے یہ کتاب دے دی جائے گی، یہ بھی جُوا ہی ہے۔ یاد رہے کہ بعض کمپنیاں اپنی مصنوعات خریدنے والوں کو

کرتے ہوئے اعلیٰ حضرت، امام اہل سنت، امام احمد رضا خان عَلَیْہِ رَحْمَةُ الرَّحْمٰن فرماتے ہیں: جس قدر مال جوئے میں کمایا محض حرام ہے اور اس سے بَرَاءت (یعنی نجات) کی یہی صورت ہے کہ جس جس سے جتنا جتنا مال جیتتا ہے اُسے واپس دے یا جیسے بنے اُسے راضی کر کے مُعاف کرالے۔ وہ نہ ہو تو اُس کے وارثوں کو واپس دے، یا اُن میں جو عاقل بالغ ہوں ان کا حصہ اُن کی رضامندی سے مُعاف کرالے۔ باقیوں کا حصہ ضرور انہیں دے کہ اِس کی مُعافی ممکن نہیں اور جن لوگوں کا پتا کسی طرح نہ چلے، نہ اُن کا، نہ اُن کے وَرثہ کا، اُن سے جس قدر جیتتا تھا اُن کی نیت سے خیرات کر دے، اگرچہ (خود) اپنے (ہی) محتاج بہن بھائیوں، بھتیجوں، بھانجوں کو دے دے۔ آگے چل کر مزید فرماتے ہیں: عَرَض جہاں جہاں جس قدر یاد ہو سکے کہ اِتنامال فُلاں سے ہار جیت میں زیادہ پڑا تھا، اُتنا تو انہیں یا اُن کے وارثوں کو دے، یہ نہ ہوں تو اُن کی نیت سے تصدُّق (یعنی صدقہ) کرے، اور زیادہ پڑنے کے یہ معنی کہ مَثَلًا ایک شخص سے دس بار جُوا کھیلا کبھی یہ جیتا کبھی یہ، اُس (یعنی سامنے والے جواری) کے جیتنے کی (رقم کی) مقدار مَثَلًا سو روپے کو پہنچی اور یہ (خود) سب دَفْعہ کے ملا کر سوا سو جیتا، تو سو سو برابر ہو گئے، پچیس اُس (یعنی سامنے والے جواری) کے دینے رہے۔ اتنے ہی اسے واپس دے۔ وَعَلَىٰ هَذَا الْقِيَاس (یعنی اور اسی پر قیاس کر لیجئے) اور جہاں یاد نہ آئے کہ (جُوا کھیلنے والے) کون کون لوگ تھے اور کتنا (مال جوئے میں جیت) لیا، وہاں زیادہ سے زیادہ (مقدار کا) تخمینہ (تَخْمِیْنہ) لے۔ یعنی اندازہ لگائے کہ اِس تمام مدت میں کس قدر مال جوئے سے کمایا ہو گا اُتنا مالکوں (یعنی اُن نامعلوم جواریوں) کی نیت سے خیرات کر دے، عاقبت یونہی پاک ہوگی۔ وَاللّٰهُ تَعَالٰی اَعْلَمُ۔ (فتاویٰ رضویہ، 19/651)

اے جواری تُو جوئے سے باز آ
ورنہ پھنس جائے گا جس دن تُو مرا
ہو گیا تجھ سے خدا ناراض اگر
قبر سن لے آگ سے جائیگی بھر
(وسائلِ بخششِ مرمم، ص 713)

قرعہ اندازی کر کے انعامات دیتی ہیں، یہ جائز ہے کیوں کہ اس میں کسی کی بھی رقم نہیں ڈوبتی۔ (6) مختلف کھیلوں میں شرط لگانا ہمارے یہاں مختلف کھیل مَثَلًا گھڑ دوڑ، کرکٹ، کیرم، بلیرڈ، تاش، شطرنج وغیرہ دو طرفہ شرط لگا کر کھیلے جاتے ہیں کہ ہارنے والا جیتنے والے کو اتنی رقم یا فُلاں چیز دے گا، یہ بھی جو ہے اور ناجائز و حرام۔ کیرم اور بلیرڈ کلب وغیرہ میں کھیلنے وقت عُموماً یہ شرط رکھی جاتی ہے کہ کلب کے مالک کی فیس ہارنے والا ادا کریگا، یہ بھی جو ہے۔ بعض ”نادان“ گھروں میں مختلف کھیلوں مَثَلًا تاش یا لوڈوپر دو طرفہ شرط لگا کر کھیلتے ہیں اور کم علمی کے باعث اِس میں کوئی حرج نہیں سمجھتے، وہ بھی سنبھل جائیں کہ یہ بھی جو ہے اور جو احرام اور جہنم میں لے جانے والا کام ہے۔

(فیث کی تباہ کاریاں، ص 188، 190)

جُواریوں کی صحبت کا بھیانک انجام پنجاب (پاکستان) کے ایک محلے میں عجیب و غریب بدبو محسوس ہونے لگی، علاقے والوں کی خوب جستجو کے بعد کہیں جا کر بدبو کا سراغ ملا، وہ بدبو ایک بند گھر سے آرہی تھی۔ چنانچہ پولیس کو اطلاع دی گئی۔ جب پولیس والے لوگوں کی موجودگی میں تالا توڑ کر گھر کے اندر داخل ہوئے تو یہ دیکھ کر سب کے رونگٹے کھڑے ہو گئے کہ وہاں چارپائی پر ایک جوان آدمی کی لاش پڑی تھی اور اس کے بعض حصے گل سڑ چکے تھے اور ان میں کیڑے رینگ رہے تھے۔ یہ منظر دیکھ کر بچوں سمیت کئی افراد بے ہوش ہو گئے۔ تحقیق کرنے پر پتا چلا کہ یہ نوجوان محنت مزدوری کرنے کے لئے اِس علاقے میں آیا تھا، کرائے کے مکان میں رہائش پذیر تھا اور بعض جُواریوں سے اس کی دوستی تھی۔ ایک دن یہ نوجوان اپنے دوستوں سے جوئے میں بہت ساری رقم جیت گیا، ہارے ہوئے جواری دوستوں نے ہاری ہوئی رقم لوٹنے کے لئے اس کے گلے میں پھندا آکسا اور بجلی کے کرنٹ لگا لگا کر موت کے گھاٹ اُتار دیا، پھر اسے بے گور و کفن چھوڑ کر تالا لگا کر فرار ہو گئے۔

(نیکی کی دعوت، حصہ اول، ص 290)

جوئے سے توبہ کا طریقہ جُوا کھیلنے والا اگر نادم ہو تو اُس کو چاہئے کہ بارگاہِ الہی عَزَّوَجَلَّ میں سچی توبہ کرے مگر جو کچھ مال جیتتا ہے وہ بدستور حرام ہی رہے گا اِس ضمن میں راہنمائی



مشکل حالات کا مقابلہ کیسے کریں؟

اب کیا ہوگا؟ اس طرح یہ لوگ اپنے لئے مزید مشکلات کھڑی کر لیتے ہیں۔ ان میں سے بعض کا مزاج اُس خرگوش کی طرح ہوتا ہے جس نے جنگل میں شور مچا دیا تھا کہ ”آسمان گر گیا، آسمان گر گیا!“ دیگر جانوروں نے جب اُوپر نظر اٹھا کر دیکھا کہ آسمان تو اپنی جگہ پر ہے تو خرگوش سے پوچھا کہ آسمان کہاں گرا ہے؟ خرگوش کہنے لگا کہ میں بیری کے درخت کے نیچے

کھڑا تھا وہاں میرے سر پر آسمان گرا تھا، جانوروں نے تحقیق کی تو پتا چلا کہ درخت سے ایک بیر ٹوٹ کر خرگوش کے سر پر گرا تھا جسے اس نے بدحواسی میں آسمان سمجھا! اور تیسری قسم کے لوگ مشکل حالات سے گھبرا کر دل ہار بیٹھتے ہیں انہیں ہارٹ اٹیک، ہائی بلڈ پریشر جیسی بیماریاں ہو جاتی ہیں اور بعض تو مایوس ہو کر خودکشی (Suicide) کر لیتے ہیں جو کہ حرام اور جہنم میں لے جانے والا کام ہے۔ **مشکلات کی دو قسمیں:** مشکلات بھی دو قسم کی ہوتی ہیں: ایک وہ جن کا حل یا متبادل ممکن ہوتا ہے جیسے کیچڑ میں پھسل کر گر جانا، بانیک کا پنکچر ہو جانا، نوکری چلی جانا وغیرہ، اور دوسری وہ جن کا کوئی حل یا متبادل نہیں ہوتا مثلاً گھر کے کسی فرد بیٹے یا بیٹی یا زوجہ کا انتقال ہو جانا، کھیت میں فصل کا تباہ ہو جانا، سیلاب میں سامان وغیرہ کا بہہ جانا۔ پہلی قسم کی مشکل پر قابو پانے کے لئے عملی قدم اٹھانے ہوتے ہیں جبکہ دوسری قسم کی مشکل سے نکلنے کے لئے اپنی سوچ کو مثبت (Positive) بنانا ہوتا ہے۔

مشکل حالات کا مقابلہ کرنے کے 11 طریقے

اے عاشقانِ رسول! اس حقیقت سے انکار ممکن نہیں کہ جس پر مشکل آتی ہے اس کی پریشانی جیسی وہ سمجھ سکتا ہے کوئی اور نہیں محسوس کر سکتا لیکن یہ بھی حقیقت ہے کہ جب تک زندہ ہیں مشکلات کا سامنا تو ہوتا رہے گا! اس لئے مشکل حالات کا مقابلہ کرنے کے حوالے سے 11 ٹپس دیئے جا رہے ہیں جن کی مدد سے ہم احسن انداز سے مشکل حالات کا مقابلہ کر سکتے ہیں: **1 خود پر قابو رکھئے:** کسی بھی قسم کی مشکل آنے پر ردِ عمل (Reaction) کے طور پر ہمارے اندر

جنوری 2020 کو سردیوں کے موسم میں لاہور کے ایک مکان میں گیس ہیٹرز سے آگ لگ گئی جو اس قدر شدید تھی کہ دو بہنوں کا جہیز کا سامان جل کر راکھ ہو گیا اور گھر میں رکھی ہوئی نقد رقم بھی جل گئی، ان میں سے ایک بہن کا چہرہ اپنے معذور باپ کی جان بچانے کی کوشش میں ٹھلس گیا۔ پریشان حال معذور باپ نے بعد میں بتایا کہ ایک بیٹی کی شادی ڈیڑھ مہینے بعد طے تھی، میں نے پائی پائی جوڑ کر بیٹیوں کا جہیز اکٹھا کیا تھا، پتا نہیں اب کیا ہوگا؟⁽¹⁾

ماہنامہ فیضانِ مدینہ کے قارئین! ربِّ کریم ہم سب کو اپنے حفظ و امان میں رکھے۔ بہر حال انسان کو اپنی زندگی میں مشکل اور آسان دونوں قسم کے حالات کا سامنا ہوتا ہے، کبھی معاشی خوشحالی، خوشگوار گھریلو زندگی، تندرستی، مقاصد میں کامیابی اور اولاد کی فرمانبرداری جیسی سینکڑوں خوشیاں اس کی زندگی میں بہا رہتی ہیں اور کبھی حالات ایسا پلٹا کھاتے ہیں کہ مالی تنگدستی، گھریلو ناچاقی، امتحان میں ناکامی، دفتری پریشانی، بیماری، خاندانی دشمنی، ناجائز مقدمہ بازی اور کاروباری پیچیدگی جیسی کئی مشکلیں اس کی زندگی کو خزاں رسیدہ اور ویران بنا دیتی ہیں۔ **تین قسم کے لوگ:** مشکل حالات کا سامنا کرنے کے حوالے سے ہمارا رویہ مختلف ہوتا ہے، پہلی قسم کے لوگ وہ ہوتے ہیں جو مشکل میں گھبراتے نہیں، نروس نہیں ہوتے بلکہ اپنے اعصاب کو کنٹرول میں رکھ کر ہمت و جرأت کے ساتھ اس کا سامنا کرتے ہیں اور اس مشکل سے نکل آتے ہیں، دوسری قسم کے لوگ وہ ہوتے ہیں جو مشکلات میں گھبرا جاتے ہیں، ان کے ہاتھ پاؤں پھول جاتے ہیں کہ

دو قسم کے خیالات پیدا ہوتے ہیں، ایک مثبت دوسرا منفی! منفی سوچ ہمیں شدید قسم کے خوف، غم، گھبراہٹ اور غصے میں مبتلا کرتی ہے جبکہ مثبت سوچ ہمیں برداشت، ہمت اور مسئلے کے حل کا راستہ دکھاتی ہے چنانچہ کسی بھی قسم کی صورت حال میں منفی سوچ کو خود پر حاوی نہ ہونے دیجئے، نہ ہی گھبراہٹ کا شکار ہوں، کسی نے سچ کہا ہے کہ مشکل حالات میں گھبرانا اصل مشکل ہے۔ سیلف کنٹرول (خود پر قابو رکھنے کی صلاحیت) کو بہتر بنا کر ہم مشکل کی شدت کو 50 فیصد تک بھی کم کر سکتے ہیں۔ **2) اللہ کو یاد کریں:** بے شک اللہ کی یاد میں دلوں کا چین ہے، اس لئے جب کبھی مشکل میں پھنس جائیں تو اپنے خالق و مالک رب کائنات کو ضرور یاد کریں، دل کو ڈھارس ملے گی۔ اگر ہو سکے تو ”إِنَّا لِلّٰهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُونَ“ (ہم اللہ ہی کے ہیں اور ہم اسی کی طرف لوٹنے والے ہیں) پڑھ لیجئے، اس کی فضیلت نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یوں بیان فرمائی: جو مصیبت کے وقت ”إِنَّا لِلّٰهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُونَ“ کہتا ہے تو اللہ پاک اس کی پریشانی دُور فرما دیتا ہے اور اس کے کام کا انجام اچھا فرماتا ہے اور اسے ایسا بدل عطا فرماتا ہے جس پر وہ راضی ہو جاتا ہے۔⁽²⁾

3) کچھ نہ کچھ مشکل آتی ہے: اپنا ذہن بنا لیجئے کہ مؤمن کی زندگی میں کچھ نہ کچھ مشکلات اور مصیبتیں ضرور آتی ہیں، ہمارا پیارا رب عظیم ارشاد فرماتا ہے: ﴿وَلَنَبْلُوَنَّكُمْ بِشَيْءٍ مِّنَ الْخَوْفِ وَالْجُوعِ وَنَقْصٍ مِّنَ الْأَمْوَالِ وَالْأَنْفُسِ وَالشَّمَاتِ ۗ لَٰكِن تَرْجَا كُنُوزَ الْآلِهَانِ ۗ أَوْ زُرُورًا ۗ هُمْ تَمْتَمُونَ ۗ أَمْ لَا تَبْصُرُونَ﴾ اور ضرور ہم تمہیں آزمائیں گے کچھ ڈر اور بھوک سے اور کچھ مالوں اور جانوں اور بچلوں کی کمی سے۔⁽³⁾

4) پہنچنے والی پہنچ کر رہے گی: جس مشکل یا مصیبت کا پہنچنا تقدیر میں لکھا ہے وہ پہنچ کر رہے گی، یہ سوچ بنانے سے ایک تو ہمارا تقدیر پر ایمان مضبوط ہو گا اور دوسرا ہمارے دل و دماغ میں یہ بات پختہ ہو جائے گی کہ یہ مشکل میرے رب جلیل کی طرف سے ہے وہی اس کو دور بھی فرمائے گا۔ فرمان مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے: بندہ اس وقت تک مؤمن نہیں ہو سکتا جب تک کہ اچھی بُری تقدیر پر ایمان نہ لے آئے اور اس بات پر یقین نہ کرے کہ اسے جو مصیبت پہنچنے والی ہے وہ اس سے خطا نہ ہو گی (یعنی پہنچ کر رہے گی) اور جو اس سے خطا ہونے (یعنی نہیں پہنچنے) والی ہے وہ اسے نہیں پہنچ سکتی۔⁽⁴⁾ **5) اگر مگر میں نہ پڑیں:** بعض لوگ اگر مگر کے چکر میں پڑ جاتے ہیں کہ اگر میں

اپنا مال فلاں وقت فروخت کر دیتا تو بڑا نفع ہوتا مگر میں نے غلطی کی کہ اب بیچا اور مجھے نقصان اٹھانا پڑا یا ”اگر میں اپنے بیٹے کو بانٹ نہ دیتا تو اس کا ایک سیڈنٹ نہ ہوتا“ یا ”اگر ہم اپنے مریض کو فلاں اسپتال لے جاتے تو یہ زندہ بچ جاتا“ اس طرح کے جملے بولنے سے مشکل کا احساس مزید بڑھ جاتا ہے اور صدے میں بھی اضافہ ہوتا ہے۔ یہ انداز اختیار کرنے سے ہمارے مدنی آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے منع کرتے ہوئے فرمایا: اگر تمہیں کوئی مصیبت پہنچے تو یہ مت کہو: ”اگر میں ایسا کرتا تو ایسا ہوتا“ بلکہ یہ کہو: ”قَدَّرَ اللّٰهُ، وَمَا شَاءَ فَعَلَ“ یعنی اللہ نے ایسا ہی لکھا تھا اور اس نے جو چاہا وہی کیا۔ ”کیونکہ: ”اگر“ کا لفظ شیطانی عمل کی ابتداء کرتا ہے۔⁽⁵⁾ **6) ہو سکتا ہے بڑی مشکل سے بچا لیا گیا ہو:** مشکل آنے پر اپنا یہ بھی ذہن بنا لیجئے کہ ہو سکتا ہے چھوٹی مصیبت میں مبتلا کر کے مجھ سے کوئی بہت بڑی مصیبت دُور کر دی گئی ہو۔ مثلاً دوران سفر کار کا ٹائر پنچر ہونے پر ذہن بنائیں کہ ہو سکتا ہے یہ گاڑی ایک سیڈنٹ سے تباہ ہونے والی تھی لیکن مجھے صرف ٹائر پنچر ہونے کی چھوٹی مصیبت میں مبتلا کر کے ایک سیڈنٹ کی بڑی مصیبت کو ٹال دیا گیا ہو **(حکایت)** کسی نے حضرت سیدنا محمد بن واسع رحمۃ اللہ علیہ کے پاؤں پر زخم دیکھ کر کہا: مجھے اس زخم کی وجہ سے آپ پر ترس آرہا ہے۔ ارشاد فرمایا: جس وقت سے یہ زخم ہوا ہے، میں تو اسی وقت سے اللہ کا شکر ادا کر رہا ہوں کہ یہی زخم آنکھ میں نہیں نکلا! **7) ایک دن مشکل ختم ہو جائے گی:** مسلمان ہونے کی حیثیت سے ہمیں اس بات کا یقین رکھنا چاہئے کہ جس طرح دنیاوی زندگی عارضی اور مختصر ہے اسی طرح اس زندگی کے دوران پہنچنے والی مصیبتیں اور مشکلیں بھی عارضی ہیں جو آج نہیں تو کل ختم ہو جائیں گی۔ اس کا ثبوت چاہئے تو اپنی گزشتہ زندگی میں جھانک کر دیکھ لیجئے کہ کیسی کیسی مشکلیں آئیں ہوں گی لیکن کچھ وقت گزرنے کے بعد آسان ہو گئی ہوں گی **8) قصور اپنا ہے:** اپنی مشکلات کا ذمہ دار کسی اور کو ٹھہرانے کے بجائے یہ ذہن بنائیے کہ اس کا سبب میرے گناہ ہیں اور سچی توبہ کی طرف قدم بڑھائیے، قرآن پاک میں ارشاد ہے: ﴿وَمَا آصَابَكُمْ مِّنْ مُّصِيبَةٍ فَمِمَّا كَسَبْتُمْ أَيْدِيكُمْ وَيَعْفُوا عَنْ كَثِيرٍ ۖ﴾ تَرْجَمَةُ كُنُوزِ الْآلِهَانِ: اور تمہیں جو مصیبت پہنچی وہ اس کے سبب سے ہے جو تمہارا ہاتھوں نے کمایا اور بہت کچھ تو معاف فرما دیتا

السلام کی جدائی برداشت کرنا پڑی، حضرت یوسف علیہ السلام کو ظلماً جیل میں ڈال دیا گیا، حضرت یونس علیہ السلام ایک مدت تک مچھلی کے پیٹ میں رہے، حضرت موسیٰ علیہ السلام کی زندگی کو فرعون جیسے ظالم و جابر بادشاہ نے مشکل بنانے میں کوئی کسر نہیں چھوڑی، خود ہمارے پیارے آقا محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو کافروں نے طرح طرح سے ستایا، لیکن ان پاکیزہ شخصیات نے صبر و ہمت کا پیکر بن کر ان مشکلات کا سامنا کیا۔ **11 مشکل کے حل کی طرف عملی قدم:** پہلے اپنے رب کریم سے دعا مانگئے، پھر ضرورتاً تجربہ کار اور مہارت رکھنے والے افراد سے مشورہ کیجئے اور ان مشکلات کے حل کی طرف قدم بڑھا دیجئے۔

اٹھ باندھ کمر کیا ڈرتا ہے پھر دیکھ خدا کیا کرتا ہے
اللہ پاک ہمیں دنیا و آخرت دونوں جہانوں کی مشکلات سے

عافیت عطا فرمائے۔ اھدین بجاۃ النبی الامین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

(1) ماہ نیوزیوب سٹ، 9 جنوری 2020 (2) تعظیم کبیر، 12/197، حدیث: 13027 (3) پ2،
ابتقر: 155 (4) ترمذی، 4/57، حدیث: 2151 (5) مسلم، ص 1098، حدیث: 6774 (6) احیاء
العلوم، 5/66 (7) پ25، اشوری، 30 (8) شعب الایمان، 6/342، حدیث: 8439۔

ہے (7) **9 پریشانی سے توجہ ہٹا لیجئے:** ہم جب کسی چیز کے بارے میں بہت زیادہ سوچتے ہیں تو وہ ہمارے دل و دماغ پر حاوی ہو جاتی ہے، اس لئے اگر آپ اپنی مشکلات اور پریشانیوں کے بارے میں ہی سوچتے رہیں گے کہ میں تو سزا پامسائل ہوں، مشکلات نے میرے گھر کا رستہ دیکھ لیا ہے تو ذہنی دباؤ میں اضافہ ہو گا، اس لئے اپنی توجہ کسی اور طرف پھیر لیں، فرمان مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے: **مَنْ كَثُرَ هَيْبُهُ، سَقَمَ بَدَنُهُ** یعنی جس کی فکریں زیادہ ہو جاتی ہیں اس کا بدن سقیم (یعنی بید) ہو جاتا ہے (8) **10 اپنا حوصلہ بڑھائیے:** مشکل کے حل کی طرف قدم بڑھانے کے لئے اپنا ذہن بنائیے، جذبہ ابھاریے۔ اس کے لئے بزرگان دین کی سیرت کی طرف نظر دوڑائیے کہ انہیں اپنی زندگی میں کیسی کیسی مشکلات کا سامنا ہوا جیسے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو نمرود جیسے ظالم بادشاہ نے تکالیف دیں حتیٰ کہ آگ میں جلانے کی کوشش کی، حضرت ایوب علیہ السلام کو طویل صبر آزما بیماری میں مبتلا رہے، حضرت یعقوب علیہ السلام کو طویل عرصہ اپنے پیارے بیٹے حضرت یوسف علیہ

مدنی چینل کا مشہور و معروف سلسلہ ذہنی آزمائش



علم کے خزانہ سے مالا مال بڑوں اور بچوں کے لیے یکساں مفید پروگرام
بیسویں عنوانات کے تحت پچاسوں موضوعات کے سینکڑوں سوالات و جوابات پر مشتمل
ممتاز و منفرد موبائل ایپلی کیشن



ذہنی آزمائش کوئیز ایپلی کیشن

ہر لیول کے پورا ہونے پر پائیں
کارکردگی سمی

ڈاؤن لوڈ کرنے کے بعد آف لائن
استعمال کرنے کی سہولت

ہر سوال کے دو اشارے ہیں۔
اور بہت کچھ۔

ہر سوال کے چار جوابات دیئے ہیں
جن میں سے ایک درست ہے۔



اس ایپلی کیشن کو ابھی ڈاؤن لوڈ کیجئے اور شیر بھی کیجئے۔





امپریشن Impression

ہمارے معاشرتی، سماجی، دینی اور مذہبی معاملات میں امپریشن (شخصی تاثر) کی بڑی اہمیت ہوتی ہے۔ جس کا امپریشن جتنا مثبت اور بہتر ہو گا وہ اپنی فیلڈ میں کام اتنا ہی بہتر انداز سے کر سکے گا، اس کی اپنی عزت نفس کا بھی تحفظ ہو گا اور لوگوں کو بھی اس سے راحت ملے گی۔ جس کا امپریشن منفی ہو گا لوگ اس کے قریب آنے سے کترائیں گے، اس کی عزت نفس مجروح ہوگی اور وہ اپنے معاملات زندگی بھی ٹھیک سے نہیں چلا پائے گا۔

انسان پہاڑ چڑھتے وقت عموماً بڑے پتھروں سے نہیں سنگریزوں (یعنی پتھر کے چھوٹے چھوٹے ٹکڑوں) سے پھسلتا ہے اس لئے اپنا امپریشن بنانے کے لئے چھوٹی چھوٹی باتوں کا خیال رکھنا بھی بہت ضروری

ہے۔ میں نے اس مضمون میں ایسی ہی 25 باتوں کی مختصر طور پر نشاندہی کرنے کی کوشش کی ہے جو ہمارے امپریشن کو مثبت یا منفی بنانے میں بہت بڑا کردار ادا کرتی ہیں: 1 ملنے والوں کی پہلی نظر ہمارے وجود پر ہی پڑتی ہے، چنانچہ ہمارا اعلیٰ ہمارا پہلا تعارف ہوتا ہے کہ ہم کس سوچ، رویے اور مزاج کے حامل ہیں! اگر ہمارے کپڑے، جوتے، بال اور ٹوپی یا عمامہ وغیرہ صاف ستھرے، نفیس اور خوشبودار ہوں گے تو دوسروں پر اچھا تاثر چھوڑیں گے، بصورت دیگر ہماری عزت نفس پر زد پڑ سکتی ہے۔ 2 ہماری گفتگو ہماری سوچ کی ترجمان ہوتی ہے، اس کی مدد سے دوسرا ہمارے اندر تک جھانک سکتا ہے کہ ہم کس قسم کا ذہن رکھتے ہیں! کسی نے کیا خوب کہا ہے: بولو تو تاکہ تم پہچانے جاؤ۔ ہمارا انداز گفتگو جتنا مہذب، شائستہ اور نرم ہو گا اتنا ہی سامنے والے پر اچھا امپریشن قائم ہو گا۔ 3 جس طرح ہماری زبان بولتی ہے اسی طرح جسم کے دیگر حصے ہاتھ پاؤں آنکھیں اور سر وغیرہ بھی بولتے ہیں جسے باڈی لینگویج (اعضا کی زبان) کہا جاتا ہے، ہمارا بیٹھنے، سنے، چلنے پھرنے اور دیکھنے کا انداز، ہاتھ پاؤں کی حرکات، چہرے کے تاثرات (Expressions) بھی دوسروں کو بہت کچھ سمجھا دیتے ہیں کہ ہم انہیں اہم سمجھتے ہیں یا غیر اہم! ہم ان سے مل کر خوش ہیں یا ناخوش! ہم ان سے فرحت محسوس کر رہے ہیں یا بے چینی! اس لئے باڈی لینگویج کے حوالے سے بھی محتاط رہنا چاہئے۔ 4 مسکراہٹ کسی بھی شخصیت کا عمدہ پہلو ہوتی ہے جو دوسروں پر خوشگوار تاثر چھوڑتی ہے، یہی مسکراہٹ نئے تعلقات کی بنیاد بھی بن سکتی ہے، رونی یا غصیلی صورت والے کو عموماً لوگ منہ نہیں لگاتے۔ 5 نئے تعلقات کی بنیاد مال و دولت، عہدہ و منصب کے بجائے عمدہ کردار اور خلوص پر رکھیں، ورنہ مال و منصب جاتے رہنے پر آنکھیں پھیر لینے والے معاشرے میں عطیلی کے نام سے یاد کئے جاتے ہیں۔ 6 حوصلہ افزائی کی ضرورت دودھ پیتے بچے سے لے کر 100 سال کے بوڑھے تک کو ہوتی ہے، آپ کے آس پاس اگر کوئی اچھا کام کرے تو حوصلہ افزائی (Appreciate) کرنے میں بخل نہ کیجئے۔ 7 بولنا سب کو آتا ہے لیکن سننا کسی کسی کو آتا ہے، بات کا نفا کسی کو بھی اچھا نہیں لگتا اس لئے پہلے دوسروں کی بات مکمل سن لیجئے پھر اپنی کہئے۔ 8 کسی سے ناراضی ہو جائے تو اپنا قصور ہونے کی صورت میں جلد معافی تلافی کی کوشش کیجئے کیونکہ صلح میں تاخیر بھی ناراضی میں اضافے کی وجہ بن جاتی ہے۔ 9 آپ کے ارد گرد کے لوگ آپ کی توجہ چاہتے ہیں، ان کو نظر انداز کر کے اپنا امپریشن کمزور نہ کیجئے۔ 10 مصیبت و مشکل میں کسی کی ہمدردی و دلجوئی کی جائے تو اسے ہمیشہ یاد رہتی ہے، سستی کی وجہ سے اس اہم موقع کو ضائع نہ کیجئے۔ 11 ہر ناگوار بات پر مشتعل ہونے کی عادت سے لوگ آپ سے بیزار ہو سکتے ہیں، خود کو ٹھنڈا رکھنے کی عادت بنائیے۔ 12 کسی کے دل میں اپنی عزت کم کرنی ہو تو

اس پر احسان جتا دیا جائے، لیکن آپ ایسا نہ کیجئے، بعض اوقات ایسے انداز میں احسان جتا دیا جاتا ہے کہ جتانے والے کو پتا بھی نہیں چلتا، مثلاً ایک شاگرد اپنی نئی گاڑی میں استاذ صاحب کو ان کے شہر چھوڑنے کے لئے نکلا، ایسے میں اس کے منہ سے نکل گیا کہ میں نے سوچا کہ آپ کہاں بسوں میں خوار ہوں گے میں گاڑی پر چھوڑ آتا ہوں، استاذ کو یہ بات بہت بُری لگی، جواب دیا: بیٹا میں پہلے بھی بسوں میں خوار ہو چکا ہوں آج بھی ہو جاتا تو کونسی نئی بات تھی؟ یہ سُن کر شاگرد کتنا شرمندہ ہوا؟ یہ بتانے کی ضرورت نہیں۔ 13 تحفے کے لین دین سے آپس میں محبت بڑھتی ہے، لیکن تحفے کی قیمت پوچھنے سے کم بھی ہو سکتی ہے، اسی طرح یہ کہہ کر تحفے کی اہمیت کم نہ کیجئے کہ میں اپنے لئے لایا تھا لیکن برابر فٹ نہیں آ رہا اس لئے آپ کو دے دیا، یہ سُن کر دوسرا کیا سوچے گا؟ یہ آپ خود ہی سوچ لیجئے۔ 14 ہمارے یہاں وقت کی پابندی کرنے والے کم پائے جاتے ہیں، پھر لیٹ ہونے پر معذرت کی زحمت گوارا کرنے والے تو بہت ہی کم ہیں، لیکن وقت کی پابندی کرنے والا بہر حال لوگوں کو اچھا لگتا ہے، آپ بھی اس خوبی کو اپنائیں۔ 15 وعدہ پورا کرنا ہمارے کردار کو اچھا بناتا ہے لیکن مشہور ہے کہ وہ وعدہ ہی کیا جو وفا (یعنی پورا) ہو جائے! وعدہ چھوٹی سی بات کا بھی ہو تو پورا کیجئے، کسی کو فون پر یہ کہہ کر کال کاٹ دی کہ میں آپ کو کال بیک کرتا ہوں، اب وہ بیچارہ انتظار کرتا رہ گیا لیکن آپ وعدہ پورا نہ کرنے پر معذرت بھی نہ کریں تو اس پر آپ کا امپریشن کیسا پڑے گا! غور کریجئے۔ 16 فون ہوتا سب کے پاس ہے لیکن کرنا کسی کسی کو آتا ہے، وہ یوں کہ جسے آپ نے فون کیا وہ ٹرین یا بس میں سوار ہونے جا رہا ہے، سیڑھیاں چڑھ رہا ہے، کسی اہم میٹنگ میں ہے، گاگ کے ساتھ مصروف ہے؟ الغرض ہم اس کی مصروفیت کا اندازہ لگانے کی زحمت ہی نہیں کرتے بلکہ نان اسٹاپ شروع ہو جاتے ہیں جیسے وہ ہمارے لئے ہی فون ہاتھ میں لئے بیٹھا تھا۔ اگر شروع میں اس سے پوچھ لیا جائے کہ کیا ابھی دو یا تین منٹ بات ہو سکتی ہے پھر اس کی رضامندی کی صورت میں بات آگے بڑھائی جائے تو آپ کی شخصیت کا اچھا امیج قائم ہو گا۔ 17 ایک ساتھ رہتے ہوئے ہم ایک دوسرے سے کچھ نہ کچھ توقعات قائم کر لیتے ہیں، اس کا یوں اگر مثبت رکھا جائے تو ہر ایک کے لئے بہتر ہوتا ہے، کیونکہ بالکل توقعات نہ ہونا یا بہت زیادہ توقعات ہونا دوسروں کو پریشان کر دیتا ہے۔ مثلاً اگر آپ اپنے بیٹے سے کہیں کہ مجھے تم سے توقع ہی نہیں کہ تم زندگی میں کوئی کامیابی حاصل کر سکو گے! یا یہ کہیں کہ کچھ بھی ہو تمہیں پوری یونیورسٹی میں ٹاپ کرنا ہے، اب وہ پریشانی میں آجائے گا جو اچھی بات نہیں۔ 18 دوسروں کی دلچسپی کا خیال رکھ کر گفتگو کی جائے کیونکہ جو اپنے کسی ذاتی مسئلے بیماری یا بے روزگاری یا مالی تنگدستی میں پھنسا ہوا ہو اسے کیا پورا کہ دنیا کے فلاں علاقے میں گلڈیشیر پگھل رہے ہیں یا نہیں؟ یا فلاں حکومت کب تک چلے گی؟ 19 مانگ تا نگ سے بچئے، کیونکہ دینے والا جب بھی دیتا ہے واہ! کر کے نہیں آہ! کر کے دیتا ہے۔ انسان عموماً سواری، موبائل وغیرہ مانگ کر استعمال کرنے والوں سے خوش نہیں ہوتا۔ 20 مہمان ایک گھنٹے کا ہو یا ایک ہفتے کا زیادہ دیر رکنے کا زیادہ اصرار کر کے اسے پریشان نہ کیجئے۔ بعض لوگ تو نہ رکنے پر ناراض ہو کر مہمان کو پریشان بھی کرتے ہیں اور اپنا امپریشن بھی خراب کرتے ہیں۔ 21 مشہور ہے ”قدر گھٹا دیتا ہے روز روز کا آنا جانا“ اگر ضرورت نہ ہو تو کچھ وقفہ دے کر ملاقات کرنا تعلقات کو دیر پا اور با قدر بناتا ہے۔ 22 بے جا تنقید اور طنز و تمسخر سے بچئے، یہ محبتوں کو کاٹ دیتے ہیں۔ 23 ”یہ نہ کرو، ایسے نہ کرو“ بار بار سننا کسی کو اچھا نہیں لگتا ہے اس لئے کسی کو بار بار ٹوکنے سے بچئے، ضرورتاً ایک مرتبہ بٹھا کر نرمی سے سمجھانے میں حرج نہیں۔ 24 کئی دکانوں پر لکھا ہوتا ہے: ”ادھار محبت کی قینچی ہے“ جس سے تعلقات نبھانے ہوں اس سے قرض لینے سے پرہیز کیجئے اور اگر چار و ناچار لینا ہی پڑے تو وقت پر واپس کر دیجئے۔ 25 انسان کا بچپن بعض ایسی باتوں پر بھی مشتمل ہوتا ہے جسے بڑے ہونے کے بعد دہرا نا پسند نہیں کرتا جیسے ناک بہنا، کچھڑ میں لت پت ہو جانا، نہاتے وقت ماں سے مار کھانا، اسی طرح کی اور چیزیں! بہر حال کسی عزت دار کو اس کا ماضی یاد دلا کر بے عزت نہ کیجئے کہ دیکھو اب کتنے معزز بنے بیٹھے ہو تم وہی ہو نہ جسے آم توڑنے پر مالی نے مرغا بنا دیا تھا، یا کھیت سے نمولی توڑنے پر تمہاری کیسی دھلائی ہوئی تھی! بچپن میں کیسے میلے کچیلے کپڑے پہنتے تھے اب کیسے سوٹڈ بوٹڈ ہو۔ آپ اس قسم کی حرکتوں سے بچ کر رہئے ورنہ امپریشن ایک مرتبہ بگڑ جائے تو دوبارہ بہتر بنانا دشوار ترین ہوتا ہے۔ اللہ پاک ہمیں اپنے کردار کو بہتر بنانے والی خوبیاں اپنانے کی توفیق عطا فرمائے۔ اَمِيْنُ بِجَاہِ النَّبِيِّ الْاَكْمَلِيْنِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ

معاشرے کے ناسیو

بھیک اور بھکاری

زیادہ۔ (مسلم، ص 401، حدیث: 2399) یعنی بلا سخت ضرورت بھیک مانگنے، بقدر حاجت مال رکھتا ہو، زیادتی کے لئے مانگتا پھرے وہ گویا دوزخ کے انگارے جمع کر رہا ہے، چونکہ یہ مال دوزخ میں جانے کا سبب ہے اسی لئے اسے انگارہ فرمایا۔ (مرآۃ المناجیح، 3/55) **بھیک** مانگنا بھی حرام، دینا بھی حرام۔ مجدد دین و ملت اعلیٰ حضرت شاہ امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمن لکھتے ہیں: قوی، تندرست، قابل کسب (یعنی کمانے کے قابل) جو بھیک مانگتے پھرتے ہیں ان کو دینا گناہ ہے کہ ان کا بھیک مانگنا حرام ہے اور ان کو دینے میں اس حرام پر مدد، اگر لوگ نہ دیں تو جھک ماریں اور کوئی پیشہ حلال اختیار کریں۔ در مختار میں ہے: یہ حلال نہیں کہ آدمی کسی سے روزی وغیرہ کا سوال کرے جبکہ اس کے پاس ایک دن کی روزی موجود ہو یا اس میں اس کے کمانے کی طاقت موجود ہو، جیسے تندرست کمانی کرنے والا اور اسے دینے والا گنہگار ہوتا ہے اگر اس کے حال کو جانتا ہے کیونکہ اس نے حرام پر اس کی مدد کی۔ (در مختار مع رد المحتار،

3/357، فتاویٰ رضویہ، 23/464) **ادنیٰ کام کر کے روزی کمانا، بھیک**

مانگنے سے بہتر ہے ہر مسلمان کو چاہئے کہ دوسروں کے مال پر نظر رکھنے کے بجائے خود رزق حلال کمانے، نبی رحمت شفیع امت صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے ارشاد فرمایا: مجھے اس ذات کی قسم جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے تم میں سے کوئی شخص اپنی رسی لے کر پہاڑ کی طرف جائے پھر لکڑیاں اکٹھی

بیٹھے بیٹھے اسلامی بھائیو! انسان جب تک زندہ رہتا ہے ضروریات زندگی مثلاً روٹی، کپڑا، مکان، بجلی، گیس اور دیگر چیزوں کا محتاج ہوتا ہے، یہ ضروریات اور سہولیات مفت میں نہیں ملتیں بلکہ مال خرچ کرنا پڑتا ہے اور مال، کاروبار، نوکری یا محنت مزدوری وغیرہ سے حاصل ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے روزی کمانے کے مواقع سب کو عطا فرمائے ہیں، اب یہ ہم پر ہے کہ ان سے کتنا فائدہ اٹھاتے ہیں! بہر حال آپ کو بھاری تعداد ایسے مسلمانوں کی ملے گی جو محنت مشقت کر کے، خون پسینہ بہا کر روزی کماتے ہیں اور اپنے بیوی بچوں کی کفالت کرتے ہیں، یہ لوگ خوش نصیب ہیں کیونکہ رسول اکرم نور مجسم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم سے پاکیزہ ترین کمانی کے بارے میں پوچھا گیا تو ارشاد ہوا: ہر وہ تجارت جس میں دھوکا نہ ہو اور اپنے ہاتھ کی کمانی۔

(مسند امام احمد، 6/112، حدیث: 17266)

بیٹھے بیٹھے اسلامی بھائیو! اسی دنیا میں لاکھوں لوگ ایسے بھی پائے جاتے ہیں جو بلا اجازت شرعی مختلف انداز میں بھیک مانگ کر دوزخ کے انگارے جمع کر رہے ہوتے ہیں۔

فرمان مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم: جو شخص مال بڑھانے کے لئے بھیک مانگے تو وہ انگارہ مانگتا ہے اب چاہے کم کرے یا

کرے اور ان کا گٹھابنا کر اپنی پیٹھ پر لاد کر بازار میں لے جائے اور انہیں فروخت کر کے اس کی قیمت سے اپنے کھانے پینے کا بندوبست کرے تو یہ اس کے لئے بھیک مانگنے سے بدرجہا بہتر ہے اور یہ مٹی لے کر اپنا منہ بھر لے تو اس کے لئے اس سے بہتر ہے کہ جس چیز کو اللہ تعالیٰ نے حرام کیا ہے اسے اپنے منہ میں ڈالے۔ (مسند امام احمد، 68/3، حدیث: 7493) یعنی معمولی سے معمولی کام کرنا اور تھوڑے پیسوں کے لئے بہت سی مشقت کرنا بہتر ہے، اس سے عزت نہیں جاتی، مگر بھیک مانگنا برا، جس سے عزت

جاتی رہتی ہے، برکت ہوتی نہیں۔ دیکھا یہ گیا ہے کہ بھکاری بھیک مانگنے میں بڑی محنتیں کرتے ہیں اگر مزدوری کریں یا چھابڑی فروخت کریں تو ان پر محنت بھی کم پڑے اور آبرو (عزت) سے بھی کھائیں۔ (مرآة المناجیح، 3/56، مضمناً) **چہرے پر گوشت نہ ہوگا**

بھیک مانگنے والا دنیا میں تو ذلیل و رسوا ہوتا ہی ہے، بروز قیامت بھی اسے رسوائی کا سامنا ہوگا، فرمانِ مصطفیٰ ﷺ: ”آدمی لوگوں سے مانگتا رہتا ہے یہاں تک کہ قیامت کے دن اس حال میں آئے گا کہ اس کے چہرے پر گوشت نہ ہوگا۔“ (بخاری، 1/497، حدیث: 1474) مرآة المناجیح میں ہے: یعنی پیشہ ور بھکاری اور بلا ضرورت لوگوں سے مانگنے کا عادی قیامت میں اس طرح آئے گا کہ اس کے چہرے میں صرف ہڈی اور کھال ہوگی گوشت کا نام نہ ہوگا۔ جس سے محشر والے پہچان لیں گے کہ یہ بھکاری تھا، یا یہ مطلب ہے کہ اس کے چہرے پر ذلت و خواری کے آثار ہوں گے جیسے دنیا میں بھی بھکاری کا منہ چھپا نہیں رہتا، لوگ دیکھتے ہی پہچان لیتے ہیں کہ یہ سائل ہے۔ (مرآة المناجیح، 3/56)۔

15 دن میں 10 درہم کمائے ابن ماجہ شریف میں ہے کہ ایک انصاری نے نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر سوال کیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: کیا تمہارے گھر میں کچھ نہیں ہے؟ عرض کی: موجود ہے، ایک ٹاٹ ہے جس کا کچھ حصہ ہم بچھا لیتے ہیں کچھ اوڑھ لیتے ہیں، اور ایک پیالہ جس میں پانی پیتے ہیں۔ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا: دو دنوں چیزیں یہاں لے آؤ! انصاری نے حکم پر عمل کرتے ہوئے دو دنوں چیزیں حاضر کر دیں، رسول اللہ ﷺ نے انہیں اپنے ہاتھ میں لیا اور فرمایا: یہ کون خریدتا ہے؟ ایک شخص نے عرض کی: میں ایک درہم میں لیتا ہوں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: دو یا تین بار فرمایا: ایک درہم سے زیادہ کون دیتا ہے؟ ایک صاحب بولے: میں دو درہم میں لیتا ہوں۔ دو دنوں چیزیں ان کو دے دیں اور دو درہم لے کر انصاری کو دیئے اور فرمایا: ایک درہم کا غلہ (راش) خرید کر گھر میں دے دو اور دوسرے درہم سے کلہاڑی خرید کر یہاں لے آؤ! وہ حضور انور ﷺ کے پاس کلہاڑی لائے، آپ ﷺ نے اپنے دستِ اقدس سے اس میں دستہ ڈالا پھر فرمایا: جاؤ! لکڑیاں کاٹو اور بیچو! اور اب میں تمہیں پندرہ دن تک نہ دیکھوں۔ پھر وہ انصاری لکڑیاں کاٹتے اور بیچتے رہے۔ دوبارہ حاضر ہوئے تو دس درہم کما چکے تھے۔ مدینے کے تاجدار رسول اللہ ﷺ نے ان سے ارشاد فرمایا: چند درہم سے غلہ (راش) خریدو اور کچھ کا کپڑا، پھر فرمایا: یہ اس سے بہتر ہے کہ قیامت کے دن سوال تمہارے منہ پر چھالا ہو کر آتا۔

(ابن ماجہ، 3/35، حدیث: 2198)
مرآة المناجیح میں ہے: حلال پیشہ خواہ کتنا ہی معمولی ہو بھیک مانگنے سے افضل ہے کہ اس میں دنیا و آخرت میں عزت ہے۔

افسوس! آج بہت سے لوگ اس تعلیم کو بھول گئے، مسلمانوں میں صد ہا خاندان پیشہ و زبھکاری ہیں۔ (مراۃ المناجیح، 3/65)

بیٹھے بیٹھے اسلامی بھائیو! فی زمانہ بھیک مانگنا (گداگری) ایک پیشے کی شکل اختیار کر چکا ہے، حالانکہ کئی ممالک کی طرح پاکستان میں بھی بھیک مانگنا غیر قانونی ہے۔ اخبارات، سماجی رابطے کی ویب سائٹس اور ذاتی مشاہدات سے حاصل ہونے والی معلومات کے مطابق **پیشہ و زبھکاریوں کے منظم گروہ ہوتے ہیں جن میں بچے، مرد، عورتیں اور بوڑھے شامل ہوتے ہیں** **ان کے اپنے اپنے علاقے اور اڈے ہوتے ہیں جہاں کوئی اور بھیک نہیں مانگ سکتا** **بھکاریوں کو بھیک مانگنے کے طریقے سکھانا، ان کو رہنے کی جگہ فراہم کرنا، اڈے تک لانے لے جانے اور ان کی نگرانی کا کام وہی لوگ کرتے ہیں جو ذر پر ذرہ اس گروہ کو چلا رہے ہوتے ہیں، یہ بھکاریوں کی آمدنی میں سے خاص مقدار بھکاری کو دے کر باقی خود رکھ لیتے ہیں** **یہ گروہ بچوں، عورتوں اور مردوں کو اغوا کر کے ان کے ہاتھ پاپاؤں وغیرہ کی توڑ پھوڑ کر کے ان سے بھیک منگوانے جیسے ظالمانہ کام میں بھی ملوث ہوتے ہیں** **کچھ بھکاری منشیات (نشہ آور چیزیں Drugs) بھی بیچتے ہیں** **کچھ کھاتے پیتے مالدار گھرانوں کی نشاندہی کر کے ڈاکوؤں، اغوا برائے تاوان کرنے والوں اور بھتہ خوروں سے اپنا حصہ بھی وصول کرتے ہیں** **پیشہ و زبھکاری بھیک مانگنے کے لئے نیت نئے طریقے اپناتے ہیں، جغلی مغزور، نقلی اندھا اور جھوٹ موٹ کا بہار بننا، میک اپ (Make up) کے ذریعے ہاتھ پاؤں پر نقلی زخم بنا کر زخمی اور بے روزگار و قرضدار ہونے کا ایسا ڈرامہ کریں گے کہ انسان انہیں کچھ نہ کچھ بھیک دینے پر مجبور ہو جاتا ہے** **یہ بھکاری آپ کو بازاروں، چوکوں، ریل گاڑیوں، بسوں کے اڈوں، عوامی تفریح گاہوں، مزاروں، مسجدوں کے باہر اور دیگر بارونق جگہوں پر بھی نظر آئیں گے۔ اگر آپ ان کے گھیرے میں آگئے تو یہ کچھ لئے بغیر آسانی سے پیچھا نہیں چھوڑیں گے** **یہ پیشہ و زبھکاری عمرہ سیزن (رجب، شعبان، رمضان) اور ایام حج میں مقدس مقامات پر بھی بھیک مانگنے کے لئے پہنچ جاتے ہیں**

پیشہ و زبھکاری مختلف اخلاقی بیماریوں مثلاً جھوٹ، لالچ، بے صبری، دھوکا دہی، بے پردگی، جسم فروشی اور بے حیائی میں بھی مبتلا ہو جاتے ہیں، پھر میلا کچیلار ہنا ان کے پیشے کی مجبوری ہوتی ہے **انہیں معقول تنخواہ پر گھریاد فتر میں کام کاج کرنے کی آفر دی جائے تو اکثر ٹال جاتے ہیں۔** **حکایت** **باب المدینہ کراچی کے ایک علاقے میں برف پوش اسلامی بہن سے ایک بھکارن نے بھیک مانگی، اسلامی بہن نے بڑی سنجیدگی سے آفر کی کہ میرے گھر صفائی ستھرائی کا کام کر دیا کرو میں تمہیں باقاعدہ تنخواہ دوں گی تو بھکارن جھٹ سے بولی: باجی پیسے دینے ہیں تو دو، مذاق مت کرو، اسلامی بہن نے اُسے یقین دلانے کی کوشش کی کہ میں واقعی تمہیں ”ماسی“ کی نوکری کی آفر کر رہی ہوں تو وہ بھکارن وہاں سے رنچر ہو گئی۔**

بیٹھے بیٹھے اسلامی بھائیو! سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ اگر پیشہ و زبھکاریوں کو بھیک دینا گناہ ہے جیسا کہ پہلی قسط میں فتاویٰ رضویہ جلد 23، ص 464 کے حوالے سے بیان ہوا، تو ہم نقلی صدقہ و خیرات کس کو دیں؟ تو گزارش ہے کہ اپنے رشتہ دار اور ازد گرد کے سفید پوش لوگوں میں سے حاجت مندوں کو تلاش کریں پھر حسب توفیق مناسب انداز سے ان کی مالی مدد کر دیں کہ ان کی عزت نفس بھی برقرار رہے۔ لیکن یاد رکھئے کہ اگر آپ انہیں زکوٰۃ دینا چاہتے ہیں تو ان کا زکوٰۃ لینے کا حقدار ہونا ضروری ہے۔ افسوس! بھکاری مافیانے ماحول ایسا بنا دیا ہے کہ اگر کوئی حقیقتاً پریشانی میں مبتلا ہو اور وہ کسی سے مالی مدد کی درخواست کرے تو انسان کے لئے فیصلہ کرنا دشوار ہو جاتا ہے کہ مالی مدد کی درخواست کرنے والا حقدار ہے یا پیشہ و زبھکاری؟ چنانچہ اگر کبھی ایسی صورت حال کا سامنا ہو تو بہتر یہ ہے کہ ضروری تفصیل معلوم کرنے کے بعد اگر آپ کا دل تجھے کہ یہ واقعی حقدار ہے تو اس کی مدد کر کے ثواب حاصل کیا جاسکتا ہے، اور اگر آپ کا دل مطمئن نہ ہو تو نرمی سے انکار کر دیجئے، لیکن اُسے بلاشبہ شرعی فراڈی یا ڈرامہ باز یا پیشہ و زبھکاری قرار دینے سے بچئے۔

اللہ تعالیٰ ہمارے معاشرے کو بھیک کے ناسور سے بچائے۔

امین بجاہ النبی الامین صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم

(Laziness) سستی و کاہلی

انسان کئی اچھی اور بُری عادتوں کا مجموعہ ہوتا ہے جو اُسے فائدہ یا نقصان پہنچاتی ہیں۔ نقصان دینے والی عادتوں میں سے ایک سستی بھی ہے۔ سستی کی قباحت (یعنی بُرائی) کا اس سے بڑھ کر کیا ثبوت ہو سکتا ہے کہ سست سے سست آدمی بھی خود کو سست کہلوانا پسند نہیں کرتا لیکن ”کل کروں گا، ابھی نہیں، پھر کبھی سہی، دیکھتا ہوں، اتنی جلدی بھی کیا ہے، ابھی موڈ نہیں، کل آنا“ جیسے جملے اُس کے سست ہونے کا پتہ دیتے ہیں۔ افسوس! ہم سینکڑوں کام منٹوں، منٹوں کا کام گھنٹوں، گھنٹوں کا کام دنوں، دنوں کا کام ہفتوں اور ہفتوں کا کام مہینوں پر ٹال دیتے ہیں، پھر بھی احساسِ زیاں (یعنی نقصان کا احساس) نہیں ہوتا۔ **کام کو ٹالنے والے کی مثال**

حضرت علامہ ابنِ قدامہ حنبلی مَقْدِسی علیہ رحمۃ اللہ القوی (سال وفات 689 ہجری) لکھتے ہیں: کام کو آئندہ پر ٹالنے والے شخص کی مثال اُس آدمی کی سی ہے جسے ایک درخت کاٹنا ہو، جب وہ دیکھے کہ درخت بہت مضبوط ہے اور شدید مشقت سے کٹے گا تو وہ کہے: میں ایک سال کے بعد اس کو کاٹنے کے لئے آؤں گا۔ اُسے یہ شعور نہیں ہوتا کہ اس عرصے میں درخت مزید مضبوط ہو جائے گا اور خود اُس شخص کی جتنی عمر گزرتی جائے گی وہ کمزور ہوتا جائے گا۔ آج جب وہ طاقتور ہونے کے باوجود درخت کو نہیں کاٹ سکا تو ایک سال بعد جب وہ کمزور ہو جائے گا اور درخت زیادہ مضبوط، تو وہ کیونکر اُس درخت کو کاٹ سکے گا (مختصر منہاج القاصدین، ص 316)

عالمی مسئلہ سستی و کاہلی عالمی مسئلہ (Global Problem) بن چکی ہے۔ کام میں سستی کے اعتبار سے لوگوں کی تین قسمیں ممکن ہیں:

- 1 جو کسی کام میں سستی نہیں کرتے، ایسے لوگ آٹے میں نمک کے برابر ہیں **2** جو کچھ کاموں میں سستی کرتے ہیں اور کچھ کاموں میں چُستی، اس قسم کے لوگ بھی کم ہیں **3** جو ہر کام میں سستی کرتے ہیں، ایسوں کی کثرت ہے۔ بہر حال سستی نے ہمارے معاشرے کو گھیر رکھا ہے، کہیں جسمانی سستی کا سامنا ہے تو کہیں ذہنی سستی کا فرما ہے، مثلاً: گناہوں سے توبہ کرنے میں سستی، نمازوں میں سستی، فرض حج کرنے میں سستی، نماز روزے قضا ہوئے ہوں تو انہیں ادا کرنے میں سستی، قرآنِ کریم کی دُرست تلاوت کے لئے قواعد تجوید سیکھنے میں سستی، ضروری شرعی مسائل جاننے میں سستی، آسان نیکیاں کر کے ثواب کمانے میں سستی، قرض واپس کرنے میں سستی، کسی کی حق تلفی پر معافی مانگنے میں سستی، پڑھائی میں سستی، پانی، بجلی اور گیس وغیرہ کے یوٹیلیٹی بلز ادا کرنے میں سستی، بانیک یا کار کاربریک یا پلگ وغیرہ کی خرابی دور کروانے میں سستی، علاج میں سستی، میڈیکل ٹیسٹ کروانے میں سستی، بچوں کو حفاظتی ٹیکے لگوانے میں سستی، خراب گیزر ٹھیک کروانے، گیس کی لیکج بند کروانے، فیوز بلب کو تبدیل کرنے، دروازے کا لاک بدلوانے جیسے درجنوں گھریلو کاموں میں سستی، شناختی کارڈ، پاسپورٹ، ڈرائیونگ لائسنس، بچوں کے ”ب فارم“ جیسی ضروری سرکاری دستاویزات بنوانے میں سستی، اولاد کی شادی کرنے میں سستی، کہیں ملازمت کرتے ہیں تو دفتری امور نمٹانے میں سستی، سیٹھ ہیں تو ملازمین کو تنخواہ دینے میں سستی، الغرض! ہماری زندگی کا وہ کونسا شعبہ ہے جہاں سستی کا چلن نہیں ہے؟ **سستی کے نقصانات** سستی ہماری دنیا اور آخرت دونوں کو تباہ و برباد

کر سکتی ہے، وہ اس طرح کہ ﴿ نماز روزے جیسی فرض عبادتوں کی ادائیگی میں سُستی جہنم کی سزا کا حقدار بنا دیتی ہے ﴾ علم دین (بالخصوص فرض علوم) کے حصول میں سُستی ہمیں کئی گناہوں میں مبتلا کروا سکتی ہے ﴿ سُستی وکاپلی کی وجہ سے ہمارے گھر والے ہم سے ناراض ہو سکتے ہیں ﴿ بروقت کام نہ کرنے پر ہمیں لوگوں کے سامنے شرمندگی اٹھانی پڑ سکتی ہے ﴿ کسی موقع پر قانونی جرمانہ یا سزا بھی بھگتنی پڑ سکتی ہے ﴿ اگر کوئی ڈاکٹر ہے تو اُس کی سُستی کی وجہ سے کسی کی جان بھی جاسکتی ہے ﴿ دفتری کام جمع ہونے کی وجہ سے ٹینشن میں اضافہ ہو سکتا ہے ﴿ سُستی وکاپلی کی وجہ سے نوکری چھوٹ سکتی ہے ﴿ ترقی کا سفر آہستہ آہستہ طے ہونے کے ساتھ رُک کر کارکردگی کو کمزور کر سکتا ہے ﴿ لوگوں کی تنقیدی باتیں سُننا پڑ سکتی ہیں ﴿ سُستی کی وجہ سے لوگوں کا اعتماد و اعتبار ختم ہو سکتا ہے ﴿ سُستی کا مریض خود کو ناکام سمجھنے لگتا ہے جس کی وجہ سے وہ احساسِ کمتری میں مبتلا ہو سکتا ہے ﴿ سُستی وکاپلی صرف ہم پر اثر انداز نہیں ہوتی بلکہ اس کے اثرات ہمارے بچوں اور گھر کے دیگر افراد پر بھی پڑ سکتے ہیں۔ **سُستی کا علاج** جب سُستی کے اتنے سارے نقصانات ہیں تو سُستی کا علاج کرنے میں بھی سُستی نہیں کرنی چاہئے۔ کسی بزرگ کی بارگاہ میں ایک شخص نے عرض کی: مجھے ایسی مختصر نصیحت کیجئے کہ میری سُستی کا علاج ہو جائے۔ انہوں نے پانچ لفظوں میں علاج بیان کر دیا: ”سُستی کا علاج چُستی ہے۔“ **بیٹھے بیٹھے اسلامی بھائیو!** یہ حکایت فرضی ہی سہی لیکن علاج بڑا شاندار ہے۔ نیچے دیئے گئے مزید طریقوں پر عمل ہمیں سُستی وکاپلی سے نجات دلوا سکتا ہے: (1) **اپنی سُستی کو تسلیم کیجئے:** جو مریض اپنی بیماری کو تسلیم نہیں کرتا وہ علاج کیلئے کیسے تیار ہو گا؟ اس لئے اپنی سُستی کو بہانوں کے پیچھے چھپانے کے بجائے دل ہی دل میں مان لیجئے کہ میں سُست ہوں، تبھی علاج ہو سکے گا۔ (2) **دُعا کیجئے:** اپنے رب عَزَّوَجَلَّ کی بارگاہ میں سُستی سے نجات کیلئے دُعا کیجئے، ہمارے کلی مدنی آقا صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ نے جو دعائیں مانگیں اُن میں ہمارے لئے بھی سیکھنے کے مدنی پھول ہیں۔ بخاری شریف میں آپ صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ کی ایک دُعا منقول ہے جس میں سُستی وکاپلی سمیت 7 چیزوں سے پناہ مانگی گئی ہے۔ چنانچہ دعائے مصطفیٰ ہے: ”أَعُوذُ بِكَ مِنَ الْبُخْلِ وَالْكَسَلِ وَأَرَذَلِ الْعُبْرِ وَعَذَابِ الْقَبْرِ وَفِتْنَةِ الدَّجَالِ وَفِتْنَةِ الْمَحْيَا وَالْمَمَاتِ“۔ ترجمہ: میں تیری پناہ چاہتا ہوں بخل سے، سُستی سے، نکی عمر سے، عذابِ قبر سے، دجال کے فتنے سے اور زندگی اور موت کے فتنے سے۔ (بخاری، کتاب التفسیر، 3/257، حدیث: 4707)

(3) **کام کرنے کے طریقے سوچئے:** ہم اکثر کام نہ کرنے کے بہانے تلاش کرتے ہیں، کیا کبھی کام کرنے کے بھی بہانے تلاش کئے، اگر کام کو ٹالنے کے بجائے ہم یہ سوچیں کہ یہ کام کس طرح ہو سکتا ہے؟ پھر اُسے کر ڈالیں تو چُستی ہماری شناخت بن جائے گی اور ہم لوگوں کا اعتماد حاصل کرنے میں کامیاب ہو جائیں گے، اِنْ شَاءَ اللهُ عَزَّوَجَلَّ (4) **اپنا علاج کروائیئے:** کبھی کبھار کی سُستی بعض اوقات میڈیکل پر ایلم مثلاً: بخار، سر، کمر اور ٹانگوں وغیرہ میں درد کی وجہ سے ہوتی ہے، اس کا علاج کروالیجئے، لیکن چُست ہونے کے لئے مکمل صحت مند ہونے کا انتظار نہ کیجئے (5) **نیند پوری کیجئے:** نیند پوری نہ ہونے کی وجہ سے بھی سُستی ہو سکتی ہے، اپنی عمر کے مطابق 7 یا 8 گھنٹوں کی نیند ضرور لیجئے (6) **کھانے پینے میں احتیاط کیجئے:** ڈٹ کر کھانا اور زیادہ دیر ایک ہی جگہ بیٹھے رہنا بھی سُستی کا ایک سبب ہے، اتنا کھائیے جو آپ کے جسم کے کام آئے، تلی ہوئی مَرُغَنِ غِذَائِیں، پڑا، برگر وغیرہ کھانے سے پہلے 101 مرتبہ سوچ لیجئے کہ آپ ان کو ہضم کر پائیں گے؟ نارمل کھانا کھانے کے بعد واک (Walk) کر لیجئے، طبیعت ہشاش بشاش رہے گی اور سُستی دور بھاگے گی، اِنْ شَاءَ اللهُ عَزَّوَجَلَّ (7) **مصرف رہئے:** بلا مقصد فارغ رہنا سُستی کو دعوت دیتا ہے، خود کو عبادت و نیکیوں میں مصروف رکھنے کی کوشش کیجئے (8) **ٹالنے سے بچئے:** کاموں کو جمع کر لینے سے ذہن بوجھل ہو جاتا ہے، اپنا کام پہلی

فرصت میں کرنے کی عادت ڈالیں، پینڈنگ (Pending) نہیں ہوگی تو سستی بھی نہیں چھائے گی۔ (9) **جدول (Schedule) بنائیے:** کام کرنے میں ترتیب نہ ہونا (یعنی کاموں کا کوئی جدول (Schedule) نہ ہونا، جب جو دل کیا وہ کام کر لیا) بھی سستی کی ایک وجہ ہے، مشکل کام کے لئے اپنا فریش ٹائم چنئے، ہو سکے تو ایک لسٹ بنالیں کہ کونسا کام پہلے کرنا ہے کونسا بعد میں (10) **موڈ نہیں، اصول کو بنیاد بنائیے:** کام کرنے کیلئے اپنے موڈ پر انحصار نہ کریں بلکہ اصول پیش نظر رکھئے، مثلاً یہ اصول بنایا جاسکتا ہے کہ کل کیوں آج کیوں! آج کیوں نہیں؟ (11) **جوش کے ساتھ ہوش سے بھی کام لیجئے:** ایک دم اپنے اوپر زیادہ کام نہ لادیں کہ بس آج سے ایک گھنٹا پیدل چلا کروں گا، 15 منٹ سے شروع کر لیجئے، پھر تھوڑا تھوڑا وقت بڑھاتے جائیے، ایک گھنٹا پیدل چلنے کی عادت بھی بن جائے گی۔ (12) **مشقت پر نہیں نتیجے پر نظر رکھئے:** کام کیسا ہی مشکل ہو اگر اُس کا پھل میٹھا ہے تو مشقت کی کڑواہٹ پر نہیں نتیجے کی مٹھاس پر نظر رکھئے (13) **اپنے کام خود کیجئے:** اپنا ہر کام دوسروں سے کروانے کی عادت بنالینا بھی سُست بنا دیتا ہے، جو کام آپ خود کر سکتے ہیں اُس کے لئے دوسروں پر انحصار نہ کیجئے (14) **اندازِ زندگی (Life Style) تبدیل کیجئے:** سوشل میڈیا (Social Media) کے غیر شرعی و غیر ضروری استعمال اور ریموٹ (Remote) ہاتھ میں لئے گھنٹوں فضول و گناہوں بھرے ٹی وی پروگرامز دیکھتے رہنے سے سستی کا بوجھ انسان کے کندھوں پر آجاتا ہے، اِس سے بچئے اور گناہوں سے پکی سچی توبہ بھی کیجئے (15) **اپنے کاموں کو تقسیم کر لیجئے:** بعض اوقات انسان کام کی طوالت سے گھبرا جاتا ہے، مثلاً اتنی موٹی کتاب میں کیسے پڑھ پاؤں گا، یہ سوچ کر سُست ہونے کی بجائے آپ روزانہ کے پانچ، دس صفحے پڑھنے کی نیت کر لیں گے تو پوری کتاب پڑھنا قدرے آسان ہو جائے گا۔ (16) **روٹین بنائیے:** ہفتے میں 3 دن خوب چستی سے کام کیا پھر 4 دن خوابِ خرگوش کے مزے لے لے لے، اِس طرح سستی ختم نہیں ہوگی بلکہ روزانہ کی ایک روٹین بنالیجئے، پھر اُس پر پابندی سے عمل کیجئے۔ اللہ عَزَّوَجَلَّ ہمیں سستی و کاہلی سے نجات عطا فرمائے۔ امین بِجَاہِ النَّبِيِّ الْاَمِينِ صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ

پڑھوں پانچوں نمازیں باجماعت یا رسول اللہ

نمازوں میں مجھے ہر گز نہ ہو سستی کبھی آقا

(وسائلِ بخشش (مہتمم، ص 332)

ALMADINA LIBRARY

(مکتبہ المدینہ کی (110) سے زائد کتب)

- فتاویٰ رضویہ، تفسیر سمرات البیتان اور بہار شریعت
- فیضان سنت اور دیگر تالیفات امیر اہل سنت
- احیاء العلوم، سمرات المناجیح اور اللہ والوں کی باتیں
- المدینۃ العلمیہ کی کتب و رسائل
- ایڈوانس سرچ کے ذریعے ایک سے زائد الفاظ سرچ کرنے کی سہولت
- مکمل سرچ، کاپی اور پوسٹ کی سہولت
- اپنے سن پسند موضوع اور کتاب کو ایک، دو یا تین سے زائد الفاظ سرچ کرنے کی سہولت
- نئی آنے والی کتب کی اپ ڈیٹ (Update) اور ڈاؤن لوڈ کرنے کی سہولت۔

المدینۃ العلمیہ



WWW.DAWATEISLAMI.NET/DOWNLOADS

پیشکش: آن لائن مکتبہ (دعوتِ اسلامی)

کامیابی کے نسخے

إِنْ شَاءَ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ

2 اپنا رویہ مثبت رکھیں: کیسے ہی مایوس کن حالات ہوں کبھی بھی منفی قدم نہ اٹھائیں کہ کامیابی کا چشمہ ناکامی کے پہاڑوں سے بھی پھوٹ سکتا ہے۔ مثبت رویے کو اس مثال سے سمجھیں کہ انڈے، آلو اور چائے کی پتی کو الگ الگ پانیوں میں اُبالا جائے تو انڈا اپنی نرمی چھوڑ کر سخت ہو جائے گا، آلو اپنی سختی چھوڑ کر نرم ہو جائے گا جبکہ پتی پانی میں اپنا رنگ گھول کر اسے اپنے رنگ میں رنگ لے گی، تو مثبت رویے کی مثال چائے کی پتی کی سی ہے جو سختی کرنے پر اپنے ارد گرد کے ماحول کو بھی خوشبودار کر دیتی ہے، سوچئے! آپ کو نسا رویہ اختیار کرنا چاہتے ہیں؟

3 خود احتسابی: ہر شخص خوبیوں اور خامیوں کا مجموعہ ہوتا ہے، یہ الگ بات ہے کہ کسی میں خوبیاں زیادہ ہوتی ہیں تو کسی میں خامیاں، چنانچہ کچھ نہ کچھ خامیاں آپ میں بھی موجود ہوں گی، انہیں جاننے کے لئے تھوڑا وقت نکالنے اور تنہائی میں خود کو ضمیر کی عدالت میں پیش کر دیں، جہاں سائل، وکیل اور جج ایک ہی شخص ہو گا اور وہ ہوں گے آپ! اب ضمیر کی عدالت سے جن خامیوں کی نشاندہی ہو، ان کی لسٹ بنالیں مثلاً میں جلدی غصے میں آجاتا ہوں، دوسروں سے ہمدردی نہیں رکھتا، کسی کی غمی خوشی میں شریک نہیں ہوتا، کسی کی بات کاٹ کر اپنی بات شروع کر دیتا ہوں، مجھے بولنا پسند ہے، کسی کی بات سننے کا حوصلہ نہیں رکھتا وغیرہ وغیرہ۔ اب غور کیجئے کہ

نوجوان ہو یا بوڑھا، مرد ہو یا عورت! کامیابی کی خواہش کس کو نہیں ہوتی، لیکن ضروری نہیں کہ ہر شخص کامیابی کی منزل تک پہنچ جائے۔ البتہ کچھ صفات ایسی ہیں جنہیں اپنا کر ہم کامیابی کی راہ پر چل سکتے ہیں، مثلاً

1 وقت کی قدر کرنا: وقت مال سے زیادہ قیمتی ہوتا ہے، مال ہاتھ سے نکل جائے تو دوبارہ کما یا جاسکتا ہے لیکن گیا وقت دوبارہ ہاتھ نہیں آتا۔ بعض لوگ کسی کو پانی پیسہ دینے کو تیار نہیں ہوتے لیکن اپنا قیمتی وقت فضول قسم کے لوگوں کی بیٹھکوں میں خوشی خوشی لٹا دیتے ہیں۔ (فرضی مثال) ”ایک سینئر کو جب دفتر میں کسی جونیئر سے کام ہوتا تو خود اٹھ کر اس کی ٹیبل پر جاتا اور کام ہوتے ہی واپس اپنی جگہ لوٹ آتا، کسی نے اس کا سبب پوچھا تو کہنے لگا کہ اگر میں انہیں اپنے کمرے میں بلاؤں گا تو وہ آئیں گے میرے کہنے پر لیکن جائیں گے اپنی مرضی سے، یوں میرا وقت ضائع ہو گا، اس لئے میں اپنا وقت بچانے کے لئے خود ان کے پاس چلا جاتا ہوں اور کام ہوتے ہی واپس آجاتا ہوں۔“ میرے پیٹھے پیٹھے اسلامی بھائیو! وقت کی قدر و قیمت پہچانئے، اپنے شب و روز کا جَدْوَل (Shedule) بنائیئے، جس میں صرف دُنیاوی کام ہی نہ ہوں بلکہ اولاً نمازیں ہوں، تلاوت قرآن بھی ہو، دینی کتابوں کا مطالعہ بھی ہو اور یاد رہے کہ گناہ کا کوئی کام ہمارے جَدْوَل میں نہیں ہونا چاہئے۔ پھر اس جَدْوَل کے مطابق عمل کیجئے، کم وقت میں بہت سے کام نپٹ جائیں گے۔

کی طرح نہیں ہونا چاہئے جو چھوٹی مصیبت کو بہت بڑی مصیبت سمجھنے لگے۔

7 فرمانِ مصطفیٰ صَلَّی اللہُ تَعَالَى عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم ہے: جو نرمی سے محروم رہا وہ ہر بھلائی سے محروم رہا۔ (مسلم، ص 1072، حدیث: 6598) اگر ہمارے مزاج میں نرمی ہوگی تو کامیابی کا سفر آسان ہو جائے گا کیونکہ نرمی کو ہر ایک پسند کرتا ہے، اگر آپ نرم لہجے میں کسی سے کوئی کام کہیں گے تو شاید ہی وہ آپ کو انکار کرے۔ نرمی تو جانور پر بھی کی جائے تو وہ اپنائیت کا اظہار کرتا ہے، بلی کی کمر نرمی سے سہلا کر دیکھئے کس طرح اپنی کمر خم کر کے (یعنی جھکا کر) پرلپائی (Reply) دیتی ہے۔

8 خواہ مخواہ ہر ایک سے اُلجھتے رہنا، تصادم کی راہ اختیار کرنا آپ کو ناکام بنا سکتا ہے، معاملے کے مطابق افہام و تفہیم سے کام جام میں جو ڈرائیور لین کی پابندی نہیں کرتے، جانے کے راستے سے آنا شروع کر دیتے ہیں، وہ خود بھی پھنستے ہیں اور دوسروں کی پریشانی بھی بڑھا دیتے ہیں جبکہ جو ڈرائیور لین کی پابندی کرتے ہیں، غلط جگہ گاڑی نہیں پھنساتے وہ خود بھی ٹریفک جام سے نکل جاتے ہیں اور دوسروں کے لئے پریشانی کا سبب بھی نہیں بنتے۔ یاد رکھئے! پانی کا تالاب بھی تھوڑا تھوڑا کر کے بھرتا ہے، ہر کام چٹکی بجاتے ہی ہو جائے، اس کی خواہش تو کی جاسکتی ہے مگر عملاً ایسا ممکن نہیں ہے۔

(مزید پڑھنے کے لئے ”ماہنامہ فیضانِ مدینہ“ کے آئندہ شمارے کا انتظار کیجئے) لیجئے، غصے سے آنکھیں دکھانے کے بجائے بات چیت (مذاکرات) کے ذریعے اپنے مسائل حل کیجئے، اگر آج کسی سے کام پڑا ہے تو کل بھی پڑ سکتا ہے، اس لئے ٹکراؤ سے حتی الامکان بچئے کہ بحری جہاز کے سامنے ایک دم چٹان آجائے تو جہاز کا کپتان اپنے جہاز کو دائیں بائیں سے بحفاظت لے جانے کی کوشش کرتا ہے نہ کہ اس چٹان میں دے مارتا ہے۔

9 ”میں یہ کر سکتا ہوں، میں وہ کر سکتا ہوں جو کوئی نہیں کر سکتا“ جیسے بڑے بڑے دعوے کرنے کے بجائے عملی ثبوت پر توجہ رکھیں، کام کر کے دکھانا آپ کو کامیاب کرے گا نہ کہ لمبی لمبی چھوڑنا۔

آپ ان خامیوں سے کس طرح جھٹکا رہا سکتے ہیں؟ پھر عملی کوشش شروع کر دیجئے اور مناسب مدت مثلاً ایک ہفتے بعد اس لسٹ کو چیک کیجئے کہ آپ نے کتنی خامیوں پر کس قدر قابو پایا!

4 اصلاح قبول کرنا: کوئی آپ کی اصلاح کرے تو اڑی نہ کیجئے، انا کا مسئلہ نہ بنائیے بلکہ اپنی اصلاح کر لیجئے۔

فرضی حکایت: ایک شخص آرے سے درخت کا ”تنا“ کاٹ رہا تھا مگر اس کی دھار تیز نہیں تھی، ایک تجربہ کار لکڑہارا اس کے قریب سے گزرا تو اُسے سمجھایا کہ تیز دھار والا آرا استعمال کرو ورنہ اس تنے کو کاٹنے میں بہت وقت لگے گا، اس شخص نے سنی اُن سنی کر دی، جب بہت وقت گزر گیا اور رات سر پر آگئی تو اسے احساس ہوا کہ وہ لکڑہارا دُڑست کہہ رہا تھا، اب اس نے پہلے اپنے آرے کی دھار تیز کی پھر تنا کاٹا تو جلدی اپنے کام سے فارغ ہو گیا۔ اگر وہ اسی وقت لکڑہارے کی بات مان لیتا تو وقت ضائع نہ ہوتا۔ غور کیجئے! کہیں ہمارا مزاج بھی ایسا تو نہیں کہ اصلاح کی بات فوراً نہ ماننے ہوں مگر بعد میں سمجھ آجاتی ہو، جب اصلاح کرنی ہی ہے تو اسی وقت کیوں نہ کر لی جائے۔

5 شکون اور ٹھہراؤ: بعض لوگ ہر بات میں جلد بازی کا مظاہرہ کرتے ہیں اور اکثر کام بگاڑ دیتے ہیں، جبکہ بعض لوگ اطمینان اور شکون سے کام کرتے ہیں، ان کی طبیعت میں ٹھہراؤ ہوتا ہے چنانچہ ان کی کامیابیاں ناکامیوں سے زیادہ ہوتی ہیں۔ مثلاً ٹریفک

6 ہمیں اپنے اعصاب پر قابو رکھنے کی مشق کرنا ہوگی کہ کیسی ہی بڑی آزمائش آجائے اس کا سامنا تھکھل مزاجی سے کیجئے ورنہ تھوڑی سی مصیبت آپ کے لئے بڑی پریشانی کا سبب ہوگی، اس بات کو ایک فرضی حکایت سے سمجھئے: ”جنگل میں ایک خرگوش شدید گھبراہوا ہوا دوسرے جانوروں کے پاس پہنچا اور کہنے لگا: بھاگ چلو! آسمان گر گیا ہے، دوسرے جانوروں نے حیرانی سے آسمان کی طرف دیکھا تو وہ اپنی جگہ پر تھا، اب خرگوش سے معلومات کی گئیں تو پتا چلا کہ بیری کے درخت سے ایک بیر خرگوش کے سر پر گرا تھا جس سے وہ اتنا گھبراہوا کہ آسمان گرنے کا دعویٰ کر دیا۔“ تو میرے اسلامی بھائیو! ہمارا مزاج اس خرگوش

10 ہر وقت سیکھنے کے لئے تیار رہئے، جب آپ نے یہ سمجھ لیا کہ اب مجھے کچھ سیکھنے کی حاجت نہیں، آپ کا زوال شروع ہو سکتا ہے۔

11 دوسروں کے تجربات سے بھی فائدہ اٹھائیں، خود تجربہ کر کے بھی آپ اسی نتیجے پر پہنچیں گے جہاں دوسرے پہلے پہنچے تھے۔

12 آپ کسی بھی ادارے سے وابستہ ہوں، اس کے نظام کے مطابق خود کو ڈھال لیں، نظام افراد کے مطابق نہیں چلتا بلکہ افراد نظام کے مطابق چلتے ہیں۔

13 کرنے کے کاموں میں لگے رہیں ورنہ نہ کرنے کے کاموں میں پڑ جائیں گے۔ مشہور ہے کہ خالی دماغ شیطان کا گھر ہوتا ہے، کچھ نہ کچھ مثبت کام کرتے رہئے ورنہ فارغ رہنے کی عادت پڑ جائے گی۔

14 کامیابی پانے کے لئے محنت و کوشش بہت ضروری ہے، کیونکہ محنتی کے لئے پہاڑ بھی کنکر اور سست کے لئے کنکر بھی پہاڑ جیسا ہوتا ہے۔ محنت سے جی چرانے والا سونے کو بھی مٹی بنا دیتا ہے جبکہ محنتی شخص مٹی کو سونا بنا لیتا ہے۔ ایک ہی درجے (کلاس) میں پڑھنے والے طلبہ میں سے کچھ اعلیٰ عہدوں تک پہنچ جاتے ہیں جبکہ بعض کو معمولی ملازمت ہی مل پاتی ہے، اس فرق کی ایک وجہ محنت میں فرق ہونا بھی ہے۔ 15 کامیاب ہونے کے لئے مقصد و ہدف کا تعین بہت ضروری ہے ورنہ کوششیں رنگ نہیں لائیں گی، کم سے کم عقل رکھنے والا شخص بھی ایسی ٹرین یا بس میں سوار نہیں ہوتا جس کے بارے میں پتا نہ ہو کہ یہ کہاں جائے گی! چنانچہ جو اچھا عالم دین بنا چاہتا ہے تو وہ اسی راستے پر چلے جو علم کی منزل پر پہنچاتا ہے۔ 16 میانہ روی اور اعتدال کی راہ بہت ساری پریشانیوں سے بچا کر کامیابی تک پہنچا دیتی ہے، اپنے اخراجات آمدنی کے مطابق رکھئے! یعنی چادر دیکھ کر پاؤں پھیلائیے اور نہ قرض و تنگدستی کا سامنا ہو سکتا ہے۔ 17 من پسند نوکری یا کاروبار کے انتظار میں ہاتھ پہ ہاتھ دھرے بیٹھے رہنا دانش مندی نہیں، انسان سست و کاہل ہو جاتا

ہے اُس کی صلاحیتیں بھی زنگ آلود ہو جاتی ہیں، پھر جب پسندیدہ کام ملتا ہے تو اُسے کرنے کی ہمت و طاقت نہیں ہوتی، یوں وقت ضائع ہو جاتا ہے، اس لئے جو کام ملے اُسے کرنا شروع کر دیجئے۔ 18 جذبات پر قابو پانا سیکھئے! کیونکہ جذبات میں کئے گئے فیصلے اکثر بعد میں تبدیل کرنے پڑتے ہیں، اسلامی اصولوں کی بنیاد پر فیصلے کریں گے تو ان شاء اللہ عَزَّوَجَلَّ اچھے نتائج ملیں گے۔ 19 کبھی مایوسی کو خود پر حاوی نہ ہونے دیں، ایک در بند ہوتا ہے تو رب عَزَّوَجَلَّ کی رحمت سے 100 در گھل جاتے ہیں۔ 20 ماضی گزر چکا، مستقبل ابھی آیا نہیں، لہذا مستقبل کی دنیاوی فکروں کو اپنے ذہن پر اتنا سوار نہ کریں کہ زمانہ حال بھی ٹینشن میں گزرے۔ 21 لوگ دولت کمانے کے لئے اپنی صحت خراب کر لیتے ہیں پھر اُسی رقم کو اپنی صحت پر خرچ کر دیتے ہیں، ایسوں کے ہاتھ کیا آیا؟ دولت کو ہی سب کچھ نہ سمجھئے! اگر دولت تمام غموں کا علاج ہوتی تو کوئی امیر شخص کبھی دکھی نہ ہوتا، سونے کے لئے نیند کی گولیاں نہ کھاتا، جان کی سلامتی کے لئے چوروں، ڈاکوؤں اور بھتہ خوروں سے چھپتا نہ پھرتا۔ 22 اپنے رویے میں لچک رکھیں تاکہ ضرورت پڑنے پر پریشانی نہ ہو۔ فرضی حکایت ایک سیٹھ اپنی ذاتی کار میں سفر پر تھا کہ ایک دم اُس نے دیکھا کہ ایک ٹرک اُن کی گاڑی کے بالکل سامنے آچکا تھا، قریب تھا کہ ٹکر ہو جاتی مگر سیٹھ نے اپنے ڈرائیور کو گاڑی کچے پر اتارنے کا حکم دیا جس پر ڈرائیور نے فوراً عمل کیا، لمحے بھر کی تاخیر انہیں موت کے منہ میں پہنچا دیتی، جب سیٹھ نے ڈرائیور سے وضاحت مانگی تو وہ نادان کہنے لگا کہ ہم صحیح سائیڈ پر تھے، تصور اُس ٹرک والے کا تھا، اس لئے اصولی طور پر میں نے پہلے گاڑی کچے میں نہیں اتاری تھی، اب جہاں دیدہ سیٹھ نے اُسے سمجھایا کہ اگر میں لچک نہ دکھاتا تو تم اپنا اصول بیان کرنے کے لئے زندہ نہ ہوتے۔

اللہ عَزَّوَجَلَّ ہمیں نیک مقاصد اپنانے کی توفیق دے اور کامیابی نصیب فرمائے۔

اٰمِيْنَ بِجَاہِ النَّبِيِّ الْاَمِيْنِ صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ



عظیم فقیہ حضرت سیدنا ابو سعید محمد بن محمد بن مصطفیٰ بن عثمان خادمی

حَفَّیٰ عَلَيْهِ رَحْمَةُ اللهِ الْقَوَى (سال وفات 1176ھ) ”بریقہ محمودیہ شرح طریقتہ

محمدیہ“ میں لکھتے ہیں: دل میں گناہ کا خیال آنے کی پانچ قسمیں ہیں:

1 ”ہاجس“ جو خیال دل میں آئے 2 ”خاطر“ جو دل میں

بار بار آئے 3 ”حدیثِ نَفْس“ دل میں اس کام کے کرنے یا

نہ کرنے کا تَرَدُّد ہو 4 ”هَمّ“ اس کام کو کرنے کا خیال غالب

ہو جائے 5 ”عَزْم“ اس کام کو کرنے کا خیال مزید مضبوط

ہو جائے لیکن جزم نہ ہو۔ ان کے احکام ”ہاجس“ پر مُوَاعِظَہ

(یعنی پکڑ) نہ ہونے پر سب کا اجماع ہے کیونکہ اس سے بچنا

ناممکن ہے۔ اس کے بعد ”خاطر“ ہے جس کے دُور کرنے پر

انسان قادر ہوتا ہے کہ بُرائی کا خیال آتے ہی اس کی طرف سے توجّہ ہٹا

دے لیکن ”خاطر“ اور ”حدیثِ نَفْس“ حدیثِ مبارکہ (1) کی وجہ سے مُعاف

ہے، جب حدیثِ نفس مُعاف ہے تو اس سے پہلے والے خیالات بدرجہ اولیٰ مُعاف ہیں۔

نیکی کا خیال اگر خیالات کی یہ تینوں قسمیں (یعنی ہاجس، خاطر اور حدیثِ نفس) نیکی کے بارے میں ہوں تو نیکی کرنے کا ارادہ نہ ہونے کی وجہ سے

ان پر ثواب نہیں ملے گا، بہر حال جب ”هَمّ“ نیکی کے بارے میں ہو تو نیکی لکھی جائے گی اور اگر گناہ کے بارے میں ہو تو گناہ نہیں لکھا جائے گا

پھر اگر اللہ پاک کی رضا کے لئے گناہ سے باز رہے تو نیکی لکھی جائے گی اور اگر اس نے گناہ کر لیا تو ایک ہی گناہ لکھا جائے گا، جبکہ عزم پر

مُوَاعِظَہ (یعنی پکڑ، گرفت) ہے۔ (بریقہ محمودیہ فی شرح طریقتہ محمدیہ، 2/141) **قلبی خیالات کی مثال** ان پانچ مراتب کو اس مثال سے سمجھئے مثلاً ”کسی

کے ذہن میں یہ خیال آیا کہ وہ چوری کرے تو یہ خیال ”ہاجس“ ہے، اگر یہ خیال بار بار آئے تو ”خاطر“ ہے، جب اس کا ذہن چوری کی

طرف مائل ہو جائے اور وہ یہ منصوبہ بنائے کہ فلاں مکان میں چوری کرنی ہے، اس کی فلاں دیوار توڑنی ہے، فلاں راستے سے واپس آنا ہے

وغیرہ تو یہ ”حدیثِ نَفْس“ ہے اور جب وہ چوری کا ارادہ کر لے اور غالب جانب چوری کرنے کی ہو لیکن مَغْلُوب گمان یہ ہو کہ کہیں پکڑا نہ

جاؤں لہذا چوری نہ کرنا ہی بہتر ہے، تو یہ ”هَمّ“ ہے اور جب یہ مغلوب جانب بھی زائل ہو جائے اور وہ پختہ ارادہ کر لے کہ چوری ضرور

کروں گا، چاہے پکڑا ہی کیوں نہ جاؤں تو یہ ”عَزْم“ ہے۔ پہلے چار عَزْموں پر مُوَاعِظَہ (یعنی پکڑ) نہیں جبکہ پانچویں مرتبے یعنی عَزْم پر مُوَاعِظَہ

ہے اگرچہ وہ اپنے ”عَزْم“ پر کسی وجہ سے عمل نہ کر سکے، مثلاً چوری کے ”عَزْم“ سے وہ کسی مکان میں داخل ہوا تو معلوم ہوا کہ یہاں تو کچھ

ہے ہی نہیں، لہذا واپس آ گیا تو اب اسے چوری کا گناہ ملے گا کیونکہ یہ چوری کا پختہ ارادہ کر چکا تھا اگر یہاں مال ہوتا تو ضرور چوری کرتا۔

نیکی کی نیت کرنا بھی نیکی ہے مسلم شریف کی ایک طویل حدیثِ پاک میں یہ بھی ہے کہ (اللہ عَزَّوَجَلَّ نے ارشاد فرمایا: مَنْ هَمَّ بِحَسَنَةٍ فَلَمْ

يَعْمَلْهَا كُتِبَتْ لَهُ حَسَنَةٌ فَإِنْ عَمِلَهَا كُتِبَتْ لَهُ عَشْرَةٌ وَمَنْ هَمَّ بِسَيِّئَةٍ فَلَمْ يَفْعَلْهَا لَمْ تَكُتِبْ شَيْئًا، فَإِنْ عَمِلَهَا كُتِبَتْ سَيِّئَةٌ وَاحِدَةٌ) یعنی جو کوئی

کسی نیکی کا ارادہ کرے پھر وہ نیکی نہ کرے تو اس کے لئے ایک نیکی لکھ دی جائے گی پھر اگر وہ یہ کر بھی لے تو اس کے لئے دس لکھی جائیں گی اور جو گناہ کا ارادہ کرے

پھر نہ کرے تو اس کے لئے کچھ نہیں لکھا جائے گا پھر اگر وہ کر لے تو اس کے لئے ایک ہی گناہ لکھا جائے گا۔ (مسلم، ص 87، حدیث: 4111 مطہطاً)

(1) فرمانِ مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم ہے: میری امت کے دلوں میں جو وسوسے آتے ہیں، اللہ تعالیٰ ان سے تَجَاوُز فرماتا ہے جب تک کہ وہ انہیں عمل میں

نہ لائیں یا انہیں اپنے کلام میں نہ لائیں۔ (بخاری، 2/153، حدیث: 2528)

مفسر شہیر حکیم اُلمَّت حضرت مفتی احمد یار خان علیہ رحمۃ اللہ اس حدیث پاک کے تحت لکھتے ہیں: ”ہَمْ“ سے مراد ہے کچا خام ارادہ یعنی جو شخص کسی نیکی کا غیر پختہ ارادہ کرے تب بھی اس کے نامہ اعمال میں ایک نیکی لکھ دی جائے گی اگرچہ وہ کسی شرعی عُذْر یا ظاہری وجہ سے نہ کر سکے، جیسے کسی نے حج کا ارادہ کیا مگر قُرْعہ میں نام نہ نکلا تو اسے ارادہ کا ثواب مل گیا کہ نیکی کا ارادہ کرنا بھی نیکی ہے بلکہ نیکی کی آرزو اور تمنا کرنا بھی نیکی ہے، مُجَاجِج کو جار ہے ہیں ایک غریب آدمی انہیں دیکھ کر اپنی محرومی پر آنسو بہا رہا ہے تمنا کر رہا ہے کہ میرے پاس پیسا ہوتا تو میں بھی جاتا اسے ثواب مل گیا۔ ایک شخص حضرات صحابہ کرام (علیہم الرضوان) کی خوش نصیبی میں غور کر رہا ہے کہ وہ کیسے خوش بخت تھے کہ حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) کے دیدار سے مشرف ہوئے اور سوچتا ہے کہ

جو ہم بھی واں ہوتے خاکِ گلشن لپٹ کے قدموں سے لیتے اُترن مگر کریں کیا نصیب میں تو یہ نامرادی کے دن لکھے تھے اسے اس تمنا کا ثواب مل رہا ہے اور ان شاء اللہ (عَزَّوَجَلَّ) کل اسے صحابہ کرام (علیہم الرضوان) کے ساتھ خشر نصیب ہوگا۔ ”اس کے لئے دس نیکیاں لکھی جائیں گی“ کے تحت مفتی صاحب لکھتے ہیں: یعنی ارادہ نیکی ایک نیکی ہے اور عمل نیکی دس نیکیاں ہیں۔ یہ اللہ (عَزَّوَجَلَّ) کا کرم ہے پھر نیکی کے ہر عمل پر الگ ثواب نماز کا ارادہ کرنا الگ نیکی، وضو کرنا علیحدہ نیکی، مسجد کو چلنا اور نیکی بلکہ ہر قدم الگ نیکی وہاں نماز کے انتظار میں بیٹھنا الگ نیکی نماز کے بعد دعا مانگنا الگ نیکی۔ نماز تو مستقل علیحدہ نیکی ہے ہم کام کریں اپنی حیثیت کے لائق وہ عطا فرماتا ہے، اپنی شان کے شایان۔ مزید فرماتے ہیں: ”ہَمْ“ اور ”عَزْم“ میں فرق ہے، ”ہَمْ“ سے مراد ہے ”خیالِ گناہ“، یہ گناہ نہیں ہے بلکہ اس سے باز آجانا تو بہ کر لینا نیکی ہے۔ (مرآة المناجیح، 8/151، 152 ماخوذاً)

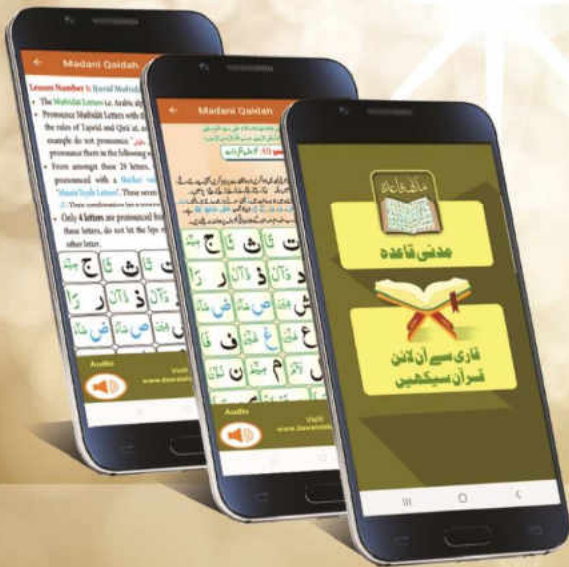
اک دل ہمارا کیا ہے آزار اس کا کتنا تم نے تو چلتے پھرتے مُردے جلا دیے ہیں (حدائق بخشش، ص 101)

درست قرآن پاک پڑھنا سیکھنے کے لئے مجلس I.T کی جانب سے بہترین تحفہ

Madani Qaidah Mobile Application

نمایاں خصوصیات:

- ◀ اردو اور انگلش دونوں زبانوں کی سہولت
- ◀ مکمل 22 اسباق بہترین قاری صاحب کی آواز میں سنئے اور سیکھئے
- ◀ حروف کے مخارج، تلفظ اور جج کرنا سن کر سیکھئے
- ◀ تمام اسباق کی ویڈیو ڈاؤن لوڈ کرنے اور سیکھنے کی سہولت
- ◀ قاری صاحب سے آن لائن قرآن پاک پڑھنے کی سہولت۔



آج ہی یہ اپیلی کیشن  سے انسٹال کیجئے اور دوسروں کو بھی شیئر کیجئے۔



مزہ نہ آئے تو؟

مل سکتی! لہذا دل چاہے نہ چاہے، یہ مزہ چھوڑنا ہی ہو گا۔ حضرت سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جہنم خواہشات سے گھیر دی گئی ہے اور جنت نکالیف سے گھیر دی گئی ہے۔ (بخاری، 4/243، حدیث: 6487)

دوسری بات: اسی طرح کئی مسلمان فرض عبادتیں اس لئے بھی نہیں کرتے کہ انہیں ان میں مزہ نہیں آتا، ایسے لوگ نمازیں ترک کر دیں گے، رمضان کے روزے چھوڑ دیں گے، زکوٰۃ ادا نہیں کریں گے، یاد رکھئے! مزہ نہ آنے کی وجہ سے فرض عبادتیں معاف نہیں ہو جاتیں بلکہ فرائض کی ادائیگی میں دل کو لگانا ہی ہو گا، شروع شروع میں دشواری کا سامنا ہو سکتا ہے، لیکن اگر یہ لوگ اپنے اللہ کو راضی کرنے کے لئے نفس و شیطان کے مقابلے میں ڈٹے رہیں گے تو ایک وقت آئے گا کہ یہ مسلسل عبادت کرنے میں کامیاب ہو جائیں گے اور انہیں عبادت میں رُوحانی مزہ آنا شروع ہو جائے گا۔ بات صرف اپنا Tastel درست کرنے کی ہے، آپ بزرگانِ دین کے حالاتِ زندگی پڑھئے کہ وہ ایسے ذوق و شوق کے ساتھ عبادت کیا کرتے تھے کہ انسان حیران رہ جاتا ہے۔ چنانچہ تیسری صدی ہجری کے بزرگ حضرت سیدنا سہیل بن عبد اللہ رحمۃ اللہ علیہ اس قدر کمزور ہو گئے تھے کہ اپنی جگہ سے اٹھ نہیں سکتے تھے مگر جب نماز کا وقت آتا تو شوقِ نماز کی بدولت ان کی قوت لوٹ آتی اور وہ لوہے کی سلاخ کی طرح سیدھے کھڑے ہو جاتے اور جب نماز سے فارغ ہوتے تو پھر سے پہلی کمزوری کی حالت میں آجاتے اور اپنی جگہ سے اٹھ نہ سکتے تھے۔

(کتاب اللعین فی التصوف (مترجم)، ص 732)

اللہ ہمیں ان کی پیروی کرنے کی توفیق عطا فرمائے، آمین۔

تیسری بات: کچھ لوگ غیر اہم اور فضول کاموں کو بھی صرف مزہ لینے کے لئے کر رہے ہوتے ہیں، مثلاً دوستوں کے جُھرمٹ میں گپ شپ کے نام پر فضول اور بے کار گفتگو کرنا، فضول قسم کے ڈائجسٹ اور کہانیاں پڑھنا، غیر ضروری طویل فون کالز کرنا، بلا مقصد موبائل یا نیٹ پر مصروف رہنا، خواجُوہ اپنی ویڈیوز اور سیلفیاں بناتے رہنا، کھڑکی میں کھڑے ہو کر گلی میں بے کار

استاذ صاحب سبق پڑھا کر فارغ ہوئے تو پیریڈ ختم ہونے میں کچھ ٹائم باقی تھا، طلبہ نے موقع پا کر سوالات شروع کر دیئے، ایک نے سوال کیا کہ اکثر ایسا ہوتا ہے کہ جب ہم کوئی کتاب پڑھتے ہیں یا کوئی کام کرتے ہیں تو اگر ہمیں مزہ اور لطف نہ آئے تو ہم وہ کام چھوڑ دیتے ہیں، ایسا کیوں ہوتا ہے اور اس کا حل کیا ہے؟

استاذ صاحب نے جواب دینا شروع کیا: دراصل یہ صرف آپ کا پر اہلم نہیں ہے بلکہ دنیا میں رہنے والے بہت سارے لوگ کسی کام کو کرنے یا نہ کرنے کی بنیاد مزے کو بناتے ہیں، یہ درست معیار نہیں ہے، میں اس کی وضاحت پوائنٹس کی صورت میں کرتا ہوں:

پہلی بات: لوگ بہت سارے گناہ صرف اس لئے کر رہے ہوتے ہیں کہ انہیں اس میں مزہ آرہا ہوتا ہے، جیسے سینما میں فلم دیکھنا، میوزک کنسرٹ میں شریک ہونا، مرد و عورت کا ایک ساتھ ڈانس پارٹیوں میں ناچنا، شراب پینا، بدکاری کرنا، بد نگاہی کرنا وغیرہ۔ آپ غور کیجئے کہ اس قسم کا شیطانی مزہ دنیا و آخرت میں خسارے (نقصان) کا سبب ہے کیونکہ اس سے ہمارا خالق اور مالک اللہ پاک ناراض ہوتا ہے اور ربِّ قدیر کو ناراض کر کے ہمیں کہیں پناہ نہیں

دیکھتے ہوئے تکلیف برداشت کر لیتا ہے اور مزہ آنے کا مطالبہ نہیں کرتا۔ اسی طرح کاروبار یا نوکری کرنے والے پر بھی ایسا وقت آتا ہے کہ اسے کام میں مزہ نہیں آتا لیکن وہ کام کے اہم ہونے کو دیکھتا ہے نہ کہ مزے کو!

معزز طلبہ کرام! اب رہا آپ کے سوال کا جواب! تو وہ یہ ہے کہ اگر آپ کا کسی کتاب کا مطالعہ کرنے میں دل نہ لگے تو پریشان نہ ہوں بلکہ اس وقت دوسری کتاب پڑھنا شروع کر دیجئے اور پہلی کتاب بعد میں کسی وقت پڑھ لیجئے، یوں امام اعظم کے بڑے عظیم شاگرد امام محمد رحمۃ اللہ علیہما کی اس ادا پر عمل کیجئے کہ جب آپ کسی ایک فن کی کتاب کے مطالعہ سے تھک جاتے تو دوسرے فن کی کتاب پڑھنا شروع کر دیتے لیکن مطالعہ جاری رکھتے۔

آخری بات! اگر آپ کو اپنے شوق کے مطابق کام نہ ملے تو اس کام میں اپنا شوق پیدا کر لیجئے جو آپ کو کرنے کے لئے دیا گیا ہو۔ اللہ کریم آپ کے علم و عمل میں برکتیں عطا کرے، آمین۔

جھانکتے رہنا، بلا ضرورت تیز رفتاری سے ڈرائیونگ کرنا، صحیح مقصد کے بغیر شیشے کے سامنے کھڑے ہو کر خود کو دیکھتے رہنا اور خود اپنے آپ پر فدا ہوتے رہنا، وغیرہ۔ ایسے لوگ اپنا وقت فضول میں ضائع کر کے نفع میں نقصان کا شکار ہو رہے ہوتے ہیں کیونکہ کئی اہم کام ہونے سے رہ جاتے ہیں، اس رویے کو بھی فوری طور پر تبدیل کرنے کی حاجت ہے۔

چوتھی اور آخری بات: بہت سے اہم کام بعض اوقات صرف اس لئے ہونے سے رہ جاتے ہیں کہ کرنے والے کو مزہ نہیں آرہا ہوتا جیسے اسلامی کتابوں کا مطالعہ کرنا، مذہبی بیانات سننا، اسلامک ویڈیوز اور ویب سائٹس دیکھنا، فقہی و شرعی مسائل کو یاد کرنا وغیرہ۔ ایسوں کو میرا مشورہ ہے کہ محض مزے کو پیش نظر رکھنے کے بجائے کام کی اہمیت کو دیکھئے، آپ خود بھی اس تجربے سے گزرے ہوں گے کہ انجکشن لگوانے یا زخم پر ٹانکے لگوانے میں مزہ نہیں آتا بلکہ کچھ نہ کچھ تکلیف ہوتی ہے لیکن لگوانے والا اس کی اہمیت کو

مجلس مکتوبات و تعویذات عطار یہ

اور مجلس آی. دعوت اسلامی کی مشترکہ کاوش

Rohani ilaaj Mobile Application

خصوصیات:

- ◀ روزانہ پڑھے جانے والے آسان وظائف
- ◀ پریشانیوں اور مشکلات سے چھٹکارا پانے کے لئے 40 روحانی علاج
- ◀ اللہ پاک کے بعض صفاتی ناموں سے حاصل ہونے والی برکتیں
- ◀ بیماری سے شفا پانے کا وظیفہ
- ◀ یہ ایپلی کیشن اردو اور انگریزی دونوں زبانوں میں ہے

تو جلدی کیجئے اور آج ہی اس ایپلی کیشن کو



سے ڈاؤن لوڈ کیجئے۔



لوگوں کے پاس آتا ہے اور انہیں کسی جھوٹی بات کی خبر دیتا ہے۔ لوگ پھیل جاتے ہیں تو ان میں سے کوئی کہتا ہے کہ میں نے ایک شخص کو سنا جس کی صورت پہچانتا ہوں (مگر) یہ نہیں جانتا کہ اُس کا نام کیا ہے؟ وہ یہ کہتا ہے۔ (مسلم، ص 18، حدیث: 17)

افواہ کی رفتار (Speed) پرانے دور میں ذرائع ابلاغ (Means of Communications) اتنے تیز نہیں تھے چنانچہ خبروں اور افواہوں کے پھیلنے کی رفتار بھی سُست (Slow) ہوتی تھی اور یہ محدود علاقے (Limited Areas) تک پہنچتی تھیں لیکن آج کے دور میں جدید ٹیکنالوجی، موبائل، انٹرنیٹ، الیکٹرانک میڈیا، پرنٹ میڈیا اور سوشل میڈیا کی وجہ سے خبریں پھیلنے کی رفتار اتنی تیز ہو گئی کہ سچ اسکرین پر انگلی رکھتے ہی خبر (جھوٹی ہو یا سچی) دنیا کے ایک کونے سے دوسرے کونے تک پہنچ سکتی ہے۔ **افواہوں کے نتائج** افواہیں کل بھی پریشان کن تھیں آج بھی معاشرے میں بے چینی، گھبراہٹ، خوف و ہراس، جھگڑا، فساد، ٹینشن، غلط فہمیاں اور بدگمانیاں افواہوں کی وجہ سے عام ہوتی ہیں۔ کبھی کسی مشہور شخص کے انتقال (Death) کی افواہ پھیلتی ہے تو کبھی اس کے شدید بیمار ہونے کی! کبھی کسی حادثے (Accident) کی تو کبھی بم دھماکے (Bomb blast) کی! کبھی بڑے پیمانے پر قتل و غارت کی تو کبھی جلاؤ گھیراؤ، فائرنگ اور حالات کی خرابی کی! کبھی کسی کے اپنے عہدے سے استعفا دینے کی تو کبھی اہم شخصیات میں اختلافات اور جھگڑے کی

دشمن کے حملے کی افواہ پھیل گئی ایک مرتبہ مدینہ منورہ زادھا اللہ شرفاً و تعظیماً میں دہشت پھیل گئی (یعنی یہ افواہ پھیل گئی کہ دشمن کا لشکر یاڈاکو حملہ آور ہو گئے اس پر شور مچ گیا) تو نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے حضرت سیدنا ابو طلحہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) سے مندرجہ نامی گھوڑا طلب فرمایا، اس پر سوار ہو کر (تحقیق حال کے لئے اکیلے) باہر تشریف لے گئے اور واپسی پر فرمایا: ہم نے کوئی خوف کی بات نہیں دیکھی (یعنی وہاں حملہ وغیرہ کچھ نہیں ہوا، یونہی وہم تھا) اور بیشک ہم نے اس گھوڑے کو دریا کی طرح تیز رفتار پایا۔ (بخاری، 4/183، حدیث: 2627، مرآة المناجیح، 4/317)

بیٹھے بیٹھے اسلامی بھائیو! افواہ (Rumor) آج کے دور کی پیداوار نہیں بلکہ اس کا چلکن بہت پُرانا ہے مثلاً جنگِ اُحد میں تاجدارِ مدینہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی شہادت کی افواہ پھیلی۔ حدیبیہ کے موقع پر حضرت سیدنا عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شہادت کی افواہ پھیل گئی۔ **افواہ کسے کہتے ہیں؟** اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمن لکھتے ہیں: صدہا (سینکڑوں) خبریں خصوصاً آج کل ایسی اڑتی (یعنی عام ہوتی) ہیں جن کا تمام شہر میں چرچا ہوتا ہے، پھر تجربہ گواہ ہے کہ بعد تنقیح (یعنی چھان بین Investigation کے بعد) محض بے اصل (بے بنیاد Baseless) نکلتی ہیں انہیں ”افواہ“ کہتے ہیں۔ (فتاویٰ رضویہ، 10/433)

شیطان بھی افواہیں پھیلاتا ہے حضرت سیدنا عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: شیطان آدمی کی صورت اختیار کر کے

والوں کیلئے سہولت کار (Facilitators) ثابت ہوتے ہیں۔ ہم میں سے ہر ایک کو اس حکم قرآنی پر عمل کرنا چاہئے: ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِنْ جَاءَكُمْ فَاسِقٌ بِنَبَأٍ فَتَبَيَّنُوهُ أَلَّا تَكُونُوا أَقْرَبًا بِجَهَنَّمَ فَمَا تَصْبِرُونَ إِنَّهُ لَأَسْفَرٌ﴾ (پ 26، الحجرات: 6) ترجمہ کنزالایمان: اے ایمان والو! اگر کوئی فاسق تمہارے پاس کوئی خبر لائے تو تحقیق کر لو (1) کہ کہیں کسی قوم کو بے جا نے ایذا نہ دے بیٹھو پھر اپنے کئے پر پچھتاتے رہ جاؤ۔

بیٹھے بیٹھے اسلامی بھائیو! ہر خبر بالخصوص جو مذہبی، معاشرتی، اخلاقی یا کسی اور پہلو سے زیادہ اہمیت کی حامل ہو، اس کو تحقیق ہونے کے بعد ہی ضرورتاً آگے بڑھانا چاہئے جبکہ کوئی شرعی رکاوٹ نہ ہو مثلاً کسی کے عیب کھولے گئے ہوں تو ایسی خبر سچی بھی ہو آگے نہیں بڑھانی چاہئے، لیکن ہماری اکثریت کا اندازِ فکر (Mind-set) یہ ہے کہ سب سے پہلے میں اس خبر کو دوسروں تک پہنچاؤں، چنانچہ وہ سُنی سنائی باتوں کو بلا جھجک فارورڈ (Forward) کر دیتے ہیں۔ یاد رکھئے سُنی سنائی بات کو آگے پھیلانا بھی جھوٹ کی ہی ایک قسم ہے۔ فرمانِ مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم ہے: ”کسی انسان کے جھوٹا ہونے کے لئے اتنا کافی ہے کہ وہ ہر سُنی سنائی بات بیان کر دے۔“

(مسلم، ص 17، حدیث: 7)

اللہ پاک ہمیں انوہوں کو پھیلانے سے بچنے کی توفیق عطا فرمائے۔ اَمِينُ بِجَاہِ النَّبِيِّ الْاَمِينِ صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ

(1) کہ صحیح ہے یا غلط۔ (خزائن العرفان)

جھوٹی خبریں چلا کر لوگوں کو پریشان کیا جاتا ہے۔ یہ انوہیں شیطان صفت لوگ پھیلاتے ہیں جس میں نادان لوگ ان سے تعاون کرتے ہیں۔ **توبہ کر لیں** انوہیں پھیلانے والوں کو اپنے گناہوں بالخصوص جھوٹی خبریں گھڑنے سے فوراً توبہ کر لینی چاہئے کہ جھوٹ بولنا حرام اور جہنم میں لے جانا والا کام ہے، فرمانِ مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم ہے: خواب میں ایک شخص میرے پاس آیا اور بولا: چلئے! میں اس کے ساتھ چل دیا، میں نے دو آدمی دیکھے، ان میں ایک کھڑا اور دوسرا بیٹھا تھا، کھڑے ہوئے شخص کے ہاتھ میں لوہے کا زنبور تھا (لوہے کی سلاخ جس کا ایک طرف کا سرامٹرا ہوا ہوتا ہے) جسے وہ بیٹھے شخص کے ایک جڑے میں ڈال کر اُسے گدی تک چیر دیتا پھر زنبور نکال کر دوسرے جڑے میں ڈال کر چیرتا، اتنے میں پہلے والا جڑا اپنی اصلی حالت پر لوٹ آتا، میں نے لانے والے شخص سے پوچھا: یہ کیا ہے؟ اس نے کہا: یہ جھوٹا شخص ہے اسے قیامت تک قبر میں یہی عذاب دیا جاتا رہے گا۔ (مسوی الاغلاق للخرائط، ص 76، حدیث: 131) جبکہ ایک روایت میں ہے کہ ”یہ جھوٹا شخص ہے جو جھوٹی خبریں دیتا تھا اور لوگ اسے لے اڑتے تھے یہاں تک کہ وہ جھوٹ ساری دنیا میں پھیل جاتا، اس کے ساتھ قیامت تک یونہی ہوتا رہے گا۔“ (بخاری،

467/1، حدیث: 1386 ملقطاً) **کچھ ذمہ داری ہماری بھی ہے**

آج سوشل میڈیا وغیرہ پر لوگ ہر پیغام اور خبر کو بغیر سوچے سمجھے شیئر (Share) کرتے رہتے ہیں، یوں انوہیں پھیلانے

”المدينة العلية“ کی کاوشیں

(2) الرشيدية مع الفريديّة (3) حافظہ کمزور ہونے کی وجوہات (فیضانِ مدنی مذاکرہ، قسط: 28) (4) صلح کروانے کے فضائل (ایضاً، قسط: 29) (5) دل جیتنے کے نسخے (ایضاً، قسط: 30) (6) جنت میں مردوں کو حوریں ملیں گی تو عورتوں کو کیا ملے گا؟ (ایضاً، قسط: 31)

الْحَمْدُ لِلَّهِ عَزَّ وَجَلَّ عاشقانِ رسول کی مدنی تحریک دعوتِ اسلامی کا شعبہ ”المدينة العلية“ دینی کُتب و رسائل کی تصنیف و تالیف میں مصروف عمل ہے۔ اکتوبر، نومبر 2017ء میں 6 کُتب و رسائلِ اشاعت کیلئے بیچھے گئے: (1) آئیے قرآن سمجھتے ہیں (حصہ: 2)



ہارن کا شور

VEHICLE HORN NOISE

وغیرہ میں لگائے جانے والے ہارن کا بنیادی مقصد ضرورتاً دوسروں کو اپنی موجودگی سے آگاہ کرنا ہے مثلاً کوئی ایک دم مڑنے لگے، یا اوور ٹیکنگ کرتے ہوئے گاڑی لہراتا شروع کر دے، اشارہ کھلنے کے باوجود گاڑی آگے نہ بڑھائے تو ہارن بجا کر اُسے آگاہی دی جاسکتی ہے کہ ”ہم بھی پڑے ہیں راہوں میں“، بہر حال یہ مقصد کم آواز والے ہارن یا ایک Beep سے بھی پورا ہو سکتا ہے لیکن ایک سے بڑھ کر ایک عجیب و غریب تیز ہارن موٹر سائیکلوں سے لے کر ہیوی ٹرکوں پر لگے ہوتے ہیں کہ جن کی آواز سن کر انسان کا دل دہل جائے۔ نازیبا انداز میں کسی کے بالکل قریب جا کر پریشر ہارن بجانے سے بعض اوقات اُسے اعصابی جھٹکا لگتا ہے جس کی وجہ سے وہ گھبراہٹ میں اپنی گاڑی کسی دوسری گاڑی یا فٹ پاتھ وغیرہ سے ٹکرا بیٹھتا ہے، یوں حادثہ ہو جاتا ہے۔

ہارن اور نازک کان ڈیسی بیل (D.B) شور کو ناپنے کا ایک پیمانہ ہے اور سائنس دانوں کے مطابق زیرو ڈیسی بیل کا مطلب وہ کم سے کم آواز ہے جو انسانی کان محسوس کر سکتے ہیں۔ سرگوشی سے پیدا ہونے والی آواز 20 ڈیسی بیل، عام گفتگو سے 60 ڈیسی بیل آواز پیدا ہو سکتی ہے، جبکہ 80 ڈیسی بیل سے اوپر آواز انسانی سماعت کے لئے تکلیف دہ ہوتی ہے۔ انسانی کان ایک پیچیدہ آلہ ہے جو ہمارے مرکزی اعصابی نظام سے جڑا ہوتا ہے۔ ہمارے کان عام طور پر شور و غل کی 55 تا 65

گلی چھوٹی تھی جہاں سے ایک وقت میں ایک ہی گاڑی گزر سکتی تھی، ایسی جگہ پر کار کے ٹائر کا پنچر ہونا، اوپر سے گرمی کا موسم! 50 برس کے جمال صاحب کے ہوش اُڑا دینے کے لئے کافی تھا۔ ”مرتا کیانہ کرتا“ کے مصداق انہوں نے کار کے نیچے جیک لگایا اور ٹائر کھولنا شروع کیا۔ اسی دوران ایک اور کار اس طرف آنکلی جسے ایک نوجوان چلا رہا تھا۔ راستہ بند ملنے پر اس نے ہارن بجانا شروع کیا، ہارن کی کان پھاڑ آواز کو چند سیکنڈ تو جمال صاحب نے برداشت کیا پھر اپنے چہرے سے پسینہ صاف کرتے ہوئے اُٹھے اور اس نوجوان کی ایئر کنڈیشن گاڑی کا شیشہ اشارے سے نیچے کروایا اور بڑی نرمی سے چوٹ کی: ”بڑی مہربانی ہوگی کہ آپ میری گاڑی کا ٹائر بدلنے کا کام کر دیں اور اتنی دیر میں یہاں آپ کی کار میں بیٹھ کر ہارن بجانے کا کام کرتا ہوں۔“ نوجوان یہ سن کر شرمندہ سا ہوا اور ہارن بجانا چھوڑ دیا۔

پیارے اسلامی بھائیو! اس فرضی حکایت میں ہارن سے پہنچنے والی تکلیف کی نشاندہی کی کوشش کی گئی ہے۔ کانوں کا بہرہ پَن (Deafness)، بلڈ پریشر، غصہ، چڑچڑاپن، مختلف نفسیاتی مسائل، کم خوابی اور عدم برداشت کا رویہ عام ہونے میں مشینوں، جنریٹر، ٹریفک وغیرہ کے شور کا بھی کردار ہے اور ہارن بھی اسی شور کا اہم حصہ ہے۔

ہارن کا بنیادی مقصد کار، موٹر سائیکل، بسوں اور ٹرکوں

ڈیسی بیل تک برداشت کر سکتے ہیں، اگر آواز 65 تا 90 ڈیسی بیل تک پہنچ جائے تو ہمارے جسم پر منفی اثرات (Negative Impacts) پڑنے لگتے ہیں۔ دل کی بیماریاں ہو سکتی ہیں، نیند میں بھی بے قاعدگی ہو سکتی ہے جو تھکاوٹ، سستی، کارگردگی میں خلل اور چڑاچڑاپن کی وجہ بنتی ہے۔ پریشر ہارن، سیٹی ہارن اور پھٹے ساکنسروں کی آوازوں کی ویلا سٹی 160 ڈیسی بیل سے کہیں زیادہ ہوتی ہے۔ جب ہر کوئی بے دریغ ہارن بجائے گا تو یہ اجتماعی شور کتنا نقصان کرے گا! اس کا اندازہ لگانا زیادہ مشکل نہیں۔ رُش والے مقامات اور بڑے شہروں میں جہاں رات گئے تک ٹریفک چلتی ہے، ہارنوں کا شور زیادہ پریشان کن ہوتا ہے۔

ہارن بجا کر تکلیف نہ دیجئے کسی مسلمان کو بلاوجہ شرعی تکلیف پہنچانا جائز نہیں ہے۔ ہارن بجانے کے بخار میں مبتلا افراد غور فرمائیں کہ وہ کس طرح دوسروں کے لئے تکلیف دہ ثابت ہوتے ہیں، چنانچہ اسکول کے سامنے ہارن بجانا مُہندب معاشرے میں منع ہوتا ہے لیکن بے حس قسم کے لوگ یہاں بھی ہارن بجانے سے باز نہیں آتے، اسکول یا مدرسے کے بچے ہارن کی آواز سن کر سہم سے جاتے ہیں اسکول مریضوں کے علاج کی جگہ ہے، لیکن نادان لوگ اسپتال کے سامنے بھی ہارن بجانے سے پرہیز نہیں کرتے اور شور میں اضافہ کر کے مریضوں کی تکلیف میں اضافے کا سبب بنتے ہیں ٹریفک جام ہو تو بے صبرے ڈرائیور ہارن پر ہاتھ رکھے رہتے ہیں اور بار بار بجا کر اڑدگزد کے لوگوں کو تشویش میں مبتلا کرتے ہیں، حالانکہ ہارن جتنا بھی بجایا جائے کوئی اثر نہیں پڑتا، ٹریفک اسی وقت گھلتا ہے جب گاڑیوں کے پیہے گھومنا شروع کرتے ہیں رات گئے رہائشی علاقے میں بلا ضرورت ہارن بجانے والا خود اپنا تعارف کروا رہا ہوتا ہے کہ میں کتنا سمجھ ہوں! ریڈ سگنل پر بھی بعض لوگ ہارن بجانے سے باز نہیں رہ پاتے حالانکہ سگنل اپنے وقت پر گھلتا ہے جس پر ٹریفک بھی گھل جاتا ہے کسی کار یا بانک والے یا پیدل چلنے والے کے سر پر

پہنچ کر اچانک پریشر ہارن بجانے سے وہ ڈر کے مارے لڑکر رہ جاتا ہے پھر جب وجہ پتا چلتی ہے تو وہ ہارن بجانے والے پر اپنا غصہ اتارنے کی کوشش کرتا ہے، یوں جھگڑا شروع ہو جاتا ہے بچوں کو اسکول وغیرہ لے جانے والی وینیں بھی کسی سے پیچھے نہیں، انہوں نے خاص طور پر زیادہ آواز والے ہارن لگائے ہوتے ہیں تاکہ بجاتے ہی پوری گلی کو پتا چل جائے کہ مابدولت بچوں کو لینے آچکے ہیں اور گھر والے بچوں کو جلدی سے باہر بھیج دیں۔

لڑائی ہوتے ہوتے رہ گئی ایک نوجوان کے بوڑھے والد بیمار تھے جس کی وجہ سے رات کو برابر سو نہیں سکے، فجر کے بعد والد صاحب کی آنکھ لگی۔ تھوڑا ہی وقت گزرا تھا کہ گلی میں کسی نے کان پھاڑا آواز میں ہارن بجانا شروع کیا جس سے والد صاحب کی آنکھ کھل گئی، اس پر نوجوان کا صبر جواب دے گیا، دروازہ کھول کر دیکھا تو اسکول وین کی ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھا شخص ساتھ والے گھر سے بچے کو بلانے کے لئے بار بار ہارن بجا رہا تھا۔ نوجوان نے اسے سختی سے کہا: تمہیں اتنا بھی خیال نہیں کہ یہاں کوئی بزرگ یا بچہ بیمار ہو سکتا ہے، کوئی اسٹوڈنٹ مُطلّاعے میں مصروف ہو، کوئی خاتون گھر میں تلاوتِ قرآن کر رہی ہو! مگر لگتا ہے کہ تمہیں اس کی کوئی پرواہ نہیں اسی لئے تم نے ہارن بجا بجا کر لوگوں کو پریشان کر رکھا ہے، یہ سن کر وہ ڈرائیور بھی طیش میں آ گیا، تلخ کلامی سے بات ہاتھ پائی تک پہنچ جاتی کہ سامنے سے مسجد کے امام صاحب بھی آگئے اور درمیان میں پڑکر معاملہ رفع دفع کروادیا۔

بار بار ہارن کیوں بجانا پڑتا ہے؟ اس میں کچھ قصور ہمارا بھی ہے کہ ہم کسی آہٹ یا ہارن کی Beep کو خاطر میں نہیں لاتے اور اپنی دُھن میں چلے جا رہے ہوتے ہیں، جس کے نتیجے میں گاڑی کے ڈرائیور کو تیز یا بار بار ہارن بجانا پڑتا ہے، بہر حال دونوں کو ایسا نہیں کرنا چاہئے۔ اللہ پاک ہمیں حُسنِ اخلاق کا پیکر بنائے۔ اٰمِیْن بِجَاہِ النَّبِیِّ الْاَکْرَمِیْنِ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم

بن مانگے مشورے

کی وجہ سے غلطی کا امکان کم ہو جاتا ہے۔ امیر المؤمنین حضرت سیدنا عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نوجوان اور عمر رسیدہ دونوں طرح کے علمائے کرام سے مشورہ کیا کرتے تھے۔ حضرت سیدنا عمر بن العزیز رضی اللہ تعالیٰ عنہ خلیفہ بننے سے پہلے جب مدینے شریف کے گورنر بنے تو پہلا کام یہ کیا کہ وہاں کے فقہائے کرام کو جمع کر کے ان سے مشورہ کیا اور ان کی باقاعدہ مجلس شوریٰ بنادی جو آپ کو ضرورتاً مشورے دیا کرتی تھی۔

(الہدایۃ والنہایۃ، 6/332)

غلط مشورہ لے ڈوبا حضرت سیدنا موسیٰ کلیم اللہ اور حضرت سیدنا ہارون علی نبینا وعلیہما الصلوٰۃ والسلام نے جب خدائی کا جھوٹا دعویٰ کرنے والے فرعون کو ایمان کی دعوت دی تو اس نے اپنی بیوی حضرت سیدتنا آسیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مشورہ کیا۔ انہوں نے ارشاد فرمایا: کسی شخص کیلئے مناسب نہیں ہے کہ ان دونوں کی دعوت کو رد کر دے۔ فرعون اپنے وزیر ہامان سے مشورہ کئے بغیر کوئی کام نہیں کرتا تھا، جب اس نے ہامان سے مشورہ کیا تو اس نے کہا: میں تو تمہیں عقل مند سمجھتا تھا! تم حاکم ہو، یہ دعوت قبول کر کے محکوم بن جاؤ گے اور تم رب ہو، اسے قبول کرنے کی صورت میں بندے بن جاؤ گے! چنانچہ ہامان کے مشورے پر عمل کی وجہ سے فرعون دعوت

انسانوں کی تین قسمیں امیر المؤمنین حضرت سیدنا عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: آدمی تین قسم کے ہیں ایک وہ آدمی جو معاملات میں اپنی مستقل اور مضبوط رائے رکھتا ہے، دوسرا وہ جس کی اپنی رائے مستقل نہیں ہوتی لیکن وہ مستقل رائے والوں سے مشورہ کر کے اپنے معاملات چلاتا ہے اور تیسرا وہ آدمی جس کی نہ اپنی رائے مستقل ہوتی ہے نہ وہ کسی سے مشورہ کرتا ہے، ایسا شخص پریشان رہتا ہے۔

(ادب الدنیا والدین، ص 473)

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! مشورہ کے معنی ہیں کسی معاملے میں کسی کی رائے دریافت کرنا۔ کام کسی بھی نوعیت کا ہو! اسے کرنے کے لئے کسی سے مشورہ کر لینا بہت مفید ہے۔ اللہ پاک نے اپنے نبی پاک صاحب لولاک صلّ اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کو صائب الرّائے (یعنی درست رائے والا) ہونے کے باوجود صحابہ کرام علیہم الرضوان سے مشورہ لینے کا فرمایا کہ اس میں ان کی دلجوئی بھی تھی اور عزّت افزائی بھی! چنانچہ مشورہ کرنا سنت سرکار ہے۔ آپ صلّ اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے میدان بدر میں جگہ کے انتخاب کے لئے حضرت سیدنا حباب بن مُنذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا مشورہ قبول فرمایا جس کا مسلمان لشکر کو فائدہ ہوا۔ (تاریخ اسلام، 3/286) مشورہ کرنا برکت کی چابی (Key) ہے جس

ایمان کو قبول کرنے سے محروم رہا۔

(تفسیر روح المعانی، پ 16، ط 49، تحت الایہ: 49، جز 16، 682)

مشورہ کس سے کیا جائے؟ ہر کسی سے مشورہ لینا دانشمندی نہیں اور نہ ہر کوئی ہر معاملے میں دُرست مشورہ دینے کا اہل ہوتا ہے، چنانچہ کوئی بھی شخص گاڑی کے ٹائروں کے بارے میں کسی ڈاکٹر سے مشورہ نہیں کرے گا اور نہ کپڑے کے تاجر سے سونے کے زیورات کے بارے میں مشورہ کرے گا علیٰ ہَذَا الْقِيَاس (یعنی اسی پر قیاس کر لیجئے)۔ چنانچہ مشورہ ایسے لوگوں سے کیجئے جو تجربہ کار، عقل مند، تقویٰ والے، خیر خواہ اور بے غرض ہوں، اس کے فوائد آپ خود ہی دیکھ لیں گے
إِنْ شَاءَ اللَّهُ عَزَّوَجَلَّ۔

غلط مشورہ نہ دیجئے جس سے مشورہ کیا جائے اسے چاہئے کہ دُرست مشورہ دے ورنہ خائِن (یعنی خیانت کرنے والا) ٹھہرے گا، فرمانِ مصطفیٰ صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ ہے: جو اپنے بھائی کو جان بوجھ کر غلط مشورہ دے تو اس نے اپنے بھائی کے ساتھ خیانت کی۔ (ابوداؤد، 3/449، حدیث: 3657) یعنی اگر کوئی مسلمان کسی سے مشورہ حاصل کرے اور وہ دانستہ غلط مشورہ دے تاکہ وہ مُصِيبَت میں گرفتار ہو جائے تو وہ مُشِير (یعنی مشورہ دینے والا) پکا خائِن ہے خیانت صرف مال ہی میں نہیں ہوتی، راز، عزت، مشورے تمام میں ہوتی ہے۔ (مرآۃ المناجیح، 1/212)

مشورہ دیجئے حکم نہیں مشورے اور حکم میں فرق ہوتا ہے، اس کا بیان قرآنِ کریم میں بھی موجود ہے چنانچہ ارشادِ ربِّ عظیم ہے: ﴿وَأَقِيمُوا الصَّلَاةَ﴾ تَرْجَمَةُ كُنْزِ الْإِيْمَانِ: اور نماز قائم رکھو۔ (پ 1، البقرة: 43) یہ حکم ہے جس کا تارک گنہگار ہے، جبکہ سورہ بقرہ کی آیت 282 میں ہے: ﴿إِذَا تَدَايَيْتُمْ بِدَيْنٍ إِلَىٰ أَجَلٍ مُّسَمًّى فَاكْتُبُوهُ﴾ تَرْجَمَةُ كُنْزِ الْإِيْمَانِ: جب تم ایک مقرر مدت تک کسی دین کا لین دین کرو تو اسے لکھ لو۔ (پ 3، البقرة: 282) یہ قرآنِ پاک کا مشورہ ہے جس پر عمل نہ کرنا گناہ نہیں، حکم دینے میں اللہ تعالیٰ کی سلطنت و قدرت جلوہ گر ہے اور اس کے

مشورے میں رحمانیت آشکار ہے۔ (مرآۃ المناجیح، 1/153 ماخوذاً)

اسی طرح نبی کریم صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ نے جہاں احکامات دیئے وہیں کئی مقامات پر بہت سی باتیں بطور مشورہ بھی ارشاد فرمائیں۔ یونہی بادشاہ، قاضی وغیرہ بہت سی باتیں حکماً کہتے ہیں اور کچھ مشورہ! چنانچہ مشورہ دینے والے کو چاہئے کہ مشورے کو مشورہ ہی سمجھے۔ اندازِ حکمی یا حتمی نہیں بلکہ کچھ اس طرح ہونا چاہئے کہ اگر یہ صورت حال مجھے درپیش آتی تو میں یہ قدم اٹھاتا یا فیصلہ کرتا! مشورہ دے کر کسی کو مجبور نہ کریں کہ میرا مشورہ ضرور مانو بلکہ رائے دے کر یہ فیصلہ اس پر چھوڑ دیں کہ وہ اس مشورے پر مکمل عمل کرے یا جُزوی طور پر یا پھر بالکل ہی عمل نہ کرے۔ ”میرے مشورے پر عمل کیوں نہیں کیا؟“ ”جب عمل نہیں کرنا تھا تو مشورہ مانگا کیوں تھا“، ”میرے مشورے پر چلتے تو نقصان نہ ہوتا“ اس طرح کے جملے بول کر کسی کو پریشان اور اپنی عزت میں کمی نہ کرے، الْعَاقِلُ تَكْفِيهِهِ الْإِشَارَةُ یعنی عقل مند کو اشارہ کافی ہوتا ہے۔

بن مانگے مشورہ نہ دیا کریں جو چیز طلب کر کے لی جائے اس کی قدر زیادہ ہوتی ہے اور جو مُفْت میں مل جائے اس کی ناقدری زیادہ ہوتی ہے۔ اس لئے جب تک آپ سے مشورہ مانگا نہ جائے اس وقت تک خاموش رہنے میں عزت و عافیت ہے ورنہ سامنے والا منہ پھٹ ہو اتویہ بھی کہہ سکتا ہے: ”آپ سے کسی نے پوچھا ہے؟“ لیکن کیا کیجئے! ہمارے معاشرے میں بن مانگے مشورے دینے والوں کی کمی نہیں۔

کار خرید لیں ایک شخص کا بیان ہے کہ میں ایک مرتبہ رات کے وقت گھر جاتے وقت گلی کے کونے کی دکان پر انڈے، ڈبل روٹی وغیرہ لینے کے لئے رُکا۔ دکاندار نے بقایا پیسے دینے کے بعد ایک تنقیدی نظر میری پرانی بانیک پر ڈالی اور مجھے وہی مُفْت مشورہ دیا جو کئی لوگ دے چکے تھے: اب آپ گاڑی لے لیں۔ اس کا بن مانگا مشورہ سن کر ایک لمحے کے لئے میرا دماغ کھول گیا مگر میں نے اپنے غصہ پر قابو پاتے

ہوئے کہا: ابٹھا ہوا! آپ نے خود ہی اجازت دے دی، مجھے ڈر تھا کہ آپ گاڑی لینے سے منع کر دیں گے۔ یہ سن کر ایک لمحے کے لئے وہ ہکا بکارہ گیا پھر جب اسے احساس ہوا تو معذرت کرنے لگا، میں نے اسے سمجھایا کہ بھائی! بانیک چلانے میں جو بے آرمی و بے سکونی مجھے ہوتی ہے وہ آپ کو تو نہیں ہو سکتی؟ گرمی، سردی، بارش، دُھند کا بھی سامنا رہتا ہے! ان سب باتوں کے باوجود اگر میں گاڑی نہیں لے رہا تو آخر کوئی وجہ تو ہوگی! کیا آپ میری سفید پوشی کا بھرم توڑنا چاہتے ہیں! یا یہ چاہتے ہیں کہ میں آپ کے سامنے اپنی کم حیثیتی کا اقرار کروں؟ بات پوری طرح اس کی سمجھ میں آگئی، اس نے دوبارہ معذرت کی اور کہا: آئندہ ہر جگہ اس بات کا خیال رکھوں گا، یہ پہلو تو کبھی ذہن میں آیا ہی نہ تھا۔

تورمہ سپاسی ہی مزہ دیتا ہے بعض لوگ زبان سے مشورہ دینے کے بجائے خود اسے نافذ کر دکھاتے ہیں چنانچہ ایک خاتون خانہ کچن میں تورمہ بنانے میں مصروف تھی، اتنے میں بیل بجی، جو نہی دروازہ کھولا پڑوسن اندر گھسی اور یہ کہتے ہوئے سیدھا کچن میں گئی کہ باجی کیا پکار رہی ہیں؟ اس سے پہلے کہ خاتون خانہ کوئی جواب دیتی پڑوسن نے خود ہی ڈھکن اٹھا کر دیکھا، تھوڑا سالن نکال کر چکھا پھر آنا فناً مسالے کا ڈبہ اٹھایا اور چائے کا بڑا چچچ بھر کر ہنڈیا میں ڈال دیا اور کہنے لگی: تورمہ سپاسی (یعنی تیز مسالے والا) ہی مزہ دیتا ہے، پھر یہ جا وہ جا۔ خاتون خانہ نے سر پکڑ لیا کیونکہ وہ اپنے شوہر اور بچوں کی پسند کو جانتی تھی کہ وہ سالن میں ہلکا مسالا پسند کرتے ہیں۔

بن مانگے مشوروں کی 21 مثالیں جس طرح کسی کاریگر کا ٹول باکس اس کے ساتھ ساتھ ہوتا ہے اسی طرح بن مانگے مشورے دینے والے بھی مشوروں کا بیگ اپنے ہمراہ رکھتے ہیں، کسی کام سے ان کا واسطہ یا تجربہ ہو یا نہ ہو! اس بارے میں مشورہ دینے سے باز نہیں رہتے بلکہ اس مشورے پر عمل کرنے کے لئے اصرار بھی کرتے ہیں، مثلاً 1 کسی کو بیمار

دیکھا تو جھٹ سے دوایوں کے نام تجویز کر دیئے 2 کوئی گاڑی خراب دیکھی تو فوراً بوٹ کھول کر آپریشن شروع کر دیتے ہیں اور حکم دیتے ہیں کہ فلاں پُرزہ بدل دو اور کام مزید بگاڑ دیتے ہیں 3 کپڑے کی دکان پر جائیں گے تو ساتھ والے گاہک کو تاکید کریں گے کہ آپ فلاں رنگ لے لیں آپ پر بہت ابٹھا لگے گا 4 کسی موٹے شخص کو دیکھا تو مشورہ حاضر کہ ”کم کھایا کرو“ بھلے اس بے چارے کا جسم کسی بیماری یا دوائی سے چھوٹا ہوا ہو، ”تیز تیز واک کیا کرو“ چاہے بے چارے سے آہستہ بھی نہ چلا جاتا ہو 5 ڈبلے پتلے کو دیکھیں گے تو مفت مشورہ موجود ”کھایا پیا کرو“ خواہ وہ ڈٹ کر کھاتا ہو یا کسی بیماری کی وجہ سے پیٹ بھر کر نہ کھا سکتا ہو مگر مشورہ دینے والا یہ معلوم کرنے کی زحمت ہی کب کرتا ہے، اسے تو بس مشورہ دینے سے غرض ہوتی ہے 6 موبائل پرانا ہو گیا ہے اب نیالے لو 7 گھر کا فرنیچر پرانے ڈیزائن کا ہے تبدیل کر لو 8 اس مرتبہ عید قربان پر بڑا جانور (بیل، اونٹ وغیرہ) لینا 9 بانیک دھکا اسٹارٹ ہے نئی لے لو 10 موٹر سائیکل بیچ کر گاڑی لے لو 11 چھوٹی گاڑی بیچ کر بڑی لے لو 12 کوئی بتائے کہ بیٹے کو نوکری مل گئی ہے تو مشورہ حاضر کہ اس کی شادی کر دو 13 جہیز میں فلاں فرنیچر دینا 14 اتنے تولے سونے کے زیورات پہنانا 15 جوانی میں ہی حج کر لو بڑھاپے میں کہاں ہمت! 16 تمہارا بچہ تین سال کا ہو گیا ابھی تک اسکول داخل نہیں کروایا، کل ہی داخل کروادو 17 گرمی بہت ہے گھر میں اسے سی لگوا لو 18 نوکری میں کیا رکھا ہے، اسے چھوڑ کر کاروبار کر لو 19 گھر کے پردے کئی سال پرانے ہیں ان کو تبدیل کر لو 20 گھر کی لائٹیں مدھم ہو گئی ہیں نئی لگوا لو 21 ٹی وی کے دور گئے اب ایل سی ڈی لگوا لو۔

آخری بات یہ چند مثالیں نشاندہی کے لئے پیش کی ہیں، غور کرنا شروع کریں تو کئی درجن ”بن مانگے مشورے“ مزید فہرست میں شامل ہو جائیں گے۔ یاد رہے کہ ہر ”بن مانگے مشورہ“

کہیں کہ ہم نے محبت اور ہمدردی میں مشورہ دیا تو یاد رکھئے کہ نادان دوست سے دانادشمن بہتر ہوتا ہے، ہر سمجھ دار شخص اپنے بُرے بھلے کو خوب پہچانتا ہے اس کی ہمدردی کسی اور کے ساتھ ہونہ ہو اپنے ساتھ ضرور ہوتی ہے، اس لئے ہر ایک کو اس کی زندگی میں دخل اندازی کا حق نہیں دیا جاسکتا۔ ہاں! ماں باپ، بہن بھائیوں، استاد، مُرشد اور عالم دین کی بات دوسری ہے، یہ بھی احتیاط کا دامن تھام کر مشورہ دیں۔ یہی ہماری سماجی زندگی کا حُسن ہے، اسے برقرار رکھئے، آسانیاں پیدا کیجئے اور دوسروں کی زندگی مشکل نہ بنائیے۔

اللہ تعالیٰ ہمیں عقلمن سلیم نصیب فرمائے۔

اٰمِیْن بِجَاہِ النَّبِیِّ الْاَمِیْنِ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم

بُرا نہیں ہوتا لیکن اس پر اصرار کرنا اسے تکلیف دہ بنا دیتا ہے۔ بہر حال ہمیں خود پر غور کرنا چاہئے کہ کہیں ہم بھی ”بن مانگے مشورے“ دینے اور اس پر اصرار کرنے والوں میں شامل تو نہیں؟ اگر ایسا ہے تو دوسروں کی نجی زندگی (Personal Life) کا احترام کرنا سیکھئے، اپنے الفاظ اور لہجے میں چک پیدا کریں تاکہ سامنے والا آزمائش میں نہ پڑے، عین ممکن ہے کہ آپ کا مشورہ تو درست ہو لیکن اس غریب کے پاس اس پر عمل کرنے کے لئے رقم ہی نہ ہو، ایسے میں آپ کا اصرار اُسے شرمندہ کر دے گا۔ ہر ایک کی ذہنی، قلبی اور جسمانی کیفیات الگ ہوتی ہیں جس کی وجہ سے لوگوں کی پسند ناپسند اور نفع نقصان بھی ایک جیسے نہیں ہوتے، ایک ہی چیز کسی کو ترقی دے دیتی ہے اور کسی کو زمین پر دے مارتی ہے! شاید آپ

مدنی متوں اور مدنی مٹیوں کو چھ کلمے، دعائیں اور مختلف سنتیں سکھانے کا بہترین ذریعہ

Kalma & Dua Application

اس اپیلی کیشن میں ہے:

- ▶ چھ (6) کلمے اور روزانہ کی مختصر دعائیں درست تلفظ کے ساتھ
- ▶ کلمے اور دعائیں باسانی یاد کرنے کا ذریعہ
- ▶ تلفظ بہ لفظ اور مکمل دونوں طرح سے سننے کی سہولت
- ▶ کھانے پینے، سونے جاگنے وغیرہ کی سنتیں اور آداب



GET IT ON Google Play

www.dawateislami.net/downloads

I.T DEPARTMENT

ہے، اس کے برعکس جو اپنا ایک ایک منٹ بچاتا ہے اس کا وقت ضائع ہونے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا، یوں وہ زیادہ کام کرنے میں کامیاب ہو جاتا ہے۔ آئیے دیکھتے ہیں کہ وقت کس طرح ضائع ہوتا ہے؟ **موبائل فون کا کثرت سے استعمال**

ایک وقت تھا کہ موبائل فون مہنگا تھا اور اس کی سیم (Sim) بھی! اور کال سنے کے بھی پیسے لگتے تھے تو لوگوں کا وقت کم ضائع ہوتا تھا۔ اب موبائل سستا، سیم تقریباً فری اور ہزاروں منٹ کے پیسے کم ترین ریٹ پر دستیاب ہو جاتے ہیں، جس کی وجہ سے اب ضروری فون کالز کے ساتھ ساتھ گھنٹوں لمبی لمبی گفتگو بھی کی جاتی ہے، فون کرنے والا سمجھتا ہے کہ مجھے یہ گفتگو بہت سستی پڑی لیکن اس طرف توجہ نہیں جاتی کہ کتنا قیمتی وقت ضائع ہو گیا۔ پھر یہ گفتگو کتنی فضول، کتنی گناہوں

(مثلاً غیبت و تہمت اور چغلی) پر مشتمل اور کتنی جائز ہوتی ہے! اس کا اندازہ بھی وہی کر سکتا ہے جو علم دین سے مالا مال ہونے کے ساتھ ساتھ حساس (Sensitive) بھی ہو۔ یاد رکھئے کہ فون کال سستی ہو یا مہنگی! آپ کا وقت انمول ہے کیونکہ جو لمحہ گزر گیا وہ لاکھوں روپے دے کر بھی واپس نہیں لیا جاسکتا۔

گپ شپ ملازمت یا تجارت سے فارغ ہو کر فریش ہونے کے نام پر گپ شپ کی محفلیں سجانا اکثر لوگوں کے معمولات (Routine)

کئی سال کے بعد میں اپنے دوست سے ملنے اس کے آفس گیا۔ اس نے مجھے کرسی پیش کی اور ایک فائل پر کچھ دیر غور کرنے کے بعد اپنا نوٹ لکھا، پھر خود اٹھا اور وہ فائل دوسرے کمرے میں اپنے ایک جونیئر کو دے آیا۔ میں نے حیرت سے پوچھا کہ جونیئر کو یہیں بلا کر فائل کیوں نہ دے دی؟ کہنے لگا: اپنا وقت بچانے کے لئے! کیونکہ میں خود گیا تو ایک آدھ منٹ لگا لیکن اگر اسے بلاتا تو وہ آتا میری مرضی سے اور جاتا اپنی مرضی سے، جس سے میرا کافی وقت ضائع ہو جاتا۔

پیارے اسلامی بھائیو! اس فرضی حکایت سے وقت کی اہمیت معلوم ہوئی۔ وقت کی دولت امیر غریب، سست چُست سب کو یکساں ملتی ہے، کسی کا منٹ 70 سیکنڈ یا گھنٹا 65 منٹ کا نہیں ہوتا بلکہ ہر ایک کے لئے ایک منٹ 60 سیکنڈ، ایک گھنٹا 60 منٹ اور ایک دن 24 گھنٹے پر مشتمل ہوتا ہے۔ پھر کیا وجہ ہے کہ کوئی کم وقت میں زیادہ کام کر لیتا ہے اور دوسرا وقت کی کمی کا رونا روتا رہتا ہے! فرق اتنا ہے کہ جو شخص اپنے سیکنڈز ضائع کرتا ہے اس کے منٹ بے کار ہونے لگتے ہیں اور جو ایک منٹ کی قدر نہیں کرتا روزانہ کی بنیاد پر کئی گھنٹے ضائع کر بیٹھتا



وقت کیسے ضائع ہوتا ہے؟

میں شامل ہوتا ہے، جس میں امیر ہونے کے ناقابل یقین طریقے بیان ہوتے ہیں، سیاسی تبصرے ہوتے ہیں، مختلف ذائقوں کے ”خیالی پلاؤ“ پکتے ہیں پھر شرکاء کا خالی ہاتھ جھاڑ کر اٹھ کھڑے ہوتے ہیں اور اپنے اپنے گھروں کو روانہ ہو جاتے ہیں۔ اگر روزانہ ایک گھنٹا بھی گپ شپ ہو تو ہفتے میں سات، مہینے میں 30 اور سال میں کم و بیش 365 گھنٹے بنتے ہیں۔ **ہولٹنگ** گھر پر کھانا پکانے کی سہولت ہونے کے باوجود فیملی یا دوستوں کے ساتھ چھٹی کے دن ہوٹل میں کھانا کھانے کی عادت بھی بعضوں میں ہوتی ہے۔ گھر پر کھانے میں شاید آدھا گھنٹا لگتا ہو لیکن ہولٹنگ میں دو سے اڑھائی گھنٹے لگ جاتے ہیں۔ پھر گھر میں پکا ہوا کھانا تحفظ صحت کے پیش نظر اچھے آئل، ستھری پیاز اور لہسن اور معیاری مرچ وغیرہ پر مشتمل ہوتا ہے جبکہ ہوٹلوں میں پکنے والا کھانا چٹ پٹا اور مزیدار تو ہوتا ہے لیکن اس میں شامل چیزیں کتنی معیاری یا غیر معیاری ہوتی ہیں! کبھی غور کریں تو پتا چلے، پھر ہوٹل والوں کو تو اپنا کھانا بیچنے سے مطلب ہوتا ہے آپ کی صحت کی پرواہ تھوڑی ہوتی ہے! **30 سال سے اپنے ہاتھ سے کھانا نہیں کھایا** امام بخاری و امام مسلم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہما کے استاذ محترم حضرت سیدنا عبید بن یعیش رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا بیان ہے: 30 سال تک میری یہ حالت رہی کہ میں رات کا کھانا اپنے ہاتھ سے نہیں کھاتا تھا بلکہ میری ہمیشہ مجھے اپنے ہاتھوں سے لقمے کھلاتی تھیں اور میں اس دوران لکھتا رہتا تھا۔ (سیر اعلام النبلاء، 9/614) **انٹرنیٹ** وقت تب بھی ضائع ہوتا تھا جب انٹرنیٹ نہیں تھا، اب جس کے پاس نیٹ کی جتنی اسپید ہوتی ہے اتنی تیزی سے اس کا وقت ضائع ہونے کا چانس بڑھ جاتا ہے، کافی لوگوں کو اس کا تجربہ ہو گا کہ ایک چیز کے بارے میں ضروری معلومات حاصل کرنے کے لئے نیٹ کھولا تو تہہ در تہہ اترتے چلے گئے اور گھنٹوں گزر گئے مگر وقت گزرنے کا احساس ہی نہ ہوا، جب ہوش آیا تو پتا چلا کہ ہمارا کام تو دو تین منٹ کا تھا۔ **شوقیہ شاپنگ** غریب آدمی تو روزانہ یا ماہانہ کی بنیاد پر کماتا، خریدتا اور کھاتا ہے، لیکن جس

کے پاس پیسے زیادہ ہوتے ہیں وہ آئے دن شاپنگ کے نام پر خریداری کو بھی تفریح بنا لیتا ہے، اس کو یہ پتا نہیں ہوتا کہ مجھے کیا کیا خریدنا ہے اور نہ یہ پرواہ کہ کتنی رقم خرچ ہوگی، ایسے لوگ کسی بڑے سپر اسٹور میں داخل ہوتے ہیں اور جو پسند آیا اسے خریدنے کی کوشش کرتے ہیں، اسٹور والے بھی سیانے ہوتے ہیں وہ شروع شروع میں دلچسپ آسٹم رکھتے ہیں تاکہ گاہکی بڑھے، گھریلو راشن کہیں کونے کھانچے یا تہہ خانے میں ہوتا ہے۔ اگر گھر سے ہی اشیائے ضرورت کی لسٹ بنالی جائے اور اس کی پابندی کی جائے تو وقت کے ساتھ ساتھ رقم بھی بچ سکتی ہے۔ علامہ ابن الحاج مکی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں: ضروریات زندگی کے سامان کی خریداری کے لئے جانے سے قبل گھر میں تھوڑا ٹھہرنا چاہئے تاکہ ”اس کے گھر والے“ اچھی طرح سوچ لیں کہ کن کن چیزوں کی ضرورت ہے اور ایک ہی دفعہ بازار جا کر وہ چیزیں خرید لی جائیں، کہیں ایسا نہ ہو کہ گھر والے بعد میں مزید ضروری سامان کا مطالبہ کریں اور اسے بار بار بازار کے چکر لگانے پڑیں کیونکہ اس طرح یہ حصول علم (کی مجلس میں شرکت) وغیرہ نیک اعمال جو کہ بازار کے چکر لگانے سے زیادہ اہمیت کے حامل ہیں ان سے محروم ہو جائے گا۔ (المدخل، 1/292) **دعوتوں میں شرکت** جن کا حلقہ احباب (فرینڈ سرکل) وسیع ہوتا ہے، انہیں شادی، ویسے وغیرہ کی دعوتوں میں زیادہ شرکت کرنا پڑتی ہے۔ دعوت بتائے گئے وقت پر شروع ہو جائے یہ بہت کم ہوتا ہے، دس بجے کا وقت دیا گیا ہے تو بارہ بجے شروع ہوگی، پھر ختم ہوتے ہوتے دو بج جاتے ہیں، کب شرکاء گھر پہنچیں گے؟ کب سوئیں گے؟ نماز فجر کا کیا ہوگا؟ اگلے دن نوکری یا کاروبار سے چھٹی ہو جائے گی! ان سب باتوں کی پرواہ میزبان کو ہونا دشوار ہے، حیرت اس پر ہے کہ شرکاء کی توجہ بھی اس جانب نہیں ہوتی انہیں تو اس وقت دعوت کے سوا کچھ دکھائی نہیں پڑتا۔ اس طرح کی ایک دعوت چار سے پانچ گھنٹے صرف کروا دیتی ہے، حالانکہ اصل مقصد آدھے گھنٹے میں پورا ہو جاتا ہے۔ **ملاقاتیں** ہم معاشرے سے کٹ کر نہیں

مکمل ہو جاتے ہیں، یوں زندگی کی قیمتی گھڑیاں صرف گفتگو میں ضائع نہیں ہوتیں۔ (قیمۃ الزمن عند العلماء ص 58)

پیارے اسلامی بھائیو! اس کے علاوہ سیر و تفریح، کم اہم کام میں مصروفیت، بستر پر بے کار پڑے رہنا، درجنوں ایسی باتیں ہیں جو وقت کو ضائع کرنے کا سبب بنتی ہیں۔ جو وقت گزر گیا اسے ہم واپس نہیں لاسکتے، جو وقت موجود ہے اسے بچا لیجئے تو آنے والا وقت بہتر گزرے گا، اِنْ شَاءَ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ۔ ہم کیسے نادان ہیں کہ اگر کوئی ہمارا مال چھین لے تو ہمیں غصّہ بھی آئے، افسوس بھی ہو لیکن کوئی ہمارا وقت بے کار میں لے جائے تو ہمیں نقصان کا احساس بھی نہ ہو حالانکہ وقت مال سے کہیں زیادہ قیمتی ہے کیونکہ مال جانے کے بعد مل سکتا ہے وقت چلا گیا تو ہاتھ نہیں آئے گا۔ اللہ پاک ہمیں وقت کا قدر دان بنائے۔ اٰمِیْن بِجَاہِ النَّبِیِّ الْاَوْحِیْنِ صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم
صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

رہ سکتے لیکن ہر ملاقات ضروری نہیں ہوتی، اگر ہم اپنی غیر ضروری ملاقاتوں پر قابو پالیں تو بھی ماہانہ کئی گھنٹے بچ سکتے ہیں۔ تفسیر، حدیث، تاریخ اور دیگر علوم و فنون پر سینکڑوں کتابیں لکھنے والے بزرگ امام ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اگر میں لوگوں سے بالکل الگ تھلگ رہوں تو بھی مناسب نہیں کہ اس سے اُنس و محبت کا تعلق بالکل ختم ہو جاتا ہے، اور اگر اُن سے لایعنی ملاقاتوں کا سلسلہ قائم رکھوں تو اس میں وقت کا ضیاع اور نقصان ہے، اس لئے میں نے یہ طریقہ اپنا لیا ہے کہ اوّلًا تو ملاقاتوں سے بچنے کی اپنی سی کوشش کرتا ہوں اور اگر کسی کی ملاقات کے بغیر چارآنہ ہو تو بات نہایت ہی مختصر کرتا ہوں، مزید یہ کہ ایسے وقت کے لئے اس قسم کے کام چھوڑ رکھتا ہوں جن میں زیادہ توجہ کی ضرورت نہیں ہوتی جیسے قلم کی نوک بنانا، کاغذ کاٹنا اور دیگر اس قسم کے ہلکے پھلکے کام ملاقات کے وقت کر لیتا ہوں، اس طرح ملاقات بھی ہو جاتی ہے، اور یہ کام بھی

مکمل بہارِ شریعت موبائل ایپلی کیشن

فقہ حنفی کی عالم بنانے والی کتاب

اس ایپلی کیشن میں ہے:

- فقہی ابواب کے مطابق قرآنی آیات اور احادیث کی ترتیب
- بہارِ شریعت میں استعمال ہونے والی فقہی اصطلاحات
- قدیم اردو زبان میں مستعمل مشکل الفاظ کے معانی کی سہولت
- جدید سرچ (Search) کی سہولت
- فقہی مسائل شیئر (Share) کرنے کی سہولت
- اردو اور عربی عبارات الگ الگ رسم الخط (Font) میں پڑھنے کی سہولت

www.dawateislami.net/downloads

اسلام ہمیں زندگی کے ہر شعبے کے لئے رہنمائی فراہم کرتا ہے، اسلامی زندگی کے اصولوں پر عمل کر کے ہم اپنی دنیا اور آخرت دونوں کو سنوار سکتے ہیں۔

برداشت

بیٹھے بیٹھے اسلامی بھائیو! عفو و درگزر اور برداشت سے کام لے کر دنیاوی اور اخروی فوائد حاصل کرنا ہی دانشمندی ہے، سلطانِ دو جہاں، رحمتِ عالمیاں صَلَّ اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ نے ارشاد فرمایا: جسے یہ پسند ہو کہ اُسکے لیے (جنت میں) محل بنایا جائے اور اُسکے درجات بلند کیے جائیں، اُسے چاہیے کہ جو اُس پر ظلم کرے یہ اُسے معاف کرے اور جو اُسے محروم کرے یہ اُسے عطا کرے اور جو اُس سے قطع تعلق کرے یہ اُس سے ناطہ جوڑے۔ (مسند زک حاکم، 3/12، حدیث: 3215)

کہتے ہیں: ایک آدمی کی بیوی نے کھانے میں نمک زیادہ ڈال دیا۔ اسے غصہ تو بہت آیا مگر یہ سوچتے ہوئے وہ غصہ پی گیا کہ میں بھی تو خطائیں کرتا رہتا ہوں۔ اگر آج میں نے بیوی کی خطا پر سختی سے گرفت کی تو کہیں ایسا نہ ہو کہ کل بروز قیامت اللہ عَزَّوَجَلَّ بھی میری خطاؤں پر گرفت فرمالے۔ چنانچہ اُس نے دل ہی دل میں اپنی رُوحہ کی خطا معاف کر دی۔ انتقال کے بعد اس کو کسی نے خواب میں دیکھ کر پوچھا: اللہ عَزَّوَجَلَّ نے آپ کے ساتھ کیا معاملہ فرمایا؟ اُس نے جواب دیا کہ گناہوں کی کثرت کے سبب عذاب ہونے ہی والا تھا کہ اللہ عَزَّوَجَلَّ نے فرمایا: میری بندی نے سالن میں نمک زیادہ ڈال دیا تھا اور تم نے اُس کی خطا معاف کر دی تھی، جاؤ! میں بھی اُس کے صلے میں تم کو آج معاف کرتا ہوں۔

اگر ہمارے معاشرے کا ہر فرد یہ ذہن بنا لے کہ میں صبر و تحمل اور برداشت کی عادت بناؤں گا تو ہمارا گھر، محلہ، شہر اور ملک امن کا گوارہ بن جائے گا۔ ان شاء اللہ عَزَّوَجَلَّ

اسلامی زندگی کا ایک پہلو ایک دوسرے کو برداشت کرنا بھی ہے، کئی مرتبہ ایسا ہوتا ہے کہ ہمیں کسی کی کوئی بات ناگوار گزرتی ہے تو ہمارا جی چاہتا ہے کہ ہم اپنی ناگواری کا اُس پر اظہار کر دیں۔ یاد رکھئے! اس سے معاملات سُدھرتے نہیں بلکہ بگڑنے کا امکان (Chance) زیادہ ہوتا ہے۔ سامنے والے نے ایک بات کی، ہم سے صبر اور برداشت نہ ہو تو ہم نے ایک کی دس (10) سنا دیں تو بات بڑھ کر جھگڑے تک پہنچ جاتی ہے، بعض تو ایسے نادان ہوتے ہیں کہ ان کا مزاج ماچس کی تیلی کی طرح ہوتا ہے کہ ذرا سی رگڑ پر بھڑک اُٹھتے ہیں۔ اگر ساس بہو، نگران و ماتحت، شوہر بیوی وغیرہ ایک دوسرے کی بات برداشت کرنے کی عادت بنا لیں تو ناخوشگواری سے بچا جاسکتا ہے۔ کسی نے بے خیالی میں آپ کے پاؤں پر پاؤں رکھ دیا تو ”اندھا ہے، دکھائی نہیں دیتا؟“ جیسے جملے بول کر غصے کا اظہار کرنے کے بجائے اللہ عَزَّوَجَلَّ کی رضا کے لئے صبر و برداشت کا مظاہرہ کر کے ثوابِ آخرت کا حقدار بنا جاسکتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا فرمانِ عالیشان ہے: ﴿وَالتَّكْوِينِ الْعَظِيمِ وَالْعَافِينَ عَنِ النَّاسِ ۗ وَاللَّهُ يُحِبُّ الْمُحْسِنِينَ﴾ (ب، ۴، آل عمران: ۱۳۴) ترجمہ کنزالایمان: اور غصہ پینے والے اور لوگوں سے درگزر کرنے والے اور نیک لوگ اللہ کے محبوب ہیں۔

بچوں کی امی نے کھانا وقت پر تیار نہ کیا، کپڑے ٹھیک سے استری (Press) نہ ہوئے تو بھی برداشت کر کے گھریلو زندگی کو تلخ ہونے سے بچائیے، کیونکہ جن گھروں میں برداشت کم ہوتی ہے، وہاں سے جھگڑوں کی آوازیں بلند ہوا کرتی ہیں۔

ناکامی



3 نا تجربہ کار ہونے کے باوجود تجربہ کار لوگوں سے مشورہ نہ کرنا، حافظ ملت حضرت علامہ عبدالعزیز محدث مبارکپوری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی نصیحت کا لب لباب ہے کہ خود تجربے کر کے ٹھوکر کھانے کے بجائے تجربہ کاروں سے مشورہ کر لینا چاہئے اس سے وقت بچے گا۔

4 استقامت (Steadfastness) کا نہ ہونا بھی ناکامی کا روایت ہے، راستہ کتنا ہی کٹھن ہو استقامت کا وصف اپنا کر پار کیا جاسکتا ہے، پانی کے قطرے کو دیکھ لیجئے کہ اگر مسلسل کسی پتھر پر ٹپکتا رہے تو اس میں بھی کچھ نہ کچھ سوراخ کر دیتا ہے۔

5 وقت ضائع کرنے والا اگر ناکامی کا سامنا کرے تو اسے حیران نہیں ہونا چاہئے، چیتا بہت تیز رفتار جانور ہے جو صرف تین چھلانگوں (Jumps) میں تقریباً 150 کلومیٹر فی گھنٹہ کی اسپید حاصل کر لیتا ہے لیکن ماہرین کے مطابق وہ اس اسپید کو صرف 70 سیکنڈ برقرار رکھ سکتا ہے ورنہ اس کا پیٹ پھٹ جائے، وہ اپنے ان 70 سیکنڈ کو ضائع نہیں ہونے دیتا اور اسی دوران ہی شکار پر قابو پانے کی پہلے ہی سے منصوبہ بندی کر لیتا ہے، چنانچہ کسی جانور کا اس کے حملے سے بچ نکلنا بہت مشکل ہوتا ہے۔

6 مزاج (Mood) موڈ کے تحت چلنا بھی ناکامی کی ایک وجہ ہو سکتا ہے، جب جی چاہا کام کر لیا، جب چاہا آرام کر لیا کامیاب لوگوں کا طریقہ کار نہیں چنانچہ موڈ نہیں بلکہ اصول کے تحت کام کرنا چاہئے۔

7 بہت زیادہ توقعات (Expectations) وابستہ کر لینے والے جب اپنی خواہشات کو پورا ہوتے نہیں دیکھتے تو اعلان کر دیتے ہیں کہ جناب ہم ناکام رہے، بکرے سے گھوڑے کا کام خواب میں تو لیا جاسکتا ہے بیداری میں نہیں۔

8 کبھی کبھار کامیابی کے راستے میں وقتی ناکامی کا سامنا بھی ہوتا ہے اس مقام پر کئی لوگ حوصلہ ہار بیٹھتے ہیں کہ ہم کامیاب نہیں ہو سکتے، غور کرنا چاہئے کہ ہمارے ارد گرد وہ لوگ جنہیں

ناکامی (Failure) ایسا لفظ ہے جس کا بولنا یا سننا بھی اچھا نہیں لگتا، اگر ہمارے سامنے کوئی شخص اپنے کسی منصوبے یا ہدف کا ذکر کرے اور ہم اس سے کہہ دیں کہ تم اس میں ناکام ہو جاؤ گے تو اس کا منہ اتر جائے گا۔ فی زمانہ ہر دوسرا شخص بالخصوص نوجوان اپنی ناکامیوں کا رونا روتا دکھائی دیتا ہے کہ جناب میں نے اتنی کوشش کی فلاں امتحان پاس کرنے کی مگر ناکام رہا، میرے پاس فلاں فلاں ڈگری ہے مگر نوکری نہیں ملتی، دن رات محنت کرتا ہوں مگر اخراجات پورے نہیں ہوتے، اچھا عہدہ (High Post) پانے میں ناکام رہا اب گھر والے باتیں سنتے ہیں میں کیا کروں؟ وغیرہ وغیرہ۔ اس طرح کے لوگوں کی حالت دیکھ کر ایک سوال قائم ہوتا ہے کہ ہم ناکام کیوں ہوتے ہیں؟ حقیقت تو یہی ہے کہ کامیابی یا ناکامی دینے والی ذات رب تعالیٰ کی ہے، ہاں! کچھ ظاہری اسباب (Reasons) بھی ہوتے ہیں کہ اگر ان پر توجہ رکھی جائے تو ناکامی سے کافی حد تک بچا جاسکتا ہے۔ ناکامی کے چند اسباب یہ ہیں:

1 مقصد (Aim) کے تعین میں غلطی، مثلاً ایک شخص کی دلچسپی کمپیوٹر سائنس میں ہے لیکن وہ ڈاکٹر بننے کی ٹھان لیتا ہے تو ناکامی کا ذمہ دار وہ خود ہے، پھر ان مقاصد کو بھی شرعاً دیکھ لینا چاہئے کہ اگر وہ ایسا شعبہ اپنانا چاہتا ہے جہاں شریعت کی نافرمانی کرنی پڑے گی مثلاً جھوٹ، دھوکا اور رشوت کا چلن ہو گا تو ایسے شعبے کو اپنا ہدف بنانے والا نادان ہے۔

2 مقصد (Aim) کے حصول کے طریقہ کار میں خامی ہونا مثلاً اگر کوئی شخص گاڑیوں کا مکینک بننا چاہتا ہے تو اسے سیکھنے کے لئے کسی ماہر کے پاس جائے اگر وہ شروع میں ہی اپنی ورکشاپ کھول کر لوگوں کی گاڑیوں پر تجربات شروع کر دے گا تو شاید لینے کے دینے پڑ جائیں۔



بجائے بیٹھ جاتا ہے تو انسان کے بارے میں کیا خیال ہے!
16 اپنی غلطیوں (Mistakes) کو تسلیم کرنے والا آئندہ ان سے بچ سکتا ہے لیکن جو اپنی غلطیوں کا ذمہ دار دوسروں کو قرار دینا شروع کر دے اس کا غلطیوں سے بچنا بہت دشوار ہو جاتا ہے۔
17 بعض نوجوان، اچھے عہدہ (High Post) کے انتظار میں خالی ہاتھ بیٹھے رہتے ہیں، متبادل نوکری یا کاروبار نہیں کرتے جب ان کی عمر ڈھلنے لگتی ہے تو مایوسیوں کے سائے بھی دراز ہونا شروع ہو جاتے ہیں، پھر وہ اپنی ناکامیوں کا رونا روئے دکھائی دیتے ہیں۔

18 اللہ ﷻ نے انسان کو جو صلاحیتیں عطا فرمائی ہیں، ان پر اعتماد ہونا بہت ضروری ہے، لیکن بعضوں کو ہر کام کرتے وقت دھڑکا لگا رہتا ہے کہ نہ جانے یہ کام میں کر بھی پاؤں گا یا نہیں! یوں وہ گھبراہٹ میں ناکام ہو جاتے ہیں، نظر اللہ ﷻ کی رحمت پر ہو، اسی کی عطا کردہ صلاحیتوں پر اعتماد ہو تو کامیابی خود آگے بڑھ کر قدم چوم لیا کرتی ہے۔

19 بعض لوگ وسائل (Resources) کی کمی کا رونا روتے رہتے ہیں، اگر دستیاب وسائل کو دانائی سے استعمال کریں تو وسائل میں اضافہ بھی ہو جاتا ہے اور کامیابی کا سفر بھی شروع ہو جاتا ہے، اگر کوئی یہی خواب دیکھتا رہے کہ کہیں سے میرے پاس کروڑوں روپے آجائیں تو میں ایک فیکٹری بناؤں گا تو اسے چاہئے کہ اپنے پاس موجود رقم سے چھوٹا سا کاروبار شروع کر دے، اللہ ﷻ نے چاہا تو ترقی کرتے کرتے ایک دن فیکٹری کا مالک بھی بن سکتا ہے، ایک نوجوان ایک سیٹھ کے پاس پہنچا کہ میں آپ جیسا بڑا کاروباری بننا چاہتا ہوں تو اس نے کہا کہ فٹ پاتھ پر بسکٹ اور بچوں کی ٹافیوں کی ٹرے لے کر بیٹھ جاؤ اور انہیں پیجو، کیونکہ میں نے بھی اپنا سفر فٹ پاتھ سے شروع کیا تھا۔

نوجوان اسلامی بھائیو! ناکامیوں کے یہ 19 اسباب مختصر طور پر ذکر کئے ہیں، آپ خود کو سامنے رکھ کر غور کریں تو کئی اسباب سامنے آسکتے ہیں، ان اسباب کو دور کر کے کامیابی ممکن ہے لیکن یاد رہے کوشش کرنا ہمارا کام ہے اور کامیابی دینے والی ذات رب ﷻ کی ہے۔

ہم کامیاب سمجھتے ہیں کیا انہیں کبھی ناکامی کا سامنا نہیں ہوا!
9 کام کرنے سے ہوتا ہے صرف سوچنے سے نہیں، کئی لوگ بڑے بڑے اہداف مقرر کرنے کے بعد سوچتے ہی رہ جاتے ہیں کرتے کچھ نہیں، ایسوں کو کامیابی مل جائے تو حیران کن بات ہے۔
10 طویل مشقت سے گھبرا جانا، بعض اوقات کامیابی اور ناکامی کے درمیان ایک قدم کا فاصلہ ہوتا ہے لیکن بعض نادان قدم بڑھانے کے بجائے واپس چلنا شروع کر دیتے ہیں اور کامیابی کو خود اپنے ہاتھوں سے دفن دیتے ہیں۔

11 دوسروں کے ساتھ مل کر کام کرنے میں ان کے مزاج کا سمجھنا اور اس کے مطابق ان سے کام لینا دینا بہت ضروری ہے۔ عزت، حوصلہ افزائی کسے اچھی نہیں لگتی اگر دوسروں سے کام لیتے وقت حکم نہیں درخواست کا طریقہ اپنایا جائے تو وہ شخص آپ کا کام ذوق و شوق سے کرے گا اور اگر آپ بات بات پر اسے ذلیل کریں گے پھر حکماً کوئی کام کہیں گے تو صرف اپنے آپ کو بچانے کے لئے کام کرے گا جو شاید معیاری نہ ہو، یہ بہت اہم بات ہے لیکن مزاج شناسی کے فہدان کی وجہ سے کئی لوگ دوسروں کے ساتھ مل کر کام کرنے میں ناکام ہو جاتے ہیں۔

12 مخلص لوگوں کی قدر نہ کرنا بھی ناکامی کی ایک وجہ ہے۔
13 غلطی کی نشاندہی کرنے والے سے ناراض ہو جانے والا اپنے اوپر اصلاح کا دروازہ گویا بند کر لیتا ہے، اب وہ کھائی میں بھی چھلانگ لگائے گا تو شاید ہی کوئی اس کو روکنے والا ہو۔

14 جسے کوئی کام کرنا ہو اسے اس کام کی فکر ہوتی ہے لیکن حد سے بڑھی ہوئی فکر مندی (Tension) سے بعض اوقات کام بگڑ بھی جاتا ہے جیسے کسی کا دودھ پیتا بچہ پلنگ سے نیچے جا گرے، اسے اٹھانے کے لئے پلنگ ہٹانا پڑے گا تو اگر یہ شخص بدحواس ہو کر پلنگ کو اس طرح کھینچے کہ بچہ زخمی ہو جائے تو یہ نقصان دہ ہے، کیسی ہی ایمر جنسی (Emergency) کیوں نہ ہو حواس پر قابو رکھنا بے حد ضروری ہے۔

15 ضرورت سے زیادہ کام اپنے ذمے لے لینا بھی ناکام کروا دیتا ہے، گدھا جسے بے وقوف جانور سمجھا جاتا ہے اس پر بھی اگر زیادہ وزن رکھ دیا جائے تو بعض اوقات چلنے کے

کاش میں موبائل ہوتا!

ہیں، اسی طرح امی بھی موبائل میں مصروف رہتی ہیں، کاش! میں موبائل ہوتا، تو کم از کم اپنے امی ابو کیلئے اہم تو ہوتا! ان کے پاس میرے لئے وقت ہی وقت ہوتا! یہ سن کر شوہر نے کہا: ٹھیک ہے کہ یہ بچہ اپنے والدین کے رویے (Attitude) کی وجہ سے پریشان ہے لیکن تم کیوں رورو کر اپنی جان ہلکان کر رہی ہو؟ بیوی تڑپ کر بولی: یہ سب کچھ کسی اور نے نہیں ہمارے اپنے اکلوتے بیٹے نے لکھا ہے۔ اب شوہر بھی شرم کے مارے کچھ بول نہ پایا اور آنکھیں بند کر کے اپنے رویے پر چکھتے لگا۔

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! اس دنیا میں ہر شخص کسی نہ کسی حوالے سے مصروف ہے، لیکن بارہا ایسا ہوتا ہے کہ ایک مصروفیت کی وجہ سے دوسرا اہم کام کرنے سے رہ جاتا ہے جیسا کہ فرضی حکایت میں بیان کیا گیا ہے۔ اسی طرح بیٹا کمانے میں اتنا مصروف ہو جاتا ہے کہ بوڑھے والدین کے پاس تھوڑی دیر بیٹھنے اور ان سے پیار کے دو بول بولنے کا موقع نہیں ملتا۔ بیوی گھر اور بچوں میں اتنی مصروف ہو جاتی ہے کہ سکون سے بیٹھ کر شوہر کی بات سننے کے لئے اس کے پاس وقت نہیں ہوتا۔ اپنی اپنی مصروفیات کی وجہ سے پڑوسی اتنا قریب رہتے ہوئے بھی ایک دوسرے کے دکھ ٹکھ میں شریک نہیں ہوتے۔ گھر کا مالک اتنا مصروف ہوتا ہے کہ اس کے پاس

پچھٹی کا دن تھا، شوہر حسب معمول موبائل پر مصروف تھا اور بیوی قریب بیٹھی پیپر چیک کر رہی تھی۔ اچانک اس کی آنکھوں سے آنسو بہ نکلے۔ کیا ہوا؟ کیوں رورہی ہو؟ شوہر نے گھبرا کر پوچھا۔ میں نے آج اپنی کلاس میں بچوں کو ماہانہ ٹیسٹ میں لفظ ”کاش!“ کے تحت ایک مضمون (Essay) لکھنے کو دیا تھا، بچوں نے مختلف عنوانات (Topics) پر لکھا ہے: کسی نے ”کاش! میں قلم ہوتا“ پر لکھا تو کسی نے ”کاش! میں کتاب ہوتا“ وغیرہ کے عنوان پر، لیکن ایک بچے کے مضمون نے مجھے افسردہ (Depressed) کر دیا اور میں اپنے آنسوؤں پر قابو نہ رکھ سکی۔ شوہر کہنے لگا: اس نے ایسا کیا لکھ دیا؟ جواب میں بیوی نے کہا: اس بچے نے ”کاش! میں موبائل ہوتا“ کے تحت لکھا ہے: میں اپنے والدین کا اکلوتا بیٹا ہوں، اب ہونا تو یہ چاہئے تھا کہ وہ مجھ پر خصوصی توجہ دیتے، میری بات سنتے، میرے مسائل (Problems) کو سمجھتے اور ان کو حل کرتے مگر ایسا نہیں ہے، اب تو میں ان کی رہی سہی توجہ سے بھی محروم ہو رہا ہوں، ابو ایک فرم میں اہم عہدے پر ہیں، وہ گھر پر آتے ہیں تو موبائل فون میں مصروف ہو جاتے ہیں، میں کچھ بات کرنا چاہوں تو کہتے ہیں: اپنی امی سے بات کر لو۔ اگر کبھی سننے پر تیار ہو بھی جائیں تو جو نہیں موبائل کی بیل بجتی ہے بات ادھوری (Incomplete) چھوڑ کر فوراً موبائل اٹھاتے

والوں کے لئے خاص طور پر سبق ہے کہ ”کرنے کے کام کرو ورنہ، ناکرنے کے کاموں میں پڑ جاؤ گے۔“

اسلام کی حسین تعلیم فرمانِ مصطفیٰ صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ ہے: **مَنْ حُسِّنَ إِسْلَامَهُ الْبَرِّ تَزَكَّهُ مَا لَا يَعْغِيهِ** یعنی انسان کے اسلام کی خوبیوں میں سے ایک خوبی فضول باتوں کو چھوڑ دینا ہے۔ (ترمذی، 4/142، حدیث: 2324)

اس حدیثِ پاک کی شرح میں حکیمُ الأُمّت مفتی احمد یار خان علیہ رحمۃ الرُّحْمٰن فرماتے ہیں: یعنی کامل مسلمان وہ ہے جو ایسے کلام، ایسے کام، ایسی حرکات و سکنات سے بچے جو اس کے لیے دین یا دنیا میں مفید نہ ہوں، وہ کام یا کلام کرے جو اسے یا دنیا میں مفید ہو یا آخرت میں۔ (مرآة المناجیح، 6/465)

زندگی کن کاموں میں گزاری؟ قیامت کے دن ایک سوال یہ بھی ہو گا: عمر کن کاموں میں صرف کی؟

(ترمذی، 4/188، حدیث: 2424 ماخوذاً)
 بیٹھے بیٹھے اسلامی بھائیو! ہم میں سے ہر ایک کو اپنی اپنی مصروفیات کا جائزہ لینا چاہئے کہ کہیں ہماری مصروفیات گناہوں بھری تو نہیں ہیں؟ مثلاً فلمیں ڈرامے دیکھنا، میوزک سننا، سود و رشوت کی وصولی، زمینوں پر قبضے، اغوا برائے تاوان وغیرہ گناہوں بھری مصروفیات ہی تو ہیں۔ اس کے برعکس فرض نمازوں کی ادائیگی، علم دین سیکھنا، نیکی کی دعوت دینا، صلہ رحمی (رشتے داروں کے ساتھ اچھا سلوک) کرنا، رزقِ حلال کمانا وغیرہ نیکیوں پر مشتمل مصروفیات ہیں۔ رہیں وہ مصروفیات جن کا نہ دنیا میں کوئی فائدہ نہ آخرت میں! تو وہ فضول بے کار مصروفیات ہیں۔

اللہ پاک ہمیں اپنی زندگی امتحانِ آخرت کی تیاری میں مصروف رہ کر گزارنے کی توفیق عطا فرمائے۔

اٰمِيْنَ بِجَاہِ النَّبِيِّ الْاَمِيْنِ صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ

دن رات ڈیوٹی کرنے والے گھر کے چوکیدار کی طرف مسکرا کر دیکھنے کا وقت نہیں ہوتا۔ بعضوں کی دفتری مصروفیت اتنی ہوتی ہے کہ وہ دفتر کا کام گھر پر بھی لے آتے ہیں جس کے نتیجے میں گھریلو زندگی نارمل نہیں رہتی۔ باپ دولت کمانے میں اتنا مصروف ہو جاتا ہے کہ اسے خبر ہی نہیں ہوتی کہ اس کی اولاد کیسی صحبت (Company) میں اٹھتی بیٹھتی ہے! اس کے اخلاق بگڑ رہے ہیں یا سنور رہے ہیں! بعض اپنے دوستوں کے ساتھ ایسے مصروف ہوتے ہیں کہ قریبی رشتہ داروں بلکہ سگے بھائی کو بھی وقت نہیں دیتے۔ بعض لوگ مختلف کاموں میں ایسے مصروف ہوتے ہیں کہ اہم ترین کام فرض نمازوں کی ادائیگی سے بھی مسلسل محروم رہتے ہیں۔ خلاصہ یہ کہ مصروفیات کی بھرمار ہمیں سوچنے کی فرصت ہی نہیں دیتی کہ ہم کس کس کو نظر انداز کر رہے ہیں!

انعام بھی سزا بھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ جس مصروفیت کو ہم بہت اہم سمجھ رہے ہوتے ہیں وہ حقیقتاً اہم نہیں ہوتی بلکہ کم اہم یا بے کار ہوتی ہے، اس بات کو ایک حکایت سے سمجھئے: مشہور ہے کہ خلیفہ ہارون رشید کے دربار میں ایک شخص پیش ہوا اور اپنے کمالات دکھانے کی اجازت چاہی۔ اجازت ملنے پر اس نے زمین میں ایک سوئی کھڑی کی اور خود کچھ فاصلے پر جا کر ایک اور سوئی نشانہ لے کر پھینکی، وہ سوئی پہلی سوئی کے ناکے (Hole) میں پہنچ گئی۔ یہ دیکھ کر حاضرین نے خوب داد دی مگر ہارون رشید نے حکم دیا کہ اسے ایک دینار انعام میں دیا جائے اور دس کوڑے مارے جائیں۔ لوگوں نے وجہ پوچھی تو کہنے لگا: ایک دینار اس کی محنت اور نشانے میں مہارت کا انعام ہے لیکن اس نے اپنا وقت ایسے کام میں صرف (خرچ، Spend) کیا جس کا دوسروں کو کوئی فائدہ نہیں لہذا میں نے اس کو دس کوڑے مارنے کی سزا دی۔

اس حکایت میں اپنا وقت ون ویلنگ، پتنگ بازی، کھیل تماشوں، مختلف کرتب اور فضول کام سیکھنے میں خرچ کرنے

خوبیاں یا خامیاں؟



نہیں

کرتا "حالانکہ

وہ ضرورت کی

جگہ بھی خرچ نہیں

کر رہے ہوتے، گھر کی ٹوٹی

لیک ہو رہی ہے جس سے پانی

مسلل ضائع ہوتا چلا جا رہا ہے اور

اسراف کی صورت میں گناہ بھی ہو گا مگر

کفایت شعاری کی خوش فہمی میں مبتلا شخص اس کی

مَرمت (Repairing) یا تبدیل کروانے کے لئے تیار نہیں،

آپ ہی بتائیے کہ یہ خوبی ہے یا خامی! (3) اینٹ کا جواب پتھر

سے دینا چھوٹا سا خلاف مرضی کام ہو جانے پر بعض لوگ آپے

سے باہر ہو جاتے ہیں، گالم گلوچ، ہاتھ پائی، کیا کچھ نہیں کرتے

پھر یار دوستوں میں فخر یہ کہتے ہیں: "مجھ سے تو برداشت نہیں

ہوتا، میں تو اینٹ کا جواب پتھر سے دیتا ہوں"، پھر جب کبھی

سیر کو سوا سیر ملتا ہے اور وہ پتھر کا جواب گولی سے دیتا ہے تو یہ

اپنے تاثرات دینے کے لئے زندہ نہیں رہتے۔ عدم برداشت

کے اسی رویے نے ہمارے معاشرے کا سکون برباد کر رکھا ہے،

مگر جہالت میں مبتلا لوگ اس خامی کو اپنی خوبی تصور کرتے ہیں۔

(4) صاف گوئی کا دعویٰ بعضوں کا کہنا ہوتا ہے: "کسی کو اچھی

لگے یا بُری! میں تو اس کے مُنہ پر صاف صاف بات کہہ دیتا ہوں۔"

یاد رکھئے! ہر حقیقت کو بیان کرنا ضروری نہیں ہوتا، خاص

طور پر اس وقت کہ جب کسی کی دل شکنی یا رسوائی کا امکان ہو۔

صاف گوئی کا دعویٰ کرنے والا غور کرے کہ بچپن میں کتنی ہی

فرد سے معاشرہ بنتا ہے چنانچہ کسی شخص

میں پائی جانے والی خوبی یا خامی معاشرے پر اثر

انداز ہوتی ہے۔ اگر ہم اچھی نیت کے ساتھ اپنی خامیوں

پر قابو پائیں گے تو ہماری معاشرتی زندگی میں بھی بہتری آئے

گی لیکن بہت سے لوگ اپنی خامیوں کو بھی خوبیاں سمجھتے ہیں

چنانچہ وہ انہیں دور کرنے کی کوشش بھی نہیں کرتے، جب کوئی

خود کو بیمار تسلیم ہی نہیں کرے گا وہ کیوں کسی ڈاکٹر کے پاس

علاج کروانے جائے گا! اس لئے 19 ایسی خامیوں کی نشاندہی کی

جا رہی ہے جن میں مبتلا ہونے والے انہیں اپنی خوبیاں سمجھتے

ہیں، چنانچہ (1) خوا مخواہ ٹالنے کی عادت بعض لوگوں میں ہر

بات کو ٹالنے کی عادت ہوتی ہے اور وہ اس پر فخر یہ کہتے ہیں:

"میں کسی کو جلدی کام کر کے نہیں دیتا" حالانکہ وقت پر کام

کرنا ایک خوبی ہے اور وقت گزار کر کام پورا کرنا خامی! اسی طرح

یہ کہتے ہیں: "میں بہت سوچ سمجھ کر فیصلہ کرتا ہوں۔" سوچنا

سمجھنا اچھی بات ہے لیکن ہر فیصلے کی نوعیت مختلف ہوتی ہے

چنانچہ بعض فیصلے چند منٹ، بعض چند گھنٹوں اور بعض چند دنوں

میں کرنے ہوتے ہیں، مثلاً "آگ کو کس طریقے سے بجھایا

جائے" کیونکہ ہر آگ پانی سے نہیں بجھائی جاتی، یہ فیصلہ چند

منٹ میں کرنا ہوتا ہے، "ٹرین پر سفر کرنا ہے یا جہاز پر؟" یہ

فیصلہ روانگی سے کئی گھنٹے پہلے کرنا ہوتا ہے تاکہ سیٹ بک

کروائی جاسکے، "پہلی تاریخ کو کرائے کا مکان خالی کرنا ہے یا

نہیں؟" کیونکہ اگر نیا مہینا شروع ہو گیا تو اگلے مہینے کا کرایہ بھی

دینا پڑ سکتا ہے، اسی طرح "فلاں کا رشتہ قبول کرنا ہے یا نہیں!"

کوئی جواب نہ ملنے پر فریق ثانی کہیں اور رابطہ کر لیتا ہے یوں بعض

اوقات اچھا رشتہ ہاتھ سے نکل جاتا ہے، اس طرح کے فیصلے

کرنے کیلئے بسا اوقات چند دن ملتے ہیں، چنانچہ ہر فیصلے پر ایک

ایک مہینا لگا دینا قوت فیصلہ کی کمزوری تو ہو سکتی ہے خوبی نہیں۔

(2) فضول خرچی سے بچنے کا دعویٰ بٹل اور کنبوسی کا شکار بعض

لوگ یہ کہتے دکھائی دیتے ہیں: "میں تو ذرا بھی فضول خرچی

مرتبہ اسے اپنی ماں کے ہاتھ کا پکاسا لن اچھا نہیں لگا ہو گا مگر یہ چپ چاپ کھا گیا ہو گا کیونکہ صاف صاف کہنے کی صورت میں ہنڈیا کا چمچ وہ بھی کمر پر کھانا پڑ سکتا تھا۔ اسی طرح بعض اوقات کسی ملازم کو اس کے سیٹھ کی بات بہت بُری لگتی ہے لیکن وہ ایک لفظ نہیں بولتا کیونکہ جواب میں اسے نوکری سے نکالا جاسکتا ہے، اسی طرح اگر کسی عزیز دوست کے منہ سے گندی بدبو آرہی ہو تو کیا صاف گوئی کا دعویٰ کرنے والا کہنے کی ہمت کرے گا: ”یار! دانت تو صاف کر لیا کرو“ کیونکہ خطرہ ہے کہ وہ ناراض ہو کر دوستی بھی ختم کر سکتا ہے۔ اب آپ بتائیے! کیا ”ہر بات منہ پر صاف صاف کہہ دینا“ خوبی ہے یا خامی؟ (5) اپنے کام میں مداخلت پسند نہ کرنا ”میں کسی کو جواب دہ نہیں“، ”اپنے کام میں کسی کی مداخلت پسند نہیں کرتا“، ”میں جیسے چاہوں کروں کوئی مجھے روک نہیں سکتا“ اس قسم کا رویہ انسان کو بالآخر شرمندہ کروادیتا ہے، ہم انسان ہیں خطا سے پاک نہیں، اگر باہم مل کر ایک سسٹم کے تحت ایک دوسرے کی سُن کر، مان کر کام کیا جائے تو غلطیوں کا امکان کم ہو جاتا ہے اور اگر غلطی ہو بھی جائے تو سب مل کر اس کی ذمہ داری اٹھاتے ہیں، ورنہ ”اپنی چلانے والا“ بعض اوقات ایسا پھنستا ہے کہ اس کے ”چلانے“ پر کوئی بھی اس کی مدد کو نہیں آتا۔ (6) مجھے کسی کی پرواہ نہیں میں کسی کو خاطر میں نہیں لاتا، مجھے کسی کی پرواہ نہیں! اس طرح کے جملے بھی فخریہ بول کر اسے اپنی خوبیوں میں شمار کیا جاتا ہے۔ حالانکہ معاشرے میں لوگ ایک دوسرے کی پرواہ کر کے ہی اپنی زندگی آسان بنا سکتے ہیں، کیا ایسا شخص کار ڈرائیو کرتے ہوئے دوسری گاڑیوں کی پرواہ نہیں کرتا ہو گا! کیا اپنے بچوں کو بھی اہمیت نہیں دیتا ہو گا! ہاں! اپنے ماتحتوں کو خاطر میں نہیں لاتا ہو گا۔ ایسے لوگوں کا مزاج ہوتا ہے کہ جو آنکھیں دکھائے اس کے پاؤں پڑ جاتے ہیں اور جو عاجزی کے ساتھ پیش آئے اس پر رُعب ڈالنا شروع کر دیتے ہیں، کیا یہ خوبی ہے یا خامی؟ (7) گفتگو میں مشکل الفاظ بولنا بعضوں کی عادت ہوتی ہے کہ

کسی بھی زبان میں کسی بھی شخص سے بات کریں تو مشکل سے مشکل الفاظ بولنے کی کوشش کرتے ہیں اور سامنے والے پر اپنی زبان دانی کا رُعب جما کر خوش ہوتے ہیں۔ اسے اپنی خوبی سمجھنا خوش فہمی ہی ہو سکتی ہے کیونکہ آپ ایک جیتے جاگتے انسان کو اپنی بات ہی نہ سمجھا سکے، اس کو خوبی و کامیابی کون کہہ سکتا ہے! (8) خود کو حساس سمجھنا نازک مزاج، ذرا سی بات پر پریشان ہو جانے والا، مشکل حالات سے جلد گھبر جانے والا اور ذرا سی بات پر رُوٹھ جانے والا اپنی خامی کو اس دعویٰ میں چھپانے کی کوشش کرتا ہے کہ ”میں بہت حساس ہوں“ زندگی کی گاڑی کبھی شکھ کبھی ڈکھ کی پٹری پر چلتی ہے، کبھی سویرا تو کبھی اندھیرا! کبھی چھاؤں تو کبھی دھوپ کا سامنا ہوتا ہے، اگر بدلتے حالات کے مطابق انسان خود کو تبدیل کرنے میں ناکام رہے تو پریشانی بھی اسی کو اٹھانی پڑتی ہے۔ (9) کسی کو مصیبت میں دیکھ کر ہمدردی نہ ہونا ”مجھ پر کسی کے رونے دھونے کا اثر نہیں ہوتا“، یہ کہنے والا گویا یہ ثابت کرنا چاہتا ہے کہ میں پتھر دل ہوں، نرمی مجھے چھو کر بھی نہیں گزری۔ اعلیٰ حضرت، امام اہل سنت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے سچ کہا ہے: بے درد کو پرانی مصیبت نہیں معلوم ہوتی۔ (فتاویٰ رضویہ، 16/310) (10) آدمی بات سُن کر پوری سمجھ جانا کچھ لوگوں کو کسی بات کو سکون سے سُننے کی عادت ہی نہیں ہوتی، سامنے والا ابھی پوری بات بھی نہیں کہہ پاتا کہ یہ فوراً روک دیتے کہ بس بس میں سمجھ گیا کہ آپ کیا کہنا چاہتے ہیں! پھر بات کاٹنے کی عادت کو اپنی خوبی کا نتیجہ قرار دیتے ہیں۔ اگر آپ کو اللہ پاک نے یہ صلاحیت عطا بھی فرمائی ہو تو اس کا استعمال سلیقے سے بھی تو کیا جاسکتا ہے کہ لہجے میں چک رکھی جائے کہ شاید آپ یہ کہنا چاہتے ہیں۔ غور طلب باریک بات یہ ہے کہ اس کے آدھے جملے کو آپ نے دُرسٹ سمجھا اور پورا بھی کر دیا تو بھی وقت تو اتنا ہی لگا، کیا یہ بہتر نہ تھا کہ اسے ہی اپنی بات پوری کر لینے دیتے اس کی دلجوئی بھی ہو جاتی مگر آپ کو تو شاید اپنی خوبی کا اظہار عزیز تھا۔ ایک بزرگ نے قاضی کی

کرتے ہیں۔ کوئی آپ کے پاس بیٹھنے، بات چیت کرنے سے کترائے، یہ آپ کو اچھا لگتا ہو تو آپ کی پسند کو سلام! (15) حد سے زیادہ بہادری دکھانا انسان کو بزدل و ڈرپوک نہیں ہونا چاہئے لیکن ضرورت سے زیادہ بہادری بھی ایک خامی ہے، بجلی کے کھبے پر چڑھ جانا، چلتی ٹرین، بس پر سوار ہونا، تیز رفتاری سے گاڑی چلانا، ون ویلنگ کرنا، ہاتھ چھوڑ کر اسکوٹر چلانا حماقت تو ہو سکتا ہے بہادری نہیں! یہ نام نہاد خوبی اکثر مہنگی اور جان لیوا ثابت ہوتی ہیں۔ (16) شکل و صورت اور لباس

وغیرہ دیکھ کر کردار کا اندازہ لگانا میں تو شکل دیکھتے ہی پہچان جاتا ہوں کہ یہ واقعی مصیبت زدہ ہے یا ایکٹنگ کر رہا ہے! سچ بول رہا ہے یا جھوٹ! ٹھیک ہے چہرہ شناسی کا فن ایک حقیقت ہے لیکن اس فن میں خود کو ماہر سمجھنا اور سامنے والے پر کنفرم حکم لگا دینا غلط بھی تو ہو سکتا ہے، آپ نے اسے اپنی بات ثابت کرنے کا موقع تو دیا ہوتا، کچھ اس کی بھی سنی ہوتی! مگر کیا کیجئے اس عادت کا کہ انسان کو اپنی یہ خامی بھی خوبی دکھائی دینے لگتی ہے۔ (17) بال کی کھال اتارنے کی کوشش کرنا ہر بات کی

تفصیل جاننے کی کوشش کرنا اور غیر ضروری چھان بین کرنا دانشمندی نہیں، ایسے میں خود کو باریک بین سمجھنا اور اسے اپنی خوبی قرار دینا کیونکر درست ہو سکتا ہے! (18) جارحانہ رویہ ہر بات پر جارحانہ رویہ اپنانا، معمولی سی بات پر طیش میں آجانا، چیزیں اٹھا کر دوسروں کو دے مارنا، سخت کلامی کرنا کسی طرح بھی قابل تعریف نہیں ہو سکتا، اسے اپنی خوبی سمجھنے والے قابل رحم ہوتے ہیں۔ (19) ضرورت سے زیادہ خود اعتمادی کامیابی کے لئے خود اعتمادی کا ہونا بہت ضروری ہے لیکن یہی اعتماد حد سے بڑھ جائے تو نقصان دے سکتا ہے۔

بیٹھے بیٹھے اسلامی بھائیو! خود پر غور کرنے سے مزید کئی ایسی خامیاں نکل آئیں گی جنہیں اب تک ہم خوبیاں سمجھتے رہے، خوبی اور خامی میں فرق کرنا سیکھئے، خود بھی نکھی رہیں گے اور دوسرے بھی، اِنْ شَاءَ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ۔

عدالت میں کچھ کہنا چاہا تو اس نے فوراً روک دیا اور کہا: خُدا کی قسم! آپ کوئی سچی بات نہیں کہیں گے! اس بزرگ نے فوراً قرآن کی آیت پڑھی اور فرمایا: قاضی صاحب! اپنی قسم کا کفارہ ادا کیجئے کیونکہ رب عَزَّوَجَلَّ کے کلام سے بڑھ کر سچی بات کیا ہو سکتی ہے! (11) ہر ایک پر تنقید کرنا بعض لوگوں کو ہر بات پر بلاوجہ تنقید کی عادت ہوتی ہے، انہیں اس کی پرواہ نہیں ہوتی کہ تنقید کون! کس پر! کس انداز سے! کس وقت کرے؟ یہ ہر معاملے میں تنقید کا موقع ڈھونڈ ہی لیتے ہیں، شاید انہیں دوسروں کی خامیاں نکالنے میں ہی اپنی خوبی دکھائی دیتی ہے۔ ایک صاحب ولایت کے درجے پر فائز تھے مگر بیوی انہیں تسلیم نہیں کرتی تھی، ایک دن انہوں نے کرامت دکھانے کی ٹھانی تاکہ بیوی بھی مان جائے اور ان سے حسب منصب سلوک کرے، چنانچہ انہوں نے اڑان بھری اور اپنے گھر کے ارد گرد چکر لگایا، کچھ دیر بعد گھر آئے تو بیوی نے کہا: ولی تو وہ تھے جو آج آسمان پر اڑ رہے تھے، شوہر نے کہا: نیک بخت! وہ میں ہی تو تھا۔ بیوی جھٹ سے بولی: اچھا! تیجی میں کہوں کہ وہ ٹیڑھا کیوں اڑ رہا

تھا۔ (12) خود کو ذہین اور چالاک سمجھنا بعض خود کو ذہین اور چالاک سمجھتے ہیں، یہاں تک کا دعویٰ تو قابل اعتراض نہ ہوتا مگر یہ دوسروں کو بے وقوف بھی سمجھتے ہیں اور جب اپنی چالاک کی سے کسی کو بے وقوف بنانے میں کامیاب ہو جائیں تو کہتے دکھائی دیتے ہیں: دیکھا! کیسا اٹو بنایا! (13) ہر بات پر ضد کرنا اپنی ہر بات پر ضد کرنا، صرف اپنی منوانا کسی کی نہ ماننا، حالات کے مطابق اپنے مطالبے میں ترمیم نہ کرنا، کسی کی خوبی ہو سکتی ہے؟ شاید بچوں سے جواب لیں تو وہ ہاں کہہ دیں، سمجھ دار شخص اسے خامی ہی قرار دے گا۔ ہمارے بہت سے گھریلو اور کاروباری

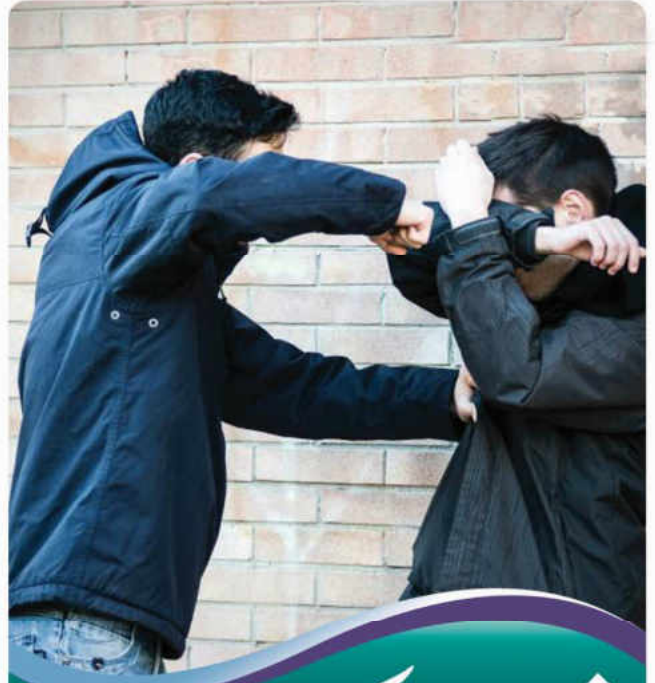
مسائل کی جڑ یہی خامی ہوتی ہے۔ (14) ہر وقت تکلف میں رہنا رکھ رکھاؤ عزت اور وقار بڑھاتا ہے لیکن انسان کو حسب موقع دوسروں میں گھلنا ملنا چاہئے، مگر بعض لوگ کہیں بھی چلے جائیں ہر وقت تکلف میں رہیں گے، پھر اسے اپنی خوبیوں میں بھی شمار

ہوائیں جنگل میں پلٹا دے رہی ہوں۔ (ابن ماجہ، 67/1، 68، حدیث: 88) بچہ ہو، جوان ہو یا پھر بوڑھا! زندگی کے شب و روز میں دل مختلف جذباتی کیفیات سے گزرتا ہے، کبھی کسی کو دکھی دیکھ کر ہمدردی اور خیر خواہی کا جذبہ پیدا ہوتا ہے! کبھی کسی بات پر خوش ہو جاتا ہے اور کبھی غمگین! انسان کبھی ایسا رحم دل ثابت ہوتا ہے کہ کبوتروں، چڑیوں اور دیگر پرندوں تک کو روزانہ دانہ ڈالتا ہے، پیاسے پرندوں کے لئے پانی رکھتا ہے اور کبھی ایسا سخت دل کہ کسی بے زبان جانور پر بھی ظلم کرنے سے باز نہیں آتا!

اے عاشقانِ رسول! بہت سے دوسرے جذبات کی طرح محبت (Love) اور نفرت (Hate) بھی اسی دل کا حصہ ہے، جس کے لئے دل میں محبت ہوتی ہے اس سے انسان کے تعلقات بھی اچھے رہتے ہیں اور معاشرتی زندگی (Social Life) میں امن اور سکون ہوتا ہے جبکہ نفرت آپسی تعلقات کو بگاڑ دیتی ہے، بھائی کو بھائی سے، دوست کو دوست سے، شوہر کو بیوی سے دُور کر دیتی ہے۔ نفرت کے سبب خاندان کا شیرازہ بکھر جاتا ہے، نفرت کی وجہ سے انسان اپنے اسلامی بھائی کی خیر خواہی کرنے کے بجائے اسے نقصان پہنچا کر خوش ہوتا ہے، نفرت کے سبب انسان بد اخلاق ہو جاتا ہے، یہی نفرت لڑائی جھگڑا کرواتی ہے، قتل و غارت اور دشمنیاں کروادیتی ہے جو کئی نسلوں تک چلتی ہیں۔ آج کل حالات ایسے زوال پذیر ہیں کہ محبتوں کی خوشبو کم پھیلتی ہے جبکہ نفرتوں کی آگ ہمارے معاشرے کو تیزی سے اپنی لپیٹ میں لے رہی ہے۔

نفرت کیوں ہوتی ہے؟ ہر مرض کا کوئی نہ کوئی سبب ہوتا ہے، کسی کی نفرت میں مبتلا ہونے کے کم از کم 9 ممکنہ اسباب (Possible Reasons) ہو سکتے ہیں:

① جب ہمارا کوئی دوست یا عزیز اُمیدوں کے برعکس ہماری توقعات (Expectations) پر پورا نہیں اُترتا مثلاً ہمیں کوئی ایمر جنسی پیش آئی لیکن ہمارے دوست یا عزیز نے ہمارے مدد مانگنے پر بے رُخی اختیار کی تو ہمارے دل میں اس



نفرت کیوں؟

7 اگست 2019 کو سرگودھا کے قریب ایک دل خراش واقعہ پیش آیا جس میں گھریلو جھگڑے پر بی ایس سی کے طالب علم نے فائرنگ کر کے اپنے ہی خاندان کے 6 افراد کو قتل کر دیا، مقتولین میں اس کے بھائی بھابھیاں اور بھتیجے شامل تھے، قتل کے بعد نوجوان نے خود کو بھی گولی مار کر خودکشی کر لی۔ ملزم کی قتل کرنے سے پہلے کی ویڈیو بھی منظر عام پر آگئی جس میں اس نے پیغام جاری کرتے ہوئے کہا تھا: مجھ سے نفرت کی جاتی تھی، کسی کو اتنی نفرت نہ دو کہ وہ دوسروں سے نفرت کرنے لگے۔ (چونیزویب سائٹ)

ماہنامہ فیضانِ مدینہ کے قارئین! خودکشی یا کسی کو ناحق قتل کرنا دونوں ہی ناجائز و حرام ہیں۔ یہ افسوس ناک واقعہ دل میں پیدا ہونے والی نفرت و عداوت کا نتیجہ ہے، دل کو عربی زبان میں قلب کہتے ہیں اور قلب کا معنی ہے بدلنے والا۔ احادیثِ کریمہ میں دل کی مثال اس پر کی طرح دی گئی ہے جسے

لئے بلاوجہ دوسروں کی بات کاٹنے میں ذرا جھجک محسوس نہیں کرتے، ان کا یہ انداز بھی نفرتیں کمانے والا ہے۔


7 بات بات پر غصہ کرنا، چیخنا چلانا، معمولی بات پر مشتعل ہو جانا بد اخلاق ہونے کی نشانی ہے، بد اخلاقی محبتیں نہیں کمانی بلکہ اس سے نفرتیں جنم لیتی ہیں۔

8 کسی کے رشتے پر رشتہ بھیجنا یا سودے پر سودا کرنا بھی نفرتیں پھیلاتا ہے، بعض اوقات ایسا ہوتا ہے کہ دو گھرانوں کے درمیان رشتے کی بات چل رہی ہوتی ہے کہ کوئی تیسرا بھی بیچ میں پہنچ جاتا ہے، یا دو افراد کے درمیان خرید و فروخت کی بات ہو رہی ہوتی ہے تو کوئی تیسرا اس میں کود پڑتا ہے ایسی صورت میں فائدے سے محروم ہونے والا فریق بنا بنایا کام بگاڑ دینے والے کے بغض اور نفرت میں مبتلا ہو جاتا ہے۔ اس لئے کسی کے رشتے یا سودے کی بات چیت کے دوران ٹانگ نہ اڑائی جائے بلکہ ان کا معاملہ فائل ہونے کا انتظار کیا جائے اگر انہوں نے آپس میں سودا یا رشتہ نہ کیا تو اپنی بات آگے بڑھائیے ورنہ رُک جائیے۔

9 کسی کے بارے میں شک و بدگمانی یا جیلیسی میں مبتلا ہونا بھی محبتوں کی قینچی ثابت ہوتا ہے۔
اللہ پاک ہمیں محبتیں پھیلانے والے کام کرنے اور نفرتوں کو عام کرنے والے ذرائع سے بچنے کی توفیق عطا فرمائے۔

اٰوٰیٰنِ بَیْجَاۃِ النَّبِیِّ الْاَمِیْنِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم

آج ہی دعوتِ اسلامی کی ویب سائٹ سے مفت ڈاؤن لوڈ کیجئے،
خود بھی پڑھئے اور دوسروں کو بھی شیئر کیجئے
www.dawateislami.net



کے لئے نفرت کا بیج لگ سکتا ہے جو بڑھتے بڑھتے درخت کی شکل اختیار کر سکتا ہے۔

2 جب ہمارا ماتحت مسلسل ہمارے مزاج کے خلاف کام کرتا رہتا ہے تو ایک دن آتا ہے کہ وہ ہمارے دل سے اتر جاتا ہے اور ایسی کیفیت ہو جاتی ہے کہ اس کے عطر (پرفیوم) میں سے بھی ہمیں پسینے کی بو آنے لگتی ہے وہ کیسا ہی شاندار کام کرے ہم خواہ مخواہ اس میں سے کیڑے نکالنے لگتے ہیں۔

3 کسی نے لوگوں کے سامنے ہمیں ڈی گریڈ کر دیا، یا ڈانٹ دیا یا بے جا تنقید کر دی تو ہمیں وہ شخص بُرا لگنے لگتا ہے۔ اس کیفیت پر قابو نہ پایا جائے تو ایک دن ایسا بھی آسکتا ہے کہ ہم اس کی نفرت میں مبتلا ہو سکتے ہیں۔

4 اصلاح کا غلط انداز بھی نفرت پیدا ہونے کا سبب بن سکتا ہے، ہمارا تو اکثر یہ حال ہوتا ہے کہ اگر کسی کو سمجھانا بھی ہو تو بلا ضرورت شرعی سب کے سامنے نام لے کر یا اُسی کی طرف دیکھ کر اس طرح سمجھائیں گے کہ بے چارے کی پولیس بھی کھول کر رکھ دیں گے۔ اپنے ضمیر سے پوچھ لیجئے کہ یہ سمجھانا ہو یا اگلے کو ذلیل (DEGRADE) کرنا ہوا؟ اس طرح سدھار پیدا ہو گا یا مزید بگاڑ بڑھے گا؟ یاد رکھئے! اگر ہمارے رُعب سے سامنے والا چپ ہو گیا یا مان گیا تب بھی اُس کے دل میں ناگواری سی رہ جائے گی جو کہ بغض و عداوت اور نفرت وغیرہ کے دروازے کھول سکتی ہے۔ کاش! ہمیں اصلاح کا ڈھنگ آجائے۔

5 کامیابی اور ناکامی زندگی کا حصہ ہیں لیکن کچھ لوگ ناکام ہونے والوں کی حوصلہ شکنی کو اپنی ڈیوٹی سمجھتے ہیں، ایسے حوصلہ شکن شخص سے محبت کرنے والے کم اور نفرت کرنے والے زیادہ ہوتے ہیں۔

6 بولنا (Speaking) ایک فن ہے تو سننا (Listening) اس سے بڑا فن ہے، بولنے کا شوق بہت ساروں کو ہوتا ہے مگر سننے کا حوصلہ کم افراد میں پایا جاتا ہے، ایسے لوگ اپنی کہنے کے

رشتے یوں دیکھے جاتے ہیں!



کرنے کے لئے چار چیزوں کو مد نظر رکھا جاتا ہے: 1 اس کا مال 2 حسب نسب 3 حسن و جمال اور 4 دین۔ پھر فرمایا: تمہارا ہاتھ خاک آلود ہو (1) تم دین دار عورت کے حصول کی کوشش کرو۔ (بخاری، 3/429، حدیث: 5090) یعنی عام طور پر لوگ عورت کے مال، جمال اور خاندان پر نظر رکھتے ہیں، ان ہی چیزوں کو دیکھ کر نکاح کرتے ہیں، مگر تم عورت کی شرافت و دینداری تمام چیزوں سے پہلے دیکھو کہ مال و جمال فانی (یعنی ختم ہو جانے والی) چیزیں ہیں (اور) دین لازوال دولت! مال ایک جھٹکے میں، جمال ایک بیماری میں جاتا رہتا ہے۔ (مرآۃ المناجیح، 3/5 لفظاً)

بیٹی کی شادی کہاں کروں؟ تابعی بزرگ حضرت سیدنا حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ کے پاس ایک شخص آیا اور عرض کی: میری ایک بیٹی ہے جس سے میں بہت محبت کرتا ہوں، اس کے کئی رشتے آئے ہیں، آپ مجھے کس سے شادی طے کرنے کا مشورہ دیتے ہیں؟ ارشاد فرمایا: اس کی ایسے شخص سے شادی کرو جو ”خوفِ خدا“ والا ہو، کیونکہ اگر ایسا شخص تمہاری بیٹی سے محبت کرے گا تو اسے عزت دے گا، اور اگر نفرت بھی کرے گا تو (خوفِ خدا کی وجہ سے) ظلم نہیں کرے گا۔ (شرح السنۃ للبخاری، 5/9، تحت الحدیث: 2234)

والدین کی پریشانی: موجودہ زمانے میں اکثر والدین اپنی اولاد کے لئے اچھے رشتوں کی تلاش میں پریشان رہتے ہیں۔ ایسا نہیں ہے کہ رشتے موجود نہیں کیونکہ کنواروں (Bachelors) کی تعداد

(1) یعنی اگر تم ہمارے اس فرمان پر عمل نہ کرو تو پریشان ہو جاؤ گے۔ (مرآۃ المناجیح، 3/5)

دو سگی بہنوں نے اپنی اولاد کا رشتہ آپس میں طے کیا ہوا تھا، لڑکی کی نظر کمزور ہو گئی جس کی وجہ سے وہ چشمہ لگانے لگی۔ کچھ عرصے بعد دونوں بہنوں کے درمیان اختلافات نے سر اٹھایا، بات یہاں تک پہنچی کہ لڑکے کی ماں کہنے لگی: میں اپنے صحیح سلامت بیٹے کی شادی تمہاری ”اندھی بیٹی“ سے نہیں کر سکتی۔ یہ سن کر اس کی بہن کا دل ٹوٹ گیا کہ عیب نکالنے والی کوئی اور نہیں اس کی سگی بہن تھی، بہر حال طعنہ دینے والی رشتہ توڑ کر جا چکی تھی۔ دوسری طرف جب وہ گھر پہنچی تو اسے خیال آیا کہ پانی کے فالٹو پائپ نیچے صحن میں رکھے ہوئے ہیں انہیں چھت پر منتقل کر دیتی ہوں، اس نے اپنے بیٹے کو بھی اس کام میں شامل کر لیا۔ اچانک لوہے کا پائپ اس کے ہاتھ سے چھوٹا اور سیدھا بیٹے کی آنکھ پر جا لگا اور اس کی آنکھ باہر نکل پڑی، ماں کے دل پر قیامت گزر گئی اور اس کے کانوں میں اپنی بہن کو کہے گئے الفاظ گونجنے لگے کہ ”میں اپنے صحیح سلامت بیٹے کی شادی تمہاری اندھی لڑکی سے نہیں کر سکتی۔“

ماہنامہ فیضانِ مدینہ کے قارئین! نکاح کے مقدّس رشتے کی بدولت صرف دو لہاؤں لہن ہی ایک دوسرے سے وابستہ نہیں ہوتے بلکہ دونوں کے خاندان بھی آپس میں جڑ جاتے ہیں۔ چنانچہ شادی کے لئے رشتہ دیکھنا، پڑکھنا پھر اس رشتے کو منظور یا نامنظور کرنا بہت اہم فیصلہ ہوتا ہے کیونکہ اس کے اثرات (Effects) کئی زندگیوں پر پڑتے ہیں۔

رشتے کا معیار: اسلام نے اس حوالے سے بھی ہماری راہنمائی کی ہے چنانچہ رسول پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے لڑکی کے رشتے کے لئے بنیادی معیار بیان کرتے ہوئے فرمایا: کسی عورت سے نکاح

لاکھوں لاکھ ہے، لیکن رشتہ ڈھونڈنے والوں نے کچھ ایسے خواب دیکھے ہوتے ہیں جن کی تعبیر انہیں نہیں مل پاتی۔ اس لئے اگر صرف مالی حیثیت، عزت، شہرت، حسن و جمال اور اسٹیٹس ہی کو فوکس کرنے کے بجائے حسن اخلاق، حسن سیرت، رہن سہن کے سلیقے اور عادات و اطوار کو بھی پیش نظر رکھا جائے تو شادی بیاہ میں رکاوٹیں کم ہو سکتی ہیں، پھر یہ خوبیاں گھر آباد رکھنے میں بھی مددگار (Helpful) ثابت ہوتی ہیں۔

رشتہ دیکھنے کے انداز: لڑکے کے لئے تلاش رشتہ کا کام عموماً اس کی والدہ، بہنیں اور دیگر رشتہ دار خواتین انجام دیتی ہیں، ایک دور تھا کہ بڑی عمر کی عورتیں لڑکی کی صورت کے ساتھ ساتھ سیرت جیسے اٹھنا بیٹھنا، بولنا چلنا، کھانا پکانا، گھر داری اور تعلیم و تربیت وغیرہ کے معاملات بڑی حکمت سے چیک کر لیتی تھیں کہ لڑکی والوں کو ناگوار نہیں گزرتا تھا، ایسا اب بھی ہوتا ہو گا لیکن لڑکی دیکھنے کے لئے جانے والیاں بعض اوقات ایسی ایسی حماقتیں کرتی ہیں کہ سن کر حیرانی ہوتی ہے۔ کبھی لڑکی کو اپنے سامنے باقاعدہ چلا کر چیک کریں گی، کبھی منہ کھلو کر دانت چیک کریں گی، کبھی باہر دھوپ میں لے جا کر اس کی سفید رنگت کے اصلی ہونے کا یقین کریں گی، کبھی جو تا اتر و اس کا قد دیکھیں گی وغیرہ۔ یہ سب کچھ ہوتا دیکھ کر لڑکی والوں پر جو گزرتی ہوگی وہی بتا سکتے ہیں! دوسری طرف لڑکے کو دیکھنے والے بعض لوگ بھی اسی طرح کی نادانیاں کرتے ہیں، مثلاً لڑکے نے ٹوپی پہنی ہے تو اتر و کر دیکھیں گے کہ اس کے سر پر گنچاپن تو نہیں! زیادہ خاموش رہے تو بولنے پر مجبور کریں گے کہیں ہکلاتا تو نہیں (یعنی اٹک اٹک کر تو نہیں بولتا)! نظر کا چشمہ لگایا ہو تو اس کا نمبر وغیرہ پوچھنا شروع کر دیں گے کہ کہیں نظر زیادہ کمزور تو نہیں! تنخواہ یا عہدے کی تصدیق کے لئے اس کے آفس پہنچ جائیں گے وغیرہ وغیرہ۔

بغیر ٹوپی کے تصویر: اس سے انکار نہیں کہ رشتے کی جانچ پڑتال لڑکے اور لڑکی والوں کا حق ہے لیکن تہذیب و شائستگی بھی کوئی چیز ہوتی ہے۔ ایک اسلامی بھائی نے بتایا کہ جب کچھ لوگ میرے بڑے

بھائی کو دیکھنے کے لئے آئے تو اس نے ٹوپی پہنی ہوئی تھی، واپس جا کر ان لوگوں نے پیغام بھجوایا کہ اس کی ہمیں ایسی تصویر موبائل پر سینڈ کریں جس میں سر پر ٹوپی نہ پہنی ہوئی ہو تاکہ ہم دیکھ سکیں کہ اس کے سر پر گنچاپن تو نہیں! اس کے بعد ہم کچھ سوچیں گے!

انکار کے نرالے انداز: رشتہ دیکھنے کے بعد اسے منظور یا نامنظور کرنے کا مرحلہ درپیش ہوتا ہے۔ باہمی رضامندی سے رشتہ طے ہو جائے تو اچھی بات ہے! لیکن انکار کرنا ہو تو بھی مہذب انداز میں منع کرنا چاہئے کہ ہمارا ذہن نہیں بنا، ہم معذرت چاہتے ہیں وغیرہ، لیکن کیا کیجئے کہ رشتے سے انکار کرنے میں خود کو درست ثابت کرنے کے لئے بسا اوقات ایسی وجوہات بیان کی جاتی ہیں جن کا کوئی سر پیر نہیں ہوتا اور ایسے ایسے عیب نکالے جاتے ہیں کہ بندہ سن کر سر اور دل دونوں پکڑ لے، مثلاً لڑکے کے گھر والوں کی طرف سے کچھ یوں کہا جاتا ہے: لڑکی کی نظر کا چشمہ (گلاسز، عینک) لگاتی ہے * قد چھوٹا ہے * زیادہ ڈبلی پتلی ہے * ماتھا بڑا ہے * پڑھی لکھی نہیں * زبان کی تیز ہے * عمر زیادہ ہے * ناک موٹی یا چھٹی ہے * کان بڑے بڑے ہیں * وزن زیادہ ہے * آنکھیں چھوٹی ہیں * پردہ کرتی ہے * گھٹنے ملنے والی نہیں * سلیقے سے بات کرنا نہیں آتی * اس کی ماں بڑی تیز عورت ہے * اس کی چھوٹی بہن کی شادی پہلے کیوں ہو گئی؟ * اس کی فلاں رشتہ دار عورت کے گھر میں جھگڑے ہوتے ہیں یہ بھی ویسی ہی نکلے گی وغیرہ وغیرہ۔

دادی اماں نے منع کیوں کیا؟ ایک گھرانے میں رشتہ دار جمع تھے اور باہم رضامندی سے رشتے کے لئے ”ہاں“ کہنے پر تیار تھے، بس دادی اماں کی منظوری باقی تھی، دادی اماں نے پوچھا: لڑکی کی تعلیم کتنی ہے؟ بتایا گیا کہ کمپیوٹر سافٹ ویئر میں ڈپلومہ ہولڈر ہے تو دادی اماں جس کی اپنی کمر جھکی ہوئی تھی، اس نے یہ کہہ کر منع کر دیا کہ یہ تو ٹیبل کرسی پر بیٹھ کر کمپیوٹر چلائے گی اور کچھ عرصے بعد ہی کمر درد میں مبتلا ہو جائے گی، جس کی وجہ سے ہماری نسل نہیں بڑھ سکے گی۔

شرمندگی کا سامنا: اسی طرح کراچی کا واقعہ ہے کہ لڑکے کی

ماں نے لڑکی اور اس کی ماں کے سامنے ہی بول دیا کہ لڑکی کا رنگ سانولا ہے، پھر بڑے فخر سے کہنے لگی: اگر یہ زیادہ پڑھی لکھی (Educated) ہوتی تو ہمارے گھرانے میں اس کی گنجائش بن جاتی کیونکہ ہماری فیملی ہائی ایجوکیٹڈ ہے، لڑکی اتفاق سے ایم اے انگلش تھی، اب جو اس نے لڑکے کی ماں سے انگلش زبان میں گفتگو کرنا شروع کی تو اس کے پلے کچھ نہیں پڑا اور اسے چُپ رہتے ہی بنی کیونکہ اس نے تو اعلیٰ تعلیم یافتہ ہونے کا محض بھرم مارتا تھا۔

بہر حال! لڑکی والے بھی رشتے سے انکار کے لئے بعض اوقات نامناسب اور دل آزار انداز اپناتے ہیں، میں ایک نوجوان کو جانتا ہوں جس کا تقریباً 3 سال میں کم و بیش 35 گھرانوں سے رشتے کا انکار ہوا، جس کی وجوہات لڑکی والوں کی طرف سے بتائی گئیں کہ * اس کا قد چھوٹا ہے * موٹا ہے * مولوی ہے * اس کے چہرے پر داڑھی ہے * فلاں زبان و ثقافت سے تعلق رکھتا ہے * یہ ٹھیک ہے لیکن اس کی ماں بڑی چالاک ہے وغیرہ۔ بعض جگہ لڑکی والوں کی طرف سے منع کرنے کے لئے کچھ اس طرح بھی کہا جاتا ہے: * لڑکے کا گھر اپنا نہیں کرائے کا ہے * یہ جو اینٹ فیملی میں رہتا ہے، خود مختار نہیں ہے * لڑکے کی بہنیں ابھی بیاتنے والی ہیں، ان کی شادی کا خرچہ بھی یہی اٹھائے گا تو ہماری بیٹی کیسے راج کرے گی! * اس کا باپ فلاں بیماری کی وجہ سے بستری پر پڑا رہتا ہے اس کی خدمت بھی ہماری بیٹی کو کرنی پڑے گی * تعلیم کم ہے * اس کی شادی شدہ بہنوں کا اثر رسوخ گھر میں زیادہ ہے ہماری بیٹی کو دبا کر رکھیں گی * رنگ سانولا ہے * چہرے کے نقوش اچھے نہیں * عمر زیادہ ہے یا کم ہے * اس کی بہنیں زیادہ ہیں * تنخواہ کم ہے * بہن طلاق لے کر گھر آ بیٹھی ہے * ان کے خاندان میں جھگڑے ہوتے ہیں * رہائش غریب علاقے میں ہے * اس کے پاس اپنی سواری (بانیک یا کار) نہیں ہے * نوکری سرکاری نہیں ہے نہ جانے کب نکال دیں! * اس کی بیوہ بہن ساتھ ہی رہتی ہے * جہاں نوکری کرتا ہے وہاں ”اوپر کی کمائی“ کا چانس نہیں ملتا * شریعت پر عمل کرنے والا ہے لڑکی کو بھی پردہ کروائے گا، ہمارے ساتھ گھلے ملے گا نہیں

* اسے پہلے بھی کئی رشتوں سے انکار ہو چکا ہے وغیرہ وغیرہ۔
رخصتی سے انکار: ایک اخباری رپورٹ کے مطابق پنجاب میں ایک جگہ بارات پہنچی نکاح بھی ہو گیا، رخصتی سے پہلے کسی طرح ڈلہن کی نظر دو لہے کے چہرے پر پڑ گئی تو دو لہا کا رنگ کالا تھا، اس نے احتجاجاً رخصت ہونے سے ہی انکار کر دیا، دونوں گھرانوں میں کافی بحث و تکرار ہوئی لیکن معاملہ حل نہیں ہوا، جب لڑکے کو دیکھنے کے لئے جانے والوں سے سوال کیا گیا کہ آپ نے تو خود لڑکے کو دیکھ بھال کر پسند کیا تھا؟ تو انہوں نے یہ کہہ کر جان چھڑائی کہ جب ہم رشتہ دیکھنے پہنچے تو بجلی گئی ہوئی تھی جس کی وجہ سے ہمیں اس کے رنگ کے کالا ہونے کا پتا نہیں چل سکا۔

رشتہ دیکھنے کا حکمت بھرا انداز: ذرا سوچئے! جب اس انداز سے خامیاں بتاتا کر کسی کے رشتے سے انکار ہوتا ہوگا، اس پر کیا گزرتی ہوگی! بار بار ایسا ہونے کی وجہ سے بعض تو احساس کمتری کا شکار ہو جاتے ہیں اور کچھ نفسیاتی مریض بن جاتے ہیں حتیٰ کہ شادی کرنے سے ہی انکار کر دیتے ہیں۔ رشتہ دیکھنے کا ایک انداز یہ بھی تو ہو سکتا ہے کہ جو بھی معلومات درکار ہوں کسی تیسرے فریق کے ذریعے لے لی جائیں یا گھر کی خواتین کسی حکمت عملی سے گھر بار وغیرہ دیکھ لیں (لیکن اس میں لڑکی یا لڑکے والوں پر یہ ظاہر نہ ہو کہ رشتہ دیکھا جا رہا ہے تاکہ انہیں انکار رشتہ کا صدمہ نہ اٹھانا پڑے)۔ پھر جب کسی حد تک ذہن بن جائے تو رواج کے مطابق بقیہ معاملات طے کرنے کے لئے باقاعدہ رشتہ بھیجا جائے۔ والدین کو بھی چاہئے کہ اپنی شرائط میں کچھ نرمی اور تقاضوں میں کچھ کمی لائیں تاکہ اولاد کی شادی مناسب وقت پر ہو جائے۔ جو بے شمار خوبیاں آپ اپنی بہویا داماد میں دیکھنا چاہتے ہیں، ان کا ایک ساتھ ملنا ناممکن تو نہیں دشوار ضرور ہے، کچھ نہ کچھ کمپر و مائز کرنا پڑتا ہے، ورنہ ہر رشتے میں کیڑے نکالنے والے شادی میں بہت زیادہ تاخیر ہونے کی وجہ سے کبھی ایسی حالت کو پہنچ جاتے ہیں کہ اپنے منہ سے کہتے ہیں: ”اب جیسا بھی رشتہ ہو، چلے گا۔“ اللہ ہمیں عقل سلیم نصیب کرے۔

اٰمِيْنَ بِجَاہِ النَّبِيِّ الْاَمِيْنِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ

اب کیا ہوگا؟

What will happen now?



ایک نامور شخصیت جو اپنے شعبے میں بہت کامیاب سمجھے جاتے ہیں، انہوں نے اپنا واقعہ کچھ یوں بیان کیا: میں اس وقت چھٹی (6th) کلاس میں پڑھتا تھا، سالانہ امتحان کارزلٹ آیا تو میں فیل ہو گیا، ایک رشتے دار خاتون میری امی سے کہنے لگیں: اس نے پڑھنا پڑھانا تو ہے نہیں! اسے ”خراد“⁽¹⁾ کا کام سیکھنے پر لگا دیں، مجھے ان کی بات بُری تو بہت لگی لیکن میں نے دل میں ٹھان لی کہ اب میں صرف پانگ مارکس نہیں بلکہ پوزیشن لے کر دکھاؤں گا، میری محنتوں کا پھل اس وقت ملا جب اگلے ہی سال میں نے فرسٹ پوزیشن لی اور پھر آگے بڑھتا چلا گیا، آج مجھے عزت، دولت، شہرت! کیا کچھ حاصل نہیں ہے۔

ماہنامہ فیضانِ مدینہ کے قارئین! انسان کی زندگی کامیابیوں اور ناکامیوں کا مجموعہ ہے، کسی تعلیمی امتحان (Educational exam) میں کامیابی درکار ہو یا ملازمت وغیرہ کے حصول میں کامرانی! ہمیں Success کے ساتھ Failure کا امکان بھی پیش نظر رکھنا چاہئے۔ لیکن ہماری ایک کمزوری یہ بھی ہے کہ ہم اپنی توقعات کا لیول اتنا بلند کر لیتے ہیں کہ جب ناکام ہوتے ہیں تو مایوسی کی حد سے گزر جاتے ہیں، جس کی وجہ سے کچھ لوگ تو نفسیاتی مریض بھی بن جاتے ہیں، کچھ نشے میں پناہ ڈھونڈتے ہیں اور بعض بے چارے تو اتنے دل برداشتہ ہو جاتے ہیں کہ اپنے ہاتھوں سے موت کو گلے لگا کر خودکشی جیسا حرام کام کر گزرتے ہیں۔ چند مہینوں کے دوران کچھ خبریں ایسی سامنے آئیں جس نے مجھے تشویش میں مبتلا کر دیا، وہ خبریں ایسے نوجوانوں کی تھیں جنہوں نے امتحان میں فیل ہونے یا کم نمبر آنے یا کسی خاص کالج یا یونیورسٹی میں داخلہ نہ ملنے کی وجہ سے گلے میں پھندا لگا کر یا کسی اونچی بلڈنگ سے کود کر یا کسی دریا وغیرہ میں چھلانگ لگا کر خودکشی کر لی۔

بطور نمونہ تین افسوس ناک خبریں ملاحظہ کیجئے: ”میرے پیارے ابو اور میری ماں، مجھے معاف کر دینا۔ میرا رزلٹ بہت گندا آیا ہے۔ اور جس کی وجہ سے اب کوئی عزت میری نہیں رہے گی۔ مگر میں نے

(1) ایک مشین جس سے لکڑی یا دھات یعنی لوہے وغیرہ کو تراشا خراشا جاتا ہے۔

خدا نخواستہ فیل ہونے کی صورت میں وہ پلٹ کر گھر آسکے، آپ اسے زندہ سلامت دیکھ سکیں۔ خیال رہے کہ بہت سارے کیسز میں والدین نہیں بلکہ دیگر رشتہ داروں کے رویے بھی کار فرما ہوتے ہیں، بہر حال ہمیں کسی کوتاہ کرنے کے لئے جمع نہیں ہونا چاہئے۔

امیر اہل سنت کا انداز: امیر اہل سنت حضرت علامہ محمد الیاس عطار قادری دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہِہِ ایک مرتبہ جامعۃ المدینہ کے طلبہ میں اچھی پوزیشن لینے والوں میں انعامات تقسیم فرما رہے تھے، اختتام پر آپ نے دریافت فرمایا کہ سب سے کم نمبر کس کے آئے ہیں؟ جواب میں جس طالب علم نے ہاتھ اٹھایا، آپ دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہِہِ نے اسے انعام دیا اور یہ مدنی پھول عطا کیا کہ کامیاب ہونے والوں کی حوصلہ افزائی تو ہر کوئی کرتا ہے، کم نمبر لینے والوں کا بھی حوصلہ بڑھانا چاہئے تاکہ وہ آئندہ اچھے نمبر لے سکیں۔

محترم والدین! آپ کو بھی چاہئے کہ اپنی اولاد کی ذہانت، صلاحیت اور ہمت دیکھ کر اس سے توقعات باندھیں، بچوں کا یہ ذہن بنائیں کہ تم جو کچھ پڑھ رہے ہو وہ تمہیں آنا چاہئے، تمہیں اچھا اسٹوڈنٹ بننا ہے، اگر پوزیشن لوگے تو تمہیں فلاں انعام ملے گا، پوزیشن نہ لے سکے تو ”کچھ نہیں کہا جائے گا“، اس کے برعکس بچوں کو اس پریشور میں رکھنا کہ چاہے کچھ بھی ہو جائے تمہیں پوزیشن لینا ہے ورنہ تم ناکام اور نااہل سمجھے جاؤ گے! اس کے لئے نہ اسے مناسب آرام کرنے دیتے ہیں، نہ ذہن کو فریش کرنے دیتے ہیں، اُسے کتلی کیڑا بنا دیتے ہیں جو خوراک کھانے کے لئے باہر نکلتا ہے پھر دوبارہ کتاب میں گھس جاتا ہے۔ امتحانات میں پوزیشن آنا اچھی بات ہے لیکن معذرت کے ساتھ یہ غلط فہمی بھی دُور کر لیجئے کہ صرف پوزیشن لینے والے ہی زندگی میں کامیاب ہو سکتے ہیں، پوزیشن تو بائی چانس بھی آسکتی ہے کہ جو سوالات اچھی طرح تیار کئے وہی پیپر میں آگئے اور پوزیشن آگئی۔ آپ ارد گرد کے جن لوگوں کو کامیاب سمجھتے ہیں ان میں سے چند نام ایک لسٹ میں لکھ لیجئے اور دیکھئے کہ کیا یہ سب پوزیشن ہولڈر تھے؟ میرا اپنا مشاہدہ ہے کہ بہت مرتبہ پوزیشن ہولڈر دیکھتے رہ گئے اور عملی زندگی میں کامیابی کا میڈل کوئی اور لے اڑا۔ پھر اگر پوزیشن لینے کا مقصد صرف یہ ہے کہ ہم اپنے عزیزوں دوستوں میں فخر

نمبر لینے کی کوشش کی تھی۔ بس مجھے معاف کر دینا۔ اللہ حافظ۔“ یہ الفاظ اس پرچی پر لکھے تھے جو ملتان میں فرسٹ ایئر کے طالب علم نے اپنے والدین کے نام نمبندہ طور پر لکھی تھی۔ (ایکپریس نیوز، 15 اکتوبر 2019) گیارہویں کلاس کے ایک طالب علم نے فائنل امتحانات میں ناکامی کے بعد خودکشی کر لی۔ ایک ہفتہ قبل ہی ایک اور طالب علم بھی خودکشی کر چکا ہے، وہ سینڈ ایئر میں زیر تعلیم تھا۔ (اردو پوائنٹ ویب سائٹ، 14 اپریل 2018) مصر میں میٹرک کی طالبہ نے امتحان میں ناکامی کے خوف سے ایک عمارت سے چھلانگ لگا کر خودکشی کر لی، بلڈنگ سے گر کر لڑکی کے جسم پر شدید چوٹیں آئیں اس کو فوری طور پر اسپتال لے جایا گیا تاہم وہ زخموں کی تاب نہ لاتے ہوئے دم توڑ گئی۔

(اے آر آئی نیوز، 5 جون 2018)

اے عاشقانِ رسول! ناکام ہونے والے تو دنیا سے چلے گئے لیکن اپنے ماں باپ بہن بھائیوں کو حسرت و یاس کی داستان بنا گئے، آج ان کے والدین سے پوچھا جائے کہ زندہ سلامت اولاد چاہئے یا امتحان میں کامیابی اور پوزیشن! تو بلا تاخیر ان کا جواب یہی ہو گا کہ ہمیں اپنی اولاد سلامت چاہئے۔ لیکن ایسے والدین اور رشتے داروں کو سوچنا ہو گا کہ کس کے طعنوں کے خوف، کس کی طرف سے بُرا بھلا کہنے کے اندیشے نے ایک انسان کو اپنی ہی جان لینے پر مجبور کیا؟ تو شاید جواب کے آئینے میں انہیں اپنا ہی وجود کھڑا دکھائی دے۔ فیل ہو جانے والا پہلے ہی صدمے سے دوچار ہوتا ہے ایسے میں اُسے سہارے، ہمدردی اور دلجوئی کی ضرورت ہوتی ہے لیکن افسوس! خاندان والے مل کر اس کی وہ کلاس لیتے ہیں اور کیا چھوٹا کیا بڑا! ایسی ایسی باتیں سناتے ہیں اور ایسا دل توڑتے ہیں کہ ہتھوڑے سے بھی کیا ٹوٹا ہو گا! ایک سے زیادہ بار فیل ہونے والے سے تو ایسا رویہ رکھا جاتا ہے جیسے اس نے دنیا کا سب سے بڑا جرم کر لیا ہو۔ ہمیں سمجھنا چاہئے کہ فیل ہو جانا برا سہی لیکن اس پر ہمارا دُ عمل تو مہذب اور شائستہ ہونا چاہئے۔ فیل ہونے والے کا حوصلہ بڑھایا جائے گا، اس کے مسائل سُن کر حل نکالا جائے گا تو یہی وہ آئندہ پاس ہونے یا پوزیشن لینے کی سوچے گا! کم از کم اس کا یہ ذہن تو بنا ہی دیا جائے کہ فیل ہونے کا مطلب یہ نہیں کہ دنیا ہی ختم ہو گئی ہے، خدا را! اپنے جگر کے ٹکڑے کو اتنا اعتماد تو فراہم کر دیجئے کہ

کر کے بولی: میرے سر تاج! سنئے تو سہی، یہ مارک شیٹ آپ کے بیٹے کی نہیں ہے، اس کا رزلٹ تو کل آئے گا۔ وہ حیرت سے کہنے لگا: پھر کس کی ہے؟ ”وہ میں پرانے کاغذات درست کر رہی تھی اس میں سے آپ کی پرائی مارک شیٹ نکل آئی تو میں نے یادگار کے طور پر دکھانے کے لئے یہاں ٹیبل پر رکھی تھی کہ آپ آئیں گے تو دکھاؤں گی۔“ بیوی کا جواب سُن کر شوہر کے کانوں میں کچھ ہی دیر پہلے کئے جانے والے تبصرے کی آوازیں گونجنے لگیں، اب اسے اپنی شرمندگی اور جھینپ مٹانے کے لئے کوئی بہانہ نہیں مل رہا تھا، لہذا وہ خاموشی سے داش روم کی طرف بڑھ گیا، جاتے ہوئے چور نظروں سے دیکھا تو بیوی اور بیٹا منہ چھپا کر ہنس رہے تھے۔

آخری بات: جتنی توجہ ہم دنیاوی تعلیم میں کامیابوں پر دیتے ہیں، اگر اس سے آدھی توجہ ہم اپنی اولاد کو نماز، روزہ اور دیگر فرائض و واجبات کا پابند بنانے پر دیں تو ہمارا معاشرہ صحیح معنوں میں اسلامی معاشرہ بن سکتا ہے۔ اس جذبے کو پانے اور بڑھانے کے لئے عاشقانِ رسول کی مدنی تحریک دعوتِ اسلامی کے اپنے علاقے میں ہونے والے ہفتہ وار سنتوں بھرے اجتماع میں اپنے بیٹوں کے ساتھ شرکت کیجئے اور مثبت نتائج کھلی آنکھوں سے ملاحظہ کیجئے۔

سے کہہ سکیں: جناب! ہمارے بچے کی فرسٹ پوزیشن آئی ہے، اسے سوشل میڈیا پر شئیر کر کے اپنا قد بڑھا سکیں، تو اس کے لئے اپنی اولاد کو تختہِ مشق بنانا ستمِ ظریفی ہے یا نہیں! اس کا جواب اپنے دل سے لے لیجئے۔ نیز کہیں ایسا تو نہیں جو آپ سے نہ ہو سکا وہ اپنی اولاد سے کروانا چاہتے ہوں، ایک دلچسپ مگر فرضی حکایت پڑھئے اور اپنے رویے پر ٹھنڈے دماغ سے نظر ثانی کر لیجئے:

یہ آپ کی مارک شیٹ ہے! ایک شخص شام کو تھکا ہارا گھر پہنچا، جا کر صوفے پر بیٹھا ہی تھا کہ سامنے میز پر پانچویں کلاس کی مارک شیٹ دکھائی دی، وہ سمجھا کہ اس کی بیوی نے رکھی ہے تاکہ اپنے بیٹے کا رزلٹ دیکھ سکے، نمبر دیکھنا شروع کئے تو اس کا پارہ بھی چڑھنا شروع ہو گیا، بیٹے کو بلا کر سامنے کھڑا کیا اور لال پیلا ہونا شروع ہو گیا: یہ دیکھو Maths میں صرف 55 نمبر، Science میں 45، کمپیوٹر میں صرف 40! اتنے کم نمبر! تمہارے دماغ میں بھس بھس ہوا ہے! وہ بے تکان بولتا چلا جا رہا تھا، بیٹا حیران پریشان کھڑا تھا کہ خدا یا! یہ اچانک ابو کو کیا ہو گیا ہے! اس کی گرما گرم آوازیں سُن کر بیوی بھی کچن چھوڑ کر بھاگی چلی آئی اور کچھ کہنے کی کوشش کی مگر وہ تو کسی کی سننے کو تیار ہی نہیں تھا، جب اس نے مارک شیٹ پر اچھی طرح تبصرہ کر لیا تو بیوی ہمت

“MAULANA ILLYAS QADRI”

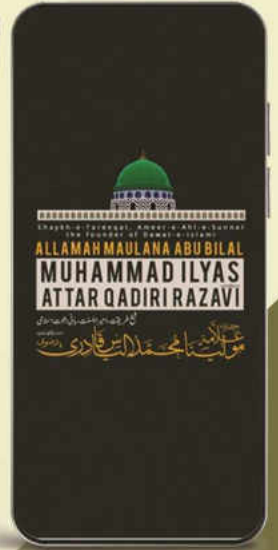
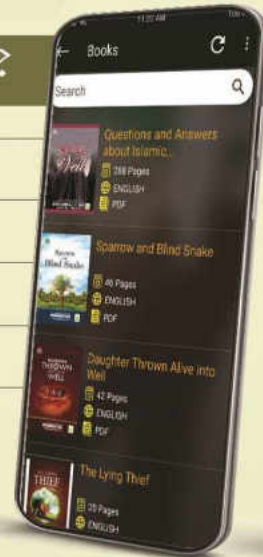
آئی ٹی مجلس (دعوتِ اسلامی) کی جانب سے ایک عمدہ کاوش



جس میں شامل ہیں:

- ← امیر اہل سنت دامت برکاتہم العالیہ کی حیات مبارکہ کے روشن ابواب
- ← اصلاحی، فقہی، روحانی و اخلاقی موضوعات پر سینکڑوں بیانات
- ← اخلاقیات و دینی خدمات کے واقعات
- ← ویڈیوز اور آڈیو شارٹ کلپس
- ← جمعۃ المبارک و دیگر ایونٹس سے متعلق کثیر مدنی پھول

اس علم کے سمندر سے ہیرے، جواہرات اور پرتا شیر موتی چننے کے لئے آج ہی اپنے موبائل میں یہ ایپ انسٹال کریں۔



جھگڑے سے بچنے کے طریقے



جھگڑا چھوڑ دے، اس کے لیے جنت کے بیج میں گھر بنایا جائے
گا۔ (ترمذی، 3/400، حدیث: 2000، ملقطاً)

4 اچھولوں کا مدنی گلہ ستے

ان مدنی پھولوں پر عمل کر کے جھگڑے سے بچا جاسکتا ہے:

- 1 ہر شخص کا مزاج الگ الگ ہوتا ہے مثلاً کسی کو سالن میں تیز مریج اچھی لگتی ہے تو کسی کو ہلکی، دوسروں کو اپنے مزاج کا پابند نہ بنائیں، درمیانہ راستہ نکالنا ہی دانشمندی ہے۔
- 2 غلطیاں کس سے نہیں ہوتیں! خود ہی پر غور کر لیجئے، اپنی ”بڑی غلطی“ پر ہلکی سی سوری (Sorry) اور دوسروں کی ”چھوٹی غلطی“ پر پاؤں پکڑ کر، زمین پر ناک رگڑ کر معافی مانگنے کا تقاضا کرنا ”جھگڑے“ کا راستہ کھولتا ہے۔
- 3 ہر معاملے میں اپنی من مانی کرنا دوسروں کو تنگی میں مبتلا کرنے والی بات ہے، دوسروں کی بھی سنیں پھر اس کے فائدے دیکھئے۔
- 4 ہر بات میں حکم چلانا: ”آج یہ پکالو، یہاں نہیں جانا، آج وہاں نہیں جانا، دیواروں پر فلاں رنگ ہو گا“ یہ انداز آپ کی شخصیت کو چار چاند نہیں لگائے گا، اپنے انداز میں لچک و گنجائش لائیں، کبھی مشورہ دینے کا انداز اپنا کر دیکھیں مثلاً اگر چاہیں تو آج یہ پکالیں، اس طرح بچوں کی امی کے دل میں آپ ہی کا احترام بڑھے گا اور گھر میں بھی آپ کی قدر و قیمت بڑھ جائے گی۔
- 5 ایک ہی گھر میں رہنے والے عموماً ایک دوسرے کی نظروں میں ہوتے ہیں، اس لیے شیطان کے لیے دلوں میں بدگمانی پیدا کروانا آسان ہو جاتا ہے، مثلاً بہو کو کچن (Kitchen) میں باکس (Box)

گھر کا سکون جن چیزوں سے وابستہ ہے ان میں سے ایک ”جھگڑے (Dispute)“ سے بچنا بھی ہے، چنانچہ جس گھر میں میاں بیوی، ساس بہو، بھائی بہن، بھائی بھائی کی آپس میں نہ بنتی ہو، ہر ایک ہاتھ میں گویا بارودی مواد (Explosives) لے کر گھومتا ہو کہ جو نہی کسی نے ذرا سی بات کی فوراً آگ کا شعلہ بھڑک اٹھے اور ”جھگڑا“ شروع ہو جائے، اُس گھر میں امن و سکون کی فضا قائم ہونے کے بجائے ٹینشن (Tension) کی کیفیت دکھائی دیتی ہے۔ ”جھگڑے“ میں نقصان دونوں فریقوں کا ہوتا ہے، یہ الگ بات ہے کہ کسی کام تو کسی کا زیادہ۔ جس میں ذرا سی بھی عقل ہو گی وہ کبھی بھی ”جھگڑے“ کو اچھا نہیں سمجھے گا، لیکن ذرا سی بات پر جھگڑنے والوں کی عقل پر نہ جانے کونسا پردہ پڑ جاتا ہے کہ انہیں اپنی عزت و وقار کا احساس رہتا ہے نہ سامنے والے کی عزت کا! ”زبان درازی، دل آزاری، طنز، طعن، تمہت لگانا، عیب کھولنا، گالم گلوچ، ہاتھ پائی اور طلاق!“ خدا کی پناہ! کیا کچھ نہیں ہو جاتا اس ”جھگڑے“ میں؟ جھگڑا لو شخص کی مذمت کرتے ہوئے مدنی تاجدار صَلَّی اللہُ تَعَالَى عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا: بے شک اللہ عَزَّوَجَلَّ کو لوگوں میں سب سے ناپسند وہ لوگ ہیں جو شدید ”جھگڑا لو“ ہیں۔

(بخاری، 2/130، حدیث: 2457)

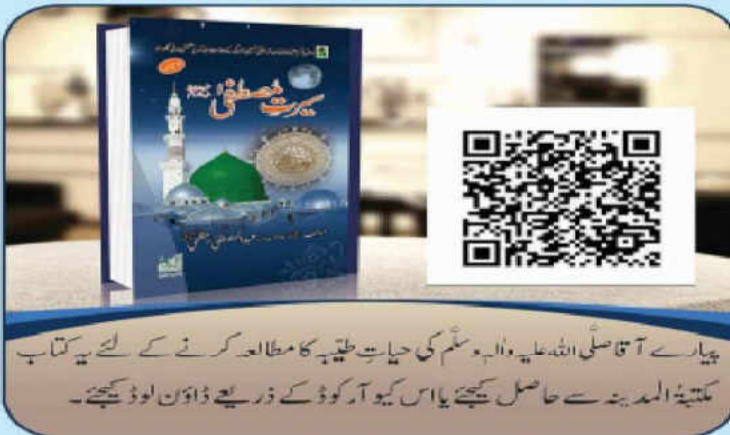
میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! آپس میں صلح اور پیار محبت کے ساتھ رہنے میں فائدہ ہے جبکہ جھگڑے میں نقصان، تو ہمیں ایسا کچھ کرنا چاہیے کہ جھگڑے کی نوبت ہی نہ آئے۔ **جھگڑا چھوڑنے کی فضیلت** بیان کرتے ہوئے سرکارِ مدینہ صَلَّی اللہُ تَعَالَى عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: جو شخص حق پر ہونے کے باوجود

حکایت ایک شخص اپنے گھریلو جھگڑوں سے تنگ تھا، ایک ماہر نفسیات سے مشورہ کیا تو اس نے کہا کہ آج جب گھر جاؤ اور دروازہ کھلے تو مسکرا کر گھر میں داخل ہونا، اس نے ایسا ہی کیا تو اس کی بیوی اس کے مسکرانے پر بے ہوش ہو گئی، جب اس سے وجہ پوچھی گئی تو اس نے بتایا کہ یہ جب بھی گھر آتے تھے منہ بنا ہوتا تھا، آج یہ مسکرائے تو میں خوشی کے مارے خود پر قابو نہ رکھ سکی۔ اس واقعے کے بعد مذکورہ گھر میں جھگڑے ختم ہوئے ہوں گے یا بڑھے ہوں گے، اس کا جواب اپنے آپ سے لے لیجئے۔

13 خاص مواقع پر غلط رویہ عمل بھی جھگڑے کی وجہ بنتا ہے۔ اپنے رشتے دار آئیں تو ”باچھیں کھل اٹھیں“ اور بیوی کے رشتہ دار مہمان بنیں تو ”موڈ (Mood)“ خراب ہو جائے، اگر بیوی کی دلجوئی کی نیت سے اس کے میکے سے آنے والوں کا استقبال مسکرا کر کر لیں گے تو آپ کا کیا جائے گا!

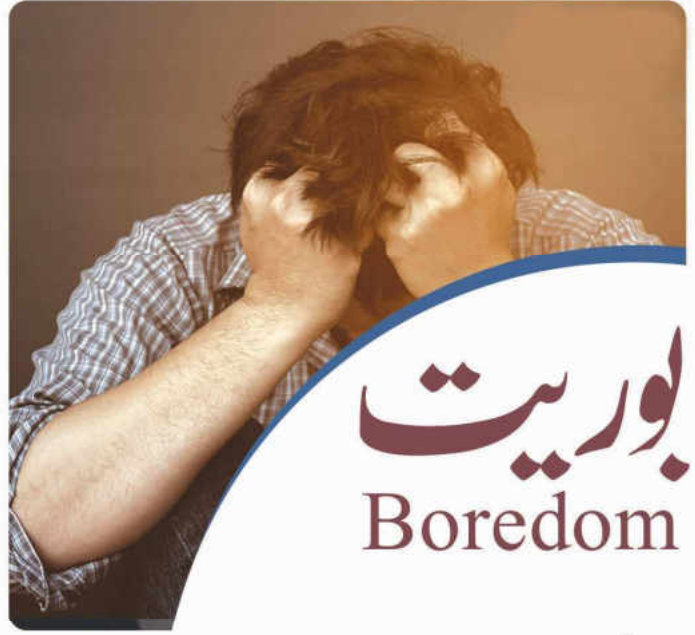
14 بعضوں کی عادت ہوتی ہے کہ بات بات پر دوسروں کو جاہل (Ignorant) قرار دیتے ہیں کہ تمہیں کچھ بتا ہی نہیں ہے، یاد رکھئے ”اندھے (Blind)“ کو بھی اندھا کہا جائے تو خوشی سے اس کے دل میں لڈو نہیں پھوٹتے بلکہ منہ میں ”کڑواہٹ“ ہی آتی ہے، اگر سامنے والا بالکل جاہل بھی ہو تو اسے جاہل کہنے سے اس کی جہالت دور ہونے سے رہی، ہاں! آپ بولنے میں احتیاط کریں گے تو جھگڑے کا راستہ رک جائے گا، آزمائش شرط ہے۔

کا دروازہ بند کرتے دیکھ کر ساس کے دل میں یہ خیال آئے کہ اچھا! یہ مجھ سے کھانے کی چیزیں چھپا کر رکھ رہی ہے، چاہے اس بے چاری نے مرچوں کا ڈبہ باکس میں رکھا ہو۔ جب تک گھر کا ہر فرد حسن ظن کے جام نہیں پیئے گا بدگمانی کا راستہ روکنا بہت مشکل ہے۔ **6** مشہور ہے ”جس کا کام اسی کو ساجھے“، کچھ کام عورتوں کے ذمے ہوتے ہیں مثلاً کچن، صفائی اور بستر کے معاملات، ان میں مردوں کو بلا ضرورت دخل نہیں دینا چاہیے اور کچھ مردوں کے کرنے کے ہوتے ہیں مثلاً سواری، دکانداری، فرنیچر وغیرہ اس میں عورتیں خواہ مخواہ دخل اندازی نہ کریں۔ **7** یہ بات اپنے پیش نظر رکھیں تو جھگڑا کرنے سے خود ہی رک جائیں گے کہ سامنے والا بھی انسان ہے اُسے بھی بھول، تھکن اور بیماری لگ سکتی ہے، اسے بھی غصہ آتا ہے۔ **8** چھوٹی چھوٹی باتوں پر طوفان مچانے والا اپنا وقار کھو بیٹھتا ہے۔ **9** ہر وقت ”تقید کے تیر“ برسانے کے بجائے اچھے کاموں پر حوصلہ افزائی بھی کرتے رہنا چاہیے، اس سے دوسروں کے دل میں جگہ بنتی ہے۔ **10** نرمی بہترین حکمت عملی ہے۔ **11** دوسروں کے احسانات کو تسلیم کریں، دعاؤں سے نوازیں، کبھی بچوں کی امی کی دل جوئی کریں کہ تم میرے بچوں کو سنبھالتی ہو میرے کھانے پینے اور کپڑوں کا بھی خیال رکھتی ہو، گھر کی صفائی بھی کرتی ہو، میرے والدین کی خدمت بھی کرتی ہو، اللہ عَزَّوَجَلَّ تمہیں اس کا عظیم ثواب عطا فرمائے، تو کبھی اپنی امی کے احسانات کا شکر یہ ادا کریں کہ آپ نے مجھے پالا پوسا، اپنا آرام میرے آرام کے لیے قربان کیا، آج بھی میری خوشی کا خیال رکھتی ہیں، میں آپ کی ویسی خدمت نہیں کر پارا جیسا کرنے کا حق ہے، اسی طرح دیگر افراد خانہ کی بھی دل جوئی کی جاسکتی ہے، لیکن خیال رہے کہ یہ سب کچھ حسبِ حال ہو اور اس میں جھوٹ کی ملاوٹ نہ ہو۔ **12** ہر وقت تیوری چڑھا کر رکھنا (یعنی غصیلا چہرہ بنانا) آپ سے لوگوں کو دور تو کر سکتا ہے قریب نہیں۔



امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے مایہ ناز شاگرد امام محمد شیبانی رحمۃ اللہ علیہ کے پاس رات کے وقت مختلف قسم کی کتابیں رکھی ہوتی تھیں جب ایک فن (کو مسلسل پڑھنے) سے اکتا جاتے تو دوسرے فن کے مطالعے میں لگ جاتے تھے۔ (تعلیم المتعلم طریق التعلیم، ص 101)

ماہنامہ فیضانِ مدینہ کے قارئین! بہت مرتبہ ایسا ہوتا ہے کہ ہمارا کسی کام میں جی نہیں لگتا لیکن پھر بھی کرنا پڑتا ہے، کسی کا طویل انتظار کرنا پڑے، رات کو نیند نہ آئے، بجلی چلی جائے اور کچھ کرنے کو نہ ہو، سبق میں دل چسپی نہ ہو پھر بھی پڑھنا پڑے یا کسی کی خشک باتیں توجہ سے سننی پڑیں تو ہمارے دل پر بیزاریت اور اکتاہٹ کی کیفیت طاری ہوتی ہے جسے بوریٹ (Boredom) کا نام دیا جاتا ہے۔



بوریٹ Boredom

بوریٹ کا سب سے آسان حل (Solution) یہ سمجھا جاتا ہے کہ

انسان کسی دل چسپ کام میں مصروف ہو جائے، چنانچہ بچے جب بور ہوتے ہیں تو اپنے کھلونوں سے کھیلنے لگتے ہیں، نوجوان یار دوستوں کے ساتھ گھومنے نکل جاتے ہیں، بڑی عمر کے لوگ گلی محلے میں اپنی چوپال جمالیتے ہیں، کوئی کتابیں پڑھ کر بوریٹ مٹاتا ہے تو کوئی ناول یا ڈائجسٹ اٹھا لیتا ہے، فلمیں ڈرامے دیکھنے والے، گانے باجے سننے والے، چغلیوں اور غیبیوں سے محفل کو گرمانے والے، پتنگ بازی کرنے والے اور سوشل میڈیا پر بے مقصد مصروف ہونے والے ایک اعتبار سے اپنی بوریٹ سے نجات پانے کی کوشش کر رہے ہوتے ہیں کیونکہ اگر ان کی یہ مصروفیات (Activities) ان سے چھین لی جائیں تو یہ بور ہونا شروع ہو جائیں گے۔

قابل غور پہلو: بوریٹ مٹانے کے لئے اپنی دل چسپی کی مصروفیت اپنانے میں کوئی حرج نہیں لیکن چند باتیں پیش نظر رکھنا بہت ضروری ہیں: ① وہ مصروفیت فرائض و واجبات کی ادائیگی میں رکاوٹ نہ بنے، سیر و تفریح ہو یا کچھ اور! اس کی وجہ سے فرض نماز چھوڑنے کی شرعاً اجازت نہیں ہے، اسی طرح ہر مسلمان پر اپنی ضرورت کے مسائل سیکھنا فرض ہے جیسے عقائد، نماز، روزہ وغیرہ کے شرعی مسائل، تو اگر وہ محض دنیاوی معلومات یا حکایات پر مشتمل کتابیں ہی پڑھتا رہے گا تو فرض علم سیکھنے سے محروم رہ جائے گا ② وقت جیسی انمول نعمت ضائع نہ ہو کیونکہ یہ دولت ہمیں بے کار کاموں میں لٹانے کے لئے نہیں ملی بلکہ ہمیں اس کا استعمال اپنی دنیا و آخرت بہتر بنانے کے لئے کرنا چاہئے۔ کوئی طالب علم دین اپنا وقت پڑھائی کرنے کے بجائے گھومنے پھرنے میں ضائع کرے تو اس کا اچھا اور ماہر عالم بننا بہت دشوار ہوتا ہے ③ وہ مصروفیت کسی گناہ پر مشتمل نہ ہو جس سے ہماری آخرت کو نقصان پہنچتا ہو مثلاً اگر کوئی فلم یا ڈرامہ دیکھتا ہے تو یہ گناہ اور جہنم میں لے جانے والے کام ہیں، اسی طرح کوئی ایسی محفل میں بیٹھتا ہے جہاں کسی کی غیبتیں، چغلیاں کی جارہی ہوں، اس پر تہمتیں باندھی جارہی ہوں یا اس کے پوشیدہ عیب کھولے جارہے ہوں تو بولنے والوں کے ساتھ ساتھ شوق سے سننے والا بھی گناہ گار ہو گا ④ کسی کی حق تلفی نہ ہوتی ہو مثلاً طلبہ کو پڑھانے والا اگر موبائل وغیرہ پر مصروف رہے گا تو طلبہ کی تعلیم کا حرج ہو گا اور (عرف سے ہٹ کر اس طرح کرنے والے) استاذ کے لئے اتنے وقت کی اجرت (Salary) لینا بھی جائز نہیں ہو گا، اسی طرح کسی دفتر میں کام کرنے والا بوریٹ کی وجہ سے آفس ورک چھوڑ کر کسی ذاتی کام (مثلاً گھر پر لمبی لمبی کالیں کرنے، سوشل میڈیا یا اخبار پڑھنے) میں مصروف ہو جائے گا تو اتنے وقت کی اجرت کا حقدار نہیں ہو گا۔ (اس حوالے سے امیر اہل سنت ڈاکٹر محمد صالح المنجد کا رسالہ ”حلال روزی کمانے کے 50 طریقے“ پڑھنا بہت مفید ہے)

اللہ پاک ہمیں کرنے کے کاموں میں مصروف رہنے اور نہ کرنے کے کاموں سے بچنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین



مثبت یا منفی؟

Positive or Negative?

استاذ صاحب سبق پڑھا کر فارغ ہوئے تو طلبہ سے فرمانے لگے: پہلے میں آپ کو ایک تمثیل (فرضی کہانی) سناتا ہوں پھر اس میں موجود کرداروں پر بات کرتے ہیں، ایک کسان اپنی بیل گاڑی پر خر بوزے لے کر بیٹوں کے ہمراہ گاؤں سے شہر کی طرف آرہا تھا، خر بوزوں کی مقدار زیادہ تھی اور راستے کچھ پکے! جب کہیں چڑھائی آتی تو ایک بیٹا بیل کے ساتھ مل کر زور لگاتا اور گاڑی کو آگے کی طرف کھینچتا، دوسرا پیچھے سے دھکا لگاتا لیکن تیسرا بیٹا عجیب و غریب حرکت کرتا، وہ بیل گاڑی کے پیچھے کے باہر والے حصے پر ہاتھ پاؤں جما کر کھڑا ہو جاتا اور گھومتے پیچھے پر خطرناک طریقے سے جھولے لینا شروع کر دیتا جس سے بیل گاڑی کو چلانے میں مشکل ہوتی جبکہ چوتھا بیٹا اس سے بھی چار ہاتھ آگے تھا وہ تھوڑی تھوڑی دیر بعد باپ سے نظر بچا کر ایک خر بوزہ اٹھاتا اور جھاڑیوں میں پھینک دیتا۔

اس کے بعد استاذ صاحب نے سوالیہ نظروں سے طلبہ کو دیکھا اور پوچھا: ان میں کون مثبت کردار ادا کر رہا تھا اور کون منفی؟ طلبہ فوراً بولے: کسان اور اس کے دو بیٹے جو بیل گاڑی کو آگے بڑھنے میں مدد دیتے تھے اور بیل، یہ مثبت کردار تھے جبکہ پیچھے پر جھولے لینے والا فضول اور منفی کیونکہ وہ آگے بڑھنے سے روکتا تھا جبکہ خر بوزے پھینک کر ضائع کرنے والا تو بہت ہی منفی کردار کا حامل تھا۔

اب استاذ صاحب طلبہ سے مخاطب ہوئے: ہم سب کو اپنے اپنے گھر، محلے، درس گاہ، تجارت اور ملازمت کی جگہ پر مثبت کردار ادا کرنا چاہئے۔

مثلاً گھریلو زندگی کی گاڑی اپنی منزل کی طرف جارہی ہے، فرض کیجئے کہ بیل سے مراد آپ کے والد صاحب کا ذریعہ روزگار تجارت یا نوکری وغیرہ ہے، خر بوزوں سے مراد آپ کے والد کی کمائی ہے، اگر آپ اس رقم کو بے جا خرچ کریں گے تو گویا یہ کمائی ضائع ہو گئی لیکن اگر آپ گھر میں بجلی، پانی اور گیس کا استعمال احتیاط سے کریں گے، کھانا ضائع کرنے سے بچیں گے، بے جا فرمائشیں نہیں کریں گے، گھر کی چیزوں کو توڑیں پھوڑیں گے نہیں تو یہ کمائی کو بچانے والے کام ہیں، اس کے علاوہ اگر آپ اپنے بہن بھائیوں اور والدہ کے ساتھ عزت و محبت کا رویہ رکھیں گے تو یہ یقیناً ایک مثبت رویہ ہے جو آپ کے کردار کو بلند می عطا کرے گا اور اگر رویہ اس کے برعکس ہو تو گھر والے ہی آپ سے کترانے لگیں گے۔ اسی طرح محلے میں بھی کسی کے لئے مسئلہ نہ بنیں، محلے داروں سے بے وجہ اُلجھنا، بچوں کو جھاڑنا مارنا، پان کی پیک سے دوسروں کی دیواریں رنگ دینا، آتے جاتے کان پھاڑنا، بجانا، یہ سب کچھ آپ کا کیسا منج بنائے گا، یہ جاننا مشکل نہیں۔

رکھنا، کارکردگی کے معیار کو صرف کاغذوں میں نہیں بلکہ حقیقت میں بھی اُونچا کرنا، خود کو اچھا ثابت کرنے کے لئے دوسروں کو ڈی گریڈ نہ کرنا، بڑوں کی عزت چھوٹوں پر شفقت کرنا ہمیں اس ادارے کی ضرورت بنا دے گا۔

اسی طرح آپ غور کرتے چلے جائیں گے تو ہمارا مثبت کردار ہمیں ہر جگہ کامیابی سے ہمکنار کرے گا، آزما کر دیکھ لیجئے!



یونہی اپنی درس گاہ، تعلیمی ادارے میں بھی وقت پر پہنچنا، کلاس وغیرہ کے ڈسپلن کا خیال رکھنا، اپنے کلاس فیروز سے حُسن سلوک کرنا، وقت پڑنے پر ان کی مدد کرنا، باہمی احترام کی فضا قائم کرنے میں اپنا رول ادا کرنا، اساتذہ کی عزت کرنا، ان کی توقعات پر پورا اُترنا، فضول بیٹھکوں سے بچ کر اپنی پڑھائی پر فوکس کرنا، اس طرح کی دیگر مثبت خصوصیات آپ کو اچھا اسٹوڈنٹ بننے میں کامیابی دیں گی۔ اگر کسی ادارے میں جاب کرنے کا موقع ملے تو اپنے کام پر توجہ

انحوائسے حفاظت کا نسخہ

”يَا حَافِظُ يَا حَافِظُ“ 11 بار روزانہ پڑھ کر بچوں کو دم کر دیا کریں، بڑے جب وضو کریں تو ہر عضو دھوتے ہوئے ”یا قَادِرُ“ کم از کم ایک بار پڑھیں (درو پاک بھی پڑھیں مستحب ہے)

(از: امیر اہل سنت دامت بركاتہم العالیہ مدنی مذاکرہ 29 ستمبر 2018ء)

دعوتِ اسلامی کی مجلسِ آنسٹس کی جانب سے شاندار پیشکش

Kalam e Aala Hazrat Mobile Application

نمایاں خصوصیات:

- اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان رحمۃ اللہ علیہ کا نعتیہ دیوان ”حدائقِ بخشش“ اپیلی کیشن کی صورت میں
- تمام کلامِ حروفِ تہجی کی ترتیب سے
- سرچ، کاپی اور شیئر کرنے کی سہولت
- کثیر کلام آڈیو اور ویڈیو کی صورت میں ڈاؤنلوڈ کرنے کی سہولت
- مدنی چینل کے پروگرام ”نعماتِ رضا“ کی ویڈیوز ڈاؤنلوڈ کرنے کی سہولت

اس اپیلی کیشن کو آج ہی   سے ڈاؤنلوڈ کیجئے

اور دوسروں کو بھی ترغیب دیجئے۔



انجانے خوف

پوری اُمت اس پر متفق ہو جائے کہ تم کو نفع پہنچائے تو وہ تم کو کچھ نفع نہیں پہنچا سکتی مگر اس چیز کا جو اللہ نے تمہارے لئے لکھ دی اور اگر سب اس پر متفق ہو جائیں کہ تمہیں کچھ نقصان پہنچادیں تو ہرگز نقصان نہیں پہنچا سکتے مگر اس چیز سے جو اللہ نے لکھی۔ (ترمذی، 231/4، حدیث: 2524 ملقطاً) حکیم اُمت حضرت مفتی احمد یار خان رحمۃ اللہ علیہ نے اس حدیث پاک کے تحت جو وضاحت فرمائی ہے اس سے حاصل ہونے والے نکات پیش خدمت ہیں: * یعنی ساری دنیا مل کر تم کو نفع نہیں پہنچا سکتی اگر کچھ پہنچائے گی تو وہ ہی جو تمہارے مقدر میں لکھا ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ اللہ کا لکھا ہوا نفع دنیا پہنچا سکتی ہے۔ طبیب کی دوا شفا دے سکتی ہے، سانپ کا زہر جان لے سکتا ہے مگر یہ اللہ تعالیٰ کا طے شدہ اس کی طرف سے ہے، حضرت یوسف (علیہ الصلوٰۃ والسلام) کی قمیص نے دیدہ یعقوبی (یعنی حضرت سیدنا یعقوب علیہ الصلوٰۃ والسلام کی آنکھوں) کو شفا بخشی، حضرت عیسیٰ (علیہ الصلوٰۃ والسلام) مُردے زندہ، بیمار اچھے کرتے تھے مگر اللہ کے اِذن (یعنی اجازت) سے * لکھنے سے مراد لوح محفوظ میں لکھنا ہے اگرچہ وہ تحریر قلم نے کی مگر چونکہ اللہ کے حکم سے کی تھی اس لیے کہا گیا کہ اللہ نے لکھا مطلب ظاہر ہے کہ اگر سارا جہاں مل کر تمہیں کوئی نقصان دے تو وہ بھی طے شدہ پروگرام کے تحت ہو گا کہ لوح محفوظ میں یوں ہی لکھا جا چکا تھا * خیال رہے کہ تدبیر بھی تقدیر میں آچکی ہے لہذا تدبیر سے غافل نہ رہو مگر اس پر اعتماد نہ کرو نظر اللہ کی قدرت و رحمت پر رکھو۔ (مراۃ المناجیح، 7/117، 118 ملقطاً)

پیارے اسلامی بھائیو! مصیبت آنے پر خود کو اللہ پاک سے ڈرانے، صبر پر استقامت پانے اور غلط قدم اٹھانے سے خود کو

پیارے اسلامی بھائیو! اپنا ذہن بنا لیجئے کہ وہی ہوتا ہے جو منظورِ خدا ہوتا ہے، کالی بلی کے راستہ کاٹنے یا گھر کی چھت پر اُلو کے بولنے سے ہمیں کچھ نقصان نہیں پہنچے گا، کتنے ہی لوگ ایسے ہوتے ہیں جن کے سامنے سے کالی بلی (Black Cat) نہیں گزرتی پھر بھی انہیں کوئی نہ کوئی نقصان اٹھانا پڑتا ہے لہذا کالی بلی میں کوئی نُحوست نہیں ہے۔ سُورۃ توبہ میں اللہ پاک مسلمانوں سے ارشاد فرماتا ہے کہ یوں کہا کریں: ﴿لَنْ يُصِيبَنَا اِلَّا مَا كَتَبَ اللّٰهُ لَنَا هُوَ مَوْلَانَا وَعَلَى اللّٰهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُؤْمِنُونَ ﴿۱۰﴾﴾ تَرْجَمَةٌ كُنُوْا الْاِيْمَانَ: ہمیں نہ پہنچے گا مگر جو اللہ نے ہمارے لئے لکھ دیا وہ ہمارا مولیٰ ہے اور مسلمانوں کو اللہ ہی پر بھروسا چاہیے۔ (پ: 10، النوبہ: 51) امام فخر الدین رازی رحمۃ اللہ علیہ تفسیر کبیر میں فرماتے ہیں: اس آیت مبارکہ کا معنی یہ ہے کہ ہمیں کوئی خیر و شر، خوف و امید، شدت و سختی نہیں پہنچے گی مگر وہی کہ جو ہمارا مقدر ہے اور اللہ کریم کے پاس لوح محفوظ پر لکھی ہوئی ہے۔ (تفسیر کبیر، پ: 10، النوبہ، تحت الآیۃ: 66/6، 51)

رِزْق اور مصیبتوں کو لکھ دیا گیا ہے: سرکارِ مدینہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اللہ پاک نے ہر ایک جان کو پیدا فرمایا ہے اور اس کی زندگی، رِزْق اور مصیبتوں کو لکھ دیا ہے۔ (ترمذی، 57/4، حدیث: 2150 ملقطاً) لہذا ایک مسلمان ہونے کی حیثیت سے ہمارا اس بات پر یقین کامل ہونا چاہئے کہ رنج ہو یا خوشی! آرام ہو یا تکلیف! اللہ پاک کی طرف سے ہے اور جو مشکلات، مصیبتیں، تنگیاں اور بیماریاں ہمارے نصیب میں نہیں لکھی گئیں وہ ہمیں نہیں پہنچ سکتیں۔ **نقصان نہیں پہنچا سکتے:** نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے فرمایا: یقین رکھو کہ اگر

بچانے کے لئے توبہ و استغفار کرتے ہوئے یہ ذمہ بھی بنائے کہ ہم پر جو مصیبت نازل ہوئی ہے اس کا سبب ہمارے اپنے ہی کرتوت ہیں نہ کہ کسی کی نحوست کی وجہ سے ایسا ہوا ہے، پارہ 25 سورۃ الشُّورٰی کی 30 ویں آیت کریمہ میں ارشادِ ربّانی ہے: ﴿وَمَا آصَابَكُمْ مِّنْ مُّصِيبَةٍ فِيمَا كَسَبَتْ آيِدِيكُمْ وَيَعْفُوا عَنْ كَثِيرٍ ۝﴾ ترجمہ کنزُالایمان: اور تمہیں جو مصیبت پہنچی وہ اس کے سبب سے ہے جو تمہارے ہاتھوں نے کمایا اور بہت کچھ تو معاف فرمادیتا ہے۔

صدرُ الأفاضل حضرت علامہ مولانا سید محمد نعیم الدین مراد آبادی رحمۃ اللہ علیہ اس آیت کے تحت لکھتے ہیں: یہ خطاب مؤمنین مُکلفین سے ہے جن سے گناہ سرزد ہوتے ہیں، مراد یہ ہے کہ دنیا میں جو تکلیفیں اور مصیبتیں مؤمنین کو پہنچتی ہیں اکثر ان کا سبب ان کے گناہ ہوتے ہیں ان تکلیفوں کو اللہ تعالیٰ ان کے گناہوں کا کفارہ کر دیتا ہے اور کبھی مؤمن کی تکلیف اس کے رفعِ درجات (یعنی بلندیِ درجات) کے لیے ہوتی ہے۔ (تفسیر خزائن العرفان، پ 25، الشوری، تحت الآیہ: 30، ص 895) ہاتھوں ہاتھ سزا: کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ ہم پر آنے والی مصیبت ہمارے گناہوں کی فوری سزا ہوتی ہے، چنانچہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: إِذَا أَرَادَ اللَّهُ عَزَّوَجَلَّ بِعَبْدٍ خَيْرًا عَجَّلَ لَهُ عُقُوبَةَ ذَنْبِهِ یعنی اللہ عَزَّوَجَلَّ جب کسی بندے سے بھلائی کا ارادہ کرتا ہے تو اس کے گناہ کی سزا فوری طور پر اُسے (دنیا ہی میں) دے دیتا ہے۔ (مسند امام احمد، 5/630، حدیث: 16806) والدین کی نافرمانی کی سزا جلد ملتی ہے: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: تمام گناہوں میں سے جس گناہ کی سزا اللہ پاک چاہتا ہے قیامت تک مؤخر فرما دیتا ہے سوائے والدین کی نافرمانی کے کہ اس کی سزا وہ موت سے پہلے زندگی میں ہی دے دیتا ہے۔ (شعب الایمان، 6/197، حدیث: 7889) نماز نہ پڑھنے کی دنیوی سزا: نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فرمانِ عالیشان ہے: جس نے نماز چھوڑی اس نے اپنے اہل و عیال اور مال کو گھٹا دیا۔ (کنز العمال، 7/47، 132، حدیث: 19085) تنگدستی کا ایک سبب:

امیر اہل سنت علامہ محمد الیاس عطار قادری دَامَتْ بَرَكَاتُهُمُ الْعَالِيَةِ نے فیضانِ سنت جلد اول کے باب آدابِ طعام میں تنگدستی کے 44 اسباب بیان فرمائے ہیں، ان میں سے ایک نماز میں سُستی کرنا بھی

ہے۔ (فیضانِ سنت، 1/266) جھوٹی قسم کھانے کی دنیوی سزا: جھوٹی قسم کھا کر اپنا مال بیچنے والوں کی روزی میں برکت نہیں رہتی جیسا کہ سرکارِ مدینہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جھوٹی قسم سے سودا فروخت ہو جاتا ہے اور برکت مٹ جاتی ہے۔ (کنز العمال، 7/16، 8/297، حدیث: 46376) ایک مقام پر ارشاد فرمایا: قسم سامانِ بکوانے والی ہے اور برکت مٹانے والی ہے۔ (بخاری، 2/15، حدیث: 2087) گھروں کے ویران ہونے کا ایک سبب: گھریلو ناچاقیوں اور لڑائی جھگڑوں کا ایک سبب جھوٹی قسمیں کھانا بھی ہے جس کی وجہ سے خوشیوں بھرے کئی گھر ویران ہو جاتے ہیں، چنانچہ اعلیٰ حضرت، امام اہل سنت امام احمد رضا خان رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: جھوٹی قسم گھروں کو ویران کر چھوڑتی ہے۔ (فتاویٰ رضویہ، 6/602) ناپ تول میں کمی کرنے کا وبال: حضرت سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: جب کوئی قوم ناپ تول میں کمی کرنے لگتی ہے تو ان سے روزی منقطع کر دی جاتی ہے۔ (موظا لام مالک، 2/19، حدیث: 1020) حکیمُ الامت مفتی احمد یار خان رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: کم تولنے کی نحوست سے روزی کی برکت اڑ جاتی ہے یا اس ذریعے سے کمایا ہوا مال کسی نہ کسی وجہ سے ہلاک ہو جاتا ہے۔ (مرآة المناجیح، 7/175 ملخصاً) سود کی نحوست: حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: سُود سے (بظاہر) مال زیادہ ہو جاتا ہے، مگر اس کا انجام یہ ہے کہ مال کم ہو گا۔ (مسند امام احمد، 2/50، حدیث: 3754) علامہ عبد الرؤوف مُنٹاوی رحمۃ اللہ علیہ اس حدیثِ پاک کے تحت فرماتے ہیں: سُود کے ذریعے مال میں بڑی تیزی سے اضافہ ہوتا ہے مگر سُود لینے والے شخص پر (مال کی) تباہی و بربادی کے جو دروازے کھلتے ہیں ان کی وجہ سے وہ مال کم ہوتے ہوتے بالآخر ختم ہو جاتا ہے۔

(فیض القدر، 4/66، تحت الحدیث: 4505 ماخوذاً)
اللہ پاک ہمیں اپنی رضا پر راضی رہنے، بد شگونوں سے بچنے اور گناہوں سے دُور رہنے کی توفیق عطا فرمائے۔

اٰمِیْن بِجَاہِ النَّبِیِّ الْاَمِیْنِ صَلَّى اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم
نوٹ: بد شگونوں کے بارے میں تفصیل جاننے کے لئے مکتبۃ المدینہ کی 128 صفحات پر مشتمل کتاب ”بد شگونوں“ پڑھئے۔

بے وقوفوں کا چیمپیئن (The champion of fools)



عرصے بعد بادشاہ شدید بیمار ہو کر بستر سے لگ گیا۔ اس کی بیماری کاٹن کر ”سب سے بڑا بے وقوف“ بھی ملنے کے خیال سے آیا، بادشاہ بیڈ ریسٹ (Bed Rest) پر تھا لیکن اس شخص کو بادشاہ سے ملاقات کی خصوصی اجازت دے دی گئی۔ بے وقوف شخص نے بادشاہ سے پوچھا: کیا حال ہے؟ بادشاہ بولا: اس شخص کا حال کیا پوچھتے ہو جو ایسے سفر پر جا رہا ہے جہاں سے واپسی ممکن نہیں۔ بے وقوف نے حیرت سے پوچھا: کیا آپ وہاں سے واپس نہیں آئیں گے؟ وہیں رہیں گے؟ بادشاہ نے بے بسی سے کہا: ہاں! ایسا ہی ہے۔ بے وقوف نے سوال کیا: پھر تو آپ نے وہاں بہت بڑا محل (Palace)، باغات (Gardens)، خدمت کے لئے شاہی کنیزیں، غلام (Slaves) اور عیش و عشرت کا بہت سارا سامان روانہ کر دیا ہوگا! بادشاہ چیخ مار کر رونے لگا، بے وقوف نے بادشاہ کی یہ حالت دیکھی تو حیرت میں پڑ گیا کہ بادشاہ کو اچانک کیا ہو گیا ہے! ”نہیں! میں نے وہاں ایسا کچھ نہیں بھیجا،“ بادشاہ نے بمشکل جواب دیا۔ بے وقوف شخص کہنے لگا: یہ کیسے ہو سکتا ہے؟ آپ تو بہت عقل مند اور سمجھدار ہیں! آپ نے کچھ نہ کچھ تو بھیجا ہوگا؟ بادشاہ آپہن بھرنے لگا، نہیں نہیں! میں نے واقعی وہاں پر کچھ انتظام نہیں کیا۔ بے وقوف جانے کے لئے پلٹنے لگا تو اپنے گلے سے ہار اتارا اور یہ کہہ کر بادشاہ کے گلے میں ڈال دیا: پھر تو اس ہار کے سب سے زیادہ حقدار آپ ہیں۔

جب استاذ صاحب (Teacher) نے عالم کورس کی کلاس فائیو میں یہ سبق آموز فرضی حکایت سنائی تو طلبہ کرام منتظر تھے کہ اب استاذ صاحب نصیحت کے کون کون سے موتی انہیں عطا فرماتے ہیں!

زندگی کے پانچ مراحل: چند سیکنڈز کے بعد استاذ صاحب اپنی سیٹ سے کھڑے ہوئے، بورڈ پر پانچ لکیریں کھینچیں اور ہر ایک کے شروع میں نمبر لکھ دیئے:

—5—4—3—2—1

ایک دن بادشاہ (King) نے بڑا عجیب و غریب حکم دیا: ملک بھر سے بے وقوفوں کو اکٹھا کیا جائے، ان میں سے جو سب سے بڑا بے وقوف (Fool) ہو گا اسے انعام دیا جائے گا۔ انعام کے لالچ میں سینکڑوں بے وقوف دربار میں اکٹھے ہو گئے۔ بادشاہ نے ان میں بے وقوفی کے مختلف مقابلے (Competitions) کروائے، فائنل راؤنڈ میں جو شخص جیتا اسے ”بے وقوفوں کا چیمپیئن“ قرار دیا گیا، بادشاہ نے قیمتی ہیرے جو اہرات کا شاہی ہار اپنے گلے سے اتار کر اسے انعام میں دیا۔ ”سب سے بڑا بے وقوف“ شخص یہ اعزاز و انعام پا کر خوشی خوشی گھر کو لوٹ گیا۔ کچھ

ہے: اللہ کی قسم! آخرت کے مقابلے میں دنیا اتنی سی ہے جیسے کوئی اپنی انگلی کو سمندر میں ڈالے تو وہ دیکھے کہ اس انگلی پر کتنا پانی آیا۔ (مسلم، ص 1171، حدیث: 7197)

انسان کتنا سمجھدار کتنا نادان؟ غور کیجئے کہ انسان کتنا سمجھدار (Intelligent) ہے کہ بہت سے کام ایڈوانس میں کر لیتا ہے، مثلاً • گرمی کا موسم آنے سے پہلے A.C یا روم کولر کو چیک کروا کر اس کی سروس کروا لیتا ہے • شدید گرمی میں باہر جانے سے پہلے اے سی آن کر کے جاتا ہے تاکہ واپسی پر کمر اٹھنڈا ملے • لوڈ شیڈنگ کا سامنا ہو تو یو پی ایس، اسٹینڈ بائی جنریٹر کا بندوبست کر لیتا ہے • گاڑی تک پہنچنے سے پہلے ریمورٹ سے دروازہ آن لاک کر دیتا ہے • رش سے بچنے کے لئے رمضان کی آمد سے پہلے عید کی شاپنگ کر لیتا ہے • آسمان پر بادل دیکھ کر چھتری (Umbrella) ساتھ رکھتا ہے • گھر سے نکلنے وقت A.T.M کارڈ ساتھ رکھتا ہے کہ کہیں بھی رقم کی ضرورت پڑسکتی ہے • سائیکل والا ڈس بیس روپے، بانیک والا سو دو سو اور کار والا ہزار پانچ سو روپے جیب میں ڈال کر باہر نکلتا ہے کہ راستے میں ٹائر پنچر ہو گیا، پیٹرول ختم ہو گیا یا چھوٹی موٹی خرابی آگئی تو پریشانی نہ ہو • موبائل تنگ کرنے لگے تو بیچ دیتا ہے کہ ڈیڈ (Dead) ہو گیا تو کوئی قیمت نہیں ملے گی • بچی ابھی اپنے پاؤں پر چلنا بھی شروع نہیں کرتی کہ اس کی شادی کی فکر میں گھلنا شروع کر دیتا ہے • اس کے کام پورے نہیں ہوتے تو ٹائم مینجمنٹ سیکھتا ہے، ڈیلی، ویکی، منتھلی اور اینول (سالانہ) پلاننگ کرتا ہے • عوامی رجحانات دیکھ کر کاروبار کا رخ (Business Direction) موڑ دیتا ہے۔

لیکن ہماری اکثریت کتنی نادان (Ignorant) ہے کہ اخروی زندگی کے انتظامات اس کی ترجیحات (Preferences) میں شامل ہی نہیں ہیں، وہ اقدامات جن سے جہانِ آخرت کی بہتری وابستہ ہے، اس کے معمولاتِ زندگی کا حصہ ہی نہیں ہیں۔ اپنے امیج

طلبہ کی دلچسپی دیکھنے کے لائق تھی، استاذ صاحب نے بولنا شروع کیا، قرآن و حدیث کی روشنی میں انسان کی زندگی کو اجمالی طور پر ان پانچ مراحل (Stages) میں تقسیم کیا جاسکتا ہے:

1 عالمِ ارواح (The World of Spirits)، جہاں ہمارے خالق و مالک نے ہم سے اپنے رب ہونے کا اقرار کروایا تھا، اس کا ذکر سورہٴ اعراف میں ہے: ﴿الْأَسْتَبْرَبِ بِرَبِّكُمْ قَالُوا بَلَىٰ﴾ ترجمہ کنز الایمان: کیا میں تمہارا رب نہیں سب بولے کیوں نہیں۔ (پ 9، الاعراف: 172) 2 عالمِ دنیا (World)، جہاں ہم پیدا ہوئے اور مقررہ مدت تک زندگی گزارنے کے بعد یہاں سے رخصت ہو جائیں گے 3 عالمِ برزخ (Duration between Death and Resurrection)، مرنے کے بعد سے قیامت قائم ہونے تک کا درمیانی وقت عالمِ برزخ کہلاتا ہے 4 حشر (Judgment day)، جب ہم قبروں سے اٹھیں گے اور میدانِ محشر میں پہنچ کر اپنے اچھے بُرے اعمال کا حساب دیں گے 5 میدانِ محشر جس کے بعد ہمیں جنت یا دوزخ میں داخل کر دیا جائے گا۔

اس کے بعد استاذ صاحب فرمانے لگے: ہم پہلا مرحلہ (Stage) گزار آئے، دوسرا اس زمین پر گزار رہے ہیں، جبکہ تین مرحلے باقی ہیں۔ یہ بات بھی غور طلب ہے کہ پانچوں میں سے صرف دنیا ہی دائر العمل ہے جس کا اثر بقیہ تین مرحلوں یعنی برزخ، میدانِ محشر اور جنت یا دوزخ میں داخلے پر پڑے گا، منقول ہے: اَلدُّنْيَا مَذْرَعَةُ الْآخِرَةِ یعنی دُنْيَا آخِرَت کی کھیتی ہے۔ (فیض القدير، 2/440، تحت الحدیث: 2245)

پیارے اسلامی بھائیو! اب غور کیجئے کہ ہم بھی کہیں اس بادشاہ کی طرح غفلت کا شکار تو نہیں کیونکہ ہمارا فوکس صرف اور صرف دُنیاوی زندگی کے فوائد (Benefits) سمیٹنے اور نقصانات سے بچنے پر ہوتا ہے حالانکہ دُنیا اور آخرت میں اتنا بڑا فرق (Difference) ہے جتنا سمندر اور پانی کے چھوٹے سے قطرے میں ہوتا ہے، چنانچہ فرمانِ مصطفیٰ صَلَّ اللهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ

تکبر، حسد، بدگمانی جیسے باطنی گناہوں سے بچنا، حقوق العباد ادا کرنے میں کوئی کمی نہ رہنے دینا، فرائض و واجبات کے ساتھ ساتھ مُشْتَحَات پر عمل کر کے انعاماتِ آخرت پانے کے لئے نیکیوں کا خزانہ اکٹھا کرنے کی طرف عموماً انسان کی توجہ نہیں ہوتی مگر جسے اللہ کریم توفیق دے۔

اے عاشقانِ رسول! آپ کا کاروبار دنِ گنی رات چوگنی ترقی کرے یا نہ کرے، ملازمت میں آپ کا گریڈ اپ ہو یا نہ ہو، اس پر کوئی سزا نہیں لیکن فرائض و واجبات چھوڑنے پر عذابِ جہنم کی وارننگز موجود ہیں۔ حضرت سیدنا سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ کا فرمان ہے: لوگ سوئے ہوئے ہیں جب انہیں موت آئے گی تو بیدار ہو جائیں گے۔

(حلیۃ الاولیاء، 7/54، حدیث: 9576)

اللہ پاک ہماری دنیا اور آخرت دونوں بہتر فرمائے۔

اٰمِیْن بِجَاہِ النَّبِیِّ الْاَمِیْن صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم

کو بہتر بنانے کے لئے بارش، آندھی، بیماری میں اپنے آفس، کاروبار یا کسی تقریب میں وقت پر پہنچنے کو بے حد ضروری سمجھنے والا یہ انسان اپنے رب کو راضی کرنے اور آخرت کے انعامات پانے کے لئے پانچ وقت کی فرض نماز کے لئے مسجد میں حاضری سے غافل ہے۔ آفس میں ایمر جنسی نوعیت کا کام آجائے تو اپنے ریکارڈ کو بہتر کرنے کے لئے اس کام کو کرنے کی ذہن اس پر سوار ہو جاتی ہے پھر یہ نہ بھوک پیاس دیکھتا ہے، نہ کوئی بیماری اس کی راہ میں رکاوٹ بنتی ہے نہ تھکاوٹ اس کا راستہ روکتی ہے، لیکن جب بات رمضان کے فرض روزے رکھنے کی آتی ہے تو یہ مختلف بہانے بنانے لگتا ہے۔ یار دوستوں کی محفلوں اور مختلف تقریبات میں اپنی ناک اونچی رکھنے کے لئے بے حساب خرچ کرنے والے کو جب زکوٰۃ فرض ہونے پر اس کا حساب لگا کر ادا کرنے کا کہا جاتا ہے تو اس کا ہاتھ اور دل دونوں تنگ پڑ جاتے ہیں پھر یہ تھوڑی بہت رقم دے کر اپنے دل کو منالیتا ہے کہ میں نے زکوٰۃ ادا کر دی ہے۔ اسی طرح

دنیا بھر کے لاکھوں مقامات کے سحری و افطاری کے دُرست اوقات جاننے کے لئے

Prayer Times Mobile Application



اس ایپ میں آپ کے لئے:

- دنیا بھر میں اپنے علاقے کا سحری و افطاری کا دُرست نام جاننے کی سہولت
- اپنے شہر کے دُرست نماز پانچگانہ کے اوقات سے آگاہی
- سمت قبلہ معلوم کرنے کی سہولت
- مکروہ اوقات کا بتدائی و انتہائی وقت جاننے کی سہولت
- ہجری و عیسوی کیلنڈر
- روزِ مَرہ استعمال ہونے والے 40 آؤ تراویح و وظائف

GET IT ON
Google Play

www.dawateislami.net/downloads
I.T Department (Dawat-e-Islami)

آئی ٹی مجلس (دعوتِ اسلامی) کی یہ مفید ایپلی کیشن خود بھی ڈاؤن لوڈ کیجئے اور دوسروں کو بھی ترغیب دلائیے۔

کتنی طاقت رکھی ہے یہ خود انسان کو بھی معلوم نہیں! اس لئے انسان غیر معمولی صورت حال میں غیر معمولی کارکردگی دکھا سکتا ہے چنانچہ میری رائے اور تجربہ ہے کہ طوفان میں انسانی طاقت زیادہ قابل بھروسہ ہوتی ہے، اس واضح جواب کے بعد سلیکشن کمیٹی نے اس امیدوار کو بطور کیپٹن سلیکٹ کر لیا۔

ماہنامہ فیضانِ مدینہ کے قارئین! ہم بھی اپنی زندگی میں کئی معاملات میں کنفیوژن کا شکار ہو جاتے ہیں، اس کنفیوژن کی کیفیت میں ہمارے خیالات الجھ جاتے ہیں، صحیح اور غلط، حقیقی اور افسانوی کا امتیاز مشکل ہو جاتا ہے، اس خلط ملط کی وجہ سے انسان کسی واضح فیصلے پر نہیں پہنچ پاتا مثلاً بچے کو کون سے اسکول یا جامعہ میں داخل کروائیں؟ سائنس کے سبیکٹ لیس یا آرٹس کے؟ کاروبار کریں یا نوکری؟ فلاں شخص پر رقم کے حوالے سے بھروسہ کریں یا نہیں؟ ٹرین سے سفر کریں یا بس سے؟ کرائے کا مکان کون سے علاقے میں لیا جائے؟ اس رشتے کے لئے ہاں کہی جائے یا نہیں؟ وغیرہ۔

ٹھوس بنیاد پر رائے کی تبدیلی کوئی بُری بات نہیں لیکن ہمارے معاشرے میں ایسے افراد بھی پائے جاتے ہیں جن کی رائے ایسی کنفیوژ ہوتی ہے کہ جو چیز کچھ دیر پہلے انہیں زہر لگتی تھی تھوڑی دیر بعد وہ انہیں شہد دکھائی دینے لگتی ہے، وہ شخص جسے وہ مجرم ڈکلیئر کر دیتے ہیں تھوڑی دیر بعد انہیں بے قصور لگنے لگتا ہے۔ ایسا کنفیوژڈ شخص اگر کوئی فیصلہ کر بھی لیتا ہے تو اپنی رائے پر قائم نہیں رہتا، لہذا! دوسرے لوگ ان کے ساتھ کاروبار کرنے یا انہیں ملازمت پر رکھنے سے کتراتے ہیں۔

کنفیوژن کا حل: کنفیوژن سے نکلنے کے لئے چند چیزیں پیش نظر رکھنا بہت مفید ہے:

1 خود تجربہ کر کے ٹھوکر کھانے سے بہتر ہے کہ کسی تجربہ کار سے مشورہ کر لیا جائے کیونکہ تجربہ کار (Expert) لوگوں سے مشورہ (Counselling) کرنے سے عموماً ایسا پہلو سامنے آ جاتا ہے جو پہلے ہماری نگاہ میں نہیں ہوتا۔

2 اچھی طرح غور کر کے فیصلہ کیجئے اور نتیجہ اللہ پر چھوڑ دیجئے، اللہ پاک فرماتا ہے: ﴿وَتَوَكَّلْ عَلَى الْعَزِيزِ الرَّحِيمِ﴾ ۱۰۰ ترجمہ

کنفیوژن Confusion



بحری جہاز کے کیپٹن کی سلیکشن کے لئے انٹرویو کا سلسلہ جاری تھا، سلیکشن کمیٹی کا سربراہ ہر امیدوار سے ایک سوال ضرور پوچھتا کہ اگر کبھی بھڑے ہوئے سمندری طوفان میں جہاز چھوڑ کر نکلنا پڑے تو آپ اپنی اور عملے کی جانیں بچانے کے لئے کونسی لائف بوٹ کا انتخاب کریں گے، انجن سے چلنے والی یا چپوؤں سے چلنے والی کشتی کا؟ اس کے جواب میں امیدوار کنفیوژن (الجھن) کا شکار ہو جاتا پھر وہ جو جواب دیتا تو سلیکشن کمیٹی کی طرف سے اس کی وجہ پوچھی جاتی تو وہ خاموش ہو کر رہ جاتا، یہ سوال آخری امیدوار (جو تمام امیدواروں میں سینیئر تھا، اس) سے پوچھا گیا تو اس نے بغیر کنفیوژ ہوئے بڑے اعتماد سے جواب دیا: چپوؤں والی کشتی کا۔ سلیکشن کمیٹی کے ایک ممبر نے اس کی وجہ پوچھی تو امیدوار نے جواب دیا: اس لئے کہ انجن کی طاقت محدود ہوتی ہے جبکہ انسان کے اندر رب کریم نے

کس وضاحت سے اپنے معاملات اس کے حوالے کرنے پر حفاظت، دشمنوں کے خلاف امداد اور بندے کے اپنی مراد میں کامیاب ہونے کا ذکر فرمایا ہے! اس میں خوب غور کرو، اللہ تمہیں بھلائی کی توفیق بخشے۔ (منہاج العابدین، ص 114)

3 بعض اوقات دو چیزوں میں انتخاب (Selection) کا فیصلہ کرنا ہوتا ہے اور دونوں دُرست ہوتی ہیں، ایسے میں فیصلہ نہ ہو رہا ہو تو استخارہ کر لیجئے۔ حضور پاک، صاحبِ لولاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فرمانِ عالیشان ہے: **مَا خَابَ مَنْ اسْتَحَارَ، وَلَا نَدَرَ مَنْ اسْتَشَارَ، وَلَا عَلَاَ مَنْ افْتَصَدَ** یعنی جو استخارہ کرے وہ نقصان میں نہ رہے گا، جو مشاورت سے کام کرے وہ پشیمان نہ ہوگا اور جس نے میانہ روی اختیار کی وہ محتاج نہ ہوگا۔ (مجمع الزوائد، 2/566، حدیث: 3670) استخارے کا طریقہ جاننے کے لئے مکتبۃ المدینہ کی کتاب ”بہد شگونی“ کا صفحہ 47 تا 53 پڑھ لیجئے۔

اللہ کریم ہمیں خوا مخواہ کی کنفیوژن سے بچنے کی توفیق عطا فرمائے۔ امین بجاہ النبی الامین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

کنزُ العرفان: اور اس پر بھروسہ کرو جو عزت والا، رحم فرمانے والا ہے۔ (پ 19، اشعرآء: 217) حضرت علامہ سپید محمد نعیم الدین مراد آبادی رحمۃ اللہ علیہ اس آیت کے تحت لکھتے ہیں: یعنی تم اپنے تمام کام اس کو تفویض (یعنی سپرد) کرو۔ (خزائن العرفان، ص 697)

اپنا معاملہ اللہ کریم کے حوالے کرنے کا فائدہ: حضرت امام محمد بن محمد غزالی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں: جب تم اپنا معاملہ اللہ پاک کے سپرد کر دو گے اور اس سے سوال کرو گے کہ وہ تمہارے لئے ایسی شے کا انتخاب کرے جس میں تمہاری بہتری ہو تو ضرور تمہیں خیر اور دُرستی ہی نصیب ہوگی اور تم نیک کام سے ہی ہمکنار ہو گے۔ اللہ پاک نے اپنے ایک صالح بندے کے الفاظ نقل کرتے ہوئے فرمایا: ﴿وَأَقْوَصُ أَمْرِي إِلَى اللَّهِ إِنَّ اللَّهَ بَصِيرٌ بِالْعِبَادِ﴾ **فَوَقَّعَهُ اللَّهُ سَبِيحَاتٍ مَّامَكَرُوا وَوَحَا قِيَالَ فِرْعَوْنَ سَوْءَ الْعَرَابِ** ﴿ تَرْجَمَهُ كَنُزُ الْإِيمَانِ: اور میں اپنے کام اللہ کو سونپتا ہوں بے شک اللہ بندوں کو دیکھتا ہے تو اللہ نے اسے بچالیا ان کے نکر کی بُرائیوں سے اور فرعون والوں کو بُرے عذاب نے آگھیرا۔ (پ 24، المؤمن: 44:45) تم دیکھتے نہیں کہ رب کریم نے

خصوصی اسلامی بھائیوں کے لئے علم دین سیکھنا ہوا اب بہت آسان

DEAF AND MUTE MUSLIMS MOBILE APPLICATION

جس میں شامل ہیں



ڈاؤن لوڈ اور شیئر کرنے کا آپشن



جج کا مکمل طریقہ اشاروں کی زبان میں



یکھئے اشاروں کی زبان



خصوصی اسلامی بھائیوں کے لئے ایڈیٹ ٹیوز



بولٹا رسالہ (Audio Book)

مجلس آئی ٹی کی پیش کردہ اس مفید ایپلی کیشن کو خود بھی ڈاؤن لوڈ کیجئے

اور اس کی ترغیب بھی دلائیے۔



GET IT ON
Google Play

www.dawateislami.net/downloads
I.T DEPARTMENT



گھریلو بجٹ کیوں نہیں بناتے؟

Why don't we make a household Budget?

کتنے ہی کم کر لیں ان کی زندگی کی بنیادی ضرورتیں ہی پوری نہیں ہوتیں اللہ کریم ان کے حالات بہتر فرمائے، لیکن کچھ لوگ ایسے بھی ہوتے ہیں جنہیں کمانا تو آتا ہے خرچ کرنا نہیں آتا۔

یاد رکھئے! خرچ کرنے کے بعد پریشان ہونے سے بہتر ہے کہ خرچ کرنے سے پہلے سوچ لیا جائے، اس لئے اگر ہم آمدنی اور خرچ میں توازن (Balance) قائم کرنے کے لئے گھریلو بجٹ بنالیں تو کئی ٹینشنوں سے بچ جائیں گے۔

گھریلو بجٹ بنانے کی احتیاطیں: بجٹ بنانے سے پہلے چند باتوں کا ضرور خیال رکھئے: * فضول خرچی سے پرہیز کیجئے، غیر ضروری اخراجات کو گھریلو بجٹ کا حصہ نہ بنائیے * گناہوں کے کاموں مثلاً سینما ہال وغیرہ کی ٹکٹوں اور فلمیں گانے وغیرہ سننے دیکھنے کے لئے مہنگے ساؤنڈ سٹیم اور ایل سی ڈیز (LCDs) وغیرہ پر خرچ نہ کیجئے * رقم ایک شخص کے پاس جمع ہو اور وہی اخراجات کے لئے رقم ادا کرے اور وہی آمدنی اور اخراجات کا تحریری حساب بھی رکھے * جس کام کے لئے گھریلو بجٹ میں جتنی رقم خاص (Fix) کی گئی ہے اس سے زیادہ

انسانی زندگی ضروریات (Necessities)، سہولیات (Comforts) اور آسائشات (Luxuries) پر مشتمل ہے اور یہ سب چیزیں مفت میں نہیں ملتیں ان کے لئے رقم خرچ کرنی پڑتی ہے۔ ہمارے معاشرے (Society) میں عموماً چار قسم کے لوگ پائے جاتے ہیں: **ایک** وہ جو بے حساب کھاتے اور بے حساب خرچ کرتے ہیں (ایسے لوگ آگے چل کر معاشی پریشانیوں (Financial Crisis) کا شکار ہو سکتے ہیں)، **دوسرے** وہ جو بے حساب کھاتے اور حساب سے خرچ کرتے ہیں، **تیسرے** وہ جو حساب سے کھاتے اور حساب سے خرچ کرتے ہیں اور **چوتھے** وہ جو حساب سے کھاتے اور بے حساب خرچ کرتے ہیں، اس قسم کے لوگ عموماً تنخواہ دار ہوتے ہیں جو مالی طور پر پریشان رہتے ہیں جس کا اثر ان کی گھریلو زندگی پر بھی پڑتا ہے اور میاں بیوی کے درمیان جھگڑے ہونا شروع ہو جاتے ہیں۔

گھریلو بجٹ بنانا کیوں ضروری ہے؟ ”گزارہ نہیں ہوتا،“ ”پوری نہیں پڑتی،“ ”آج کل ہاتھ تنگ ہے“ جیسے جملے آپ نے اکثر سنے ہوں گے۔ بے شک بعض بے چاروں کی آمدنی (Income) ہی اتنی کم ہوتی ہے کہ وہ اپنے اخراجات (Expenses)

بانیک وغیرہ چھن گئی یا چوری ہو گئی 10 طویل المدت خرچے (Long Term Expenses): مستقبل میں کوئی شے مثلاً فرنیچر، واشنگ مشین، فرنیچر، بانیک یا زمین وغیرہ خریدنے کا ارادہ ہو تو اخراجات کے بعد بچ جانے والی رقم محفوظ کر لینا۔

کس پر کتنا خرچ کرنا ہے؟ اس کے لئے مشورہ ہے کہ سب سے پہلے یہ حساب لگالیں کہ آپ اوپر بیان ہونے والی چیزوں پر اپنے گھر میں کتنا خرچ کرتے ہیں اور کہاں کہاں کٹوتی (یعنی کم کرنے) کی گنجائش ہے؟ اس کے مطابق اپنے ماہانہ خرچ کا حساب کر لیں پھر اپنے گھر کا بجٹ نیچے دیئے گئے فرضی گھریلو بجٹ کے مطابق بنالیں (آپ چاہیں تو فیصدی رقم کی جگہ اصل رقم بھی لکھ سکتے ہیں مثلاً آپ کے یوٹیلٹی بلز کا خرچ دس ہزار ہے تو بجٹ ٹیبل میں یہی لکھ دیجئے):

گھریلو بجٹ کا ٹیبل

راش	40 فی صد
صفائی ستھرائی	05 فی صد
یوٹیلٹی بلز	10 فی صد
کرایہ	12 فی صد
علاج	05 فی صد
تعلیم	10 فی صد
مرمت یا تبدیلی	03 فی صد
راہ خدا میں خرچ	05 فی صد
غیر متوقع اخراجات	05 فی صد
طویل المدت خرچ	05 فی صد

اللہ پاک کی رحمت سے اُمید ہے کہ گھریلو اخراجات کا اس طرح جائزہ لینے اور بجٹ بنانے سے فضول خرچی سے بھی جان چھوٹے گی اور بلاوجہ کسی کے آگے سوال بھی نہیں کرنا پڑے گا۔ اللہ پاک ہمیں آسانی اور عافیت عطا فرمائے۔

اٰمِیْن بِجَاہِ النَّبِیِّ الْاَحْمَدِیْنَ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم

خرچ نہ کی جائے * جہاں جہاں بچت (Saving) ممکن ہو کر لی جائے، جتنی بچت زیادہ اتنی پریشانی کم۔

گھریلو بجٹ بنانے کا طریقہ: اپنے ماہانہ گھریلو بجٹ کو 10 حصوں میں تقسیم کر لیجئے (ہر ایک اپنے رہن سہن (Lifestyle) کے مطابق اس میں کمی یا اضافہ بھی کر سکتا ہے):

1 راشن: اس میں آٹا، چاول، گھی، کوکنگ آئل، چینی، چائے کی پتی، دالیں، سبزیاں، پھل، گوشت، نمک، مرچ، مسالے، دودھ وغیرہ شامل ہیں 2 صفائی ستھرائی: اس میں گھر، لباس، بدن اور برتنوں کی صفائی کے لئے استعمال ہونے والی اشیاء مثلاً صابن، سرف، شیمپو، فنانل، ٹوتھ پیسٹ، مسواک جیسی چیزیں شامل ہیں۔ 3 یوٹیلٹی بلز (Utility Bills): مثلاً بجلی، گیس، پانی، کیبل، انٹرنیٹ، موبائل کارڈ لوڈ (Load)

کروانا وغیرہ 4 کرایہ (Rent): جیسے مکان کا کرایہ، دفتر یا کسی کے گھر جانے کے لئے بس یا ٹیکسی، رکشے کا کرایہ وغیرہ، کمیٹی (یعنی بیسی) ڈالی ہو تو اس کی ادائیگی، قرض (Loan) لیا ہو تو اس کی ادائیگی، اگر اپنی بانیک یا کار ہے تو اس کے پیٹرول اور

سروس وغیرہ کا خرچہ 5 علاج (Medical Treatment): بیماری کی صورت میں ڈاکٹر کی فیس اور دوائی کی قیمت وغیرہ 6 تعلیم (Education): اسکول کالج وغیرہ کی فیس، اسکول وین (Van) کی فیس، کتابوں، کاپیوں اور اسٹیشنری پر آنے والے اخراجات اور بچوں کا جیب خرچ (Pocket Money) اور

روزانہ کا اسکول لُنج 7 گھریلو سامان کی مرمت یا تبدیلی: جیسے فرنیچر، واشنگ مشین، گیس کے چولہے وغیرہ میں خرابی کی صورت میں مرمت (Repairing) کا خرچہ کرنا یا پُرانا سامان استعمال کے قابل نہ ہونے کی صورت میں نیا خریدنا 8 راہ خدا

میں خرچ کرنا: کسی ضرورت مند کی مدد کرنا، بھوکے غریب کو کھانا کھلانا یا مسجد و مدرسہ میں فنڈ دینا وغیرہ 9 غیر متوقع اخراجات (Unexpected Expenses): مثلاً اچانک مہمان آگئے یا کسی شادی وغیرہ میں شرکت کرنا پڑی یا کوئی چیز گم ہو گئی، موبائل یا



غلط فہمی

Misunderstanding

تین سیب چار کیسے ہوں؟ ٹیچر نے ایک بچے سے بڑی نرمی سے پوچھا: مٹے! اگر میں تمہیں ایک سیب (Apple) دوں، پھر ایک اور سیب دوں اور پھر ایک سیب اور دوں تو تمہارے پاس ٹوٹل کتنے سیب ہو جائیں گے؟ بچے نے اپنی انگلیوں پر گن کر جواب دیا: چار۔ اتنی وضاحت کے ساتھ پوچھے گئے سوال کا غلط جواب سُن کر ٹیچر کا موڈ آف ہو گیا لیکن اس نے خود پر کنٹرول کرتے ہوئے کہا: بیٹا! میری بات غور سے سُنو اور شفقت کے ساتھ اپنا سوال دُہرا دیا (Repeat کیا)۔ بچہ ٹیچر کی ناگواری دیکھ چکا تھا، اس لئے اس نے بڑی توجہ کے ساتھ سیبوں کی تعداد کو گننا اور پورے یقین (Certainty) کے ساتھ کہا: ٹیچر! میرے پاس چار سیب ہو جائیں گے۔ یہ

بلکہ غور کریں کہ وہ ایسا کیوں کر رہا ہے! بلکہ اسی سے پوچھ لیں گے تو ہم غلط فہمی کا شکار ہونے سے بچ سکتے ہیں جیسا کہ مذکورہ اسٹوری میں ٹیچر نے کیا کہ بچے سے تین سیبوں کے چار ہونے کی وجہ پوچھی تو معاملہ واضح ہو گیا۔

مجھے بڑی شرمندگی ہوئی: کراچی کے ایک عالم دین کا کہنا ہے کہ میں جامعہ کی طرف آ رہا تھا کہ راستے میں ٹریفک جام ہونے کی وجہ سے رُکا تو کسی نے میری کار کے دروازے کے قریب آ کر کچھ کہا، اس شخص کے لباس وغیرہ کی وجہ سے میں نے سمجھا کہ بھیک مانگ رہا ہے کیونکہ اس علاقے میں کئی بار میرا پیشہ ور بھکاریوں (Professional Beggars) سے واسطہ پڑ چکا تھا چنانچہ میں نے اس کی بات غور سے سُننے بغیر ”معاف کرو“ کا اشارہ کر دیا، اس نے دوبارہ مجھ سے کچھ بات کرنا چاہی تو میں نے ذرا قریب ہو کر غور سے اس کی بات سُنی، وہ بڑی عاجزی سے کہنے لگا: میں نے آپ سے بھیک نہیں مانگی بلکہ میں محنت مزدوری کرتا ہوں میں نے تو آپ سے مزارِ قائد کی طرف جانے والا راستہ پوچھا تھا۔ یہ سُن کر مجھے بہت زیادہ شرمندگی ہوئی کہ میں نے اس کی بات سُننے بغیر اُسے بھکاری قرار دے دیا۔ میں نے فوراً اُس سے معافی مانگی اور اُسے راستہ سمجھا دیا۔ اس بات کو کئی سال گزر گئے لیکن

سُن کر ٹیچر سوچ میں پڑ گئی کہ یا تو وہ ناکام ٹیچر ہے جو بچے کو اپنا سوال نہیں سمجھا سکی یا پھر بچہ ذہنی طور پر بہت زیادہ کمزور (Weak) ہے! بہر حال اس نے اپنا سوال تبدیل کیا اور بچے سے پوچھا کہ یہ بتاؤ اگر میں آپ کو ایک کیلا (Banana) دوں، پھر ایک کیلا اور دوں، پھر ایک اور کیلا دوں تو آپ کے پاس کتنے کیلے ہو جائیں گے؟ بچے نے ٹیچر کی ناراضی سے بچنے کے لئے دو مرتبہ انگلیوں پر کاؤتنگ کی اور بڑے جوش سے کہا: تین۔ ٹیچر کو اطمینان ہوا کہ میری محنت بے کار نہیں گئی بچہ اب دُرست جواب دینے لگا ہے۔ چنانچہ اس نے سیبوں والا سوال دہرا دیا تو بچے نے جو خوف سے باہر آ چکا تھا، جواب دیا: ٹیچر! چار سیب۔ اب کی بار ٹیچر نے تھوڑا سخت لہجے میں کہا: مجھے یہ بتاؤ کہ یہ سیب چار کس طرح بن جاتے ہیں؟ بچے نے سہم کر جواب دیا: ٹیچر! آج صبح میری امی نے مجھے ایک سیب دیا تھا جو میرے بیگ میں رکھا ہے، اب اگر آپ مجھے تین سیب دیں گی تو سب ملا کر میرے پاس ٹوٹل چار سیب ہو جائیں گے۔

ماہنامہ فیضانِ مدینہ کے قارئین! اس اسٹوری میں ہمارے لئے یہ سبق ہے کہ ہم کسی کو روٹین سے ہٹ کر کوئی کام کرتا دیکھیں تو اس کے بارے میں فوراً منفی رائے (Negative Opinion) قائم نہ کریں

جب بھی مجھے یہ واقعہ یاد آتا ہے تو شرمسار ہو جاتا ہوں۔

قارئین! یاد کیجئے! ہم بھی زندگی میں کئی بار کسی کے بارے میں غلط فہمی (Misunderstanding) کا شکار ہو گئے ہوں گے جس کا شاید ہمیں نقصان بھی اٹھانا پڑا ہو، پھر اصل بات پتا چلنے پر ہمیں احساس ہوا ہو کہ ہم غلطی پر تھے تو کیا ہی اچھا ہو کہ ہم کسی کے بارے میں اپنی رائے فائنل کرنے سے پہلے خوب غور کرنے کی عادت بنالیں۔ جتنے احتمالات ہم اپنی غلطی کو Justify کرنے کے لئے قائم کرتے ہیں اگر اس سے آدھے احتمالات بھی ہم دوسروں کی غلطی کو Justify کرنے کے لئے قائم کریں تو بہت ساری غلط فہمیوں کا خاتمہ ہو سکتا ہے اور تعلقات بگڑنے سے بچ سکتے ہیں مثلاً * طالب علم سبق پڑھنے میں دلچسپی نہیں لے رہا تو اسے نالائق اور سست قرار دینے کے بجائے ٹیچر کو غور کرنا چاہئے کہ ہو سکتا ہے میں سبق ٹھیک سے نہیں سمجھا رہا یا ممکن ہے اس طالب علم کو گھر یلو ٹینشن ہو یا اس کی طبیعت خراب ہو! * ساس نے بہو کو کوئی کام کہا لیکن اس نے نہیں کیا تو اسے بد تمیز اور بے ادب قرار دینے کے بجائے ساس کو سوچنا چاہئے کہ ہو سکتا ہے کہ بہو اس کی بات نہ سُن پائی ہو یا مصروفیت میں بھول گئی ہو! * بوڑھے باپ نے بیٹے کو دفتر سے واپسی پر کوئی چیز لانے کی فرمائش کی لیکن بیٹا شام کو گھر آیا تو وہ چیز اس کے ہاتھ میں نہ تھی تو اسے احسان فراموش اور کٹنا قرار دینے کے بجائے بوڑھے باپ کو یہ سوچنا چاہئے کہ وہ بھول گیا ہو گا یا وہ چیز اسے بازار سے نہیں ملی ہو گی یا اس کے پاس وہ چیز خریدنے کے لئے آج پیسے نہیں ہوں گے۔ اس طریقے پر عمل کر کے ہم بہت سی غلط فہمیوں سے بچ سکتے ہیں۔ یاد رکھئے! بعض اوقات چھوٹی سی غلط فہمی میاں بیوی میں طلاق کروادیتی ہے، ساس بہو میں لڑائیاں کروادیتی ہے، بوڑھے والدین کو جوان اولاد کے خلاف کر دیتی ہے، بہن کو بہن سے اور بھائی کو بھائی سے لڑوا دیتی ہے، خاندانی جھگڑے کروادیتی ہے، دوستوں کی دوستی ٹوڑوا دیتی ہے، انسان کو انسان کے ہاتھوں قتل کروادیتی ہے، اُستاد کو شاگرد سے، سیٹھ کو ملازم، مرید کو پیر سے دُور کر دیتی ہے۔ غلط فہمیوں کی وجہ سے مضبوط ادارے اور بڑی بڑی تنظیمیں تک کمزور ہو جاتی ہیں۔

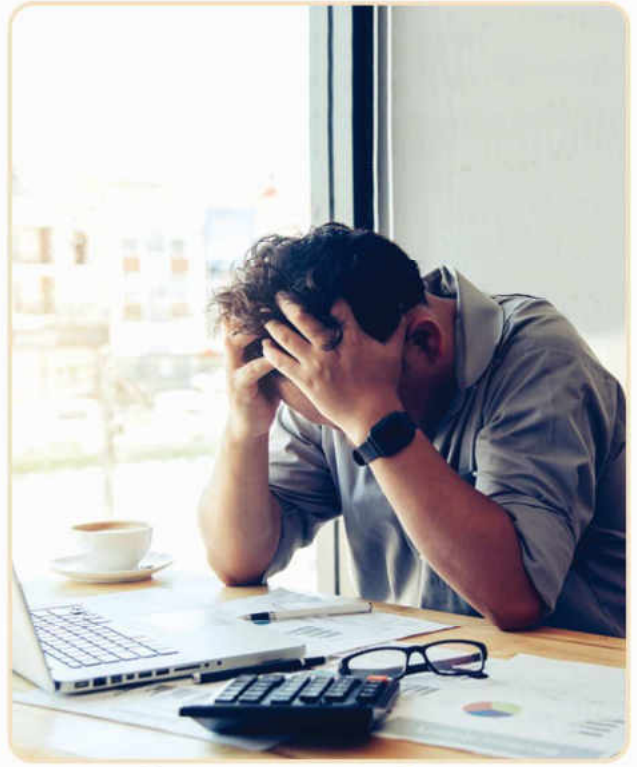
آخر میں ایک سبق آموز تمثیل (Story) پڑھئے: بہو اپنے سُسر کے کمرے کے قریب سے گزری تو اس کے کانوں میں ساس کی آواز پڑی کہ اب مجھ سے اس لڑکی کے خخرے برداشت نہیں ہوتے، یہ سُن کر وہ چونک گئی اور وہیں رُک گئی، اس کی ساس اپنے شوہر سے کہہ رہی تھی، جب دیکھو اس لڑکی نے نئی ٹینشن کھڑی کی ہوتی ہے، سمجھانے پر بھی نہیں سمجھتی، نہ ساس کو کچھ سمجھتی ہے نہ سُسر کی عزت کرتی ہے اور شوہر کو تو اپنا نوکر سمجھتی ہے، شام کو بیٹا گھر پر آتا ہے تو اس سے فائنل بات کرتی ہوں۔ یہ سُن کر بہو کے تن بدن میں تو گویا آگ لگ گئی کہ میں نے ان کے سامنے کون سے خخرے کئے ہیں! کب گھر میں ٹینشن کھڑی کی ہے! ساس سُسر کی خدمت سے کب انکار کیا ہے! شوہر کی عزت اور وقار میں کب کمی کی ہے؟ پھر بھی ان لوگوں کے میرے بارے میں اتنے بُرے تاثرات ہیں کہ اب مجھے گھر سے نکالنے کی سوچ رہے ہیں، اس سے پہلے کہ یہ شام کو میرے شوہر سے بات کریں اور مجھے دھکے دے کر گھر سے نکالیں میں خود ہی اپنے میکے چلی جاتی ہوں۔ یہ سوچنے کے بعد وہ اپنے کمرے میں آکر خاموشی سے اپنے کپڑے وغیرہ سوٹ کیس میں رکھنے لگی، ابھی پیکنگ سے فارغ ہوئی ہی تھی کہ ساس نے آواز دے کر بلایا اور اپنے پاس بٹھا کر کہنے لگی: بہو! تمہاری نند (یعنی میری بیٹی) کی اپنے سُسرال والوں سے نہیں بنتی، میں اپنی معلومات اور تجربے کی بنیاد پر سمجھتی ہوں کہ قصور میری بیٹی کا ہے، ہم نے اسے بہت سمجھایا ہے، آج شام کو بیٹا آتا ہے تو اس سے کہوں گی کہ کچھ دنوں کے لئے اُسے یہاں لے آئے، میری تم سے درخواست ہے کہ تم اس کی ہم عمر بھی ہو اور ہمارے گھر کی پیاری اور مثالی بہو بھی ہو، اگر تم اسے سمجھاؤ گی کہ بہو کو گھر میں کس طرح رہنا چاہئے تو مجھے امید ہے وہ خود کو بہتر کر لے گی۔ یہ سُن کر بہو نے ہاں میں سر ہلایا اور دل ہی دل میں شرمندہ ہونے لگی کہ میری ساس میرے بارے میں کیسے اچھے جذبات رکھتی ہے لیکن افسوس! جو باتیں انہوں نے اپنی سگی بیٹی کے لئے کی تھیں انہیں میں نے غلط فہمی کی وجہ سے اپنے اوپر لے لیا، پھر اس نے خدا کا شکر ادا کیا کہ پیکنگ کی بات کمرے تک ہی رہی ورنہ بات بڑھ سکتی تھی اور جھگڑا ہو سکتا تھا۔

ضرورت ہوتی ہے جس کے بعد یہ دوبارہ کام کرنے کے لئے فریش ہو جاتا ہے۔ یہ رُوٹین کی تھکاوٹ ہوتی ہے جس کے بارے میں پریشان ہونے کی ضرورت نہیں ہے، لیکن بعض اوقات ہم تھوڑا سا کام کرنے پر زیادہ تھک جاتے ہیں یا جسمانی اور ذہنی کام کئے بغیر تھکے تھکے سے رہتے ہیں، یہ پریشانی کی بات ہے کیونکہ ایسی کیفیت میں انسان کاموں سے جی چُرانے لگتا ہے، نہ اس کا عبادت میں دل لگتا ہے نہ وہ ملازمت یا کاروبار کے تقاضے پورے کر پاتا ہے۔

ہم تھکے تھکے کیوں رہتے ہیں؟ ماہرین نے اس پر کئی تحقیقات (Researches) کی ہیں، ان تحقیقات کی مدد سے تھکاوٹ کی 10 بڑی وجوہات (Reasons) اپنے الفاظ و انداز میں بیان کروں گا، انہیں غور سے پڑھئے، اچھی طرح سمجھئے پھر دیانت داری سے اپنے اندر تلاش کیجئے اور ان سے بچنے کی کوشش کیجئے، اِنْ شَاءَ اللہ آپ کی زندگی کا انداز تبدیل ہو جائے گا۔

تھکاوٹ کی 10 وجوہات

① نامناسب خوراک: کھانا پینا ہمارے جسم کو طاقت اور قوت فراہم کرتا ہے، لیکن یہ اسی وقت ہو گا جب ہم وہ چیزیں کھائیں پئیں جو ہمارے بدن کو ضروری وٹامنز، آئرن اور کاربوہائیڈریٹس مہینا کریں مثلاً دودھ، دہی، تازہ پھل یا ان کا جوس، سبزیاں، مرغی بکری یا مچھلی کا گوشت، انڈے وغیرہ۔ اس کے برعکس اگر ہم جنک فوڈ، کوئلڈ ڈرنکس، ہوٹلوں کے ناقص مرچ مسالوں والے کھانے، بازاری سمو سے پکوڑے، طرح طرح کی نقصان دہ مٹھائیاں اور دیگر آرٹیفیشل کھٹی میٹھی غیر معیاری اشیاء کھانے کے عادی ہوں گے تو فائدہ کم نقصان زیادہ ہو گا جس کے نتیجے میں ہمارے جسم پر تھکاوٹ غالب رہے گی۔ شیڈول بنائے بغیر جب چاہے کھا لینا یا بہت زیادہ کھانا بھی ہمارے جسم کو نقصان دیتا ہے لہذا جب ہم متوازن غذا کھائیں گے تو جسم کی غذائی ضروریات پوری ہوتی رہیں گی اور ہم زیادہ تھکاوٹ کا شکار نہیں ہوں گے۔ چونکہ ہر ایک کی خوراک اس کی عمر، وزن، قد اور صحت و بیماری کے اعتبار سے مختلف ہوتی ہے، اس لئے اپنی خوراک کے بارے میں کسی ڈائٹ ایکسپٹ (یعنی ماہرِ غذائیت) سے مشورہ کر لیجئے کہ مجھے کون کون سی چیزیں کتنی مقدار



ہم تھکے تھکے سے کیوں رہتے ہیں؟

270 لوگوں کی موت: ایک خبر کے مطابق اپریل 2019ء کو انڈونیشیا میں الیکشن کے دوران طویل وقت ووٹوں کی مسلسل گنتی کرتے ہوئے تھکاوٹ اور دیگر بیماریوں کی وجہ سے 270 لوگ اپنی جان سے ہاتھ دھو بیٹھے۔ (ڈان نیوز، 28 اپریل 2019) اسی طرح اگست 2005ء میں جنوبی کوریا کا ایک شخص پچاس گھنٹے تک مسلسل ایک ویڈیو گیم کھیلتے ہوئے موت کا شکار ہو گیا جبکہ ستمبر 2007ء میں گانگجو، چین کا ایک شخص انٹرنیٹ پر مسلسل تین دن تک آن لائن گیم کھیلتا رہا، بالآخر تھک کر موت کی وادی میں اتر گیا۔

ماہنامہ فیضانِ مدینہ کے قارئین! انسانی جسم کی ساخت ایسی ہے کہ یہ لکھنے لکھانے، پڑھنے پڑھانے، وزن اٹھانے، چلنے پھرنے، کوکنگ، سپر وائرننگ، ڈرائیونگ جیسے کام کرنے سے تھک جاتا ہے، اسے اپنی توانائی بحال کرنے کے لئے مناسب خوراک اور آرام کی

میں کس وقت کھانی یا پینی چاہئیں؟ امیر اہل سنت دامت برکاتہم العالیہ کی 2 کتابیں ”آداب طعام“ اور ”پیٹ کا قفلِ مدینہ“ اس حوالے سے بہت معلوماتی ہیں، ان کا مطالعہ بھی کر لیجئے۔

2 ناشتہ نہ کرنا: سونے کے دوران ہمارا جسم خون کی سپینگ اور آکسیجن کو پھیلانے کے لئے توانائی استعمال کرتا رہتا ہے، اس لئے جب ہم صبح اٹھتے ہیں تو ناشتے کی شکل میں اپنی انرجی بحال کرنے کی ضرورت ہوتی ہے۔ اسکول یا دفتر جلدی پہنچنے کی فکر میں یا ویسے ہی ناشتہ نہ کرنے کی عادت بنالینے کی صورت میں ہم تھوڑا سا کام کرنے پر جلدی تھک جاتے ہیں۔ ہماری زیادہ تر سرگرمیاں ناشتے اور دوپہر کے کھانے (Lunch) کے درمیانی وقفے میں ہوتی ہیں لہذا ناشتے میں پھلوں کا ہونا بھی بہت مفید ہے لیکن ہمارے یہاں اس کا رواج کم ہے اور ایک تعداد جسم پسند ناشتے کے بجائے مَن پسند ناشتے جیسے چائے پراٹھا، نان پائے، حلوہ پوری وغیرہ کو ترجیح دیتی ہے۔

3 پانی کا کم استعمال: پیاس لگے نہ لگے ہر شخص کو روزانہ کم از کم 12 گلاس پانی پینا چاہئے لیکن ہم میں سے کئی لوگ پانی کم پیتے ہیں، جس کی وجہ سے ڈی ہائیڈریشن ہو سکتی ہے جس سے خون گاڑھا ہو جاتا ہے، دل کی کارکردگی متاثر ہوتی ہے اور ہمارے پٹھوں اور جسم کے دیگر حصوں کو آکسیجن کی فراہمی کم ہو جاتی ہے جس کا رزلٹ تھکاوٹ کی شکل میں نکلتا ہے۔

4 نیند پوری نہ ہونا: عمر کے مختلف حصوں میں انسان کو ”نیند“ کی مختلف مقدار درکار ہوتی ہے۔ ایک طبی تحقیق کے مطابق کم سن بچوں کے لئے 12 سے 15 گھنٹے، پندرہ سے چالیس سال والوں کے لئے 7 سے 8 گھنٹے جبکہ چالیس سال سے زائد عمر والوں کے لئے 6 گھنٹے کی ”نیند“ ضروری ہے • نیند ہمارے جسم کی کھوئی ہوئی توانائی کو واپس لانے میں بنیادی کردار ادا کرتی ہے، سونے کے بعد انسان خود کو تازہ دم محسوس کرتا ہے لیکن جو لوگ رات کو پُر سکون نیند نہیں سو پاتے، انہیں دن میں غنودگی کے ساتھ ساتھ اپنے جسم میں تھکاوٹ بھی محسوس ہوتی ہے • پُر سکون نیند کے لئے خواب گاہ کا ماحول بہت اہمیت رکھتا ہے، بے آرام بستر پر بہت تیز روشنی والی یا

پھر شور والی جگہ پر سونے سے نیند کے مقاصد پورے نہیں ہو پاتے • موبائل، لیپ ٹاپ یا ٹی وی اسکرین دیکھتے دیکھتے سونا بھی نقصان دیتا ہے کیونکہ اس سے وہ ہارمون متاثر ہوتا ہے جو نیند کو ریگولیٹ کرنے کا کام کرتا ہے چنانچہ دن کا آغاز تھکاوٹ کے احساس کے ساتھ ہوتا ہے • اسی طرح رات کو آنکھ کھلنے کی صورت میں موبائل پروائس اپ، فیس بک وغیرہ چیک کرنا پھر ان کے جوابات میں مشغول ہو جانا بھی نیند کو ڈسٹرب کرتا ہے بلکہ بعض اوقات تو نیند ہی اڑ جاتی ہے، لہذا رات کو آنکھ کھلنے پر شدید ضرورت کے بغیر موبائل نہ کھولئے • چھٹی والے دن رات دیر تک جاگنا اگلے دن دفتری یا کاروباری کاموں میں زیادہ تھکا دیتا ہے اس لئے چھٹی والے دن بھی شیڈول کے مطابق آرام کیجئے • رات گئے جاری رہنے والی تقاریب میں شرکت کا معمول بھی نیند کے مسائل کھڑے کرتا ہے • جنہیں ٹھیک سے نیند نہیں آتی وہ نیند آور گولیوں سے حتی الامکان دُور رہیں اور اس کی عادت تو ہرگز مت بنائیں کیوں کہ شروع میں اگرچہ ان سے نیند آ جاتی ہے مگر پھر رفتہ رفتہ ان گولیوں کی مقدار بڑھانی پڑتی ہے اور بالآخر نوبت یہاں تک پہنچتی ہے کہ چاہے کتنی ہی گولیاں کھالی جائیں نیند نہیں آتی! • قیلولہ بھی کیجئے، دوپہر میں تھوڑی دیر آرام کرنے کو قیلولہ کہتے ہیں۔ جہاں رات کی نیند جسم کو سکون دیتی ہے وہیں دن کو کھانے کے بعد تھوڑی دیر آرام کر لینا جسم میں توانائی بحال کرنے میں جادوئی اثر رکھتا ہے۔ رات کو نوافل پڑھنے، ذکر و اذکار کرنے اور دینی کتابوں کا مطالعہ کرنے والوں کو اس کا خاص اہتمام کرنا چاہئے۔ نبی رحمت، شفیع اُمت صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے ارشاد فرمایا: **قِيلُوا فَإِنَّ الشَّيْطَانَ لَا يَقِينُ** یعنی قیلولہ کرو کیونکہ شیطان قیلولہ نہیں کرتا۔ (الجمع الاوسط، 1/17، حدیث: 28) علامہ عبد الرؤف مناوی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں: دوپہر کے وقت سونے کو قیلولہ کہتے ہیں اور یہ مستحب ہے کیونکہ یہ رات کی نماز پر مددگار ہے۔ (التمییز، 2/201)

5 مختلف بیماریاں: شوگر، بلڈ پریشر، امراضِ قلب، خون کی کمی (اینیمیا)، ہپاٹائٹس، موٹاپا، ہڈیوں کی کمزوری، پٹھوں کا کھنچاؤ، کمر درد، آدھے سر کا درد، ناک کان گلے کی خرابیاں، پیشاب کے مسائل

اور ٹائیفائیڈ جیسی کئی بیماریاں بھی مسلسل تھکاوٹ کا سبب بن سکتی ہیں، اس لئے اگر آپ لمبے عرصے تک خود کو تھکا تھکا محسوس کرتے ہوں تو کسی اچھے ڈاکٹر سے چیک اپ ضرور کروائیں۔

6 **دوائیوں کے سائیڈ افیکٹس:** بعض اوقات کسی بیماری کے لئے استعمال کی جانے والی آذویات کے سائیڈ افیکٹس کچھ عرصے بعد سامنے آتے ہیں جو جسمانی درد، کمزوری اور تھکاوٹ کی صورت میں ظاہر ہو سکتے ہیں۔ اس حوالے سے اپنے طبیب (ڈاکٹر یا حکیم) سے مشورہ کر لیجئے۔

7 **روزانہ واک یا ورزش نہ کرنا:** چُست اور توانا رہنے کے لئے ورزش بہت اہم ہے اور روزانہ کچھ دیر مسلسل پیدل چلنا بھی ورزش کا ہی حصہ ہے۔ ہو سکے تو روزانہ صبح کے وقت 45 منٹ واک کیا کریں، اِنْ شَاءَ اللہ آپ کا ہاضمہ دُرست ہو گا، خون کی گردش تیز ہوگی، مختلف دَرَدوں اور تکالیف سے راحت ملے گی، ٹینشن میں کمی آئے گی اور اگر خون میں گندہ کو لیسٹرول زائد ہو تو وہ بھی خارج ہو گا اور دماغ کو تازگی ٹیئسر آئے گی، جس کے نتیجے میں مسلسل تھکاوٹ میں کمی محسوس ہوگی۔ (خودکشی کا علاج، ص 71 طحطا) اگر آپ واک کے علاوہ بھی کوئی ورزش کرنا چاہیں تو پہلے کسی ماہر سے مشورہ کر لیں کیونکہ ہر ورزش ہر شخص کو فائدہ نہیں دیتی، لیکن ورزش کے لئے ایسے جم یا کلب میں جانے سے پرہیز کیجئے جہاں ٹیکر پہن کر گھٹنے اور رانیں کھلی رکھ کر یا میوزک چلا کر ورزش کی جاتی ہو۔

8 **چلنے پھرنے اور بیٹھنے کا انداز:** چلنے پھرنے، پڑھنے لکھنے اور بیٹھنے کے دوران ہمارے سر، گردن، کمر اور ہاتھ پاؤں وغیرہ کی پوزیشن بھی تھکاوٹ میں اضافہ یا کمی کرنے میں کردار ادا کرتی ہے۔ دائیں یا بائیں سائیڈ یا بہت آگے کی طرف جھک کر یا کرسی پر ٹیک لگائے بغیر پاؤں ہوا میں لٹکا کر بیٹھنے والوں کو تجربہ ہو گا کہ اس طرح بیٹھنے سے تھکاوٹ زیادہ محسوس ہوتی ہے۔ اپنے بیٹھنے کے انداز کو تبدیل کریں تھکاوٹ کا کافی علاج مُفت میں ہو جائے گا۔

9 **مسلل بیٹھے رہنا:** ایک ہی جگہ پر پوزیشن بدلے بغیر کئی گھنٹے بیٹھے رہنے سے بھی خون کا دورانِیہ سُست پڑتا ہے اور جسم کے کئی حصوں میں آکسیجن کم پہنچتی ہے جس کی وجہ سے تھکاوٹ زیادہ

محسوس ہوتی ہے • وہ لوگ جو 8 گھنٹے بیٹھ کر کام کرتے ہیں، انہیں چاہئے کہ مناسب وقفے کے بعد کرسی چھوڑ کر اُٹھ کھڑے ہوں اور چند قدم چلنے کے بعد دوبارہ بیٹھ جائیں، اس کام میں ایک دو منٹ لگیں گے لیکن تھکاوٹ کے احساس میں خاصی کمی ہوگی، اِنْ شَاءَ اللہ • اسی طرح مسلسل کمپیوٹر پر کام کرنے والے بھی دماغی طور پر جلدی تھک جاتے ہیں، یہ بھی چاہیں تو ہر 19 منٹ کے بعد کمپیوٹر اسکرین سے نظریں ہٹا کر 19 سیکنڈز کے لئے 19 فٹ دور کسی شے مثلاً سبز پودے یا دیوار وغیرہ کو دیکھ لیا کریں تو انہیں فائدہ ہو گا • یونہی آٹھ دس گھنٹے لمبی ڈرائیونگ کرنے والوں کو بھی چاہئے کہ ریٹ ایریا آنے پر تھوڑی دیر رُک جایا کریں اور مسافروں سمیت گاڑی سے نکلنے کے بعد تھوڑی چہل قدمی کر لیں اس کے بعد اپنی منزل کی طرف روانہ ہو جائیں۔

10 **کام کا غیر ضروری دباؤ لے لینا:** یہ دُرست ہے کہ کوئی بھی کام اسی وقت معیاری ہو سکتا ہے جب اسے ذمہ داری اور سنجیدگی سے کیا جائے لیکن • بلا ضرورت ایک ہی وقت میں چار پانچ کاموں کو مکمل کرنے کی کوشش کرنا • ایک کام کو مطلوبہ وقت سے پہلے جلدی جلدی کرنے کی کوشش کرنا • آئے دن روٹین سے ہٹ کر زیادہ دیر کام کرنا کہ میں اس کام کو مکمل کرنے کے بعد ہی آرام کروں گا • چھٹی والے دن بھی دفتری کام پر لگے رہنا • آئے روز دفتر کا کام گھر پر لے جانا اور • وہ کام کرنا جس میں انسان کی دلچسپی اور شوق نہ ہو، انسان کو غیر معمولی طور پر تھکا دیتا ہے۔ اگر ایسا شخص اپنا انداز تبدیل نہیں کرتا اور اپنا شیڈول نہیں بناتا تو کچھ ہی عرصے میں وہ اپنی طاقت و ہمت کھو سکتا ہے جس کے بعد تھکاوٹ کا بڑھتا ہوا احساس اس کی زندگی کا روگ بن جاتا ہے۔

پیارے اسلامی بھائیو! اگر آپ خود پر غور کریں گے تو کئی مزید اسباب تھکاوٹ پالیں گے۔ عبادت کی قوت، رزق حلال کمانے کی کاوش کے لئے اگر اچھی نیت سے اپنی تھکاوٹ کی کثرت کا حل نکالیں گے تو راحت زندگی کے ساتھ ساتھ ثواب کا خزانہ بھی ہاتھ آئے گا۔ اِنْ شَاءَ اللہ

جلدی کس بات کی ہے؟



بینک کا دروازہ گھلا، ایک آدمی اندر داخل ہوا اور ایک چیک کیشیئر (Cashier) کے کاؤنٹر پر رکھتے ہوئے کہا: اس کی رقم میرے اکاؤنٹ میں منتقل (Transfer) کر دیں۔ اگلی سانس لیتے ہی پھر بولا: یہ کام کتنی دیر میں ہو جائے گا؟ کیشیئر: سر! کل تک رقم آپ کے اکاؤنٹ میں آجائے گی۔ وہ آدمی تھوڑا ناراضی سے بولا: جس بینک کا یہ چیک ہے وہ آپ کے بینک کے

سامنے ہی ہے، پھر پورا دن کیوں! یہ کام تو چند منٹ میں ہو سکتا ہے۔ کیشیئر: جناب! ہمیں کچھ مراحل (Steps) پورے کرنے پڑتے ہیں خواہ بینک کتنا ہی قریب کیوں نہ ہو! اس آدمی نے کیشیئر کو ٹوک دیا: یہ کیا بات ہوئی؟ کیشیئر: میں آپ کو سمجھاتا ہوں، فرض کریں اگر قبرستان کے بالکل سامنے ایک ایڈنٹ میں کسی کی موت (Death) ہو جائے، تو اس کو پہلے کہاں لے جائیں گے؟ اس آدمی نے جلدی سے جواب دیا: ظاہر ہے پہلے ایبویلنس میں گھر لے جائیں گے۔ کیشیئر: اس کے بعد کیا کیا ہو گا؟ ذرا تفصیل سے بتائیں۔ وہ آدمی کہنے لگا: اس کے بعد رشتے داروں کو اطلاع دی جائے گی، غسل و کفن کے بعد جنازہ ہو گا اور قبرستان لے جا کر دفن کر دیا جائے گا۔ کیشیئر: انتقال تو قبرستان کے بالکل سامنے ہوا، پھر دفن کرنے میں اتنا وقت کیوں لگا؟ آدمی بولا: ظاہر ہے کچھ مراحل (Steps) پورے کرنے ہوتے ہیں جن میں وقت لگتا ہے۔ کیشیئر: جناب! یہی تو میں آپ کو سمجھا رہا ہوں کہ ہمیں بھی کچھ مراحل پورے کرنا ہوتے ہیں چاہے دوسرا بینک سامنے ہی کیوں نہ ہو!

ماہنامہ فیضانِ مدینہ کے قارئین! ہمارے معاشرے میں ہر دوسرا شخص جلدی میں دکھائی دیتا ہے، بس یا ٹرین یا فٹ میں جلدی جلدی سوار ہونے کی کوشش کرنا، جلدی جلدی میں نامکمل وضو کرنا، نماز کو ناقص ادا کرنا، کسی سے ناراض ہونے تو فوراً اسے بددعا دے دینا، ورد و وظیفے کا رزلٹ جلد چاہنا، ٹھگ قسم کے بابوں اور جعلی عاملوں سے جلد متاثر ہو جانا، جھٹ سے کسی کو گناہ گار مثلاً جھوٹا، چور، رشوت خور وغیرہ قرار دینا، سامنے والے کی بات مکمل ہونے سے پہلے بول پڑنا، سوال کو اچھی طرح سمجھنے سے پہلے ہی اس کا جواب دے دینا، شادی بیاہ اور کاروبار جیسے اہم فیصلوں میں بھی جلد بازی سے کام لینا، کسی جگہ جلدی پہنچنے کی خواہش میں تیز رفتاری سے ڈرائیونگ کرنا اور اس طرح کی بہت ساری جلد بازیاں انسان کی جلد باز طبیعت کا ثبوت ہیں۔ قرآن کریم میں اس کا تذکرہ ان الفاظ میں ہے: ﴿خُلِقَ الْإِنْسَانُ مِنْ عَجَلٍ﴾ ترجمہ کنز الایمان: آدمی جلد باز بنایا گیا۔⁽¹⁾ لیکن اس کا ہر گز یہ مطلب نہیں کہ اب آدمی ہر کام جلدی جلدی کرنے پر مجبور ہے کیونکہ ہمارے پیارے رسول، معلم کائنات صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے ہمیں جلد بازی (عجلت) کے نقصانات سے آگاہ کر کے بردباری اور اطمینان و سکون سے کاموں کو انجام دینے کی تعلیم و تربیت بھی دی ہے، اس حوالے سے دو فرامین مصطفیٰ صلی اللہ علیہ والہ وسلم ملاحظہ کیجئے: ① اطمینان اللہ پاک کی طرف سے اور جلد بازی شیطان کی طرف سے ہے۔⁽²⁾ ② جب تم نے بردباری سے کام لیا تو اپنے مقصد کو پالیا، یا عنقریب پالو گے اور جب تم نے جلد بازی کی تو تم خطا کھا جاؤ گے یا ممکن ہے کہ تم سے خطا واقع ہو جائے۔⁽³⁾

مؤمن سوچ سمجھ کر کام کرتا ہے: جلد بازی کو اُمُّ التَّائِمَةِ یعنی ندامت کی ماں (Mother of regret) کہا گیا ہے، حضرت سیدنا حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: مؤمن سوچ سمجھ کر اطمینان و سنجیدگی سے کام کرنے والا ہوتا ہے، رات کو لکڑیاں جمع کرنے والے کی طرح نہیں ہوتا (کہ جلدی میں جو ہاتھ آیا اٹھا لیا)۔⁽⁴⁾

پیارے اسلامی بھائیو! واقعی یہ آنکھوں دیکھی حقیقت ہے جو مسلمان ٹھہراؤ، سکون اور اطمینان سے اپنا کام کرتا ہے، اس کی کامیابی (Success) کا چانس زیادہ ہوتا ہے جبکہ جلد باز شخص ہر کام جلدی کرنے کے چکر میں اپنے اکثر کام بگاڑ بیٹھتا ہے۔ ایسے شخص کی کامیابیاں کم ناکامیاں زیادہ ہوتی ہیں۔

آخر جلد بازی کیوں؟ جلدی مچانے والے سمجھتے ہیں کہ وہ تو کامیابی کے حصول کے لئے جلد بازی کر رہے ہیں حالانکہ وہ انجانے میں ناکامیوں کی کچڑ میں قدم رکھ رہے ہوتے ہیں، ان کے ذہن میں عموماً (Generally) یہ بھی ہوتا ہے کہ ہم نے دیر کی تو یہ جاب یارشتہ وغیرہ ہاتھ سے نکل نہ جائے! اس قسم کے لوگ فراڈیوں کے ہتھے جلدی چڑھ جاتے ہیں اور طرح طرح کے نقصانات اٹھاتے ہیں، اسی طرح لالچ بھی جلد بازی کرواتی ہے جیسا کہ ایک حکایت بیان کی جاتی ہے کہ ایک شخص کی مرنی روزانہ سونے کا انڈا دیتی تھی اس نے سارے انڈے ایک ساتھ حاصل کرنے کے لالچ میں مرنی ہی ذبح کر دی اور پیٹ چاک کر کے دیکھا تو وہاں ایک بھی انڈا نہیں تھا، یونہی خوف بھی جلد بازی کا ایک سبب ہے کہ لوگ اس لئے بھی رشوت دینے پر جلد تیار ہو جاتے ہیں کہ پھر یہ کلرک یا افسر ہمارا کام نہیں کرے گا۔

خود کو کنٹرول کیجئے: بیچ کو درخت، اینٹوں کو مکان، میدان کو تالاب بننے اور پھلوں کو پکنے میں کچھ نہ کچھ وقت تو لگتا ہے، کانٹے دار جھاڑی میں کپڑا اُلجھ جائے تو نکالنے میں جلد بازی کرنے پر چھیڑے (Pieces) تو ہاتھ آسکتے ہیں لیکن کپڑا نہیں! لہذا ہمیں ہر کام جلدی جلدی کرنے کی عادت سے جھٹکا راپانے کا سوچنا چاہئے۔ یاد کیجئے! ہم جلد بازی کی وجہ سے تو کئی مرتبہ پچھتائے ہوں گے، جلد بازی نہ کرنے کی وجہ سے کم ہی پچھتائے ہوں گے۔ اس لئے کوئی بھی جائز کام کرنے سے پہلے اس کے نفع نقصان کے بارے میں اطمینان سے سوچئے پھر مضبوطی سے فیصلہ کیجئے اور ہمت کر کے اس کام کو کر ڈالنے کی مشق (Practice) کیجئے، ان شاء اللہ آپ کی زندگی آسان ہو جائے گی۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: کام تدبیر سے اختیار کرو، پھر اگر اس کے انجام میں بھلائی دیکھو تو گزر اور اگر گمراہی کا خوف کرو تو باز رہو۔⁽⁵⁾ یعنی جو کام کرنا ہو پہلے اس کا انجام سوچو پھر کام شروع کرو، اگر تمہیں کسی کام کے انجام میں دینی یا دنیاوی خرابی نظر آئے تو کام شروع ہی نہ کرو اور اگر شروع کر چکے ہو تو باز رہ جاؤ اسے پورا نہ کرو۔⁽⁶⁾

کچھ کام جلدی کرنے ہوتے ہیں: حدیث پاک میں ہے: اطمینان ہر چیز میں ہو، سوائے آخرت کے کام کے۔⁽⁷⁾ یعنی دنیاوی کام میں دیر لگانا اچھا ہے کہ ممکن ہے وہ کام خراب ہو اور دیر لگانے میں اس کی خرابی معلوم ہو جائے اور ہم اس سے باز رہیں مگر آخرت کا کام تو اچھا ہی اچھا ہے اسے موقع (Chance) ملتے ہی کر لو کہ دیر لگانے میں شاید موقع جاتا رہے۔ بہت دیکھا گیا کہ بعض کوچ کاموقع ملانہ کیا پھر نہ کر سکے۔⁽⁸⁾

بزرگانِ دین رحمۃ اللہ علیہم کا فرمان ہے کہ اگرچہ عُجَلت (جلد بازی) شیطانی عمل ہے لیکن چھ امور میں عُجَلت ضروری ہے: 1 نماز کی ادائیگی میں جب اس کا وقت ہو جائے 2 میت کو دفن کرنے میں جب حاضر ہو 3 جب لڑکی بالغ ہو جائے تو اس کی شادی کرنے میں جلدی کی جائے 4 قرض (Loan) بھی جلد ادا کیا جائے جب ادائیگی کی طاقت حاصل ہو 5 جب مہمان تشریف لائے تو اسے کھانا جلد کھلایا جائے 6 جب گناہ صغیرہ یا کبیرہ کا ارتکاب ہو جائے تو توبہ میں عُجَلت کی جائے۔⁽⁹⁾

ان کے علاوہ بھی کئی نیک کام ہیں جن میں جلدی کرنی چاہئے، ان کا بیان میں نے مکتبۃ المدینہ کی مطبوعہ (Published) کتاب ”جلد بازی کے نقصانات“ میں کر دیا ہے۔ اس کتاب میں آپ کو جلد بازی کے حوالے سے مزید معلومات ملیں گی، اسے ضرور پڑھئے۔ اللہ کریم ہمیں بزرگباری، متانت (سنجیدگی) اور اطمینان و سکون سے زندگی گزارنے کی توفیق عطا فرمائے۔

اٰمِیْن بِجَاہِ النَّبِیِّ الْاَمِّیْنِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم

(1) پ17، الانبیاء: 37 (2) ترمذی، 3/407، حدیث: 2019 (3) سنن کبریٰ للبیہقی، 10/178، حدیث: 20271 (4) احیاء العلوم، 3/230 (5) شرح السنۃ للبخاری، 6/545، حدیث: 3494

(6) مراۃ المناجیح، 6/626، 627 (7) ابوداؤد، 4/335، حدیث: 4810 (8) مراۃ المناجیح، 6/627 (9) تفسیر روح البیان، 5/137

شرط جو جان لے گئی



دینے والی سردی میں گرم لباس کے بغیر برف باری یا ٹھنڈے ٹھار پانی میں بیٹھ جانے ❁ تیز رفتار ٹرین کے سامنے زیادہ دیر تک کھڑے رہنے ❁ بغیر بریک لگائے رش والی سڑکوں پر موٹر سائیکل ریس لگانے ❁ زیادہ دیر تک بانیک کا اگلا پہیہ اٹھا کر ون ویلنگ (One Wheeling) کرنے جیسی خطرناک شرطیں اکثر جان لیوا ثابت ہوتی ہیں، اس قسم کی شرطوں سے دور رہنا چاہئے۔ عبرت حاصل کرنے کی نیت سے 5 خبریں ملاحظہ کیجئے:

1 پہلے نہر عبور کرنے کی شرط طالب علم کی جان لے گئی

گورنمنٹ کالج جہلم (پنجاب، پاکستان) کے پانچ اسٹوڈنٹس نے گجرات میں اپر جہلم نہر کو پہلے تیر کر پار کرنے کی شرط لگائی، اس پر ایک طالب علم نے نہر میں چھلانگ لگادی لیکن بقیہ چار نہر میں نہیں اترے، جب چھلانگ لگانے والا ڈوب گیا تو چاروں وہاں سے بھاگ نکلے۔ (ہیونوزیب سائٹ، 28 ستمبر، 2018 ملخصاً)

2 ٹرین کے سامنے زیادہ دیر بیٹھنے کی شرط جان لیوا ثابت ہوئی

سوشل میڈیا پر خطرناک ویڈیو دیکھ کر گورنمنٹ سائنس کالج فیصل آباد کے 19 سالہ نوجوان نے اپنے دوستوں کے ساتھ شرط لگائی کہ ٹرین کے آنے پر کون زیادہ دیر تک پٹری (ریلوے لائن) پر بیٹھتا ہے۔ چنانچہ سب دوست جا کر ریلوے لائن پر بیٹھ گئے۔ جب ٹرین آئی تو سب اپنی اپنی جان بچانے کے لئے وہاں سے اٹھ گئے لیکن وہ نوجوان وہیں بیٹھا موبائل میں مگن رہا، اس کے ساتھ موجود دوستوں نے اسے اٹھانے کی بہت کوشش کی مگر ناکام رہے، ٹرین اس نوجوان کو بُری طرح کچلتی ہوئی اس کے اوپر سے گزر گئی، یوں وہ نوجوان خطرناک شرط میں اپنی جان ہار

کئی سال پہلے کی بات ہے کہ پنجاب کے شہر گوجرہ میں ایک نوجوان جو توتوں کا کام کرتا تھا، باتوں باتوں میں اس کی اپنے دوستوں کے ساتھ 40 روپے کی شرط لگ گئی کہ وہ ٹائری کھا کر سوڈا واٹر کی بوتل پئے گا، جیسے ہی اس نے ٹائری (1) کھانے کے بعد بوتل پی تو ایک دم زمین پر گر اور تڑپ تڑپ کر دم توڑ دیا، اسی شہر کے ایک اور نوجوان نے نمک کھا کر سوڈا واٹر کی بوتل پینے پر 40 یا 50 روپے کی شرط لگائی اور وہ بھی شرط تو جیت گیا مگر کلیجہ پھٹ جانے کی وجہ سے زندگی کی بازی ہار گیا۔

پیارے اسلامی بھائیو! جان لیوا شرطیں لگانے کا سلسلہ آج بھی جاری ہے، لڈو، کیرم، بلیرڈ، تاش وغیرہ کی ناجائز و حرام شرطوں میں تو انسان مال ہارتا ہے لیکن خطرناک شرطوں میں اپنی جان بھی ہارتا ہے جیسے ❁ گھرے اور تیز دریا کو تیر کر پار کرنے کی شرط ❁ شیر، چیتے، ریچھ اور مگر چھ جیسے خونخوار جانوروں کے قریب جانے، انہیں ہاتھ لگانے ❁ خوفناک ویرانے میں تنہا گزرنے ❁ اونچی بلڈنگوں کے کنارے پر بغیر سہارے کھڑے ہونے ❁ پہاڑوں کی خطرناک چوٹیوں پر پُر خطر انداز سے کھڑے ہونے ❁ غیر ہموار ڈھلوان والے بلند پہاڑ سے بھاگتے ہوئے نیچے اترنے کی شرط ❁ زہریلے سانپ کو ہاتھ میں پکڑنے کی شرط ❁ چلتی گاڑی سے چھلانگ لگانے کی شرط ❁ کسی کے سر پر سیب وغیرہ رکھ کر اصل پٹل کی گولی سے سیب کو نشانہ بنانے کی شرط ❁ گہری آبشاروں میں چھلانگ لگانے ❁ خون جما،

(1) نمک کی شکل کا ایک قسم کا بہت ترش (کٹا) ایسڈ جو پانی میں حل ہو جاتا ہے، ادویات، مشروبات اور مٹھائی وغیرہ میں استعمال ہوتا ہے۔

گیا۔ (92 نیوز ویب سائٹ، 21 نومبر 2018)

195 میں ارشاد ہوتا ہے: ﴿وَلَا تُلْقُوا بِأَيْدِيكُمْ إِلَى التَّهْلُكَةِ﴾

تَرْجَمَةٌ كُنْزُ الْأَيْمَانِ: اور اپنے ہاتھوں ہلاکت میں نہ پڑو۔

اچھوں کی صحبت میں رہیں انسان کے کردار پر جو چیزیں اثر انداز ہوتی ہیں ان میں سے صحبت (Company) بھی ہے، انسان اگر کاروباری لوگوں کے ساتھ اٹھے بیٹھے گا تو وہ کاروبار کے بارے میں زیادہ سوچنا شروع کر دے گا، کھلاڑیوں کے ساتھ رہے گا تو کھیلوں کا شوقین بنے گا، عبادت گزار پر ہیز گار لوگوں میں بیٹھے گا تو اس کی زندگی بھی انہی کے رنگ میں رنگ جائے گی، صحبت کے اثرات کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یوں بیان فرمایا ہے: اچھے اور بُرے مصاحب (ساتھی) کی مثال، مُشک اٹھانے والے اور بھٹی جھونکنے والے کی طرح ہے، کستوری اٹھانے والا تمہیں تحفہ دے گا یا تم اس سے خریدو گے یا تمہیں اس سے عمدہ خوشبو آئے گی، جبکہ بھٹی جھونکنے والا یا تمہارے کپڑے جلانے لگا یا تمہیں اس سے ناگوار بو آئے گی۔ (مسلم، ص 1084، حدیث: 6692)

نوجوان اسلامی بھائیو! ہمیں چاہئے کہ کوئی بھی کام کرنے سے پہلے اس کے انجام پر غور کر لیں، خاص کر حد سے زیادہ خود اعتمادی (Over Confidence) کا شکار ہو کر خطرناک کاموں کے حوالے سے کسی کے چکر میں نہ آئیں۔ رب کریم ہمیں نیک اور پرہیز گار بننے کی توفیق عطا فرمائے۔ اے کاش! ہمیں نیکیوں میں ایک دوسرے کا مقابلہ کرنے کی مدنی سوچ نصیب ہو جائے۔ اَمِينٌ بِجَاهِ النَّبِيِّ الْأَمِينِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ

3 شرط جیتنے کی کوشش میں نوجوان دریا میں ڈوب کر ہلاک

ہو گیا صوبہ پنجاب کے شہر گوجرانوالہ سے تعلق رکھنے والا ایک نوجوان شرط جیتنے کی کوشش میں کئیر پکنک پوائنٹ پر دریائے جہلم میں ڈوب کر جاں بحق ہو گیا۔ تفصیلات کے مطابق 19 سالہ نوجوان نے دوستوں کی جانب سے دریا پار کرنے پر اسمارٹ فون اور 15 ہزار روپے کی مبینہ پیش کش پر پانی میں چھلانگ لگائی، نوجوان دریا میں چھلانگ لگانے کے کچھ ہی دیر بعد پانی میں غائب ہو گیا اور اسے دریا کی لہریں بہا لے گئیں۔

(ڈان اخبار ویب سائٹ، 21 اگست 2017)

4 شرط لگا کر گھونگا کھانے والا نوجوان دنیا سے چل بسا

سڈنی (آسٹریلیا) کے نوجوان طالب علم نے اپنے ہم جماعتوں کے ساتھ گھونگے (کی ایک قسم Slug جس کے جسم پر خول نہیں ہوتا) کو شرط لگا کر کھالیا۔ گھونگا کھانے کے بعد طالب علم کو کمزوری محسوس ہونے لگی، والدین نے اس کیفیت کو خطرناک نہ سمجھتے ہوئے نظر انداز کر دیا، تاہم 24 گھنٹوں کے دوران طالب علم کو ما (ایسی حالت جس میں آدمی بظاہر مردہ نظر آتا ہے) میں چلا گیا اور ایک سال کو ما میں رہنے کے بعد مر گیا۔

(ایکسپریس نیوز ویب سائٹ، 6 نومبر 2018)

5 بیوی سے شرط لگا کر جان کی بازی ہار گیا اوکاڑہ (پنجاب)

میں عید کے دن پکنک منانے کے لئے جانے والے شوہر نے اپنی بیوی سے شرط لگائی کہ میں نہر میں چھلانگ لگاؤں گا اور تیر کر دوسری طرف جاؤں گا۔ بیوی نے سوشل میڈیا کے لئے ویڈیو بنانا شروع کی اور شوہر نے نہر میں چھلانگ لگائی، کچھ فاصلہ طے کیا اور پھر منظر سے غائب ہو گیا، پھر اس کی لاش (Dead body) ہی ملی۔ (24 نیوز ویب سائٹ، 19 جون 2018)

اپنی جان کو ہلاکت پر پیش کرنا جائز نہیں یاد رہے! بلا مصلحت

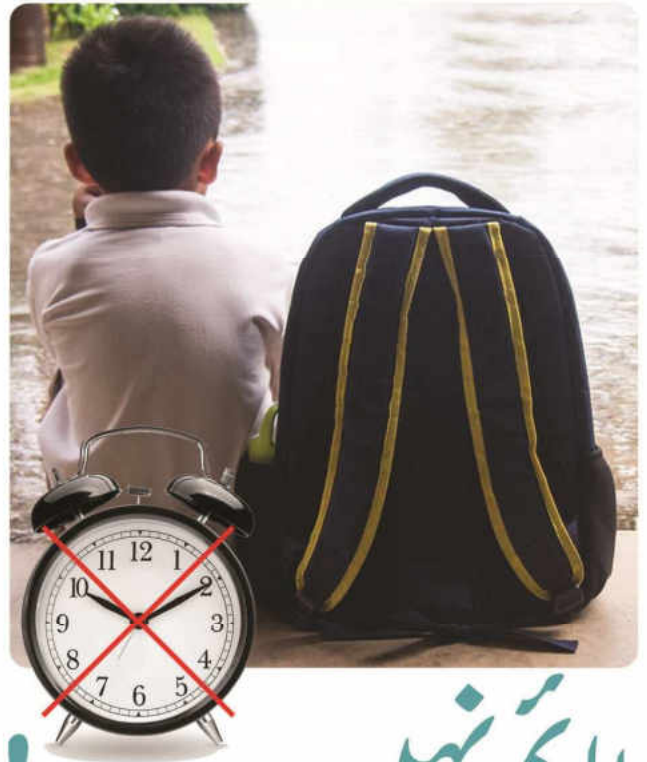
شرعی جان بوجھ کر اپنے آپ کو ہلاکت پر پیش کرنا گناہ و حرام اور جہنم میں لے جانے والا کام ہے۔ پارہ 2 سورۃ البقرۃ آیت نمبر

مسلمان کی قبر کا ادب

ارشادِ اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ: قبر مسلم کا ادب واجب ہے اس پر استغنا کرنا حرام ہے اس پر اگال (چپا کر منہ سے نکالی یا تھوکی ہوئی چیز) یا دھوون (یعنی وہ پانی جس میں کوئی چیز دھوئی گئی ہو اسے) ڈالنا توہین ہے، اس پر بلا ضرورت و مجبوری شرعی پاؤں رکھنا ناجائز ہے، نہ کہ معاذ اللہ اس پر جو تا سپنے چڑھنا۔ (فتاویٰ رضویہ، 16/568)

کیوں ہے؟ تشکیل نے مختصر جواب دیا: سر! میں کیوں کسی سے نرمی سے بات کروں، میری کسی کو کیا پرواہ ہو سکتی ہے! سر راشد نے اسے سمجھایا: نہیں بیٹا! ایسا نہیں کہتے، اگر کوئی تمہاری بات نہیں سنتا تو تم اپنے والدین (Parents)، بھائی بہنوں سے اپنی پریشانی شیئر کر سکتے ہو۔ تشکیل تقریباً چھپڑا: سر! آپ جن سے پریشانی بیان کرنے کا مشورہ دے رہے ہیں، ان کے پاس تو مجھ سے بات کرنے کے لئے ٹائم ہی نہیں ہے، اٹی مجھے کچن اور صفائی ستھرائی میں مصروفیت کا کہہ کر ابو کے پاس بھیج دیتی ہیں اور ابو سے بات کرنے کی کوشش کروں تو وہ کہتے ہیں کہ ابھی ٹائم نہیں ہے میں آفس سے تھکا ہارا گھر آیا ہوں، جب ان کی تھکاوٹ اترتی ہے تو وہ دفتر کی فائلیں یا موبائل لے کر بیٹھ جاتے ہیں یا پھر ٹی وی آن کر لیتے ہیں، آپ حیران ہوں گے ابو کئی مرتبہ یہ تک بھول جاتے ہیں کہ میں کس کلاس میں پڑھتا ہوں! صفائی ہو جانے اور کھانا پک جانے کے بعد امی کے پاس پہنچوں تو وہ فون پر اپنی سہیلیوں کی باتیں سننے میں مصروف ہوتی ہیں اور اشارے سے ہی مجھے بعد میں بات کرنے کا کہہ دیتی ہیں، رہے بڑے بھائی تو وہ بڑا آدمی بننے کے لئے اپنے کمرے میں بند پڑھائی میں لگن رہتے ہیں، ان کا دروازہ حجابوں تو ان کے پاس بھی میرے لئے ٹائم نہیں ہوتا وہ مجھے امی ابو کے پاس جانے کا کہتے ہیں۔ اتنا کہنے کے بعد تشکیل تھوڑا سا کھنکھنہ لگا: سر! اب آپ ہی بتائیے کہ جب گھر میں کسی کے پاس میرے لئے ٹائم ہی نہیں ہے تو میں کس سے اپنے مسائل ڈسکس کروں! اپنی خوشی غمی کس سے شیئر کروں؟ سر راشد اس کی پر اہلیم سمجھ چکے تھے، کہنے لگے: بیٹا! امی ابو کے بارے میں ایسی باتیں نہیں کہتے، میں خود تمہارے ابو سے ملکر بات کروں گا، ان شاء اللہ سب بہتر ہو جائے گا۔

ماہنامہ فیضانِ مدینہ کے قارئین! آپ نے دیکھا کہ مذکورہ اسٹوری میں ”ٹائم نہیں ہے“، ”ٹائم نہیں ہے“ کی تکرار نے ایک اسٹوڈنٹ کی زندگی میں کیسی نفسیاتی تباہی مچائی! اس وقت ”ٹائم نہیں ہے“ کی مجبوری نے ہماری گھریلو اور معاشرتی زندگی کو گھیر رکھا ہے مثلاً* بیٹا باپ سے کہتا ہے کہ آج دارالمدینہ اسکول میں ہمارا رزلٹ اناؤنس ہو گا آپ بھی میرے ساتھ چلئے لیکن باپ کہتا ہے کہ تم خود ہی



ٹائم نہیں ہے!

سر راشد ایک مشہور اسکول میں سینئر ٹیچر تھے، ان کی کلاس میں ایک نیا اسٹوڈنٹ تشکیل داخل ہوا جس کے والد اس شہر میں ٹرانسفر ہو کر آئے تھے۔ دو چار دن تو سب ٹھیک رہا لیکن پھر تشکیل آفردہ اور اُداس اُداس رہنے لگا۔ کلاس کے دوران بھی اکثر اس کی توجہ کہیں اور ہوتی۔ کچھ دن مزید گزرے تو وہ اپنے کلاس فیلوز سے غصے میں بات کرنے لگا، ایک مرتبہ تو وین ڈرائیور سے بھی اُلجھ پڑا۔ سر راشد نے اسے اشاروں میں کئی وار تنگزدیں لیکن تشکیل کا رویہ نہ بدلا۔ اس دن اُوپس سے جگہ کے مسئلے پر اس کا جھگڑا ہوا تھا اور ہاتھ پائی ہوتے ہوتے رہ گئی۔ اُوپس کو سمجھانے کے بعد سر راشد نے تشکیل کو اسٹاف روم میں بلایا اور بڑی شفقت سے کہنے لگے: دیکھو تشکیل بیٹا! تم پڑھے لکھے گھرانے کے لگتے ہو اور تمہارا پچھلا تعلیمی ریکارڈ بھی شاندار ہے لیکن میں دیکھ رہا ہوں کہ تمہارا رویہ تمہاری شخصیت کے بالکل الٹ ہے، غصے سے بات کرنا، سبق پر توجہ نہ کرنا اور پھر آج کا جھگڑا! آخر ایسا

مسائل اپنے ہی جیسے نا تجربہ کاروں سے بیان کریں گے تو انہیں مشورے بھی عجیب و غریب ہی ملیں گے، یہی بچے جب بڑے ہو کر اسے ٹائم نہیں دیں گے یا اس کے گھر فوتگی ہونے پر کوئی نہیں آئے گا تو اس کے دل پر کیا گزرے گی! بوڑھے ماں باپ دنیا سے چلے جائیں گے تو اسے اپنی غلطی کا احساس ہوگا، آج کسی ڈکھارے کا ڈکھ بانٹنے کے لئے اس کے پاس وقت نہیں جب کبھی اسے صدمہ پہنچے گا تو تسلی کے دو بول سننے کو ترس جائے گا، آج اس کے پاس چھوٹے چھوٹے گھریلو مسائل کے حل کیلئے وقت نہیں، جب یہ مسائل وقت گزرنے پر پہاڑ بن کر سامنے آئیں گے تو اس کے اوسان خطا ہو سکتے ہیں۔

اس پر ایک اور پہلو سے بھی سوچئے کہ کہیں ایسا تو نہیں جہاں ہمارا مفاد یا دلچسپی نہیں ہوتی وہاں ہمیں ”ٹائم نہیں ہے“ کا بہانہ یاد آجاتا ہے، ہم وہ وقت اس سے کم اہم کام میں صرف اس لئے خرچ کر دیتے ہیں کہ اس میں ہمیں دلچسپی ہوتی ہے تو جان لیجئے کہ ایسی صورت میں مسئلہ ترجیح دینے (Priority) کا ہے وقت کا نہیں ہے، ہمیں اپنی ترجیحات پر نظر ثانی کر لینا چاہئے کیونکہ قیامت کے دن اس بات کا بھی سوال ہوگا کہ اپنا وقت کہاں خرچ کیا؟ اسی طرح بعض لوگوں کو نماز پڑھنے کا ٹائم نہیں ملتا وجہ یار دوستوں کی منڈلیاں اور گپ شپ ہوتی ہے، کسی کو 41 منٹ کا بیان سننے کی دعوت دی جائے تو ٹائم نہیں لیکن یہی شخص گھر جا کر دو ڈھائی گھنٹے کی فلم دیکھنے بیٹھ جاتا ہے، بعضوں کے پاس فرض علم دین سیکھنے کا ٹائم نہیں ہوتا لیکن رومانوی ناول اور ڈائجسٹ پڑھنے کے لئے وقت مل جاتا ہے، کچھ نوجوانوں کے پاس دوستوں کو دینے کے لئے وقت ہوتا ہے سگے بھائیوں کے لئے نہیں! یہاں بھی پر اہم فوقیت دینا ہے۔

بہر حال ہمیں اسلامی تعلیمات کی روشنی میں اپنے بیوی بچوں، ماں باپ، بہن بھائی اور قریبی رشتہ داروں کو حسبِ موقع، حسبِ ضرورت وقت دینا چاہئے اور ”خود کو بھی ٹائم دینا چاہئے“ وہ اس طرح کہ گناہوں اور فضولیات میں وقت برباد کرنے کے بجائے ہم اپنا وقت اپنی آخرت بہتر بنانے کے لئے علم دین سیکھنے اور اللہ کی عبادت کرنے کے لئے صرف کریں۔ اللہ کریم ہمیں وقت کا درست استعمال کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ اھمیں بِجَاہِ النَّبِيِّ الْأَمِينِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ

وصول کر لینا میرے پاس ٹائم نہیں ہے * بہن بھائی سے کہتی ہے کہ مجھے آج جامعہ جانے میں تاخیر ہو گئی ہے، بانیگ پر چھوڑ آؤ تو جواب ملتا ہے میرے پاس ٹائم نہیں ہے * بیٹی باپ سے کہتی ہے: ابو! ریاضی (Math) کا سوال سمجھ نہیں آرہا تھوڑا سمجھا دیجئے تو جواب ملتا ہے ٹائم نہیں ہے * اولاد رزلٹ شیٹ باپ کی طرف بڑھاتی ہے تاکہ وہ اسے دیکھے اور ان کی کمی یا خوبی پر بات کرے لیکن باپ سرسری سی نظر ڈالنا بھی گوارا نہیں کرتا کہ میرے پاس ٹائم نہیں ہے * بچے اپنی مشکلات باپ سے ڈسکس کرنا چاہتے ہیں اسے اپنی خوشیوں میں شریک کرنا چاہتے ہیں لیکن باپ کے پاس ٹائم نہیں ہے * بوڑھے ماں باپ چاہتے ہیں کہ بیٹا کچھ دیر ان کے پاس بیٹھے، پیار کے میٹھے بول بولے لیکن بیٹے کے پاس ٹائم نہیں ہے وہ تو اسی پر مطمئن ہے کہ میں نے انہیں ضرورت کی ساری چیزیں مہیا کر رکھی ہیں * بیوی اطلاع دیتی ہے کہ فلاں عزیز کی فوتگی (Death) ہو گئی ہے جنازے پر چلے جائیے تو شوہر نامدار کے پاس جنازے میں شرکت کا ٹائم نہیں ہوتا فقط موبائل پر تعزیتی پیغام (Message) بھیج کر دامن چھڑا لیتے ہیں * کوئی مدد کا محتاج بار بار آپ کو میج یا واٹس ایپ کرتا ہے لیکن آپ جناب کے پاس تسلی کے دو بول رپلائی میں لکھنے کا ٹائم نہیں ہوتا * گھر میں بجلی کے سوچ خراب ہیں یا بلب فیوز ہے یا گیس کے چولہے کا بٹن خراب ہے لیکن بیوی کی بار بار یاد دہانی کے باوجود شوہر محترم کے پاس انہیں ٹھیک کروانے کا ٹائم نہیں ہوتا * اسکوٹریا کار میں چھوٹی چھوٹی خرابیاں پیدا ہو کر جمع ہوتی رہتی ہے لیکن ان کے مالک کے پاس ٹھیک کروانے کا ٹائم نہیں ہوتا * گھر کا چوکیدار چوبیس گھنٹے رکھوالی کرتا ہے لیکن صاحب کے پاس پچیس سیکنڈ کا ٹائم نہیں ہوتا کہ اس کا حال چال دریافت کر لے یا اس سے مسکراہٹوں کا تبادلہ ہی کر لے * نیکی کی دعوت دینے والا کوئی مبلغ چند منٹ کے لئے درسِ فیضانِ سنت میں بیٹھنے کی دعوت دے یا تھوڑی دیر کیلئے بات سننے کو بولے تو جواب ملتا ہے ابھی ٹائم نہیں ہے پھر کبھی سہی۔

پیارے اسلامی بھائیو! ہر دوسرے شخص کو ”ٹائم نہیں ہے“ کا عذر بیان کرنے والے کو غور کرنا چاہئے کہ اس کا یہ تکیہ کلام مستقبل میں اس کے لئے نقصان دہ ثابت ہو سکتا ہے۔ ذرا سوچئے کہ بچے اپنے

اختلافِ رائے

(Difference of Opinion)

تو نہیں؟ پھر اگر اپنی رائے غلط ثابت ہو تو اندر کی بات کو اندر ہی ختم کر ڈالیں اور قلبی سکون پائیں۔

2 اگر آپ کو اپنی رائے دُرس ت لگے تو دیکھ لیجئے کہ اس کا اظہار ضروری بھی ہے یا نہیں؟ کیونکہ ہر اختلافِ رائے کا اظہار ضروری نہیں ہوتا بالخصوص ایسی جگہ پر جہاں خاموش رہنے میں کوئی نقصان نہ ہو رہا ہو مثلاً چائے کھانے کے بعد پی جائے یا تھوڑا ٹھہر کر؟ یہ ایسا مسئلہ نہیں ہے جس پر دوسروں سے الجھا جائے، ہاں! آپ سے رائے لی جائے تو بتا دیجئے۔

3 ہر جگہ اختلافِ رائے کا حق جتا کر بحث مباحثہ میں نہ کودیں کیونکہ بن مانگے اپنی رائے دینے سے قدر و قیمت (Value) جاتی رہتی ہے، ہو سکتا ہے کہ لوگ آپ سے چڑنے لگیں کہ یہ ہر معاملے میں ٹانگ اڑا دیتا ہے، اس لئے حتی الامکان پوچھے جانے پر ہی اپنی رائے دیجئے۔

4 اختلافِ رائے کے اظہار کا انداز مہذب اور شائستہ ہونا چاہئے، طنزیہ اندازِ گفتگو، دوسروں کو جاہل اور بے وقوف قرار دینا، جھاڑنا، جارحانہ انداز اختیار کرنا دوسروں کے لئے باعثِ تکلیف ہوتا ہے اور آپ کا امپریشن بھی بگڑتا ہے۔

5 دوسروں کے اختلافِ رائے کے حق کو بھی تسلیم کریں، بحث کر کے انہی کو اپنی رائے بدلنے پر مجبور نہ کریں بلکہ گفتگو کے نتیجے میں آپ پر اپنی رائے کی غلطی ظاہر ہو تو اسے دُرس ت کر کے بڑے پن کا مظاہرہ کیجئے۔

ہر شخص کا کسی شے کو دیکھنے، پرکھنے اور اس کے بارے میں سوچنے کا انداز دوسرے سے مختلف ہوتا ہے کیونکہ ہر انسان کی عمر، تعلیم، تجربہ اور مہارت الگ ہوتی ہے، اسی کی بنیاد پر وہ کسی ایشوپر اپنی جداگانہ رائے رکھتا ہے۔ دو افراد کی رائے میں کچھ نہ کچھ مماثلت (Resemblance) تو ہو سکتی ہے تاہم 100 فیصد اتفاق ہونا دشوار ترین ہے۔ گھر میں آج کیا پکے گا؟ کس کمپنی کا فریج خرید جائے گا؟ پردے کس رنگ کے لگیں گے؟ رشتے کے لئے ہاں کہی جائے گی یا نہیں؟ شادی کی تاریخ کیا رکھنی ہے؟ آفس میں کس قسم کا فرنیچر آئے گا؟ ڈریس کوڈ کیا ہوگا؟ جامعہ کا نصاب (Syllabus) کیا ہوگا؟ کون سا سبق کون سا ٹیچر پڑھائے گا؟ سفر ٹرین کے ذریعے ہو گا یا بس سے؟ اس طرح کے چھوٹے بڑے ہزاروں ایشوز پر مختلف لوگوں (میاں بیوی، ماں بیٹی، باپ بیٹا، دوست بھائیوں، دوستوں وغیرہ) کے درمیان اختلافِ رائے ہو سکتا ہے۔ الغرض! اختلافِ رائے ہماری معاشرتی، سماجی اور

گھریلو زندگی کا حصہ ہے اور ہم سب شعوری طور پر اسے تسلیم بھی کرتے ہیں۔ یہ بھی دیکھا گیا ہے کہ بہت مرتبہ اختلافِ رائے بڑھ کر جھگڑے کی صورت اختیار کر لیتا ہے جس سے معاشرے (Society) میں بگاڑ بڑھتا ہے، اگر اختلافِ رائے کے آداب پر عمل کر لیا جائے تو بات بگڑنے سے بچا جاسکتا ہے۔

اختلافِ رائے کے 10 آداب:

1 اختلافِ رائے کے اظہار سے پہلے کھلے ذہن کے ساتھ اپنی رائے پر پہلے خود غور کر لیں کہ کہیں میں غلطی پر

دنیا کے سامنے پیش کر سکتا اور اپنی جگہ ہنسائی کروا سکتا ہے۔
اللہ پاک ایسوں کو عقل سلیم عطا فرمائے۔

10 اختلاف رائے کسی سے بھی ہو! اس کے نتیجے میں
آپسی تعلقات میں کھنچاؤ نہ آنے دیں۔ اس حوالے سے بہت
ہی پیاری دلچسپ حکایت پڑھئے:

بھائی چارے پر اثر نہیں پڑنا چاہئے: حضرت سیدنا یونس صدیقی
رحمۃ اللہ علیہ کا بیان ہے کہ میں نے حضرت سیدنا امام شافعی رحمۃ اللہ
علیہ سے زیادہ عقل مند کوئی نہیں دیکھا۔ ایک دن میں نے کسی
مسئلے پر ان سے مناظرہ کیا اور پھر ہم جدا ہو گئے، جب دوبارہ
ملاقات ہوئی تو آپ نے میرا ہاتھ تھام کر ارشاد فرمایا: اے
ابوموسیٰ! کیا یہ اچھا نہیں کہ کسی مسئلے پر متفق نہ ہونے کے باوجود
ہم بھائیوں کی طرح رہیں۔ (سیر اعلام النبلاء، 8/382)
اللہ پاک ہمیں اپنا اخلاق و کردار بہتر بنانے کی توفیق عطا
فرمائے۔ اٰمِیْن بِجَاہِ النَّبِیِّ الْاَمِیْنِ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم

6 اگر دونوں فریق اپنے اپنے موقف پر ڈٹے ہوئے
ہوں اور فیصلہ کرنا بھی ضروری ہو تو کسی باصلاحیت اور ماہر
شخص سے اپنے اختلاف رائے کا فیصلہ کروالیں۔

7 اگر آپ کی رائے کو فوقیت مل جائے تو شیخیاں نہ بگھاریں
کہ دیکھا میں نے اسے کیسا خاموش کروایا، میرے سامنے تو بڑے
بڑے بولناٹھول جاتے ہیں۔

8 آپ غالب ہوں یا مغلوب! دونوں صورتوں میں
فریق ثانی کی غیبتوں میں نہ پڑیں، اس پر تہمتیں نہ لگائیں اور نہ
ہی اپنے دل میں اس کا بغض بٹھائیں۔

9 اختلاف رائے کو اپنے اور سامنے والے فریق تک
محدود رکھیں بلا ضرورت تیسرے کو اس کی ہوا بھی نہ لگنے
دیں۔ افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ اس طرف ہماری بالکل توجہ
نہیں، اوپر سے سوشل میڈیا واٹس ایپ، ٹویٹر، فیس بک
وغیرہ نے ایسی آسانیاں دے دی ہیں کہ کوئی بھی نادان اپنے
گھر، گلی محلے یا دوستوں کے درمیان ہونے والی بات کو پوری

Mahnama
Faizan-e-Madina Mobile Application

علم دین حاصل کرنے کا بہترین موقع



اس ایپلی کیشن میں شامل ہیں:

- ◀ 25 سے زائد عنوانات کے تحت 900 سے زائد مضامین
- ◀ تمام شمارے پڑھنے کے ساتھ ساتھ PDF ڈاؤن لوڈ کرنے کی بھی سہولت۔
- ◀ عنوانات (Topics) کے اعتبار سے مضامین پڑھنے کی سہولت
- ◀ عنوانات (Topics) اور مضامین میں سرچ کرنے کی سہولت
- ◀ یونیکوڈ کی صورت میں پڑھنے، کاپی، پیسٹ کرنے اور شیئر کرنے کی سہولت
- ◀ اور اس کے علاوہ بہت کچھ

ابھی اس ایپلی کیشن کو  سے انسٹال کیجئے اور دوسروں کو بھی ترغیب دلائیے۔

سے سر جھکا کر معذرت کر لی کہ سلمان بھائی ذرا اُٹھل مہینے کے آخری دن چل رہے ہیں، میں نے آج خود اُدھار پر گھر کا راشن لیا ہے۔ سلمان کو اب دوسرے دوست و سیم کی یاد آئی جو قدرے خوشحال تھا، و سیم نے حسبِ توقع اسے ہزار روپے قرض کے طور پر دے دیئے۔ بالآخر میڈیکل اسٹور سے بیٹے کی دوائی خریدی اور گھر پہنچ کر اسے کھلا دی۔ کچھ دیر بعد فاروق کی طبیعت سنبھلنا شروع ہو گئی تو اس کی جان میں جان آئی لیکن سلمان اس سوچ میں پڑ گیا کہ آخر کب تک مہینے کے آخری دنوں میں پریشان ہوتا رہوں گا!

ماہنامہ فیضانِ مدینہ کے قارئین! انسان اپنے اخراجات پورے کرنے کے لئے دو طرح سے کماتا ہے:

1 کاروبار (Business) کے ذریعے

2 ملازمت (Job) کے ذریعے

پھر ملازمت کرنے والوں کی بہت بڑی تعداد سفید پوش (Middle Class) ہوتی ہے جو اپنی آمدنی (Income) اور خرچ (Expenditure) کے درمیان توازن (Balance) قائم کرنے کی کوشش میں رہتی ہے لیکن پھر بھی ان میں سے ایک تعداد مہینے کے آخری دنوں میں مالی اعتبار سے پریشان رہتی ہے۔ اس طرح کے جملوں سے شاید آپ کا بھی واسطہ پڑا ہو کہ ”مہینے کے آخری دن چل رہے ہیں، ہاتھ تنگ ہے، یا کچھ قرض مل جائے گا، تنخواہ ملے گی تو لوٹا دوں گا۔“ ایک سروے رپورٹ کے مطابق ایک ترقی یافتہ ملک میں 48 فیصد افراد اپنے اخراجات کیلئے موجود رقم اور مہینے کے آخر میں اس کے نہ بچنے کی وجہ سے پریشان ہی دکھائی دیتے ہیں چاہے ان کی تنخواہ کتنی ہی ہو! پھر پاکستان جیسے ترقی پذیر ملک میں یہ تعداد کم ہوگی یا زیادہ؟ اس کا اندازہ لگانا مشکل نہیں۔ بہت سے افراد سوچتے ہیں کہ مہینے کے اختتام میں جو مسائل سامنے آتے ہیں ان کا سامنا کرنے والے وہ واحد شخص ہیں لیکن یہ ان کی غلط فہمی ہوتی ہے کیونکہ اس پریشانی سے چند ایک کے سوا



مہینے کے آخری دن

مہینے کے آخری دن تھے، سلمان گھر پہنچا تو چھوٹے بیٹے فاروق کو پھر بخار تھا، اس کی بیوی کہنے لگی: دو دن ہو گئے اس کا بخار اتر نہیں رہا، کسی ڈاکٹر کو دکھائیں! مگر سلمان نے یہ کہہ کر ٹال دیا کہ اسے گھر پر موجود بخار کا سیرپ اور جو شاندر وغیرہ پلاؤ، ٹھیک ہو جائے گا کیونکہ ”قبر کا حال مُردہ جانتا ہے“ کے مصداق سلمان کو پتا تھا کہ اس کی جیب میں پیسے کم ہیں اور تنخواہ ملنے میں ابھی تین دن باقی تھے۔ اسے سوئے ہوئے تھوڑی دیر ہوئی تھی کہ بیوی نے جگادیا اور کہنے لگی: اُٹھئے! فاروق کا بخار بہت تیز ہو گیا ہے اسے فوراً کسی اچھے ڈاکٹر کے پاس لے جائیں۔ بے چینی کی کیفیت میں وہ ڈاکٹر کے کلینک پہنچا، ڈاکٹر نے چیک اپ کیا اور دوائیاں لکھ دیں۔ سلمان کی جیب میں پڑے 300 روپے تو ڈاکٹر کی فیس میں چلے گئے، اب سوال یہ تھا کہ دوائیاں کیسے خریدی جائیں؟ فاروق کو گھر چھوڑ کر وہ اپنے دوست جمال کے پاس پہنچاتا کہ اس سے کچھ پیسے اُدھار لے کر دوائی کا انتظام کرے، مگر جمال نے بھی شرمندگی

شاید ہی کوئی تنخواہ دار بچتا ہو۔

پریشانی کی 5 وجوہات اور ان کا حل

مہینے کے آخری دنوں میں مالی پریشانی کی ممکنہ طور پر کئی وجوہات (Reasons) ہو سکتی ہیں، جن کے زیادہ تر ذمہ دار ہم خود ہوتے ہیں، اگر ہم تھوڑی احتیاط کریں تو مہینے کے آخری دنوں میں پریشانی سے کافی حد تک بچ سکتے ہیں، آئیے بعض وجوہات اور ان کے حل کا جائزہ لیتے ہیں:

1 ایڈوانس تنخواہ لے لینا: ہاتھ تنگ ہو اور دفتر سے ایڈوانس ملنے کی سہولت بھی موجود ہو تو سب سے آسان اور باوقار حل (Solution) اسی کو تصور کیا جاتا ہے کہ تنخواہ میں سے کچھ رقم ایڈوانس لے لی جائے۔ لیکن اس کا ایک نقصان یہ ہوتا ہے کہ جو سیلری (پہلی تاریخ کو وصول کرنے کی صورت میں) 30 دن استعمال ہونی تھی (اس کا کچھ حصہ مثلاً پانچ دن پہلے وصول کرنے کی وجہ سے) اب 35 دن تک چلانی ہوگی۔ دوسرا نقصان یہ ہوتا ہے کہ ایڈوانس لینے کی عادت بنا لینے والے شخص کا مہینہ 30 سے زیادہ دن کا ہو جاتا ہے جس کی وجہ سے اس کا ہاتھ اکثر تنگ ہی دکھائی دیتا ہے۔ اس لئے خود پر پابندی لگائیں کہ میں نے ایڈوانس سیلری ہر گز نہیں لینی، اگر کسی مہینے بہت زیادہ مجبوری کی وجہ سے لینی بھی پڑے تو ذہن بنالیں کہ اب اسی رقم میں مجھے 30 سے زیادہ دن گزارنے ہیں۔

2 گیس بجلی کا بل زیادہ آنا: اگر کسی مہینے گیس یا بجلی وغیرہ کا بل توقع سے کہیں زیادہ آجائے تو مہینے کے آخری دنوں میں ہاتھ تنگ ہونا یقینی سی بات ہے۔ اب جو ہو اسو ہوا! اگلے مہینے پریشانی سے بچنا چاہتے ہیں تو اپنے گھر میں گیس و بجلی کے خرچ پر باریکی سے غور کریں اور بچت کے طریقے اپنائیں، راحت پائیں۔ عالمی اسلامی اسکالر امیر اہل سنت علامہ محمد الیاس عطار قادری دامت بركاتہم العالیہ کا رسالہ ”بجلی استعمال کرنے کے مدنی پھول“ (27 صفحات) پڑھنا اس حوالے سے بہت فائدہ مند ہے۔

3 چادر دیکھ کر پاؤں نہ پھیلا نا: اپنی آمدنی کو سامنے رکھ کر خرچ کرنے والا نکھی رہتا ہے اور جو شخص چادر دیکھ کر پاؤں نہیں پھیلاتا وہ پریشانی سے دوچار رہتا ہے، غیر اہم یا غیر ضروری چیزیں خرید لینا، ساگرہ یا شادی میں شریک ہونے کے لئے نئے اور مہنگے لباس ہی خریدنا، حیثیت سے بڑھ کر گھر کی آرائش و زیبائش (Decoration) کا سامان خریدنا، آئے دن مرغن کھانے پکانا، گھر پر پکانے کے بجائے ہوٹلوں سے کھانا منگوانے کی عادت مہینے کے آخری دنوں میں ٹینشن کا سبب ہو سکتی ہے۔

4 قرض لینے کی عادت: ضرورتاً قرض (Loan) لینے میں حرج نہیں لیکن بعضوں نے ہر مسئلے کا حل قرض کو سمجھ رکھا ہے، کسی بھی چیز کے خریدنے کا دل چاہا تو جھٹ سے قرض لے لیا، پھر جب محدود تنخواہ (Limited salary) میں قرض چکانا پڑتا ہے تو باقی بچنے والی رقم سے مہینے کے آخری دن گزارنا مشکل ہو جاتا ہے۔

5 بچت کا غلط اندازہ لگانا: ایسا بہت سے لوگوں کے ساتھ ہوا ہو گا کہ 20 یا 22 تاریخ کو حساب لگایا کہ پہلی تاریخ کو اتنی رقم بچ جائے گی، پھر اس بچت سے کچھ زیادہ ہی سیر و تفریح کر لی یا کسی اور کام میں خرچ کر ڈالے، لیکن بعد میں جب زمین حقیقت پر قدم لگے تو پتا چلا کہ اندازے غلط نکلے اور پھر مہینے کے آخری دن پریشانی میں گزرے۔ آپ ایسا نہ کیجئے بلکہ بچت کنفرم ہونے کے بعد ہی اسے خرچ کیجئے۔

پیارے اسلامی بھائیو! آمدنی اور گھریلو اخراجات میں توازن (Balance) برقرار رکھنے کے لئے گھریلو بجٹ بنالینا بہت مفید ہے۔ اس کیلئے ”ماہنامہ فیضانِ مدینہ“ جمادی الاخریٰ 1441ھ کے شمارے کے صفحہ 15 پر موجود مضمون ”گھریلو بجٹ کیوں نہیں بناتے؟“ ضرور پڑھئے۔

اللہ پاک ہمیں دنیاوی و اخروی پریشانیوں سے محفوظ فرمائے۔

اٰمِیْن بِجَاہِ النَّبِیِّ الْاَمِیْنِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ

موازنہ

Comparison



کافی ہے اور ویسے بھی ہم اتنے امیر کبیر تو ہیں نہیں کہ جب چاہیں نئی چیزیں خرید لیں، بہر حال! ہمیں چادر دیکھ کر پاؤں پھیلانے چاہئیں۔ جمیل کے سمجھانے پر بیوی خاموش تو ہو گئی لیکن اس کا موڈ آف دکھائی دینے لگا۔

ماہنامہ فیضانِ مدینہ کے قارئین! خیالات، خواہشات اور تصورات ہماری زندگی کو آسان یا مشکل، تنگ حال یا خوشحال بنانے میں بہت اثر رکھتے ہیں کیونکہ انہی کی بنیاد پر ہم اپنی عملی زندگی (Practical life) کا راستہ منتخب کرتے ہیں۔ ان میں سے ایک سوچ خود کا دوسروں سے موازنہ (Comparison) کرنا بھی ہے کہ اس کے پاس فلاں چیز ہے لیکن میرے پاس نہیں ہے۔ تھوڑا غور کیا جائے تو پتا چلے گا کہ ہم اکثر و بیشتر کسی نہ کسی سے اپنا موازنہ کر رہے ہوتے ہیں، وہ ہمارا دوست بھی ہو سکتا ہے اور رشتہ دار بھی! وہ ہمارے دفتر یا کاروبار کا رفیق (Colleague) بھی ہو سکتا ہے اور پڑوسی بھی! وہ ہمارا کلاس فیلو بھی ہو سکتا ہے اور ساتھی ٹیچر بھی! ہم اس کی کسی خوبی، کامیابی، ترقی، آمدنی، سواری اور طرز زندگی کو دیکھ کر خود کا اس کے ساتھ لاشعوری طور پر موازنہ (Comparison) کرتے ہیں کہ جیسا اس کے پاس ہے ویسا میرے پاس ہے یا نہیں؟

جمیل کو گھر آئے تھوڑی ہی دیر ہوئی تھی کہ اس کی زوجہ اُم خلیل کہنے لگی: آپ سے ایک ضروری بات کرنی ہے، وہ یہ کہ اب ہمیں نیا اور بڑا فریج لے لینا چاہئے۔ جمیل نے پوچھا: پہلے فریج کو کیا ہوا؟ دو سال پہلے ہی تو خریدا تھا، کیا کولنگ نہیں کر رہا؟ ”نہیں! ایسی بات نہیں ہے، بس میں چاہ رہی تھی کہ اب اس کو بدل لیں، نیا فریج پکن میں رکھا ہوا اچھا لگے گا،“ اُم خلیل نے جواب دیا۔ جمیل سوچ میں پڑ گیا کہ کل تک تو سب ٹھیک تھا، آج اچانک نیا فریج لینے پر اصرار کیوں ہو رہا ہے! معاملے کی تہہ تک پہنچنے کیلئے اس نے نرمی سے پوچھا: اچھا یہ تو بتاؤ! آج یہ خواہش ایک دم کیسے جاگ گئی؟ اُم خلیل نے بات کھولی: وہ دراصل آج میں اپنی سہیلی کے گھر گئی تھی، اس نے کل ہی ایک مشہور کمپنی کا بڑے سائز کا نیا فریج خریدا ہے، بس اسے دیکھ کر مجھ سے رہا نہیں گیا اور میں نے سوچا کہ ہمارا فریج بہت پرانا ہو گیا ہے اس لئے ہم بھی ویسا ہی فریج نیا خرید لیں۔ جمیل نے بیوی کو سمجھایا: دیکھو! تمہاری سہیلی نے فریج کیوں خریدا! مجھے اس سے کوئی غرض نہیں، لیکن ہمیں یہ دیکھنا چاہئے کہ ہمیں کس قسم کے فریج کی ضرورت ہے؟ اور اللہ کا شکر ہے کہ موجودہ فریج ہماری ضرورت کے لئے

بات یہیں ختم نہیں ہوتی کیونکہ اگر ہمارے پاس وہ شے نہیں ہوتی تو اس کے حصول کے لئے ہم جو قدم اٹھاتے ہیں اس کے نتیجے (Result) میں یہ موازنہ مثبت (Positive) یا منفی (Negative) صورت اختیار کرتا ہے۔ اس بات کو چند مثالوں سے واضح (Explain) کرتا ہوں:

مثبت اور منفی موازنے کی 10 مثالیں

1 کلاس میں کسی اسٹوڈنٹ کی علمی مضبوطی اور امتحانات میں اچھی پوزیشن دیکھ کر اگر محنت کا شوق ابھرے، خود کو بہتر طالب علم بنانے کا جذبہ پیدا ہو تو یہ موازنہ مثبت (Positive) ہوگا اور اگر جیلی (جلن) محسوس ہو، آپ خود کو کمتر سمجھنے لگیں، اس کے زوال (Downfall) کی تمنا دل میں آئے تو یہ موازنہ منفی (Negative) ہوگا 2 کسی کا چلتا کاروبار دیکھ کر اس کے اسباب جاننے کی کوشش کی، پھر اس کے انداز کو اپنے کاروبار کی بہتری کے لئے اپنایا تو موازنہ مثبت اور اگر اس کی راہ میں روڑے اٹکانے کی کوشش کی، اس کے کاروبار کے تباہ (Collapse) ہونے کی خواہش کی تو یہ موازنہ منفی ہوگا 3 دوسروں کے بچوں کے اٹھنے بیٹھنے، بولنے چالنے، کھانے پینے کے اچھے انداز کو دیکھ کر اپنے بچوں کی تربیت بہتر کرنے کی کوشش کی تو یہ موازنہ مثبت اور اگر احساسِ کمتری (Inferiority) میں مبتلا ہو گئے کہ میرے بچے ایسے کیوں نہیں ہیں یا بچوں کو طعنے دینے شروع کر دیئے کہ دیکھو فلاں کے بچے کتنے اچھے انداز سے رہتے ہیں، تم لوگ تو لگتا ہے جنگل سے آئے ہو! تو یہ موازنہ منفی ہوگا 4 کسی کے گھر، لباس، سواری کی صفائی ستھرائی دیکھ کر خود کو صاف ستھرا رکھنے کی کوشش شروع کر دی تو یہ موازنہ مثبت ہے 5 آفس میں اپنے سینئر کی اچھی سیلری اور سہولیات دیکھ کر جو نیئر تشویش میں پڑ جائے کہ میری سیلری اتنی کیوں نہیں تو یہ موازنہ منفی ہوگا 6 کسی کے گھر کا فرنیچر، پردے، فریج، قالین وغیرہ دیکھ کر اپنی مالی حیثیت (Financial Status) بھول کر اس

خواہش کے پیچھے بھاگ پڑے کہ ہم بھی ایسی ہی چیزیں لیں گے چاہے وہ چیزیں کم قیمت میں اپنے گھر میں پہلے سے موجود ہوں تو یہ موازنہ منفی ہوگا 7 عورت کا اپنی سہیلی، پڑوسن یا رشتہ دار خاتون کے پاس ہار، کنگن، انگوٹھی یا دوسری جیولری دیکھ کر اپنے باپ یا شوہر کو پریشان کرنا کہ کچھ بھی کریں مجھے بھی ایسی ہی جیولری لے کر دیں، اب وہ اپنی جان پھڑانے کے لئے حرام کمائے، رشوت لے، چوری کرے، فراڈ کرے تو یہ موازنہ منفی ہوگا 8 کسی نے شادی پر خوب خرچہ کیا یا اپنی بیٹی کو عالی شان اور مہنگا جہیز دیا، یہ دیکھ کر ذہن بنا لینا کہ ہم اس سے بڑھ کر دھوم دھام سے شادی کریں گے یا اپنی بیٹی کو اس سے بڑھ کر جہیز دیں گے، پھر مالی حیثیت نہ ہونے کی وجہ سے اس کے لئے سود تک پر قرض لینے کو تیار ہو جائیں، تو ایسا موازنہ منفی ہوگا 9 کسی کا حسن و جمال، گوارانگ، خوبصورتی، بال، قد کاٹھ دیکھ کر اپنے آپ کا جائزہ لینا اور اس شکوے میں پڑ جانا کہ میں اس جیسا کیوں نہیں ہوں! یہ موازنہ منفی ہوگا 10 عید اور خوشی کے دیگر مواقع پر بھی خوب موازنہ ہوتا ہے، فلاں نے تین سوٹ سلائے ہیں میرے چار ہونے چاہئیں، یہ موازنہ بھی بعض صورتوں میں منفی رنگ اختیار کرتا ہے۔

پیارے اسلامی بھائیو! اسی طرح ہم غور کرتے چلیں جائیں تو ہمیں اپنی زندگی میں موازنے (Comparison) کی مثبت اور منفی دونوں طرح کی مثالیں مل جائیں گی۔ کسی کو غلط فہمی نہ ہو جائے، اس لئے ایک بار پھر وضاحت کر دوں کہ میں نے محض موازنہ کرنے کو برا نہیں کہا بلکہ اس کے اچھے یا برے نتیجے کے اعتبار سے مثبت یا منفی قرار دیا ہے اور اسی بات کو مثالوں سے واضح کرنے کی کوشش کی ہے۔

موازنہ کے حوالے سے 8 اہم باتیں

1 مثبت موازنہ اُمید دلاتا، محنت و کوشش پر ابھارتا اور ترقی کی منزل تک پہنچاتا ہے، منفی موازنہ پریشان کرتا ہے اور طرح طرح کی مشکلات میں ڈال سکتا ہے 2 فرنیچر، زیور،

سرخ ہوتا ہے لیکن گلاب کو سالن میں نہیں ڈالا جاتا اور ٹمائٹروں کا گلدستہ بنا کر اسے میز پر نہیں سجایا جاتا، الغرض ہر ایک کی اپنی فیلڈ ہوتی ہے اس لئے خواجواہ کے موازنے کر کے اپنا وقت اور صلاحیتیں ضائع نہ کیجئے 6 کسی کی ترقی و خوشحالی دیکھ کر خود کو کمتر سمجھنے کے بجائے یہ غور کیجئے کہ اس کی ترقی و خوشحالی کے پیچھے دس بیس سالوں کی مسلسل کوشش ہوگی جس کے بعد وہ اس مقام تک پہنچا ہوگا۔ (حکایت) ایک نوجوان کسی کامیاب بزنس مین کے پاس ملنے پہنچا اور کہا کہ میں بھی آپ جیسا کامیاب بزنس مین بننا چاہتا ہوں لیکن میرے پاس زیادہ سرمایہ نہیں ہے، بزنس مین نے کھڑکی سے پردہ ہٹایا اور نوجوان کو دس فلور نیچے فٹ پاتھ پر بیٹھا پندرہ سولہ سال کا ایک نوجوان دکھایا جو ٹرے میں پیسٹریاں بیچ رہا تھا، پھر بولا: میں نے پندرہ سال پہلے وہیں سے اپنا سفر شروع کیا تھا اگر آپ میں ہمت ہے تو کل سے ہی کوئی چھوٹا موٹا کاروبار شروع کر دیں، قسمت نے ساتھ دیا تو آپ کا جذبہ آپ کو ترقی دلوائے گا اور آپ بھی اس مقام تک پہنچ سکتے ہیں جہاں آج میں کھڑا ہوں 7 اللہ جسے عزت دے اسے ہمیں بھی عزت دینی چاہئے، صرف اس لئے کسی کو بے عزت (Defame) کرنے کی کوشش کرنا کہ میری عزت اس جیسی کیوں نہیں ہوتی! بہت ہی بڑی بات ہے 8 ہر چمکتی چیز سونا نہیں ہوتی، کسی کا عالیشان رہن سہن (Luxurious living) دیکھ کر اپنے انداز زندگی کو حقیر نہ سمجھیں کیونکہ ممکن ہے کہ یہ چمک دمک قرض لے کر بڑھائی گئی ہو اور بظاہر خوشحال نظر آنے والا وہ شخص قرض کی ٹینشن سے شدید تنگ ہو۔

المختصر! پہلے تو ہمیں موازنے کی کثرت سے پرہیز کرنا چاہئے اور اگر موازنہ کریں بھی تو مثبت سوچ کے ساتھ کریں تاکہ اس کے نتیجے میں ہماری زندگی بہتر ہونا کہ بدتر! اللہ کریم ہمیں عافیت، سلامتی اور بے حساب بخشش سے نوازے۔

اٰمِيْن بِجَاہِ النَّبِيِّ الْاَمِيْنِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ

موبائل، بایک، کار وغیرہ کوئی بھی چیز صرف اس لئے نہ خریدیں کہ فلاں کے پاس ہے اس لئے میں بھی خریدوں گا، اگر کسی کی ریس کی اور اس جیسی چیزیں خریدنے میں کامیاب ہو بھی گئے تو کل کسی اور کی چیزیں پسند آجائیں گی پھر اس جیسی خریدنے کو دل چاہے گا، اگر ٹسکی رہنا چاہتے ہیں تو خریداری کا فیصلہ صرف اور صرف اپنی ضرورت اور سہولت کو سامنے رکھ کر کیجئے 3 حسن و جمال، رنگ رُوپ، قد کاٹھ اور مضبوط جسم وغیرہ اللہ کی عطا ہوتی ہے ان چیزوں میں اگر ذہن موازنے کی طرف جائے کہ میں اس جیسا حسین اور لمبا چوڑا کیوں نہیں تو اپنی سوچ کا سفر روک دیں کیونکہ یہ مالک کائنات کی تقسیم ہے جس کو جتنا چاہے دے! 4 دوسروں کے پاس عمدہ چیزیں دیکھ کر موازنہ کریں گے تو اپنی چیزیں بے وقعت (Worthless) لگنے لگیں گی، اس کے ساتھ ساتھ ناشکری، احساس کمتری اور حسد جیسی بیماریاں آپ کو لگ سکتی ہیں اور اگر تکبر سے بچتے ہوئے اپنے سے نچلے لوگوں سے اپنا تقابل و موازنہ کریں گے تو شکر کے کلمات آپ کی زبان پر جاری ہو جائیں گے، اِنْ شَاءَ اللهُ 5 کسی کی غیر معمولی صلاحیتیں (Unusual Skills) مثلاً حاضر جوابی دیکھ کر پریشان نہ ہوں کہ میں اس جیسا حاضر جواب کیوں نہیں! بلکہ اپنے اندر تلاشیں کہ اللہ نے آپ کو بھی کسی نہ کسی غیر معمولی صلاحیت سے نوازا ہوگا مثلاً ہو سکتا ہے کہ آپ کے پاس دوسروں سے بڑھ کر قوت ارادی (Will Power) ہو! کیونکہ یہ اللہ پاک کی عطائیں ہیں کہ کسی شخص کو ایک خوبی زیادہ دیتا ہے تو دوسرے کو دوسری خوبی زیادہ دے دیتا ہے مثلاً کسی کے پاس ذہانت تو ہوتی ہے لیکن محنت مزدوری کرنے والا مضبوط جسم نہیں ہوتا اور کسی کا جسم مضبوط ہوتا ہے لیکن وہ ذہین نہیں ہوتا۔ شیر اور شکارک مچھلی دونوں بہترین شکاری ہیں لیکن ایک صرف جنگل میں ہی شکار کر سکتا ہے اور دوسرا صرف سمندر میں، اسی طرح ٹمائٹروں اور گلاب دونوں کا رنگ

کوئی واقفیت یا رشتے داری نہ ہو لیکن مسلمان ہونے کے باعث وہ ہمارا اسلامی بھائی ہے لہذا اسے پکارتے اور اس کا تذکرہ کرتے ہوئے اس کے نام کے ساتھ ”بھائی“ کہنا مناسب ہے جیسا کہ احمد رضا بھائی، حسن بھائی وغیرہ۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ عَزَّوَجَلَّ دَعْوَتِ اِسْلَامِی کے مدنی ماحول میں یہی طریقہ کار رائج ہے۔ ناواقف مسلمان کو بھائی کہنا صرف نوکِ زبان تک ہی محدود نہیں ہونا چاہیے بلکہ کوشش کر کے اپنے دل میں بھی اس کے لئے بھائی چارے کے جذبات اُجاگر کرنا اور اس کی خوشی و غم کو اپنی خوشی و غم سمجھنا چاہیے۔

8 ہونٹوں سے ”شش شش“ کی آواز نکال کر، ”اے، اے“ کہہ کر کسی کو بلانا یا متوجہ کرنا اچھا انداز نہیں۔

جس کو پکارا گیا وہ ”کَبِیْک“ (یعنی میں حاضر ہوں) کہے۔ دعوتِ اسلامی کے مدنی ماحول میں اکثر کسی کی پکار پر جواباً ”کَبِیْک“ کہا جاتا ہے جو کہ سُننے میں بہت بھلا معلوم ہوتا ہے، اس سے مسلمان کے دل میں خوشی داخل ہو سکتی ہے۔ نیز صحابہ کرام کا شہنشاہِ خیرِ الانام صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے یاد فرمانے (یعنی بلانے) پر ”کَبِیْک“ کے ساتھ جواب دینا احادیث میں مذکور ہے، اس کے علاوہ ایک ولی اللہ کے فعل سے بھی اس کا ثبوت ملتا ہے۔ چنانچہ حضرت سیدنا عبد الملک مینمونی عَلَیْہِ رَحْمَةُ اللہِ الْغَفِیْرُ کر وڑوں حنبلیوں کے عظیم پیشوا حضرت سیدنا امام احمد بن حنبل صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ کے بارے میں فرماتے ہیں: اکثر جب میں مسئلہ پوچھنے کے لئے آپ رَحْمَةُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ کو اپنی طرف متوجہ کرتا تو ”کَبِیْک“ فرماتے۔ (مناقب الامام احمد بن حنبل لابن جوزی ص 298) مسنون دُعاؤں کی مشہور کتاب ”حِصْنِ حَصِیْن“ میں ہے: جب کوئی شخص آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو پکارتا تو اُس کو جواب میں ”کَبِیْک“ ارشاد فرماتے۔ (حصن حصین ص 104)

بڑے ہیں اور دوسرے وہ جن کی عمر ہم سے کم ہوتی ہے۔ بڑے رشتے داروں کو پکارنے کے لئے مختلف زبانوں اور علاقوں میں مختلف الفاظ اور انداز رائج ہیں، ان میں سے جو اَدب کے زیادہ قریب اور شریعت کے مطابق ہوں اچھی اچھی نیتوں کے ساتھ انہیں اختیار کرنا چاہیے۔ بعض علاقوں میں ماموں جان، چچا جان، بھائی جان وغیرہ بولا جاتا ہے حالانکہ وہ حقیقی ماموں، چچا یا بھائی نہیں ہوتے۔ کم عمر رشتے داروں مثلاً چھوٹے بھائی، بہن، بھانجے، بھتیجے نیز اپنی اولاد سے گفتگو اور انہیں پکارنے میں شفقت سے بھرپور اور مہذب انداز اپنانا اور ”آپ جناب“ سے بات کرنا نہ صرف بات کرنے والے کی شخصیت کی عکاسی کرتا ہے بلکہ یہ انداز بچوں کی تربیت میں بھی معاون ثابت ہوتا ہے کیونکہ بچے عموماً بڑوں کے اقوال و افعال سے اثر لیتے اور ان کی نقالی کرتے ہیں۔ اس بارے میں ہمارے پیارے پیارے آقا، مکی مدنی مصطفیٰ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا طرزِ عمل کیا تھا اس روایت سے اندازہ لگائیے، چنانچہ کم و بیش 10 سال رسول کریم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی خدمت کا شرف پانے والے حضرت سیدنا انس بن مالک رَضِيَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے روایت ہے کہ سرکارِ مدینہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے مجھ سے ارشاد فرمایا: اے بیٹے! (مسلم، ص 1185، حدیث 2151)

6 بیوی اپنے شوہر کو مٹے کے ابو، سلمان کے ابو وغیرہ کہہ کر پکارے، اگر اچھی اولاد پیدا نہ ہوئی ہو تو فلاں کے چچا، فلاں کے ماموں کہہ کر بھی ترکیب بنائی جاسکتی ہے، اسی طرح شوہر بھی اپنے بیوی کو سلمان کی امی وغیرہ کہہ کر پکارے تو زیادہ مناسب ہے، اَلْعَرَضُ جو انداز زیادہ مہذب ہو وہ اختیار کیا جائے۔ ”بہاد شریعت“ جلد 3 صفحہ 657 پر ہے: عورت کو یہ مکروہ ہے کہ شوہر کو نام لے کر پکارے۔ (در مختار، 9/690) بعض جاہلوں میں یہ مشہور ہے کہ عورت اگر شوہر کا نام لے لے تو نکاح ٹوٹ جاتا ہے، یہ غلط ہے۔ شاید اسے اس لئے گڑھا ہو کہ اس ڈر سے کہ طلاق ہو جائے گی شوہر کا نام نہ لے گی۔ (بہاد شریعت، 3/657)

7 خدائے رحمن عَزَّوَجَلَّ کا فرمانِ عالیشان ہے: تَرَجِبَةُ کَنْزِ الْاِیْمَانِ: مسلمان مسلمان بھائی ہیں۔ (پ 26، الحجرات 10) بیٹھے بیٹھے اسلامی بھائیو! دنیا کے کسی بھی کونے میں رہنے والا مسلمان چاہے اس سے ہماری





بندروں کا تاجر

پکڑے جاسکے۔ اب ملازم نے لوگوں کو آفر کی اس بڑے پنجرے (Cage) میں سوا گیارہ سو کے قریب بندر ہیں، میں ایسا کرتا ہوں کہ 350 روپے فی بندر کے حساب سے یہ سارے بندر تمہیں بیچ دیتا ہوں جب میرا سیٹھ آئے تو تم اسے یہ بندر 500 کے حساب سے بیچ دینا۔ دیہاتی بہت خوش ہوئے، انہوں نے اپنی ساری جمع پونجی خرچ کر کے تمام بندر خرید لئے اور تاجر کا انتظار کرنے لگے۔ پانچواں کیا! چھٹا دن بھی گزر گیا، تاجر نہیں آیا وہ بھاگ بھاگ گاؤں کے باہر بندروں کے پنجروں کے پاس پہنچے تو اس کا ملازم بھی غائب ہو چکا تھا۔ اب ان کی سمجھ میں آیا کہ انہیں لالچ میں پھنسا کر کس طرح لوٹا گیا ہے لیکن پچھتاوے سے کچھ حاصل نہ تھا۔

ماہنامہ فیضانِ مدینہ کے قارئین! یہ اسٹوری فرضی (Fictitious) سہی، اس میں شامل دیہاتی بھی آپ کو دنیا کے احمق ترین انسان دکھائی دیں گے لیکن فراڈ کی جو خبریں ہمیں آئے دن سننے کو ملتی ہیں ان میں بھی حماقت و بے وقوفی کی کچھ ایسی ہی داستانیں ہوتی ہیں کہ جس کے ساتھ فراڈ ہوتا ہے اسے ”راتوں رات امیر ہونے“ کا لالچ دیا گیا ہوتا ہے، سرمایہ چند دنوں میں ”چار

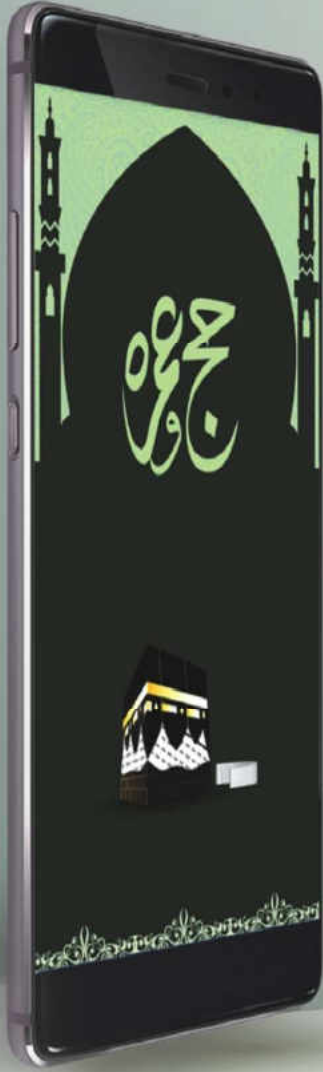
ایک پہاڑی گاؤں کے اردگرد بہت زیادہ بندر (Monkeys) رہتے تھے۔ جانوروں کا ایک تاجر (Trader) وہاں پہنچا اور اعلان کروا دیا کہ وہ گاؤں والوں سے ایک بندر 100 روپے میں خریدے گا۔ دیہاتی اس آفر پر بہت خوش ہوئے اور دھڑا دھڑ بندر پکڑنا شروع کر دیئے۔ اس تاجر نے کچھ ہی دنوں میں سو سو روپے میں 1000 بندر خرید لئے۔ اب وہاں بندروں کی تعداد بہت کم رہ گئی، وہی باقی بچے تھے جنہیں پکڑنا بہت مشکل تھا۔ اب تاجر نے اعلان کیا کہ اب وہ ایک بندر 200 روپے میں خریدے گا۔ دیہاتیوں میں نیا جذبہ پیدا ہوا اور انہوں نے ایک مرتبہ پھر بھاگ دوڑ کر کے بندر پکڑنا شروع کئے اور مزید 120 بندر تاجر کے حوالے کر دیئے۔ اب کبھی کبھار ہی کوئی بندر آس پاس دکھائی دیتا تھا۔ تاجر کے پنجرے میں تقریباً 1120 جمع ہو چکے تھے۔ ایک دن تاجر نے اعلان کیا کہ وہ کسی کام سے باہر جا رہا ہے اور اپنے ملازم کو وہیں بندروں کی رکھوالی کے لئے چھوڑ رہا ہے۔ پانچ دن بعد واپسی پر فی بندر 500 میں خریدے گا۔ اب تو جو بندر انسانی آنکھ سے دکھائی دے جاتا، لوگ مل کر اسے پکڑ لیتے لیکن دو دن گزر گئے صرف 9 بندر ہی

دیہاتیوں“ سے مختلف دکھائی نہیں دیں گے۔ اب رہا سوال یہ کہ طرح طرح کے فراڈ سے بچا کیسے جائے؟ تو گزارش ہے کہ فراڈی شخص شکار کرنے کے لئے حرص و لالچ کا جال استعمال کرتا ہے اگر ہم کسی قسم کی خلاف عقل کاروباری آفر سننے کے بعد عقل کے مطابق فیصلہ کریں تو محفوظ رہ سکتے ہیں اور اگر لالچ کی پٹی آنکھوں پر باندھ کر فیصلہ کیا تو ہمارا حال بھی ان دیہاتیوں سے مختلف نہ ہوگا۔

اللہ پاک ہمیں فراڈ کا شکار ہونے سے بچائے۔

اٰمِیْن بِجَاہِ النَّبِیِّ الْاَمِیْنِ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم

گنا“ کرنے کی پٹی پڑھائی جاتی ہے، ”لاکھوں کی زمین کوڑیوں کے مول“ بیچ دی جاتی ہے، پچاس ہزار کی موٹر سائیکل صرف ”پانچ ہزار ایڈوانس“ کے بدلے دینے کا جھانسا دیا جاتا پھر اسکیم والے ہزاروں لوگوں کا ایڈوانس لے کر رُفُو چکر ہو جاتے ہیں، کسی قرعہ اندازی میں ”لاکھوں کا انعام“ نکلنے کی خبر دے کر ہزاروں روپے بٹور لئے جاتے ہیں، ایسی پارٹنرشپ کی آفر کی جاتی ہے کہ 10 مہینے میں رقم ”بیس گنا“ بڑھ جانے کا آسرا دیا جاتا ہے۔ اگر ہم سمجھ داری سے اپنے دور میں سامنے آنے والے فراڈ کے نت نئے طریقوں پر غور کریں گے تو ہمیں اس جال میں پھنسنے والے لوگ ”بندر بیچنے والے



Hajj and Umrah Mobile Application

سفر حج و عمرہ میں آپ کی معاون و مددگار ایپلی کیشن
حج و عمرہ کی اہم معلومات حاصل کرنے کا بہترین و آسان ذریعہ

Features of the App:

- **COMPLETE HAJJ / UMRAH GUIDE.**
- **PRAYER TIMINGS.**
- **IMPORTANT VIDEOS.**
- **IMPORTANT PLACES.**
- **WEATHER UPDATES.**
- **CURRENCY CONVERTER.**

www.dawateislami.net/downloads

جشن آزادی منانے کا مقصد

ہوتا ہے، اور ”شکر“ کا تقاضا یہ ہے کہ جس کی جانب سے نعمت ملی ہے اس کی اطاعت و فرمانبرداری کی جائے، لیکن افسوس کہ کچھ لوگ یوم آزادی کا جشن منانے کے نام پر اونچی آواز سے موسیقی بجاتے ہیں، ہوائی فائرنگ، وِن ویلنگ کرتے ہیں، بعض تو شراہیں پی کر اودھم مچاتے ہیں۔ اس انداز کی نہ تو شریعت اجازت دیتی ہے اور نہ ہی ملکی قانون۔

جشن آزادی اور دعوتِ اسلامی اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ عَزَّوَجَلَّ! دعوتِ اسلامی کے مدنی ماحول میں یوم آزادی کے موقع پر اجتماعِ ذکر و نعت کیا جاتا ہے، شیخِ طریقت، امیر اہل سنت و اہل بیت کا نعتِ انعامیہ کا مدنی مذاکرہ بھی ہوتا ہے، ملک کے استحکام اور سلامتی کی دعائیں بھی مانگی جاتی ہیں، خوش نصیبِ اسلامی بھائی شکرانے کے نوافل بھی پڑھتے ہیں۔ پاکستان کے پرچم بھی لہرائے جاتے ہیں، **”پاکستان کا مطلب کیا؟ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ، کون ہمارا راہنما؟ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ“** کے نعرے بھی گونجتے ہیں، اس موقع کی مناسبت سے کئی سلسلے مدنی چینل پر براہِ راست (Live) بھی دکھائے جاتے ہیں۔

وطن کی محبت کا تقاضا اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ عَزَّوَجَلَّ! ہمیں اپنے وطن سے محبت ہے اور وطن سے محبت کا تقاضا یہ بھی ہے کہ ہم اس کی تعمیر و ترقی میں اپنا کردار ادا کریں۔ جھوٹ، رشوت، سود، دھوکا بازی، بلاوٹ، ذخیرہ اندوزی، چوری، ڈکیتی، کرپشن وغیرہ سے پرہیز کر کے جہاں ہم گناہوں سے بچیں گے وہاں اِنْ شَاءَ اللّٰہُ عَزَّوَجَلَّ ہمارے وطن عزیز کو بھی فائدہ ہو گا اور اگر ہم اُلٹا چلیں گے تو ہمیں اور ہمارے وطن کو نقصان پہنچے گا۔ یہ آزاد وطن اللّٰہُ عَزَّوَجَلَّ کی نعمت ہے، اس کی قدر کیجئے۔

ہمارا پیارا وطنِ اسلامی جمہوریہ پاکستان 14 اگست 1947 عیسوی برطانیق 27 رمضان المبارک 1366 ہجری کو معرضِ وجود میں آیا۔ اللّٰہُ تعالیٰ اس کی حفاظت فرمائے، دشمنوں کی میلی نظر سے محفوظ رکھے اور ہمیں اس عظیم نعمت کی حقیقی قدر کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

اٰمِیْن بِجَاہِ النَّبِیِّ الْاَمِیْنِ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم

قیامِ پاکستان کا مقصد بیٹھے بیٹھے اسلامی بھائیو! پاکستان کا قیام صرف زمین کا ایک ٹکڑا حاصل کرنے کے لئے نہیں کیا گیا بلکہ اس کا مقصد ایک ایسی آزاد ریاست تھا جہاں مسلمان اپنے اللّٰہُ عَزَّوَجَلَّ اور اس کے حبیبِ صلّی اللّٰہُ تعالیٰ علیہ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی تعلیمات کی روشنی میں پُر اَمْن زندگی گزار سکیں۔ قیامِ پاکستان کے وقت ہر طرف ایک ہی نعرہ تھا کہ **”پاکستان کا مطلب کیا؟ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ“** لیکن افسوس! کہ آج مسلمان اپنے پیارے وطن پاکستان کے قیام کا مقصد نظر انداز کئے بیٹھے ہیں، جس وطن کو آزادی سے عبادت کرنے کے لئے حاصل کیا گیا تھا اسی کے رہنے والے اللّٰہُ عَزَّوَجَلَّ ورسول کے احکامات کی نافرمانی کرتے نہیں گھبراتے، وہ لوگ جنہوں نے اس وطن کے لئے لاکھوں جانوں کا نذرانہ دیا، وہ مائیں جنہوں نے اس وطن پر اپنے دودھ پیتے بچے قربان کئے، آج انہی کی اولاد کسی بھی ناخوشگوار موقع پر اسی وطن کی املاک تباہ کرنے، جلاؤ گھیراؤ کرنے، اپنے ہی مسلمان بھائیوں کی گاڑیاں، دکانیں جلانے اور توڑ پھوڑ کرنے سے بالکل نہیں گھبراتی۔

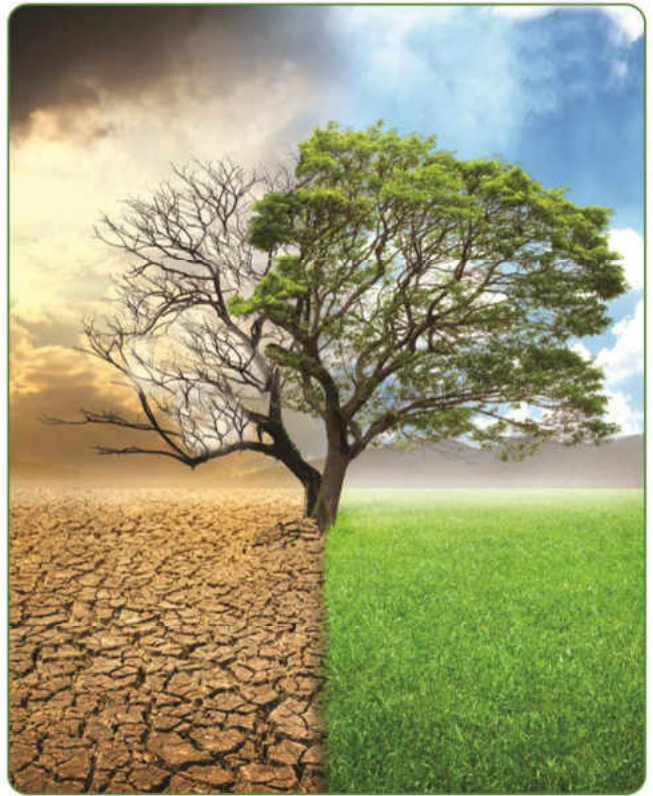
جشن آزادی کیوں مناتے ہیں؟ جس دن کوئی نعمت ملے، اُس کی یاد منانا شرعاً جائز ہے۔ یاد رہے کہ جشن آزادی منانے کا مقصد اللّٰہُ عَزَّوَجَلَّ کی دی ہوئی نعمت ”آزادی“ کا شکر ادا کرنا

ہی نکل سکا۔ اتنی دیر میں شفیق بھی وہاں پہنچ چکا تھا۔ شرمندگی کے مارے وہ اپنے شوہر سے نظریں نہیں ملا سکی بس اتنا پوچھا: آپ نے یہ کیوں نہیں بتایا کہ میری امی آرہی ہیں؟ شفیق کہنے لگا: ماں تو ماں ہوتی ہے، تمہاری ہو یا میری! ہمیں دونوں کی خدمت خوش دلی سے کرنی چاہئے۔ یہ سُن کر اُمّ عاطف کے کانوں میں اپنی ہی باتیں گونجنے لگیں اور اس کی آنکھیں ندامت سے مزید جھک گئیں۔

ماہنامہ فیضانِ مدینہ کے قارئین! یہ فرضی اسٹوری ہمیں بہت کچھ سمجھا رہی ہے، جس میں سے ایک یہ بھی ہے کہ ہمیں اپنی زندگی میں دوہرے معیار (Double standard) سے گریز کرنا چاہئے کہ ایک شخص کے لئے ایک اصول (Principle) اور دوسرے کے لئے کچھ اور! لیکن یہ کڑوی حقیقت (Bitter Truth) ہے کہ ہم اصول پر چلنے والے کو پسند تو بہت کرتے ہیں لیکن جب اپنی باری آتی ہے تو ہمارے قدم لڑکھڑا جاتے ہیں۔ بہر حال اصول سب کے لئے برابر ہونا ضروری ہے، کسی نے کیا خوب کہا ہے کہ خریدنے اور بیچنے کا ترازو (Scale) ایک ہونا چاہئے۔

میں تو ایسا نہیں ہوں! شاید نفسیاتی تقاضے (Psychological requirement) کے تحت ہم اپنے آپ کو کلین قرار دینا شروع کر دیں کہ میں تو ایسا نہیں ہوں لیکن میں آپ کے سامنے چند پہلو رکھتا ہوں، انہیں دیکھئے! پھر اپنا احتساب خود کیجئے کہ کہیں میں بھی تو ڈبل اسٹینڈرڈ اپنانے والوں میں سے تو نہیں!

ڈبل اسٹینڈرڈ کی مثالیں: ① اپنا بچہ گلی محلے میں کسی بچے پر ظلم کرے اس کا سر پھوڑ دے، یا گھونسا مار کر اس کے ہونٹ زخمی کر دے تو یہ کہہ کر جان پھڑانے کی کوشش کرتے ہیں کہ ”ابھی تو یہ بچہ ہے، بچوں سے غلطیاں ہو ہی جاتی ہیں“ اور یہی سُنوک دوسرا بچہ ان کے بیٹے کے ساتھ کرے تو اسے ”کم عمر“ ہونے کی رعایت (Concession) دینے پر تیار نہیں ہوتے بلکہ ڈبل اسٹینڈرڈ کے تحت کچھ یوں تبصرہ (Comment) کرتے دکھائی دیتے ہیں: ”اجی! یہ بچہ تھوڑی ہے، پلا ہوا سا نڈ ہے، جتنا اوپر دکھائی دیتا ہے اتنا زمین کے اندر ہے۔“ ② بہو گھریلو کام کاج میں کوئی غلطی کر دے تو تبصرہ ہوتا ہے: ”ماں باپ نے کچھ نہیں سکھایا“ اور اپنی بیٹی سسرال میں غلطیاں کرے تو بولیں گے: ”ابھی نئے گھر میں بیاہ کر گئی ہے آہستہ آہستہ سمجھ جائے گی۔“



ڈبل اسٹینڈرڈ (دوہرے معیار)

شفیق آفس سے گھر واپس آیا تو اپنی بیوی اُمّ عاطف کو بتایا کہ امی کا فون آیا تھا، وہ آج شام کو آرہی ہیں اور ایک ہفتہ یہیں ٹھہریں گی۔ یہ سُن کر بیوی کا موڈ خراب ہو گیا، کہنے لگی: آج کل ویسے ہی ہمارا ہاتھ تنگ ہے، میری طبیعت بھی ٹھیک نہیں رہتی، گرمی کے موسم میں تین بچوں سمیت گھر کے پانچ افراد کا ناشتہ اور کھانا بنانا، گھر کی صفائی ستھرائی کرنا تھکا کر رکھ دیتا ہے، ایسے میں امی کی اچانک آمد! میں اکیلی کیا کیا کروں گی؟ شفیق یہ باتیں سُن کر کچھ نہیں بولا، بس تھوڑا سا مسکرا دیا۔ شام کو دروازے پر دستک ہوئی، زناہ آواز سن کر اُمّ عاطف نے دروازہ کھولا تو سامنے اس کی اپنی ماں یعنی شفیق کی ساس (Mother in law) کھڑی تھیں اور بیگ زمین پر رکھا ہوا تھا۔ اُمّ عاطف کے منہ سے حیرت اور خوشی کے ملے جلے جذبات میں نکلا: ”امی! آپ؟“ اس کی امی نے جواب دیا: ہاں! کیا شفیق بیٹے نے تمہیں میرے آنے کے بارے میں بتایا نہیں؟ ”ہاں! وہ! بتایا تو تھا“، اس کے منہ سے اتنا

کے ڈبل اسٹینڈرڈ کا شکار ہونے والے شخص کا دل دکھ سکتا ہے، اسے تکلیف پہنچ سکتی ہے اور اجازت شرعی کے بغیر کسی مسلمان کو تکلیف دینا جائز نہیں ہے۔

اہم بات: جس شخص کو شریعت نے زیادہ اہمیت دینے، عزت دینے کا کہا ہے وہاں شرعی اصول پر عمل کرنا ضروری ہے، **مُعَظَّم** دینی جیسے عالم دین، مفتی صاحب، بوڑھے مسلمان، کسی قوم کا **مُعَرَّز** فرد وغیرہ۔ **مرتبے کے مطابق سلوک کرو:** نبی اکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا: لوگوں سے ان کے مرتبوں کے مطابق سلوک کرو۔ (ابوداؤد، 4/261) **سفید بالوں والے کی عزت:** فرمان مصطفیٰ صلی اللہ علیہ والہ وسلم ہے: اللہ پاک کی تعظیم میں سے یہ بھی ہے کہ سفید بالوں والے مسلمان کی عزت کی جائے۔ (ابوداؤد، 4/344، حدیث: 4843) **مُعَرَّز شخص کی عزت کرو:** ارشاد فرمایا: جب تمہارے پاس کسی قوم کا **مُعَرَّز** شخص آئے تو اس کا اکرام بجا لاؤ۔ (ابن ماجہ، 4/208، حدیث: 3712) **غنی اور مسکین سے الگ الگ سلوک:** حضرت سیدتنا عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا ایک سفر میں تھیں، دوران سفر آپ نے ایک جگہ پڑاؤ کیا تو کھانا پیش کیا گیا، اسی دوران ایک سائل آیا اور اس نے سوال کیا۔ آپ رضی اللہ عنہا نے خادم سے فرمایا: ”اسے کھانے میں سے ایک روٹی دے دو۔“ پھر ایک شخص سواری پر آیا تو آپ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: ”اسے کھانا پیش کرو۔“ عرض کی گئی: آپ نے مسکین کو ایک روٹی دی اور غنی کو کھانا پیش کرنے کا کہا۔ فرمایا: ”بے شک اللہ بندوں کو ان کے مرتبے پر رکھتا ہے، لہذا ہمیں بھی چاہئے کہ ہم ان کے ساتھ ان کے مرتبے کے مطابق سلوک کریں مسکین تو ایک روٹی پر راضی ہے جبکہ ہمارے لئے یہ بات نامناسب ہے کہ ہم غنی کو اچھی وضع قطع ہوتے ہوئے ایک روٹی دیں۔“

(احیاء العلوم، 2/718، مترجم)

اللہ پاک ہمیں ڈبل اسٹینڈرڈ (دوہرے معیار) کے غلط انداز کو ترک کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

اٰمِيْنَ بِجَايَةِ النَّبِيِّ الْاَكْرَمِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ

دورنگی چھوڑ کر نیک ہو جا

سراسر موم ہو یا سنگ ہو جا

3 ساس بہو کو کچھ نصیحت کر دے، کسی بات پر ٹوک دے، کسی کام سے روک دے تو بہو کا تبصرہ کبھی یوں بھی ہوتا ہے: ”ہر وقت میرے پیچھے پڑی رہتی ہیں، میری تو اس گھر میں ذرا بھی نہیں چلتی“ جبکہ یہی گفتگو اگر اس کی بھابی اس کی سگی ماں کے بارے میں کرے تو اسے بے ادب و گستاخ اور زبان دراز قرار دینے سے نہیں چوکتی

4 گھر میں کھانے پینے کی یا کوئی چیز تقسیم (Distribute) کرتے وقت بیٹے کو زیادہ حصہ دینا اور بیٹی کو کم دینا ڈبل اسٹینڈرڈ نہیں تو اور کیا ہے!

5 اگر دفتر یا دکان پر کسی کی کوئی بات ناگوار گزرے تو مسکرا کر ٹال دیں گے اور اگر یہی حرکت گھر پر فیملی کا کوئی فرد کرے تو بر شیر بن کر دھاڑنا شروع کر دیتے ہیں 6 کلاس میں امیر کا بچہ غلطی کرے تو ہلکی سی تنبیہ (Warning) کر کے چھوڑ دیتے ہیں اور اگر غریب کے بچے نے غلطی کی تو ایسی ڈانٹ (Scold) پلاتے ہیں کہ اس کی رُوح تک لرز جاتی ہے 7 امتحانات میں اچھی پوزیشن آجائے تو ”بچہ بڑا ذہین ہے اسے محنت کا پھل ملا ہے“ اور اگر نمبر کم آجائیں تو ”بچہ نے اچھا نہیں پڑھایا“ کا شکوہ کرتے دکھائی دیتے ہیں 8 کوئی غلطی کرے تو اسے سزا دلوانے کے لئے دلیلیں دیتے ہیں اور خود سے غلطی ہو جائے تو بچنے کے لئے تاویلیں (بہانے، Excuses) گھڑتے ہیں 9 دوسرا شخص ٹریفک کا اصول توڑے، سرخ سگنل لائٹ کر اس کر جائے، غلط ٹرن لے لے، ون وے کی خلاف ورزی کرے تو اسے لاپرواہ، جاہل اور خطرناک ڈرائیور قرار دیتے ہیں اور اگر خود یہی حرکتیں کریں تو ”جی مجبوری ہے ایمر جنسی ہے!“ کی تاویلیں کر کے اپنے دل کو منالیتے ہیں 10 کوئی اور قطار توڑے تو غیر مہذب (Uncivilized)! اور خود توڑیں تو ”مجھے بہت جلدی ہے ایمر جنسی میں کہیں جانا ہے۔“

ڈبل اسٹینڈرڈ کے نقصانات: اس کا پہلا نقصان تو یہ ہو سکتا ہے

کہ گھر، خاندان، دکان، دفتر وغیرہ میں لوگوں کے آپ کے اخلاقی کردار کے بارے میں تاثرات (Comments) اچھے نہیں رہتے، جس سے آپ کا امیج بگڑ جاتا ہے، ایسے میں جب آپ کسی کو نیکی کی دعوت دینا چاہیں گے، یا غلطی پر سمجھانا چاہیں گے تو آپ کی بات اس پر اثر نہیں کرے گی۔ ایک نقصان یہ بھی ہو سکتا ہے کہ آپ



بڑھاپے کی پریشانیاں

کہا جاتا ہے: ”یک بڑھاپا و صد عیب“ یعنی ایک بڑھاپے میں انسان کے اندر سو خامیاں پیدا ہو جاتی ہیں۔ ایک مرتبہ لوگوں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ! وہ کون سی بیماری ہے جس کی کوئی دوا نہیں؟

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: وہ ”بڑھاپا“ ہے۔⁽⁴⁾
بڑھاپے کو بیماری اس لئے فرمایا گیا کہ بڑھاپے کے بعد موت ہے جیسے بیماری کے بعد موت ہوتی ہے، نیز بڑھاپے میں بہت بیماریاں دبا لیتی ہیں۔⁽⁵⁾

تجھے پہلے بچپن نے برسوں کھلایا جوانی نے پھر تجھ کو مجنوں بنایا
بڑھاپے نے پھر آکے کیا کیا ستایا اجل تیرا کر دے گی اک دن صفایا
جگہ جی لگانے کی دنیا نہیں ہے یہ عبرت کی جاہے تماشا نہیں ہے

بڑھاپے کا فائدہ: انسان کا بڑھاپا آزمائشوں سے بھرپور ضرور ہوتا ہے لیکن مؤمن کا بڑھاپا اسے آخرت میں فائدہ بھی دے گا، چنانچہ نبی کریم، رُوُفَّ رَجِيمٌ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ”جو شخص اسلام میں بوڑھا ہوا، یہ بڑھاپا اس کے لئے قیامت کے دن نور ہو گا۔“⁽⁶⁾

بوڑھوں سے ہمدردی کیجئے: اولاد اور گھر کے دیگر افراد کو چاہئے کہ بوڑھوں کی مشکلات کو کم کرنے کے لئے ان سے تعاون کریں، ان کے آرام، کھانے پینے، دوائیوں اور دیگر ضروریات و سہولیات کا زیادہ خیال رکھیں، اپنا یہ بھی ذہن بنائیں

ایک بوڑھے آدمی نے ڈاکٹر سے کہا کہ میری نگاہ کمزور ہو گئی ہے، ڈاکٹر نے کہا: بڑھاپے کی وجہ سے، وہ بولا: اونچا سنے لگا ہوں (یعنی بہرا پن آ گیا ہے)، جواب ملا: بڑھاپے کی وجہ سے، بولا: کمر جھک گئی ہے، کہا: بڑھاپے کی وجہ سے، بوڑھا تنگ آ کر بولا: جاہل آدمی! تجھے بڑھاپے کے سوا کچھ نہیں آتا! جواب ملا: یہ بے موقع غصہ بھی بڑھاپے کی وجہ سے ہے۔⁽¹⁾

انسان پیدائش سے لے کر موت تک کا سفر تین مراحل میں طے کرتا ہے، بچپن، جوانی اور بڑھاپا۔ بخاری شریف کی شرح فتح الباری میں ہے: بچپن کے ماہ و سال گزارنے کے بعد انسان بالغ⁽²⁾ ہونے پر جوانی کے دور میں داخل ہو جاتا ہے اور 30 سال کی عمر تک جوان رہتا ہے، اس کے بعد جوانی ڈھلنا شروع ہوتی ہے اور 40 سال کی عمر میں زندگی کے آخری مرحلے بڑھاپے کی شروعات ہو جاتی ہے۔⁽³⁾

ڈھل جائے گی یہ جوانی جس پہ تجھ کو ناز ہے
تو بجالے چاہے کتنا چار دن کا ساز ہے

بڑھاپے کی پریشانیاں: بڑھاپا آتا ہے تو موت تک ساتھ رہتا ہے۔ جیسے جیسے بڑھاپا بڑھتا ہے، بلڈ پریشر ہائی یا لو ہونے، شوگر، سانس پھولنے، ہاضمہ اور حافظہ کمزور، جسم کا درد، دیکھنے سننے سمجھنے میں کمزوری جیسے مسائل بھی بڑھتے چلے جاتے ہیں،

نہ لے جائیں تو شکایت بھی نہ کرے 9 اپنی بیماریاں حتی الامکان چھپائے، شکوے سے بچے، اولاد کو اچھے انداز میں علاج کا کہنے میں حرج نہیں 10 اپنی زوجہ سے ایسا حسن سلوک رکھے کہ وہ بڑھاپے میں اس کی خوش دلی سے خدمت کرے، نہ کہ بدلہ لینے پر اتر آئے 11 اپنے ساتھ ہونے والے سلوک کی جھوٹی سچی شکایتیں دوسروں کے سامنے نہ کرے، اس سے اولاد بدظن ہو جاتی ہے کہ ہم اتنا خیال رکھتے ہیں پھر بھی یہ ہماری برائیاں ہی کرتے ہیں 12 گھر میں ہونے والی لڑائیوں میں فریق نہ بنے، غیر جانبدار رہے، اس کا وقار بڑھے گا 13 بڑھاپے میں جوانی والی اچھل کود زیب نہیں دیتی، چلنے پھرنے، اٹھنے بیٹھنے میں اپنے وقار کا خیال رکھے 14 اس حقیقت کو مانے کہ اب میں بوڑھا ہو چکا ہوں، لنگی ہوئی کھال، لڑکھڑاتی ہوئی چال اور جھکی ہوئی کمر کے ساتھ ”ابھی تو میں جوان ہوں“ کے نعرے نہ لگائے 15 زبان کو کنٹرول کر لے، اللہ کی رحمت سے معاملات درست ہو جائیں گے 16 اولاد واقعی گھاس نہیں ڈالتی تو اسباب پر غور کرے، خود کو تھوڑا بہت تبدیل کرے، ان کے رویے میں بھی تبدیلی آجائے گی 17 گلی محلے میں جھگڑے نہ پالے، گھر والے تنگ پڑ جائیں گے پھر ان کے ردِ عمل سے یہ بوڑھا تنگ پڑ جائے گا 18 گھر میں آنے والے ملاقاتیوں کی تعداد محدود رکھے اور انہیں بھی گھنٹوں لے کر نہ بیٹھا رہے 19 تلاوت، نماز، ذکر و اذکار کا معمول رکھے، دل کو سکون ملے گا 20 گھر کے راز باہر کے لوگوں کے سامنے نہ کھولے 21 ایک کی ہمدردیاں سمیٹنے کے لئے اس کے سامنے دوسرے کی غیبتیں نہ کرے کہ یہ گناہ کا کام ہے۔ اللہ کریم آپ کا بڑھاپا آسان فرمائے، آمین۔

(1) مرقات، 8/307، تحت الحدیث: 4532 (2) ہجری سن کے اعتبار سے لڑکا 12 سے 15 سال جبکہ لڑکی 9 سے 15 سال کی عمر میں علامت ظاہر ہونے پر بالغ ہو جاتی ہے۔ مزید تفصیل کے لئے کتاب ”پردے کے بارے میں سوال جواب“ صفحہ 71 اور 72 پڑھئے۔ (3) فتح الباری، 10/93، تحت الحدیث: 5065 (4) ترمذی، 4/4، حدیث: 2045 (5) امرأة المناجیح، 6/224 (6) ترمذی، 3/237، حدیث: 1640۔

کہ یہ بوڑھے بھی کل جوان تھے اور زندہ رہے تو کل ہم بھی بوڑھے ہوں گے۔ اگرچہ معاشرے میں ایسے سعادت مندوں کی کمی نہیں جو اپنی اولاد سے بڑھ کر بوڑھے والدین کا خیال رکھتے ہیں لیکن یہ بھی تلخ حقیقت ہے کہ ہمارے معاشرے کے اکثر گھروں میں بوڑھوں کو بُری طرح نظر انداز کیا جاتا ہے، ان کی بات کو اہمیت نہیں دی جاتی، ان کی بیماری کو سیریس نہیں لیا جاتا۔ ایسی صورت حال میں بوڑھے افراد کو چاہئے کہ ایسا لائف اسٹائل اپنائیں جس سے وہ دوسروں کے دلوں میں جگہ بنا سکیں تاکہ پریشانیوں اور احساسِ تنہائی سے بچ سکیں۔ اس حوالے سے 21 ٹپس پیش خدمت ہیں، جن پر اپنے اپنے حالات اور موقع محل کے مطابق عمل بہت مفید ثابت ہو گا، ان شاء اللہ۔

بوڑھوں کے لئے 21 ٹپس: بوڑھے شخص کو چاہئے کہ 1 بدن، لباس، دانتوں کی صفائی کا خیال رکھے تاکہ لوگ اس کے پاس بیٹھنے سے نہ کترائیں 2 بڑھاپے میں بے جا سہولیات کا مطالبہ نہ کرے کہ مجھے ایسا بستر، ایسا اے سی، ایسا ٹی وی لاکر دو، فلاں کمرے میں رہوں گا۔ اس کے لئے خود کو جوانی میں ہی سہولتوں کے بغیر رہنے کا بھی عادی بنائے 3 گھر والوں کے درمیان اس وقت بیٹھے جب تک وہ دلچسپی سے بیٹھیں اگر وہ دائیں بائیں ہونے لگیں تو سمجھ جائے اور اپنے کمرے وغیرہ کا رخ کرے 4 بات بات پر تنقید سے گریز کرے 5 بچن وغیرہ کے معاملات میں دخل اندازی نہ کرے کہ آج یہ پکاؤ، مرچ کم ڈالو، وغیرہ وغیرہ، اپنے لئے بھی حکمتِ عملی سے ترکیب بنائے کہ میرے لئے سالن نکال کر مرچ بھلے تیز کر لیا کرو 6 اپنے پوتوں پوتیوں سے دوستی کر لے، ان کو جھاڑتا رہے گا تو وہ بھی بد کہیں گے، پیار کرے گا تو ان کے والدین کو بھی اچھا لگے گا 7 فلمیں ڈرامے دیکھنے، گانے سننے، بد نگاہی کرنے اور فحش گفتگو کی عادت گناہوں میں اضافہ کرتی اور لوگوں کی نظروں سے بھی گرا دیتی ہے، ان گناہوں سے بالخصوص بچے 8 بہو بیٹا باہر جانے لگیں تو ساتھ نہ چپکار ہے کہ میں بھی جاؤں گا، وہ

پیرا پویشی

عیب نہ ڈھونڈو۔ یعنی مسلمانوں کی عیب جوئی نہ کرو اور اُن کے چُھپے حال کی تلاش میں نہ رہو، جسے اللہ عَزَّوَجَلَّ نے اپنی ستاری سے چُھپایا۔ (خزائن العرفان)

دوسرا یہ کہ اس کے عیبوں کو اچھالا اور لوگوں میں عام کیا، یہ بھی مذموم (یعنی بُرا) ہے، رسول اللہ صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ نے ارشاد فرمایا: جو اپنے مسلمان بھائی کے عیب تلاش کرے گا اللہ عَزَّوَجَلَّ اس کے عیب کھول دے گا اور جس کے عیب اللہ عَزَّوَجَلَّ ظاہر کرے وہ مکان میں ہوتے ہوئے بھی ذلیل و رسوا ہو جائے گا۔ (ترمذی، 3/416، حدیث: 2039)

حکیم الامت مفتی احمد یار خان رَحْمَةُ اللهِ تَعَالَى عَلَيْهِ اِسْ
حدیث پاک کے تحت لکھتے ہیں: یہ قانونِ قدرت ہے کہ جو کسی کو بلا وجہ بدنام کرے گا قدرت اسے بدنام کر دے گی۔
(مرآة المناجیح، 6/618)

گناہ جھڑتے دکھائی دیتے تھے

حکایت: ایک مرتبہ حضرت سیدنا امام اعظم ابو حنیفہ رَحْمَةُ اللهِ تَعَالَى عَلَيْهِ جامع مسجد کوفہ کے وضو خانے میں تشریف لے گئے تو ایک نوجوان کو وضو کرتے ہوئے دیکھا، اُس سے وضو میں استنجال شدہ پانی کے قطرے ٹپک رہے تھے۔ آپ رَحْمَةُ اللهِ تَعَالَى عَلَيْهِ نے ارشاد فرمایا: بیٹا! ماں باپ کی نافرمانی سے توبہ کر لے۔ اُس نے عرض کی: میں نے توبہ کی۔ ایک اور شخص کے وضو کے پانی کو ملاحظہ فرمایا، آپ رَحْمَةُ اللهِ تَعَالَى عَلَيْهِ نے اُس شخص سے ارشاد فرمایا: میرے بھائی! بدکاری سے توبہ کر

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! انسان کی ذات اچھائیوں اور بُرائیوں کا مجموعہ ہے، اس کی بعض برائیاں و خامیاں دوسروں کو معلوم ہوتی ہیں اور کچھ چھپی رہتی ہیں۔ مگر چند لوگوں کی طبیعت مکھی کی طرح ہوتی ہے جو سارا جسم چھوڑ کر زخم پر بیٹھنا پسند کرتی ہے، چنانچہ یہ لوگ دوسروں کی چھپی ہوئی برائیوں کی تلاش میں رہتے ہیں اور جب اپنے مقصد میں کامیاب ہو جاتے ہیں تو ان بُرائیوں اور عیبوں کو دوسروں پر کھولنے کی بھرپور کوشش کرتے ہیں۔ اس قسم کے جملے ان کی زبان پر آتے رہتے ہیں: ● ارے تمہیں پتہ چلا! فلاں کی اپنی بیوی سے کل زبردست لڑائی ہوئی ● فلاں کو اس کے مالک مکان نے بہت ذلیل کیا ● فلاں بہت ڈرپوک ہے، کل گھر میں چوہا آگیا تو ڈر کے مارے گلی میں آگیا تھا ● فلاں بہت لالچی ہے ● فلاں کا بچہ پڑھائی میں بہت کمزور ہے اسے روزانہ اسکول میں سزا ملتی ہے ● فلاں عورت کی اپنی ساس سے نہیں بنتی، کل ہی ان کی ٹوٹو میں ہوئی ہے ● فلاں شخص فلاں کے گھر رشتہ مانگنے گیا تو انہوں نے ذلیل کر کے گھر سے نکال دیا وغیرہ۔ اس کام میں انہیں عجیب قسم کی شیطانی لذت ملتی ہے۔ انہیں یہ احساس تک نہیں ہوتا کہ وہ خود کتنے بُرے کام کر چکے ہیں۔

ایک بُرا کام تو یہ کہ دوسروں کے عیب جاننے کی جستجو کی اور اس سے قرآن پاک میں منع کیا گیا ہے، چنانچہ ارشاد ہوتا ہے: **وَلَا تَجَسَّسُوا** (پ 26، حجرات: 12) ترجمہ کنزالایمان: اور

جائیں تو ”پردہ پوشی“ کرنی چاہیے، فرمانِ مصطفیٰ صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ ہے: جس نے کسی مسلمان کی ”پردہ پوشی“ کی اللہ عَزَّوَجَلَّ دنیا و آخرت میں اس کی ”پردہ پوشی“ فرمائے گا۔ (مسلم، ص 1110، حدیث: 2699، ملقطاً) مرآة المناجیح میں ہے: (یعنی) چُھپے ہوئے عیب ظاہر نہ کرے! بشرطیکہ اس ظاہر نہ کرنے سے دین یا قوم کا نقصان نہ ہو، ورنہ ضرور ظاہر کر دے! کفار کے جاسوسوں کو پکڑو! خفیہ سازشیں کرنے والوں کے راز کو طشتِ اُزبام (یعنی ظاہر) کرے! ظلماً قتل کی تدبیر کرنے کی مظلوم کو خبر دے دے! اخلاق اور ہیں، معاملات اور سیاسیات کچھ اور۔ (مرآة المناجیح، 1/189)

کسی کی خامیاں دیکھیں نہ میری آنکھیں اور
سنیں نہ کان بھی عیبوں کا تذکرہ یارب
(غیبت کی تباہ کاریاں، ص 334)

لے۔ اُس نے عرض کی: میں نے توبہ کی۔ ایک اور شخص کے وُضو کے پانی کو دیکھا تو اُس سے فرمایا: شراب پینے اور گانے باجے سُننے سے توبہ کر لے۔ اُس نے عرض کی: میں نے توبہ کی۔ حضرت سیدنا امام اعظم ابو حنیفہ رَحْمَةُ اللهِ تَعَالَى عَلَيْهِ پر غیبی باتوں کے اظہار کے باعث چونکہ لوگوں کے غیوب ظاہر ہو جاتے تھے لہذا آپ رَحْمَةُ اللهِ تَعَالَى عَلَيْهِ نے بارگاہِ خُداوندی میں غیبی باتوں کے اظہار کے ختم ہو جانے کی دُعا مانگی، اللہ عَزَّوَجَلَّ نے دُعا قبول فرمائی جس سے آپ رَحْمَةُ اللهِ تَعَالَى عَلَيْهِ کو وُضو کرنے والوں کے گناہ جھڑتے نظر آنا بند ہو گئے۔

(المیزان الکبریٰ، جزء: 1، ص 130)

بیٹھے بیٹھے اسلامی بھائیو! یہ تھا ہمارے بزرگانِ دین کا انداز کہ دوسروں کا عیب نہ دیکھنا پڑے، اس کے لیے دعا مانگی، اللہ تعالیٰ ہمیں بھی دوسروں کے عیب ڈھونڈنے، انہیں اچھالنے سے بچائے۔ اگر بغیر کوشش کے کسی کے عیب معلوم ہو بھی

Al Quran With Tafseer App

ترجمہ قرآن کنز الایمان، کنز العرفان کے ساتھ ساتھ
صِرَاطُ الْجَنَانِ فِي تَفْسِيرِ الْقُرْآنِ

پڑھیے ہر سورت کا تعارف، مضامین اور مناسبت

چار خوبصورت آوازوں میں تلاوت قرآن

قرآنی متن، ترجمہ اور تفسیر میں الگ الگ سرچ کی سہولت

تلاوت ریما سنڈر، بک مارک اور شیئرنگ کی سہولت

www.dawateislami.net/downloads

فرمان مصطفیٰ صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ هِيَ: **إِمْلَاءُ الْخَيْرِ**

خَيْرٌ مِّنَ الشُّكُوتِ وَالسُّكُوتِ خَيْرٌ مِّنَ إِمْلَاءِ الشَّرِّ یعنی اچھی بات کہنا خاموشی سے بہتر ہے اور خاموش رہنا بڑی بات کہنے سے بہتر ہے۔

(شعَبُ الْإِيمَان، 4/256، حدیث: 4993)

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! کس سے، کس وقت اور کس انداز

میں کیا گفتگو (Conversation) کرنی ہے؟ یہ گر سیکھنے سے آتا ہے۔ انسان جب بولتا ہے تو کبھی کسی کے دل میں اتر جاتا ہے اور کبھی کوئی ایسی بات کہہ دیتا ہے جس کی وجہ سے لوگوں کے دل سے اتر جاتا ہے، لہذا ”پہلے تو لو بعد میں بولو“ پر عمل

کرنا چاہئے۔ گفتگو کی چار قسمیں: حُجَّةُ الْإِسْلَامِ حضرت سیدنا امام محمد بن محمد بن محمد غزالی عَلَيْهِ رَحْمَةُ اللهِ الْوَالِي نے گفتگو کو چار قسموں میں تقسیم کیا ہے: (1) مکمل نقصان دہ بات (اس سے بچنا ضروری ہے) (2) مکمل فائدے مند بات (اس میں احتیاط یہ کرنا ہوگی

کہ زبان کھلنے کے بعد نقصان دینے والی باتوں میں مبتلا نہ ہو جائے) (3) ایسی بات جو نقصان دہ بھی ہو اور فائدے مند بھی (اس کے لئے نفع نقصان کی پہچان ہونا ضروری ہے) اور (4) ایسی بات جس میں

نہ فائدہ ہو نہ نقصان (اس میں

وقت جیسی امور دولت ضائع ہوتی

ہے) (مُلَخَّصٌ از احیاء العلوم، 3/138)

ہمیں چاہئے کہ دنیا و آخرت کی

کامیابیاں سمیٹنے کے لئے وہی

گفتگو کریں جو مفید ہو۔

ہم مختلف مقامات پر مختلف

لوگوں سے بات چیت کرتے

ہیں لہذا ہماری گفتگو بھی مختلف

اور بہتر ہونی چاہئے۔ اپنی گفتگو

کو بہتر بنانے کے لئے ہمیں کچھ

باتوں کو اپنانا پڑے گا اور کچھ

چیزوں سے بچنا ہوگا۔

وہ باتیں جو گفتگو کو بہتر بناتی ہیں اگر آپ چاہتے ہیں کہ

آپ سے عزت سے بات کی جائے تو آپ کو بھی اپنی گفتگو میں

دوسروں کو عزت دینی ہوگی، اس کی مثال یوں سمجھئے کہ ربڑ کی

گیند کو جتنی قوت سے دیوار پر مارا جائے اسی رفتار سے واپس

آتی ہے۔ بولنے کی رفتار بھی اپنا اثر رکھتی ہے اگر رفتار زیادہ

تیز ہوگی تو دوسرے کو الفاظ کم سمجھ میں آئیں گے اور اگر رفتار

بہت کم ہوگی تو آپ کے منہ سے نکلنے والے الفاظ کا انتظار

کرتے کرتے دوسرا آکتا جائے گا، لہذا اَوْسَطُ رِفْقَارٍ سے بات کرنا

مناسب ہے۔ بولنے میں بلاشبہ زیادہ محنت نہیں ہوتی صرف

زبان ہلانی پڑتی ہے مگر زبانیں صرف رَس نہیں اُنڈیلتیں زہر

بھی اُگلتی ہیں، ترم گفتگو آپ کا وقار بڑھا دے گی اور تلخ گفتگو

آپ کی قدر گھٹا دے گی۔ بہترین چائے (Tea) اگر گندے

کپ (Cup) میں پیش کی جائے تو اس کی قدر (Value) گر

جاتی ہے، گفتگو اگر چائے ہے تو لہجہ اس کا کپ ہے، ہمارا لہجہ

سننے والے کے قلب و ذہن پر ہمارے لفظوں سے زیادہ اثر

ڈالتا ہے، لیکن لہجہ حقیقت کے قریب ہو بناوٹی نہ ہو، کیونکہ

بناوٹی لہجہ لوگوں کو سمجھا دیتا

ہے کہ آپ وہ نہیں ہیں جو

نظر آنے کی کوشش کر رہے

ہیں۔ پُر سَکُونِ لہجہ کا استعمال،

سمجھنے اور سمجھانے میں مددگار

ہوتا ہے، چنانچہ اچھی سے

اچھی گفتگو بھی اگر خراب لہجہ

میں کی جائے تو سننے والے کو

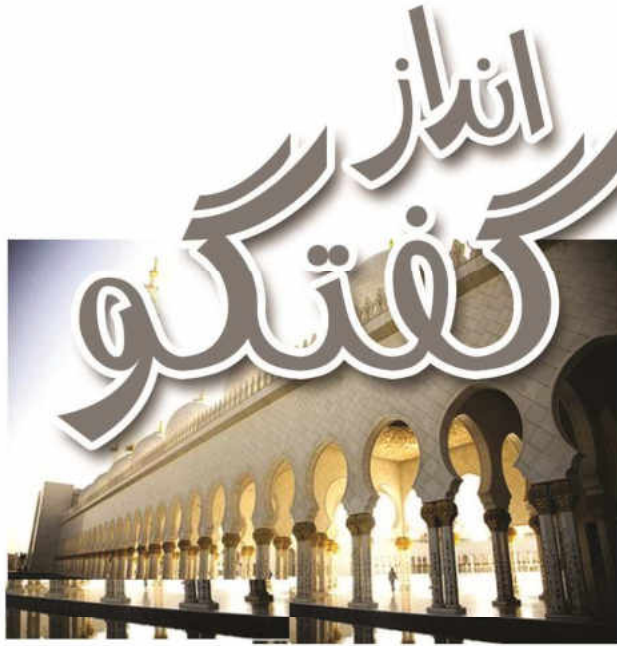
ناگوار گزرے گی۔ دوران

گفتگو اپنی آواز کے اتار چڑھاؤ

پر نظر رکھئے، لوگ جلدی

آپ کی بات سمجھ جائیں گے،

آواز کی بلندی و پستی آپ کی بلندی و پستی کا سبب بن سکتی ہے۔



ہوائی باتیں کرنے سے بچیں، اس سے شروع شروع میں آپ کو لوگوں کی توجہ تو مل جائے گی لیکن بعد میں آپ کی باتیں قابل بھروسہ نہیں رہیں گی، جو بھی دعویٰ کریں اُس کے لئے آپ کے پاس کوئی دلیل یا حوالہ ہونا چاہئے۔ الفاظ کا مناسب استعمال آپ کی گفتگو میں جان ڈال دیتا ہے۔

فرضی حکایت ایک بادشاہ نے خواب دیکھا تو تعبیر بتانے والوں کو بلایا اور اپنا خواب سنایا، ایک نے کہا: اس کی تعبیر یہ ہے کہ آپ کا بیٹا، پوتا اور پڑپوتا آپ کی نظروں کے سامنے مرے گا، بادشاہ کو یہ سن کر بڑا غصہ آیا اور اُسے قید میں ڈلوادیا، پھر دوسرے سے تعبیر پوچھی تو وہ پہلے شخص کا حال دیکھ چکا تھا اس لئے دوسرے الفاظ استعمال کرتے ہوئے کہنے لگا: آپ اپنے بیٹے، پوتے اور پڑپوتے کی تاج پوشی کی رسم اپنی آنکھوں سے ملاحظہ فرمائیں گے، بادشاہ اس کی بات سن کر خوش ہوا اور اسے انعام و اکرام سے نوازا۔ غور کیجئے کہ دوسرے کی تعبیر پہلے سے مختلف نہیں تھی صرف الفاظ کا فرق تھا کہ بیٹا فوت ہو گا تو پوتے کی اور پوتے کا انتقال ہو گا تو پڑپوتے کی تاج پوشی ہوگی۔ لیکن پہلے کو اپنے الفاظ کی وجہ سے سزا ملی اور دوسرے کو مناسب لفظوں کے انتخاب نے انعام دلوا دیا۔

چنانچہ ”کھالو“ کی جگہ ”کھالیجے“، ”میرا فیصلہ یہ ہے“ کی جگہ ”میری رائے یہ ہے“، ”میں یہ کہہ رہا تھا“ کی جگہ ”میں یہ عرض کر رہا تھا“، ”مجھے تم سے کام ہے“ کی جگہ ”مجھے آپ سے کچھ کام ہے“ یا ”آپ کو تھوڑی زحمت دینی ہے“، ”اندھے“ کی جگہ ”ناہینا“، ”بوڑھے“ کی جگہ ”بزرگ“، ”فلاں مر گیا“ کی جگہ ”فلاں کا انتقال ہو گیا“، ”کیوں آئے ہو؟“ کی جگہ ”کیسے تشریف لائے؟“، ”مصیبت میں پڑ گیا“ کی جگہ ”آزمائش میں آ گیا“، ”آپ غلط کہہ رہے ہیں“ کی جگہ ”میری ناقص رائے یہ ہے کہ یہ بات اس طرح ہے“، ”آپ میری بات نہیں سمجھے“ کی جگہ ”شاید میں اپنی بات سمجھا نہیں پایا“ وغیرہ استعمال کیجئے اور اس کے فوائد اپنی آنکھوں سے دیکھئے۔

مخاطب کا نام لے کر اس سے بات کرنا، اجنبیت کو کم کرتا اور

گفتگو میں سامنے والے کی دلچسپی بڑھا دیتا ہے۔ زبان سامنے والے کے منہ میں بھی ہے، یہ پیش نظر رکھئے اور اس کی بھی سنئے کیونکہ گفتگو اسی کا نام ہے کہ کبھی ایک بولے اور دوسرا سنے تو کبھی دوسرا بولے اور پہلا سنے۔ اگر آپ اپنی ہی سناتے چلے جائیں گے تو وہ دوبارہ آپ کو دیکھتے ہی راستہ بدل سکتا ہے۔

وہ چیزیں جو گفتگو کو غیر معیاری بناتی ہیں اندازِ گفتگو کسی

حد تک انسان کی چھپی ہوئی خوبیوں اور خامیوں کو ظاہر کر دیتا ہے، اس لئے ان چیزوں سے بچئے: گھبراہٹ میں بندہ اپنی بات بہتر طریقے سے نہیں سمجھا سکتا، پہلے خود کو پرسکون کیجئے پھر گفتگو کا آغاز کیجئے۔ ”ہاں تو میں کہہ رہا تھا“ ”دیکھنا!“ ”آپ میری بات لکھ لو“ وغیرہ نکیہ کلام کی کثرت سامنے والے کی بوریّت کا سبب بن سکتی ہے، اس سے پرہیز کیجئے۔ زبان کے ساتھ ساتھ ہاتھ پاؤں کا استعمال بھی بعضوں کی عادت ہوتی ہے، کبھی اس کے کندھے پر ہاتھ رسید کریں گے تو کبھی ہاتھ بڑھا کر فرمائش کریں گے: ”دے تالی“ یہ باوقار لوگوں کا انداز نہیں ہے، اس سے بچئے۔ ”میں کسی کے باپ سے نہیں ڈرتا“، ”میں اُس کو کھری کھری سناؤں گا“ ایسا کرنے والے کو سامنے سے بھی کھری کھری سننے کو ملتی ہیں، آپ یہ انداز اختیار نہ کیجئے، گولی کی کڑواہٹ کم کرنے کے لئے بعض اوقات اس پر شوگر کوٹنگ (Sugar Coating) کی جاتی ہے، لہذا بات کی کڑواہٹ کم کرنے کے لئے نزم الفاظ کا انتخاب اچھی حکمت عملی ہے، آپ بھی اسی کو اختیار کیجئے۔ بعض لوگ اتنی دھیمی آواز میں گفتگو کرتے ہیں کہ خود بولتے ہیں خود ہی سمجھتے ہیں، اگر بات کسی دوسرے سے کرنی ہے تو اتنی آواز سے بولئے کہ اس کے کانوں تک پہنچ جائے۔ اُوٹ پٹانگ باتیں کر کے ہر محفل کی رونق بننے کی خواہش نہ پالئے کہ ایسا کرنے والے کو اچھی نظروں سے نہیں دیکھا جاتا۔ اللہ کرے ہمیں صحیح بولنا

آجائے۔ امین بجا اللہی الامین صلّ اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم فضول گفتگو سے بچنے کی عادت ڈالنے کے لئے امیر اہل سنت و اہل بیت علیہم السلام کے رسالے ”خاموش شہزادہ“ (مطبوعہ مکتبۃ المدینہ) کا مطالعہ کیجئے۔

دودھ میں ملاوٹ

جعلی دودھ کی تیاری کا انکشاف بعض لوگ دودھ کے نام

پر کیا سلائی کرتے ہیں! بطور نمونہ صرف ایک خبر ملاحظہ کیجئے چنانچہ گوجرانوالہ میں 24 اقسام کے مُضرِ صحت کیمیکلز کے آمیزے سے تیار کئے جانے والے جعلی دودھ کی فروخت کا انکشاف ہوا ہے، نوڈ اتھارٹی گوجرانوالہ کے ڈپٹی ڈائریکٹر نے بتایا کہ جعلی دودھ کی تیاری کرنے والے گروہوں نے دیہاتی علاقوں میں اڈے قائم کر رکھے ہیں۔ جعلی دودھ کے لیبارٹری ٹیسٹ سے معلوم ہوا ہے کہ گوالے اور جلساز یوریا کھاد، چاک پاؤڈر، کیمیکل، سوڈیم کاربونات، گنداپانی، فارمولین اور دیگر کیمیکلز سے جعلی دودھ تیار کرتے ہیں جو کئی روز تک پڑا رہتا ہے۔ جعلی دودھ کو محفوظ رکھنے اور بدبو سے بچانے کیلئے سوڈیم کاربونات، ڈیٹر جنٹ پاؤڈر، خشک دودھ، صابن کا استعمال کیا جاتا ہے جبکہ طویل عرصہ محفوظ رکھنے کیلئے فارمولین ڈالا جاتا ہے۔

(دنیا اخبار آن لائن 5 جنوری 2017)

دودھ کے ساتھ کیا کچھ ہوتا ہے؟ ایک تحقیق کے مطابق

دودھ میں پہلی ملاوٹ گوالا کرتا ہے، بعض گوالے بھینس کو انجکشن لگاتے ہیں جس کے فوری بعد وہ دودھ دے دیتی ہے اور یہ دودھ مقدار میں زیادہ بھی ہوتا ہے، اس دودھ میں انجکشن کا اثر بھی شامل ہو جاتا ہے جو بچوں کی صحت کے لئے نہایت نقصان دہ ہوتا ہے۔ اس کے بعد چھوٹی مشینوں کے ذریعے دودھ سے کریم نکال کر اس کا مکھن اور دیسی گھی بنا کر مارکیٹ میں بیچ دیا جاتا ہے۔ اب جو پتلادودھ بچتا ہے، اس میں ڈیٹر جنٹ پاؤڈر ڈالا جاتا ہے تاکہ دودھ گاڑھا ہو جائے، اس سے دودھ میں جھاگ بھی بن جاتی ہے، پھر اس پاؤڈر کی کڑواہٹ ختم کرنے اور دودھ کو چمکدار بنانے کے لئے پینچنگ پاؤڈر شامل کر دیا جاتا ہے۔ اس کے بعد گوالے یہ دودھ بڑے بیوپاریوں کو بیچ دیتے ہیں۔ بعض ظالم بیوپاری اس میں مزید ایسے خطرناک

دودھ انسان کی پہلی خوراک بنتا ہے۔ جب بچہ پیدا ہوتا ہے تو ماں کا دودھ اسے وہ غذائیت دیتا ہے جو اس کی نشوونما کے لئے ضروری ہوتی ہے، پھر جب بچہ تھوڑا بڑا ہوتا ہے تو بھینس، گائے اور بکری وغیرہ کا دودھ اسے بڑھاپے تک توانائی دیتا ہے۔ اللہ رَحْمٰن کی شان دیکھئے کہ حیوان جو چارہ کھاتا ہے دودھ اور خون اسی سے بنتا ہے جبکہ بقیہ حصہ گوبر میں تبدیل ہو جاتا ہے لیکن دودھ میں خون اور گوبر کارنگ دکھائی دیتا ہے نہ کوئی بو آتی ہے بلکہ وہ صاف و شفاف ہوتا ہے۔

دودھ ہماری ضرورت ہے دودھ میں 10 سے زیادہ غذائی

اجزاء، معدنیات، حیاتین، پروٹینز، نشاستہ اور چکنائیاں پائی جاتی ہیں، یہ اجزاء ایک صحت مند جسم کے لیے لازمی خیال کئے جاتے ہیں اور مختلف بیماریوں سے ہماری حفاظت کرتے ہیں جبکہ دودھ کا استعمال نہ کرنے کی وجہ سے معدنی اجزاء کی کمی کے سبب دانتوں، ہڈیوں، پٹھوں، آنتوں وغیرہ کے مسائل پیدا ہو سکتے ہیں۔

فی زمانہ دودھ چار طریقوں سے ہم تک پہنچتا ہے (1) کھلا

دودھ، جو گوالوں کے ذریعے پہنچتا ہے، ہمارے ملک کی اکثریت یہ دودھ استعمال کرتی ہے (2) ٹیٹراپیکنگ، یہ دودھ گتے کے ایسے ڈبوں میں فروخت ہوتا ہے جن کی اندرونی سائیڈ پر دھات کی باریک تہ چڑھی ہوتی ہے (3) بوتل یا پلاسٹک کی مضبوط تھیلیوں میں (4) خشک دودھ۔

کیا ہم خالص دودھ پیتے ہیں؟ زیادہ عرصہ نہیں گزرنا

دودھ میں پانی کی ملاوٹ چوری چھپے ہوتی تھی لیکن پانی ملانے کو بہت بُرا اور معیوب سمجھا جاتا تھا لیکن اب دودھ میں جو کچھ ملایا جاتا ہے اسے دیکھ کر تو کسی نے یہاں تک کہہ ڈالا: ”پانی ملانے والا تو ان کے مقابلے میں شریف معلوم ہوتا ہے۔“

زہریلا دودھ پلا کر شہریوں کو مارنے کی کوشش نہ کی جائے، کورٹ
بچوں کو زہریلا دودھ پلانے کی اجازت نہیں دے گی۔

دل نہیں مانتا اگر کوئی کہے کہ دل نہیں مانتا کہ انسان اتنا گر
بھی سکتا ہے کہ وہ دودھ میں اس طرح کی خطرناک چیزیں
ملائے، تو اخباری اور لیبارٹری رپورٹس اور ججوں کے تاثرات
آپ پڑھ چکے ہیں، مزید تسلی کے لئے خود کسی لیبارٹری سے
اپنے گھر آنے والا دودھ چیک کروالیں۔ ہمارا یہ دعویٰ ہرگز
نہیں کہ ہر دودھ بیچنے والا ایسا کرتا ہے یا جو دودھ آپ تک پہنچتا
ہے وہ ملاوٹ والا ہے لیکن حالات آپ کے سامنے ہیں، آئے روز
خبریں چھپتی ہیں کہ لاہور شہر میں ناکے لگا کر موقع پر دودھ چیک کیا
گیا اور کیمیکل ملا دودھ تلف کر دیا گیا، سوچئے! اگر اوریجن کی گئی
خبروں میں آدھا سچ بھی ہے تو ہم کیا پی رہے ہیں؟ دودھ یا کچھ اور!

ملاوٹ کرنے والے ہوش کے ناخن لیں! جو کوئی اس طرح
کی خطرناک ملاوٹیں کر کے مسلمانوں کی صحت کو نقصان پہنچاتا
ہے، اسے یہ بات پیش نظر رکھنی چاہئے کہ وہ دنیا کو دھوکا دے
سکتا ہے، اپنا جرم ربِّ علیم عذوجل سے نہیں چھپا سکتا۔ ایسے
لوگ دنیا میں چار پیسے کمانے میں کامیاب ہو بھی جائیں تو
کیا حاصل! جب آخرت ہی داؤ پر لگ گئی۔ بے شک رب کی
گرفت بہت سخت ہے، اس گرفت میں آنے سے پہلے پہلے
توبہ کر لینے میں بھلائی ہے۔

خالص دودھ کیسے ملے؟ دودھ ہماری ضرورت بھی ہے،
اب خالص دودھ کہاں سے ملے؟ موجودہ حالات میں تو اس
کا سب سے مؤثر حل یہی نظر آتا ہے کہ آدمی خود گھر میں
بھینس پال لے یا چند افراد مل کر بھینس رکھ لیں مگر یہ ہر ایک
کے لئے آسان نہیں ہے۔ دوسرا حل یہ ہے کہ بھینسوں کے
باڑے سے براہ راست دودھ خریداجائے جو آپ کی نظروں
کے سامنے دودھ نکالے اور ہاتھوں ہاتھ آپ کو دے دے،
اس میں کچھ زیادہ رقم دے کر بھینسوں کے مالک کو راضی کیا
جاسکتا ہے۔ جسے اپنی صحت عزیز ہو اسے راستہ مل ہی جاتا
ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمارے ایمان اور صحت کی حفاظت فرمائے۔
اٰمِیْنُ بِجَاہِ النَّبِیِّ الْاَمِیْنِ صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَیْهِ وَاٰلِهِ وَسَلَّمَ

کیمیکلز ملا دیتے ہیں جو دودھ کو خراب ہونے سے تو محفوظ رکھتے
ہیں لیکن صحت کو بہت نقصان پہنچاتے ہیں، ان میں سے
ایک فارمولین بھی ہے جسے لاشوں کو محفوظ رکھنے کے لئے
استعمال کیا جاتا ہے۔ پھر یہ دودھ ہوٹلوں، چائے خانوں، مٹھائی
بنانے والوں، دودھ دہی کی دکانوں، بسکٹ بنانے والے کارخانوں
اور گھروں پر سپلائی کیا جاتا ہے، وہ دودھ جسے قدرت نے صحت
بخش، لذیذ اور توانائی سے بھرپور بنایا تھا، بعض انسانوں نے ہم
تک پہنچنے سے پہلے ہی اسے کیمیکل زدہ اور نقصان دہ بنا دیا۔

دوسرے نمبر پر ٹیٹراپیک دودھ آتا ہے، اس کے لیے
دودھ کو کم و بیش 135 سینٹی گریڈ تک اُبالا جاتا ہے، یہ درجہ
حرارت دودھ کو زیادہ عرصے تک محفوظ تو کر دیتا ہے لیکن
غذائیت کا خاتمہ کر دیتا ہے کیونکہ دودھ سفید پانی بن جاتا ہے
جسے دوبارہ دودھ کی شکل دینے کے لئے اس میں خشک دودھ،
پام آئل، فارمولین اور دیگر چیزیں ملائی جاتی ہیں، یہ ملاوٹ
بلڈ پریشر اور دل کے امراض کا سبب بنتی ہے۔

تیسرے نمبر پر بوتل اور لفافے کا دودھ آتا ہے، یہ دودھ
کم و بیش 85 سینٹی گریڈ تک اُبالا جاتا ہے اور یہ دو سے تین دن
تک قابل استعمال رہتا ہے لیکن مینہ طور پر کیمیکلز اور دیگر
پاؤڈر اس میں بھی شامل کئے جاتے ہیں۔

چوتھا نمبر خشک دودھ کا ہے۔ ماہرین کے نزدیک اس کو
دودھ کہنا ہی غلط ہے کیونکہ یہ پاؤڈر، چینی اور نامعلوم کیمیکلز کا
مرکب ہوتا ہے، جسے خوبصورت پیکنگ میں بیچا جاتا ہے۔ کئی
لوگ اس دودھ کی چائے بڑے شوق سے پیتے ہیں۔ خشک
دودھ کالی چائے کو سفید کر دیتا ہے لیکن جسم کے کئی حصوں کو
داعدار کر دیتا ہے۔ وَاللّٰهُ اَعْلَمُ بِحَقِیْقَةِ الْحَالِ

ججوں کے تاثرات جون 2016ء میں لاہور ہائیکورٹ
میں دودھ میں ملاوٹ کے حوالے سے مقدمہ دائر کیا گیا جس
کے نتیجے میں ججز نے لیبارٹری سے دودھ کی چیکنگ کروانے
کا آرڈر دیا۔ لیبارٹری نے رپورٹ دی کہ کھلے دودھ کے
علاوہ ڈبہ بند دودھ میں بھی ڈیٹریجنٹ پاؤڈر اور کیمیائی مادے ملائے
جاتے ہیں۔ یہ رپورٹ دیکھ کر ججوں نے اپنے تاثرات دیئے:

اپریل فول

معاشرے میں پائی جانے والی برائیوں میں ایک ناسور ”اپریل فول“ (April Fool) بھی ہے جسے یکم اپریل کو رسم کے طور پر منایا جاتا ہے، نادان لوگ اس دن پریشان کر دینے والی جھوٹی خبر سنا کر، مختلف انداز سے دھوکا دے کر اپنے ہی اسلامی بھائیوں کو فول (یعنی بے وقوف) بنا کر خوش ہوتے ہیں، مثلاً کسی کو یہ خبر دی جاتی ہے کہ ● آپ کا جوان بیٹا فلاں جگہ ایکسپڈنٹ ہونے کی



وجہ سے شدید زخمی ہے اور اسے فلاں اسپتال میں پہنچا دیا گیا ہے ● آپ کا فلاں رشتہ دار

انتقال کر گیا ہے ● آپ کی دکان میں آگ لگ گئی ہے ● آپ کی دکان میں چوری ہو گئی ہے ● آپ کے پلاٹ پر قبضہ ہو گیا ہے ● آپ کی گاڑی چوری ہو گئی ہے ● آپ کے بیٹے کو تاوان کے لئے اغوا کر لیا گیا وغیرہ۔ پھر حقیقت کھلنے پر ”اپریل فول، اپریل فول“ کہہ کر اس کا مذاق اڑایا جاتا ہے۔ جو جتنی صفائی اور چالاکی سے دوسرے کو بے وقوف بنائے وہ خود کو اتنا ہی عقل مند سمجھتا ہے مگر اس ”فول“ کو یہ احساس نہیں ہوتا کہ وہ کتنی بڑی ”بھول“ کر چکا ہے۔ ”اپریل فول“ منانے والے دانستہ یا نادانستہ طور پر کن لوگوں کی پیروی کر رہے ہیں، ملاحظہ کیجئے: **اپریل فول کیسے شروع ہوا؟** اپریل فول کے آغاز کے بارے میں مختلف



اسباب بیان کئے جاتے ہیں جن میں ایک یہ ہے کہ جب کئی سو سال پہلے عیسائی افواج نے اسپین کو فتح کیا تو اس وقت اسپین کی زمین پر مسلمانوں کا اتنا خون بہایا گیا کہ فاتح فوج کے گھوڑے جب گلیوں سے گزرتے تھے تو ان کی ٹانگیں مسلمانوں کے خون میں ڈوبی ہوتی تھیں جب قابض افواج کو یقین ہو گیا کہ اب اسپین میں کوئی بھی مسلمان زندہ نہیں بچا ہے تو انہوں نے گرفتار مسلمان حکمران کو یہ موقع دیا کہ وہ اپنے خاندان کے ساتھ واپس مراکش چلا جائے جہاں سے اسکے آباؤ اجداد آئے تھے، قابض افواج غرناطہ سے کوئی بیس کلومیٹر دور ایک پہاڑی پر اسے چھوڑ کر واپس چلی گئیں۔ جب عیسائی افواج مسلمان حکمرانوں کو اپنے ملک سے نکال چکیں تو حکومتی جاسوس گلی گلی گھومتے رہے کہ کوئی مسلمان نظر آئے تو اسے شہید کر دیا جائے، جو مسلمان زندہ بچ گئے وہ اپنے علاقے چھوڑ کر دوسرے علاقوں میں جا بسے اور اپنی شناخت پوشیدہ کر لی، اب بظاہر اسپین میں کوئی مسلمان نظر نہیں آ رہا تھا مگر اب بھی عیسائیوں کو یقین تھا کہ سارے مسلمان قتل نہیں ہوئے کچھ چھپ کر اور اپنی شناخت چھپا کر زندہ ہیں اب مسلمانوں کو باہر نکالنے کی ترکیبیں سوچی جانے لگیں اور پھر ایک منصوبہ بنایا گیا۔ پورے ملک میں اعلان ہوا کہ یکم اپریل کو تمام مسلمان غرناطہ میں اکٹھے ہو جائیں تاکہ جس ملک میں جانا چاہیں جا سکیں۔ اب چونکہ ملک میں امن قائم ہو چکا تھا اس لئے مسلمانوں کو خود ظاہر ہونے میں کوئی خوف محسوس نہ ہوا، مارچ کے پورے مہینے اعلانات ہوتے رہے، ائمہ کے نزدیک بڑے بڑے میدانوں میں خیمے نصب کر دیے گئے، جہاز آکر بندر گاہ پر لنگر انداز ہوتے رہے، مسلمانوں کو ہر طریقے سے یقین دلایا گیا کہ انہیں کچھ نہیں کہا جائے گا۔ جب مسلمانوں کو یقین ہو گیا کہ اب ہمارے ساتھ کچھ نہیں ہو گا تو وہ سب غرناطہ میں اکٹھے ہونا شروع ہو گئے۔ اس طرح حکومت نے تمام مسلمانوں کو ایک جگہ اکٹھا کر لیا اور انکی بڑی خاطر مدارت کی۔ یہ ”یکم اپریل“ کا



دن تھا جب تمام مسلمانوں کو بحری جہاز میں بٹھایا گیا مسلمانوں کو اپنا وطن چھوڑتے ہوئے تکلیف ہو رہی تھی مگر اطمینان تھا کہ چلو جان تو بچ جائے گی۔ دوسری طرف حکمران اپنے محلات میں جشن منانے لگے، جرنیلوں نے مسلمانوں کو الوداع کیا اور جہاز وہاں سے چل دیئے، ان مسلمانوں میں بوڑھے، جوان، خواتین، بچے اور کئی ایک مریض بھی تھے۔ جب جہاز گہرے سمندر میں پہنچے تو منصوبہ بندی کے تحت انہیں گہرے پانی میں ڈبو دیا گیا اور یوں وہ تمام مسلمان سمندر میں ڈوب گئے۔ اس کے بعد اسپین میں خوب جشن منایا گیا کہ ہم نے کس طرح اپنے دشمنوں کو بیوقوف (Fool) بنایا۔ مذاق میں بھی ڈرانے سے روکا: حضرت سیدنا ابن ابی لیلیٰ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ فرماتے ہیں: صحابہ کرام عَلَيْهِمُ الرِّضْوَانُ کا بیان ہے کہ وہ حضرات رسولُ اللهِ صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ کے ساتھ سفر میں تھے، اس دوران ان میں سے ایک صحابی رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ سو گئے تو ایک دوسرے صحابی رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ اُن کے پاس رکھی اپنی ایک رسی لینے گئے، جس سے وہ گھبرا گئے (یعنی اس سونے والے کے پاس رسی تھی یا اس جانے والے کے پاس تھی اس نے یہ رسی سانپ کی طرح اس پر ڈالی وہ سونے والے سے سانپ سمجھ کر ڈر گئے اور لوگ ہنس پڑے) تو سرکارِ عالی وقار، مدینے کے تاجدار صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ نے ارشاد فرمایا: کسی مسلمان کے لئے جائز نہیں کہ دوسرے مسلمان کو ڈرائے۔ (ابوداؤد، 4/391، حدیث: 5004) حکیمِ الامت مفتی احمد یار خان عَلَيهِ رَحْمَةُ الرَّحْمَانِ اس حدیث پاک کے تحت لکھتے ہیں: جب رسولُ اللهِ صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ نے یہ سنا تو یہ فرمایا، اس فرمانِ عالی کا مقصد یہ ہے کہ ہنسی مذاق میں کسی کو ڈرانا جائز نہیں کہ کبھی اس سے ڈرنے والا مر جاتا ہے یا بیمار پڑ جاتا ہے، خوش ظن ہے وہ چاہئے جس سے سب کا دل خوش ہو جائے کسی کو تکلیف نہ پہنچے۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ ایسی دل لگی ہنسی کسی سے کرنی جس سے اس کو تکلیف پہنچے مثلاً کسی کو بے وقوف بنانا، اس کے چپت لگانا وغیرہ حرام ہے۔ (مرآة المناجیح، 5/270)

اپریل فول اور جھوٹ: اپریل فول کو ”جھوٹ کا عالمی دن“ بھی کہا جاسکتا ہے اور جھوٹ بولنا گناہ ہے۔ چنانچہ حدیث مبارکہ میں ہے: اِنَّ الْكُذْبَ يَهْدِي لِي الْفُجُورِ وَاِنَّ الْفُجُورَ يَهْدِي لِي النَّارِ وَاِنَّ الرَّجُلَ لَيَكْذِبُ حَتَّى يَكْتَبَ عِنْدَ اللّٰهِ كَذَابًا یعنی بے شک جھوٹ گناہ کی طرف لے جاتا ہے اور گناہ جہنم کا راستہ دکھاتا ہے اور آدمی برابر جھوٹ بولتا رہتا ہے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک کذاب لکھ دیا جاتا ہے۔ (موسوع ابن الدینا، الذب، 5/205، رقم: 2) مذاق میں بھی جھوٹ نہ بولیں: فرمانِ مصطفیٰ صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ ہے: بندہ کامل ایمان والا نہیں ہو سکتا حتیٰ کہ مذاق میں جھوٹ بولنا اور جھگڑنا چھوڑ دے اگرچہ سچا ہو۔ (مسند احمد، 3/290، حدیث: 8774) اپریل فول میں دوسروں کی پریشانی پر خوشی کا اظہار بھی ہوتا ہے، ایسوں کو ڈرنا چاہئے کہ وہ بھی اس کیفیت کا شکار ہو سکتے ہیں، عربی مقولہ ہے: مَن ضَحِكَ ضَحِكَ لِيْ عِنْدَ اللّٰهِ كَذَابًا یعنی جو کسی پر ہنسے گا اس پر بھی ہنسا جائے گا۔ غلط خبر نے جان لے لی: رینالہ خورڈ (پنجاب، پاکستان) کے 70 سالہ رہائشی شخص کو خبر ملی کہ اس کے بھائی کا اوکاڑہ میں ایکسڈنٹ کے نتیجے میں انتقال ہو گیا ہے، وہ اوکاڑہ اسپتال آ رہا تھا کہ روڈ پر گر پڑا اور دل کا دورہ پڑنے کی وجہ سے جان سے ہاتھ دھو بیٹھا، بعد میں پتا چلا کہ کسی منچلے نے اپریل فول کا مذاق کیا تھا۔ (اردو پوائنٹ، یکم اپریل 2008) افسوس! اتنی خرابیوں کا مجموعہ ہونے کے باوجود ہر سال فرسٹ (1st) اپریل کو جھوٹ بول کر، اپنے مسلمان بھائیوں کو پریشان کر کے ان کی ہنسی اڑانے کو تفریح کا نام دیا جاتا ہے، اللہ عَزَّوَجَلَّ عقلِ سلیم عطا فرمائے۔ امین بجاہ النبی الامین صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ

اور تمسخر بھی اڑانا چھوڑ دو
(وسائل بخشش، ص 713)

بھائیوں کا دل دکھانا چھوڑ دو

(جھوٹ بولنے کی خواہش کے بارے میں مزید جاننے کے لئے امیر اہلسنت دامت بركاتہم العالیہ کے رسالے ”جھوٹا چور“ (مطبوعہ مکتبہ المدینہ) کا مطالعہ کیجئے۔)

نمازی کے آگے سے سنت گزریے

پٹھے پٹھے اسلامی بھائیو! نمازی کے آگے سے گزرا بہت سخت گناہ ہے جیسا کہ فرمانِ مصطفیٰ صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ ہے: نمازی کے

آگے سے گزرنے والا اگر جاننا کہ اس پر کیا گناہ ہے تو زمین میں دھنس جانے کو گزرنے سے بہتر جانتا۔ (مولانا مالک، 1/154، حدیث: 371)

نماز کے دیگر مسائل جاننے کے لئے شیخ طریقت، امیر اہلسنت دامت بركاتہم العالیہ کی کتاب ”نماز کے احکام“ پڑھیے۔

New Year Night

نیو ایئر نائٹ

ملاحظہ ہوں: 2013ء کی آمد پر جیسے ہی گھڑیوں کی سوئیاں 12 بجے پر پہنچیں تو کراچی شہر جدید ترین ہتھیاروں کی فائرنگ سے گونج اٹھا جس کے نتیجے میں ایک شخص ہلاک اور شیر خوار بچی سمیت متعدد افراد زخمی ہو گئے۔ (جنگ آن لائن) پیراگوئے میں 2004ء کے دوران آتش بازی کے باعث 400 افراد ہلاک اور سینکڑوں زخمی ہو گئے تھے۔

یکم جنوری 2005ء میں ارجنٹائن کے دارالحکومت بیونس آئرس کے ایک نائٹ کلب میں نئے سال کی خوشی میں موسیقی کے پروگرام کے دوران آتش بازی کے نتیجے میں آگ لگنے کی وجہ سے کم از کم 300 افراد جمل کر ہلاک اور 500 سے زائد شدید زخمی ہو گئے۔ نئے سال کی آمد کے ساتھ ہی کراچی کے مختلف علاقوں میں اندھا دھند ہوئی فائرنگ کی گئی، اس دوران 15 افراد زخمی ہو گئے۔ (جنگ آن لائن یکم جنوری 2017)

نیاسال کس طرح منائیں؟ اب رہا یہ سوال کہ یہ سب کچھ نہ کریں تو ہم نیا سال کس طرح منائیں تو اس کا انداز یہ بھی ہو سکتا ہے کہ ہر اسلامی اور عیسوی سال کی آمد پر ایک دوسرے کو دعائے خیر دیں کہ آنے والا سال آپ کے لئے بابرکت ہو اپنا محاسبہ کریں کہ نیکیوں میں اضافہ ہو یا گناہوں میں؟ ہم کون کونسی بُری عادتوں کو ترک کرنے میں ناکام رہے اور کن نیکیوں کی عادت نہ بنا سکے؟ کیا کسی کو نیکی کے راستے پر چلنے کی ترغیب بھی دی؟ اس موقع پر یوں بھی فکرِ مدینہ کی جاسکتی ہے یعنی اپنا محاسبہ کیا جاسکتا ہے کہ ہماری زندگی کا مزید ایک سال کم ہو گیا ہے، ہم اچھے یا بُرے انجام کی طرف بڑھ رہے ہیں اس موقع پر سچی توبہ کر کے آئندہ سال کے حوالے سے اچھی اچھی نیتیں کر لی جائیں کہ میں اللہ ورسول ﷺ وصال اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی نافرمانی والے کاموں سے بچوں گا اور ان کو راضی کرنے والے کام کروں گا۔ اِنْ شَاءَ اللہ ﷻ

ہجری سال کا آغاز محرم الحرام کی پہلی تاریخ کو ہوتا ہے جبکہ عیسوی سال کی ابتدا یکم (First) جنوری کو ہوتی ہے۔ اسلامی تاریخ غروبِ آفتاب کے وقت تبدیل ہوتی ہے اور عیسوی تاریخ نصف شب یعنی رات 12 بجے۔ دنیا بھر میں ایک غلط روایت فروغ پانچکی ہے وہ یہ کہ 31 دسمبر کی شب ”نیو ایئر نائٹ (New Year Night)“ منانے کے نام پر طوفانِ بد تمیزی برپا کیا جاتا ہے، بالخصوص نوجوان تو کچھ زیادہ ہی آپے سے باہر ہو جاتے ہیں، رقص و مژد کی ہوش رُبا محفلیں بڑے اہتمام کے ساتھ سجائی جاتی ہیں، جہاں مَعَاذَ اللہ شراب اور مختلف طرح کے نشوں اور جُوئے کا انتظام ہوتا ہے، رات کے 12 بجتے ہی کروڑوں روپے آتش بازی میں جھونک دیئے جاتے ہیں، ہوائی فائرنگ کی جاتی ہے، منچلے نوجوان موٹر سائیکلوں سے سالنکسر نکال کر، کاروں میں لگے ہوئے ڈیک پر کان پھاڑ آواز میں گانے چلا کر ٹولیوں کی صورت میں سڑکوں پر اُودھم مچاتے اور لوگوں کا سکون برباد کرتے ہیں، کئی نوجوان ون ویلنگ (One Wheeling) کرتے ہوئے لقمہ اجل بن جاتے ہیں۔ افسوس! اس اُمت کے کروڑوں روپے صرف ایک رات میں ضائع ہو جاتے ہیں، خوشیاں منانے کے نام پر اللہ تعالیٰ کی نافرمانیاں کر کے اپنے کندھوں پر گناہوں کا بوجھ مزید بھاری کیا جاتا ہے۔ اس رات میں کئی لوگ زہریلی شراب، ہوائی فائرنگ، ایکسڈنٹ اور آگ میں جھلس کر ہلاک ہو جاتے ہیں۔ ہلاکتیں اور نقصانات ہر سال یکم (First) جنوری کو شائع ہونے والی خبروں میں نیو ایئر نائٹ میں ہونے والے نقصانات کی جھلکیاں بھی شامل ہوتی ہیں، بطورِ نمونہ کچھ خبریں

جھوٹے الزامات

وہ بھینس آپ کے باڑے سے مل گئی ہے۔ یہ سن کر ماسٹر صاحب نے اپنا سر پکڑ لیا، پنچائیت کے لوگ بھی حیرت زدہ رہ گئے، لیکن ماسٹر صاحب کے سامنے کچھ بولنے کی ہمت نہیں ہوئی لہذا ایک ایک کر کے کھسک لئے۔ وہ دیہاتی بھی چلا گیا۔ ماسٹر صاحب شرمندگی اور افسوس کے مارے وہیں سکتے کے عالم میں بیٹھے رہے۔ کچھ ہی دیر گزری تھی کہ وہ دیہاتی دوبارہ بھاگتا ہوا آیا اور ماسٹر صاحب کے پاؤں پکڑ کر کہنے لگا: مجھے معاف کر دیں! وہ بھینس آپ کے باڑے سے نہیں بلکہ ساتھ والے باڑے سے ملی ہے۔ ماسٹر جی صدمے کی حالت میں اتنا ہی کہہ سکے: اب تم سارے گاؤں میں اعلان بھی کروادو تو کوئی فائدہ نہیں کیونکہ لوگ اب مجھے ”چور“ کے نام سے یاد کیا کریں گے۔

تہمت کا شرعی حکم اعلیٰ حضرت مولانا شاہ امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمن لکھتے ہیں: کسی مسلمان کو تہمت لگانا حرام قطعی ہے خصوصاً مَعَاذَ اللّٰہِ اگر تہمت زنا ہو۔ (فتاویٰ رضویہ، 24/386)

عورت پر الزامات لگانا کسی عورت پر بدکاری کا جھوٹا الزام لگانا زیادہ خطرناک ہے لیکن بعض بے باک (Bold) لوگ یہ بھی کر گزرتے ہیں اور اتنا نہیں سوچتے کہ اس عورت اور اس کے گھر والوں پر کیا گزرے گی! جو کسی عورت پر زنا کا الزام لگائے اور چار گواہوں کی مدد سے اسے ثابت نہ کر سکے تو اس کی شرعی سزا ”حَدِّ قَذْف“ ہے یعنی سلطان اسلام یا قاضی شرع کے حکم سے اسے 80 کوڑے مارے جائیں گے۔ اس کا اخروی نقصان بھی سن لیجئے، چنانچہ سرکارِ نامدار، مدینے کے تاجدار صلی اللہ تعالیٰ

کسی مسلمان کا برائیوں اور گناہوں میں مبتلا ہونا بلاشبہ بُرا ہے لیکن کسی پر گناہوں اور برائیوں کا جھوٹا الزام لگانا اس سے کہیں زیادہ بُرا ہے۔ ہمارے معاشرے میں جو برائیاں ناسور کی طرح پھیل رہی ہیں ان میں سے ایک شہمت و بہتان یعنی جھوٹا الزام لگانا بھی ہے۔ چوری، رشوت، جادو ٹونے، بدکاری، خیانت، قتل جیسے جھوٹے الزامات نے ہماری گھریلو، کاروباری، دفتری زندگی کا سُکون برباد کر کے رکھ دیا ہے۔

پیپ اور خون میں رکھا جائے گا نبی رحمت، شفیع امت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جو کسی مسلمان کی بُرائی بیان کرے جو اس میں نہیں پائی جاتی تو اس کو اللہ عَزَّوَجَلَّ اس وقت تک رَدَّعَةُ الخَبَال (یعنی جہنم میں وہ جگہ جہاں دوزخیوں کی پیپ اور خون جمع ہو گا۔ اس) میں رکھے گا جب تک اس کے گناہ کی سزا پوری نہ ہو لے۔ (ابوداؤد، 427/3، حدیث: 3597)

رُسوائی اور بدنامی کا سامنا دشمنی، حسد، راستے سے ہٹانے، بدلہ لینے، سستی شہرت حاصل کرنے کی کیفیات میں گم ہو کر شہمت و بہتان تراشی کرنے والے تو الزام لگانے کے بعد اپنی راہ لیتے ہیں لیکن جس پر جھوٹا الزام لگا وہ بقیہ زندگی رُسوائی اور بدنامی کا سامنا کرتا رہتا ہے اور بعض اوقات یہی جھوٹا الزام غلط فہمی کی بنا پر بھی لگا دیا جاتا ہے، اس بات کو ایک فرضی حکایت سے سمجھئے، ایک گاؤں میں پنچائیت لگی ہوئی تھی، معاملہ بھینس کی چوری کا تھا، گاؤں کے اسکول کے ماسٹر صاحب (Teacher) بھی موجود تھے، اچانک ایک دیہاتی ہانپتا ہوا ہاں آیا اور بلند آواز سے کہنے لگا: ماسٹر جی!

عليه واله وسلم نے ارشاد فرمایا: **إِنَّ قَذْفَ الْمُحْصَنَةِ يَهْدِمُ عَمَلٌ مِائَةِ سَنَةٍ** یعنی کسی پاک دامن عورت پر زنا کی تہمت لگانا سو سال کی نیکیوں کو برباد کرتا ہے۔ (مجم کبیر، 3/168، حدیث: 3023) فیض القدیر میں ہے: یعنی اگر بالفرض وہ شخص سو سال تک زندہ رہ کر عبادت کرے تو بھی یہ بہتان اس کے ان اعمال کو ضائع کر دے گا۔ (فیض القدیر، 2/601، تحت الحدیث: 2340) **ہوٹل ملازم نے خود**

کو آگ لگا دی کسی پر جھوٹا الزام لگانا بہت آسان سمجھا جاتا ہے لیکن جس پر الزام لگا بسا اوقات اس کی نسلیں بھی متاثر ہوتی ہیں، ذرا سوچئے جس کی اولاد کو یہ طعنہ ملے کہ تمہارا باپ چور (Thief) ہے اس کے دل پر کیا گزرے گی؟ 30 مارچ 2018ء کو پنجاب پاکستان کے کسی شہر کے ایک ہوٹل میں افسوس ناک واقعہ پیش آیا، میڈیا رپورٹ کے مطابق ہوٹل مالک نے اپنے 32 سالہ ملازم پر الزام لگایا کہ اس نے اپنے بچوں کے لئے یہاں سے چاول چوری کئے ہیں اور سب کے سامنے اس کی بڑی بے عزتی کی جس پر دلبرداشتہ ہو کر ملازم نے خود کو آگ لگا لی (جو یقیناً غلط رد عمل تھا)۔ دوسرے ہوٹل ملازمین نے آگ بجھائی اور اسے تشویشناک حالت میں لاہور منتقل کر دیا گیا۔ **جھوٹے الزامات لگانے والوں کا انجام** جناب

رسالت مآب صلی اللہ تعالیٰ علیہ واله وسلم نے خواب میں دیکھے ہوئے کئی مناظر کا بیان فرما کر یہ بھی فرمایا کہ کچھ لوگوں کو زبانوں سے لٹکایا گیا تھا۔ میں نے جبرئیل علیہ السلام سے ان کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے بتایا کہ یہ لوگوں پر بلا وجہ الزام گناہ لگانے والے ہیں۔ (شرح الصدور، ص 184) **مفلس کون؟**

تمام نبیوں کے سردار، مدینے کے تاجدار صلی اللہ تعالیٰ علیہ واله وسلم نے صحابہ کرام علیہم الرضوان سے استفتیٰ فرمایا: کیا تم جانتے ہو مفلس کون ہے؟ صحابہ کرام علیہم الرضوان نے عرض کی: ہم میں مفلس (یعنی غریب مسکین) وہ ہے جس کے پاس نہ درہم ہوں اور نہ ہی کوئی مال۔ ارشاد فرمایا: میری اُمت میں مفلس وہ ہے جو قیامت کے دن نماز، روزہ اور زکوٰۃ لے کر آئے گا

لیکن اس نے فلاں کو گالی دی ہو گی، فلاں پر تہمت لگائی ہو گی، فلاں کا مال کھایا ہو گا، فلاں کا خون بہایا ہو گا اور فلاں کو مارا ہو گا۔ پس اس کی نیکیوں میں سے ان سب کو ان کا حصہ دے دیا جائے گا۔ اگر اس کے ذمے آنے والے حقوق پورا ہونے سے پہلے اس کی نیکیاں ختم ہو گئیں تو لوگوں کے گناہ اس پر ڈال دیئے جائیں گے، پھر اسے جہنم میں پھینک دیا جائے گا۔ (مسلم، ص 1069، حدیث: 6578) **توبہ کر لیجئے** اس سے پہلے کہ دنیا سے رخصت ہونا پڑے تہمت و بہتان سے توبہ کر لیجئے، ”بہار شریعت“ حصہ 16 صفحہ 538 پر ہے: بہتان کی صورت میں توبہ کرنا اور معافی مانگنا ضروری ہے بلکہ جن کے سامنے بہتان باندھا ہے ان کے پاس جا کر یہ کہنا ضروری ہے کہ میں نے جھوٹ کہا تھا جو فلاں پر میں نے بہتان باندھا تھا۔ (بہار شریعت، 3/538) نفس کے لئے یقیناً یہ سخت گراں (Heavy) ہے مگر دنیا کی تھوڑی سی ذلت اٹھانی آسان جبکہ آخرت کا معاملہ انتہائی سنگین ہے، خدا عَزَّوَجَلَّ کی قسم! دوزخ کا عذاب برداشت نہیں ہو سکے گا۔

کر لے توبہ رب کی رحمت ہے بڑی
قبر میں ورنہ سزا ہو گی کڑی

(وسائل بخشش مرثم، ص 712)

عید کے دن فوت شدہ مسلمانوں کو یاد رکھئے

منقول ہے: جو شخص عید کے دن تین سو مرتبہ ”سُبْحٰنَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِہٖ“ پڑھے اور فوت شدہ مسلمانوں کی ارواح کو اس کا ایصالِ ثواب کرے تو ہر مسلمان کی قبر میں ایک ہزار انوار داخل ہوتے ہیں اور جب وہ پڑھنے والا خود مرے گا، اللہ تعالیٰ اُس کی قبر میں بھی ایک ہزار انوار داخل فرمائے گا۔ (یہ ورد دونوں عیدوں میں کیا جا سکتا ہے) (مکاشفۃ القلوب، ص 308)

Fourteen Harms of Music

میوزک کے 14 نقصانات

طلب کرتے، کئی افراد فوت ہو جاتے حتیٰ کہ ایک بار آپ علیؑ دَبَّيْنَا وَعَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ کی پُرسوز آواز کے سبب بہت سارے افراد دم توڑ گئے۔ شیطان یہ سب کچھ دیکھ کر جل بھن کر کباب ہوا جا رہا تھا بالآخر اُس نے بانسری اور طُبْثُورہ بنایا اور رحمتوں بھرے اجتماع داؤدی کے مقابلے میں شیطانی محفلِ موسیقی کا سلسلہ شروع کیا، یوں اب سُننے والوں کے دو گروپ بن گئے، سعادت مند حضرات حضرت سَيِّدنا داؤد علیؑ دَبَّيْنَا وَعَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ ہی کو سنتے جبکہ بد بخت افراد گانے باجوں اور راگ رنگ کی محافل میں شرکت کر کے اپنی آخرت خراب کرنے لگے۔ (ماخوذ از کشف المحجوب، ص 457) **موسیقی کا شرعی حکم** حضرت سَيِّدنا علامہ شامی قَدِيس سَيِّدنا السَّامِي فرماتے ہیں: (لکچے توڑے کے ساتھ) ناچنا، مذاق اُڑانا، تالی بجانا (Clapping)، ستار (Guitar) کے تار بجانا، بربط (Harp)، سارنگی (Sarangi)، رباب (Viola)، بانسری (Flute)، قانون (ایک قسم کا باجا)، جھانجھن، بگل (Bugle) بجانا، مکروہ تحریمی (یعنی قریب بہ حرام ہے) کیونکہ یہ سب گُفَّار کے شعار (طور طریقے) ہیں، نیز بانسری (Flute) اور دیگر سازوں کا سُننا بھی حرام ہے اگر اچانک سُن لیا تو معذور ہے اور اس پر واجب ہے کہ نہ سُننے کی پوری کوشش کرے۔ (رد المحتار، 9/651) **مقامِ افسوس** آج جدید ترین آلاتِ موسیقی (Musical Instruments)، نئے نئے گلوکاروں (Singers) اور طرح طرح کی دُھنوں (Tunes) کی وجہ سے گانے باجے کا جادو سرچڑھ کر بول رہا ہے۔ کہیں اس کو تفریح (Entertainment) کا نام دیا جاتا ہے اور کہیں ثقافت (Culture)

جو ناسور ہمارے معاشرے (Society) کو دیمک کی طرح چاٹ رہے ہیں، ان میں سے ایک ناسور ساز و آواز پر مشتمل موسیقی (Music) بھی ہے جو اکثر مسلمانوں کی روٹین میں اس طرح شامل ہو گئی ہے کہ کیا مرد! کیا عورت! کیا بچہ! کیا بوڑھا! گھر ہو یا ہوٹل، شادی ہو یا دعوت، کار، ٹرک، بس کا سفر ہو یا ہوائی جہاز کا، اسکول ہو یا کالج، فیکٹری ہو یا باربر (تجّام) کی دُکان، پان کا کیبن ہو یا کوئی گودام! موسیقی کی دُھنیں (Tunes) جگہ جگہ سنی جاتی ہیں۔ موبائل، آئی پیڈ، کمپیوٹر اور لپ ٹاپ موسیقی کے اسٹوریج (گودام) بنے ہوئے ہیں۔ اگر کسی کو سمجھایا جائے تو بعض اوقات عقل سے پیدل جواب ملتا ہے: ”موسیقی تو رُوح کی غذا ہے۔“ میرے بیٹھے بیٹھے اسلامی بھائیو! وہ شے رُوح کی غذا کیسے ہو سکتی ہے جس کا آغاز شیطان نے کیا ہو! **سب سے پہلے گانا شیطان نے گایا** مدینے کے تاجدار صَلَّی اللہُ تَعَالَى عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا: شیطان نے سب سے پہلے نوحہ کیا اور گانا گایا۔ (فردوس الاخبار، 1/34، حدیث: 42/لخصاً) **دنیا کی پہلی محفلِ موسیقی کس نے سجائی؟** پہلی محفلِ موسیقی (Musical Concert) بھی شیطان نے سجائی تھی جس کی تفصیل کچھ یوں ہے کہ اللہ پاک نے حضرت سَيِّدنا داؤد علیؑ دَبَّيْنَا وَعَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ کو ایسی خوش الحانی عطا کی تھی کہ آوازِ مبارکہ سُن کر چلتا ہوا پانی ٹھہر جاتا، چرندے اور جانور پناہ گاہوں سے باہر نکل آتے، اڑتے پرندے گر پڑتے اور بسا اوقات ایک ایک ماہ تک مدہوش پڑے رہتے اور دانہ نہ چلگتے، شیر خوار بچے نہ روتے نہ دودھ

کے نام پر تَحَفُّظ دیا جاتا ہے۔ اس شیطانی کام کو اپنانے والے گزرے وقتوں میں عرّت کی نگاہ سے نہیں دیکھے جاتے تھے، ان کو بھانڈ، گویا، اور ڈوم کہہ کر پکارا جاتا تھا لیکن زمانے نے رنگ بدلا اور ان کو فنکار، ایکٹر، سنگر، میوزک ڈائریکٹر کے نام سے عرّت دی جانے لگی۔

موسیقی کے 14 نقصانات

میوزک دنیا و آخرت دونوں کے لئے نقصان دہ ہے:

① موسیقی سننے کے آلات DVD پلیئر اور اسپیکر وغیرہ پر کثیر رقم خرچ ہوتی ہے ② جسمانی صحت داؤ پر لگ جاتی ہے، ڈھول ڈھمکوں، جھانجنوں اور باجوں کی آوازیں مسلسل سننے کی بنا پر کانوں کو نقصان پہنچتا ہے، رہی سہی کسر پینڈ فری یا ہیڈ فون پوری کر دیتا ہے ③ ساز و آواز پر مشتمل گانے صرف سُننے ہی نہیں جاتے بلکہ ویڈیو کی صورت میں دیکھے بھی جاتے ہیں، یوں موبائل، لپ ٹاپ یا ٹی وی، ایل سی ڈی وغیرہ سے نکلنے والی شعائیں آنکھوں کی کمزوری، جلن اور خارش کا سبب بنتی ہیں ④ گھنٹوں گانے سننے کی وجہ سے سر درد ہونے لگتا ہے اور دماغ ڈکھنے لگتا ہے ⑤ گانے باجوں میں گزرنے والا وقت الگ سے ضائع ہوتا ہے حالانکہ یہی وقت مُفید (Useful) کاموں میں بھی خرچ کیا جاسکتا تھا ⑥ اس سے تعلیمی نقصان بھی ہوتا ہے کیونکہ جس کا دل گانے سننے میں لگ جائے وہ خاک پڑھائی کرے گا ⑦ موسیقی جن اشعار پر مشتمل ہوتی ہے وہ بھی اپنا اثر جماتے ہیں اور انسان منفی سوچ (Negative Mentality) کا شکار ہو سکتا ہے، اُداس رہنے لگتا ہے، نشے میں بُتلا ہو سکتا ہے، بعض گانے خود کشی (Suicide) پر ابھارتے ہیں جن کو سُن کر خود کشی کرنے والوں کے بھی کئی واقعات ہیں ⑧ عشقِ مجازی کی تباہ کاریوں میں موسیقی اور گانوں کا بہت بڑا کردار ہے، ہجر و وصال، محبوب کے حُسن و جمال پر مُشتمل عشقیہ گانوں کے بول موسیقی کے ساتھ سُن سُن کر نام نہاد عاشق کسی کام کے نہیں رہتے اور اپنی زندگی تباہ کر بیٹھتے ہیں

⑨ جس گھر میں ایک فرد بھی میوزک سننے کا شوقین ہو گا وہ اپنے ساتھ ساتھ دوسروں کو بھی ڈبو سکتا ہے، گھر میں عورتیں اور بچے بھی تو ہوتے ہوں گے، وہ موسیقی کے شیطانی اثرات سے کیونکر بچ پائیں گے! ⑩ جب کوئی شخص خود موسیقی کا رِشیا (شوقین) ہو گا وہ اپنے بچے کو کیونکر روکے گا! یوں یہ شیطانی شوق اگلی نسل (Next Generation) کو بھی منتقل ہو جائے گا ⑪ موسیقی اخلاق کو بھی نقصان دیتی ہے چنانچہ فرمانِ مصطفیٰ صَلَّی اللہُ تَعَالَى عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم ہے: گانا اور لہو دل میں اس طرح ”نفاق“ اگاتے ہیں، جس طرح پانی سبزہ اگاتا ہے۔ قسم ہے اس ”ذاتِ مُقَدَّسَہ“ کی جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے! بے شک قرآن اور ذِکْرُ اللہ ضرور دل میں اس طرح ایمان اگاتے ہیں، جس طرح پانی سبز گھاس اگاتا ہے۔ (فردوس الاخبار، 2/101، حدیث: 4204) ⑫ موسیقی بے حیائی میں مبتلا کر دیتی ہے، جیسا کہ حضرت سیدنا امام جلال الدین عبدالرحمن سیوطی شافعی علیہ رحمۃ اللہ القوی نقل فرماتے ہیں: گانے (باجے) سے اپنے آپ کو بچاؤ! کیوں کہ یہ ”حیا“ کو کم کرتے، شہوت کو ابھارتے اور غیرت کو برباد کرتے ہیں اور یہ شراب کے قائم مقام ہیں، اس میں نشے کی سی تاثیر ہے۔ (تفسیر در منثور، پ 21، لقمان: 6، 6/506) ⑬ بعض بڑھاپے میں بھی گانے باجے سننے سے باز نہیں آتے اور توبہ کئے بغیر دنیا سے چلے جاتے ہیں جس کا قبر و حشر میں نقصان ہو سکتا ہے۔ ⑭ گانوں باجوں کے اُخروی نقصانات میں سے ایک نقصان ملاحظہ کیجئے، فرمانِ مصطفیٰ صَلَّی اللہُ تَعَالَى عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم ہے: جو گانے والی کے پاس بیٹھے، کان لگا کر دھیان سے سنے تو اللہ عَزَّوَجَلَّ بروزِ قیامت اُس کے کانوں میں سیسہ (ایک دھات) اُنڈیلے گا۔ (تاریخ مدینہ دمشق، 51/263) غور کیجئے! ہمارے کانوں میں اگر یہ پگھلا ہوا سیسہ ڈالا جائے تو کتنی تکلیف ہوگی۔

ذرا سوچئے! ❁ بعضوں کا سفر میوزک سننے بغیر نہیں گزرتا ایسوں کو سوچنا چاہئے کہ اسی حالت میں موت آگئی تو کیا

سب سے بڑا نقصان بعض گانے ایسے کفریہ اشعار پر مبنی ہوتے ہیں کہ جنہیں دلچسپی سے سننے والا، پڑھنے والا اور گانے والا ایمان جیسی انمول دولت سے محروم ہو جاتا ہے جس کی تفصیل امیر اہل سنت دامت بركاتہم العالیہ کے رسالے ”گانوں کے 35 کفریہ اشعار“ میں دیکھی جاسکتی ہے۔

بیٹھے بیٹھے اسلامی بھائیو! سُنا ہی ہے تو حمد، نعت اور مقببت وغیرہ کے اشعار جائز طریقے پر اچھی اچھی نیتوں کے ساتھ سنئے، یہ آوازیں کانوں میں رس بھی گھولیں گی اور آخرت میں ذریعہ نجات بھی بنیں گی، اِنْ شَاءَ اللهُ عَزَّوَجَلَّ۔

اللہ تعالیٰ ہمیں میوزک سننے اور گانوں کی ویڈیو دیکھنے سے بچنے کی توفیق عطا فرمائے۔

اٰمِيْنَ بِجَاہِ النَّبِيِّ الْاَمِيْنِ صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ

میں گانے باجوں اور فلموں ڈراموں کے گنہ چھوڑوں

پڑھوں نعتیں کروں اکثر تلاوت یا رسول اللہ

(وسائل بخشش مرم، ص 331)

اپریل فول (April fool)

یکم (1st) اپریل کو نادان لوگ دوسروں کو پریشان کر دینے والی جھوٹی خبر سنا کر اور مختلف انداز سے دھوکا دے کر خوش ہوتے اور اسے اپریل فول کا نام دیتے ہیں۔ اس قسم کا مذاق بسا اوقات جان لیوا ثابت ہوتا ہے نیز اس سے مسلمانوں کو تشویش و پریشانی کا سامنا کرنا پڑتا اور ان کی دل آزاری بھی ہوتی ہے۔ یاد رکھئے! کسی مسلمان سے ایسا مذاق کرنا جس سے اس کی دل آزاری ہو، ناجائز و حرام اور جہنم میں لے جانے والا کام ہے۔ مزید معلومات کے لئے مکتبۃ المدینہ کی شائع کردہ کتاب ”تکلیف نہ دیجئے“ اور ماہنامہ فیضانِ مدینہ مارچ 2017 میں ”اپریل فول“ کے عنوان سے مضمون کا مطالعہ کیجئے۔

گزرے گی! ❀ کھانے کے وقت میوزک سننے کے شوقین کو احساس تک نہیں ہوتا کہ وہ جس رب عَزَّوَجَلَّ کی نعتیں کھا رہا ہے اسی کی نافرمانی کر رہا ہے ❀ شادی ہال میں میوزک کی دھنیں بجانے پر اصرار کرنے والا دولہا غور تو کرے کہ اس کی زندگی کا نیا سفر شروع اور نسل بڑھنے کا سامان ہو رہا ہے، ایسے میں اُسے نیکیاں کر کے اپنے رب عَزَّوَجَلَّ کے حضور خیر و سلامتی کی دُعائیں مانگنی چاہئے لیکن یہ اس کی نافرمانی پر کمر باندھ رہا ہے ❀ بعضوں کو سوتے وقت میوزک سننے میں بڑا مزہ آتا ہے، حدیث پاک میں ہے: **اَلنَّوْمُ اٰخُوَالْمَوْتِ** یعنی نیند موت کی بہن ہے، (مشافہ المصاحف، 2/336، حدیث: 5654) ایسوں کو ڈرنا چاہئے کہ اگر نیند ہی نیند میں یہ موت کی وادی میں اتر گئے تو انجام کیا ہو گا! **قبرستان سے آنے والی خوفناک آواز** بعض لوگ خوشیاں منانے کے نام پر میوزک فنکشن کرتے ہیں، وہ اس حکایت سے سبق سیکھیں: حضرت سیدنا کثیر بن ہاشم رضی اللہ عنہ علیہ رحمۃ اللہ الغنی فرماتے ہیں: بستی کے ایک شخص نے اپنی بیٹی کی شادی کے موقع پر اپنے گھر میں رقص و سرود کی محفل برپا کی، اس گھر کے ساتھ ہی قبرستان تھا، رات کو جب یہ محفل اپنے جو بن پر تھی تو اچانک لوگوں نے قبرستان سے ایک خوفناک آواز سنی جس سے ان کے دل دہل گئے اور وہ ایسے خاموش ہو گئے گویا انہیں سانپ سونگھ گیا ہو، پھر قبرستان سے کسی نے یہ اشعار پڑھے:

يَا اَهْلَ لَدُنِّي لَهْوٍ لَا تَدُوْمُ لَهُمْ
اِنَّ الْمَنِيَا تُبِيْدُ اللّٰهَ وَاللَّعِبَا
كَمْ قَدْ رَاَيْتَاكَ مَسْمُوْرًا يَبْدُوْا
اَمْسُوْا فَرِيْدًا مِّنَ الْاَهْلِيْنَ مُغْتَرِبَا

ترجمہ: اے لہو و لعب کی ناپائیدار لذتوں میں منہمک لوگو! بے شک موت لہو و لعب کو ختم کر دیتی ہے، کتنے ہی ایسے تھے جنہیں ہم نے اس لذت میں مست دیکھا مگر وہ اپنے ہمراہیوں سے جدا ہو کر دنیا چھوڑ گئے۔

خدا کی قسم! ابھی چند ہی دن گزرے تھے کہ دو لہے کا

انتقال ہو گیا۔ (موسوعہ ابن الدنیا، 6/57، حدیث: 12)

قتل و عارت

کیلئے رشتہ دینے سے منع کرنا، ناجائز تعلقات کا شبہ، اغوا برائے تاوان میں تاوان ملنے میں ناکامی، عشق مجازی، بغض و کینہ، خاندانی دشمنی وغیرہ شامل ہیں۔

چند خبریں ہمارے معاشرے کی عکاسی کرنے والی چند منتخب خبریں ملاحظہ کیجئے: چنانچہ بچوں کے جھگڑے پر فائرنگ کر کے محلے دار کو قتل کر دیا، کتے کو کھانا نہ ڈالنے پر 14 سالہ ملازم قتل، نشتے کے عادی نے ماں کو مار ڈالا، دیر سے اسکول آنے پر مار مار کر آٹھویں کلاس کا طالب علم مار ڈالا، کچرے کے ڈھیر سے 30 سالہ خاتون کی تشدد زدہ لاش برآمد، سر پر ہتھوڑے مار کر قتل کیا گیا، اہلیہ کو برا بھلا کہنے پر ماں کو قتل کرنے کے بعد لاش کو گاڑی میں رکھ کر جلا دیا، بیٹے نے زمین کی لالچ میں ماں اور دو بہنوں کو قتل کر دیا، عشق کے چکر میں نوجوان قتل، لاش تیزاب سے مسخ کر کے ٹکڑے صحن میں دبا دیئے گئے، جائیداد میں حصہ نہ دینے پر چھوٹے بھائی نے فائرنگ کر کے 2 بڑے بھائیوں کو قتل کر دیا، کچرا کڈی سے 6 سالہ بچی کی لاش برآمد، ظالم شخص نے اپنے چار چھوٹے بچوں کو کھانسی کے وار کر کے قتل کر دیا، وقت پر کھانا نہ ملنے پر شوہر نے مشتعل ہو کر اپنی بیوی کو فائرنگ کر کے قتل کر دیا، کچرے کے ڈھیر سے 5 سالہ بچے کی بوری بند لاش برآمد، مخالفین کو قتل کے مقدمے میں پھنسانے کے لئے اپنی 10 سالہ بچی کو پستول سے فائرنگ کر کے ہلاک کر دیا، رشتے سے انکار پر لڑکے نے فائرنگ کر کے اپنی 23 سالہ کزن کو قتل کر دیا، مقتولہ کی دوہنتے بعد شادی تھی، دوسری شادی سے روکنے پر سنگ دل باپ نے بیٹے کو قتل کر دیا۔

دنیا کا سب سے پہلا قاتل قابیل ہے جس نے رشتے کے تنازعے میں اپنے بھائی حضرت سیدنا ہابیل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو قتل کر دیا۔ (مدارک التنزیل، ص 282، لخصاً) ظلماً خون بہاتے ہی قابیل کا چہرہ سیاہ اور بد صورت ہو گیا۔ حضرت سیدنا آدم علیہ السلام نے شدید غضب کے عالم میں (اپنے بیٹے) قابیل کو اپنی بارگاہ سے نکال دیا اور وہ عدنان (بن) کی طرف چلا گیا، وہاں شیطان کے ورغلانے پر آگ کی پوجا کرنے لگا، قابیل جب بوڑھا ہو گیا تو اس کے نابینا بیٹے نے پتھر مار کر اسے قتل کر دیا، یوں یہ کفر و شرک کی حالت میں مارا گیا۔ (روح البیان، 2/382)

ہر قتل میں حصہ دار رسولِ نذیر، سراجِ منیر صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا فرمانِ عالیشان ہے: کوئی بھی شخص ناحق قتل ہوتا ہے تو اس قتل کا گناہ حضرت آدم (علیہ الصلوٰۃ والسلام) کے بیٹے (قابیل) کو ضرور ملتا ہے کیونکہ اسی نے سب سے پہلے قتل کا طریقہ رائج کیا۔ (بخاری، 2/413، حدیث: 3335)

بیٹھے بیٹھے اسلامی بھائیو! دنیا کے پہلے قتل سے لے کر اب تک بے شمار لوگ طبعی موت کے بجائے قتل ہو کر دنیا سے رخصت ہو چکے مگر تاحال یہ سلسلہ رُکا نہیں بلکہ وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ اس میں تیزی آتی جا رہی ہے اور نت نئے طریقوں سے لوگوں کو قتل کیا جا رہا ہے، جس کا کوئی پیرا قتل ہوتا ہے اس پر جو گزرتی ہے، اسے کن کن مسائل کا سامنا ہوتا ہے! یہ حقیقتاً وہی سمجھ سکتا ہے۔

اسباب قتل (Murder) کے اسباب میں سے سب سے بڑا اور بنیادی سبب علمِ دین کی کمی ہے، مزید وجوہات میں جائیداد کا لالچ، غیرت، گھریلو جھگڑے، جرم چھپانے کی کوشش، شادی

(ترجمہ کنزالایمان: اور جو کوئی مسلمان کو جان بوجھ کر قتل کرے تو اس کا بدلہ جہنم ہے کہ مدتوں اس میں رہے۔ (پ5، النساء: 93)) اگر مسلمانوں کے قتل کو حلال سمجھ کر اس کا ارتکاب کیا تو یہ خود کفر ہے اور ایسا شخص ہمیشہ جہنم میں رہے گا اور قتل کو حرام ہی سمجھا لیکن پھر بھی اس کا ارتکاب کیا تب یہ گناہ کبیرہ ہے اور ایسا شخص مدت دراز تک جہنم میں رہے گا۔ (صراط الجنان، 2/277)

گر تو ناراض ہوا میری ہلاکت ہوگی
ہائے! میں نار جہنم میں جلوں گا یارب!

(وسائل بخشش مرثم، ص 85)

سب سے پہلا فیصلہ فرمانِ مصطفیٰ ﷺ: قیامت کے دن سب سے پہلے خونِ ناحق کے بارے میں لوگوں کے درمیان فیصلہ کیا جائے گا۔ (مسلم، ص 711، حدیث: 4381)

حکیم الامت مفتی احمد یار خان علیہ رحمۃ اللہ لکھتے ہیں: خیال رہے کہ عبادات میں پہلے نماز کا حساب ہو گا اور حقوق العباد میں پہلے قتل و خون کا یا نیکیوں میں پہلے نماز کا حساب ہے اور گناہوں میں پہلے قتل کا۔ (مرآۃ المناجیح، 2/306، 307)

مقتول اپنے قاتل کو گریبان سے پکڑے گا فرمانِ مصطفیٰ ﷺ: مقتول اپنے قاتل کو پکڑے ہوئے حاضر ہو گا جبکہ اس کی گردن کی رگوں سے خون بہہ رہا ہو گا، وہ عرض کرے گا: اے میرے پروردگار! اس سے پوچھ، اس نے مجھے کیوں قتل کیا؟ اللہ پاک قاتل سے دریافت فرمائے گا: تُو نے اسے کیوں قتل کیا؟ وہ عرض کرے گا: میں نے اسے فلاں کی عزت کے لئے قتل کیا، اسے کہا جائے گا: عزت تو اللہ ہی کے لئے ہے۔ (معجم اوسط، 1/224، حدیث: 766)

مولائے کریم قاتلوں کو شریعت کے تقاضوں کے مطابق سچی توبہ کرنے کی توفیق عطا فرمائے، ہمیں اس گناہ کے ارتکاب سے بچائے اور ہمارے معاشرے سے قتل و غارت کے ناصور کو دُور فرمائے۔

اٰمِیْن بِجَاہِ النَّبِیِّ الْاَمِیْنِ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم

بیٹھے بیٹھے اسلامی بھائیو! اس طرح کی خبریں سامنے آنے پر بعض اوقات یقین نہیں آتا کہ انسان اتنا گر سکتا ہے کہ اپنے پیارے بچوں، باپ، ماں، بہنوں، بیٹیوں کو اپنے ہاتھوں سے قتل کر ڈالتا ہے! ایسا لگتا ہے کہ انسان کو قتل کرنا چھڑ کے ہلاک کر دینے سے آسان سمجھا جانے لگا ہے۔ شریعت نے ظلماً قتل کرنے کی دنیا میں بھی سزائیں مقرر کی ہیں، جن کی تفصیل بہارِ شریعت جلد 3 صفحہ 776 تا 788 پر دیکھی جاسکتی ہے۔ بالفرض اگر دنیا میں قاتل اپنے گناہ کو چھپانے میں کامیاب ہو بھی جائے اور پکڑ میں نہ آئے تو کل آخرت میں کہیں بھاگ نہ سکے گا۔

گو یا تمام انسانوں کو قتل کر دیا جس نے بلا اجازتِ شرعی کسی کو قتل کیا تو گو یا اس نے تمام انسانوں کو قتل کر دیا کیونکہ اس نے اللہ پاک کے حق، بندوں کے حق اور حدودِ شریعت سب کو پامال کر دیا، اللہ پاک قرآنِ کریم میں ارشاد فرماتا ہے:

﴿مَنْ قَتَلَ نَفْسًا بِغَيْرِ نَفْسٍ أَوْ فَسَادٍ فِي الْأَرْضِ فَكَأَنَّمَا قَتَلَ النَّاسَ جَمِيعًا﴾ ترجمہ کنزالایمان: جس نے کوئی جان قتل کی بغیر جان کے بدلے یا زمین میں فساد کے تو گو یا اس نے سب لوگوں کو قتل کیا۔ (پ6، المائدہ: 32)

ایک مؤمن کا قتل دنیا کی تباہی سے بڑھ کر ہے فرمانِ مصطفیٰ ﷺ: اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم: ایک مؤمن کا قتل کیا جانا اللہ پاک کے نزدیک دنیا کے تباہ ہو جانے سے زیادہ بڑا ہے۔ (نسائی، ص 652، حدیث: 3992)

زمین و آسمان والے مل کر بھی قتل کریں تو؟ فرمانِ مصطفیٰ ﷺ: اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم: اگر آسمان و زمین والے ایک مرد مؤمن کے خون میں شریک ہو جائیں تو اللہ پاک سب کو اوندھا کر کے جہنم میں ڈال دے گا۔ (ترمذی، 3/100، حدیث: 1403) کچھ لوگ فخریہ بتاتے ہیں کہ ہم نے اتنے قتل کر رکھے ہیں، وہ ان روایات کو پڑھیں اور عبرت پکڑیں:

قتل کا بدلہ جہنم ہے اللہ پاک قرآنِ کریم میں ارشاد فرماتا ہے:

﴿وَمَنْ يَقْتُلْ مُؤْمِنًا مُتَعَبِدًا فَجَزَاءُ مَا جَهَنَّمَ خَالِدًا فِيهَا﴾

خیانت

خیانت کی مختلف صورتیں احادیث مبارکہ میں خیانت کے کئی انداز بیان کئے گئے ہیں، چنانچہ فرمانِ مصطفیٰ صَلَّی اللہُ تَعَالَى عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم ہے:

(1) جو اپنے بھائی کو کسی معاملے میں مشورہ دے حالانکہ وہ جانتا ہے کہ دُستی اس کے علاوہ میں ہے اس نے اس کے ساتھ خیانت کی۔ (ابوداؤد، 3/449، حدیث: 3657)

یعنی اگر کوئی مسلمان کسی سے مشورہ حاصل کرے اور وہ دانستہ غلط مشورہ دے تاکہ وہ مصیبت میں گرفتار ہو جائے تو وہ مشیر پرکھاؤں (یعنی خیانت کرنے والا) ہے۔ (مرآة المناجیح، 1/212)

(2) ہم تم میں سے جسے کسی کام پر عامل بنائیں پھر وہ ہم سے سوئی یا اس سے زیادہ چھپالے تو یہ بھی خیانت ہے جسے وہ قیامت کے دن لائے گا۔ (مسلم، ص 787، حدیث: 4743)

یعنی خیانت چھوٹی ہو یا بڑی قیامت میں سزا اور رُسوائی کا باعث ہے خصوصاً جو خیانت زکوٰۃ وغیرہ میں کی جائے کیونکہ یہ عبادت میں خیانت ہے اور اس میں اللہ کا حق مارنا ہے اور فقیروں کو ان کے حق سے محروم کرنا۔ (مرآة المناجیح، 3/15)

(3) مجالسِ امانت ہیں سوائے تین کے: (1) جس مجلس میں کسی کو ناحق قتل کرنے کا منصوبہ بنایا گیا ہو (2) حرام کاری کا منصوبہ بنا ہو (3) ناحق مال لینے کا منصوبہ بنا ہو۔

(ابوداؤد، 4/351، حدیث: 4869)

حکیم الامت مفتی احمد یار خان علیہ رحمۃ الحنّان ”مجالسِ امانت ہیں“ کی وضاحت میں لکھتے ہیں: یعنی جب کوئی خاص مجلس یا میٹنگ کی جائے، وہاں جو کچھ طے ہو اسے مشہر (یعنی عام) نہ کرو

فی زمانہ اسلامی تعلیمات پر بحیثیتِ مجموعی عمل کمزور ہونے کی وجہ سے اخلاقی و معاشرتی برائیاں اتنی عام ہو گئی ہیں کہ لوگوں کی اکثریت ان کو بُرا سمجھنے کو بھی تیار نہیں، انہی میں سے ایک خیانت بھی ہے۔ یہ ایسا بدترین گناہ ہے کہ اسے منافق کی علامت قرار دیا گیا ہے، نبی پاک، صاحبِ لولاک صَلَّی اللہُ تَعَالَى عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا کہ منافق کی تین علامتیں ہیں: **اِذَا حَدَّثَ كَذَبَ وَ اِذَا وَعَدَ اَخْلَفَ وَ اِذَا اُوْتِیْنَ حَانَ** یعنی

جب بات کرے جھوٹ بولے، وعدہ کرے تو خلاف کرے، امانت دی جائے تو خیانت کرے۔ (بخاری، 1/24، حدیث: 33) یعنی یہ منافقوں کے کام ہیں، مسلمان کو اس سے بچنا چاہئے۔ (مرآة المناجیح، 1/74)

خیانت کسے کہتے ہیں؟ خیانت امانت کی ضد ہے۔ خفیۃً (یعنی پوشیدہ طور پر) کسی کا حق مارنا خیانت کہلاتا ہے خواہ اپنا حق مارے یا اللہ رسول کا یا اسلام کا یا کسی بندہ کا! رب تعالیٰ فرماتا ہے:

﴿لَا تَخُونُوا اللّٰهَ وَالرَّسُوْلَ وَتَخُونُوْا اٰمِنْتِكُمْ وَاَنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ﴾ (ترجمہ کنز الایمان: اللہ اور رسول سے دغانہ کرو اور نہ اپنی امانتوں میں

دانستہ خیانت۔ (پ 9، الانفال: 27) (مرآة المناجیح، 4/62)

عام طور پر خیانت کا مفہوم مالی امانت کے ساتھ خاص سمجھا جاتا ہے کہ کسی کے پاس مال امانت رکھوایا پھر اس نے واپس کرنے سے انکار کر دیا تو کہا جاتا ہے کہ اس نے خیانت کی، یقیناً یہ بھی خیانت ہی ہے لیکن خیانت کا شرعی مفہوم بڑا وسیع ہے چنانچہ حکیم الامت مفتی احمد یار خان علیہ رحمۃ الحنّان لکھتے ہیں:

خیانت صرف مال ہی میں نہیں ہوتی، راز، عزت، مشورے تمام میں ہوتی ہے۔ (مرآة المناجیح، 1/212)

بلکہ صیغہ راز میں رکھو کہ وہاں جو کچھ پاس ہو اوہ امانت ہے۔

(مرآة المناجیح، 6/630)

(4) قیامت کے دن اللہ پاک کے نزدیک سب سے بڑی خیانت یہ ہے کہ مرد اپنی بیوی کے پاس جائے، بیوی اس کے پاس آئے اور پھر وہ اپنی بیوی کا راز ظاہر کر دے۔

(مسلم، ص 579، حدیث: 3543)

خیانت سے پناہ مانگی ہمارے صادق و امین آقا، مکی مدنی مصطفےٰ صَلَّی اللہُ تَعَالَى عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم دعا کیا کرتے تھے: **اللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُ بِکَ مِنْ الْجُوْعِ فَاِنَّہٗ بِئْسَ الضَّحِيْمُ وَاَعُوْذُ بِکَ مِنَ الْخِيَانَةِ فَاِنَّہَا بِئْسَتِ الْبِطَانَةُ** یعنی الہی میں بھوک سے تیری پناہ مانگتا ہوں کہ یہ بری بستر کی ساتھی ہے اور خیانت سے تیری پناہ مانگتا ہوں کہ یہ بدترین مشیر کار ہے۔ (ابوداؤد، 2/130، حدیث: 1547)

بیٹھے بیٹھے اسلامی بھائیو! خیانت ہمارے معاشرے کا وہ نائسور ہے جس کی گرفت سے شاید ہی کوئی شعبہ زندگی بچا ہوا ہو مگر دینی معلومات کی کمی کی وجہ سے ہمیں اس کا شعور نہیں ہوتا۔ کاروبار ہو یا ملازمت! رازداری ہو یا وراثت! خیانت اور دھوکے کا چلن عام ہے، مثلاً کاروباری دنیا میں ❀ تو لے مارنے میں کمی بیشی ❀ اچھی کوالٹی کی چیز دکھا کر گھٹیا کوالٹی کی تھما دینا ❀ نقلی دودھ، گھی، آئل وغیرہ بیچنا ❀ دو نمبر اشیا کو ایک نمبر بتانا ❀ مردہ جانور کا گوشت، پانی کے پریشروں والا گوشت فروخت کرنا ❀ نقلی و جعلی دوائیاں بیچنا ❀ پھلوں کو سکرین کے رنگ دار انجکشن لگا کر میٹھا کرنا ❀ ہونٹوں میں باسی کھانے کو خوشبودار مصالحوں کے ذریعے تازہ کی سی شکل دے کر گاہکوں کو کھلانا ❀ اسی طرح ملازمت میں ڈیوٹی کا وقت پورا نہ کرنا مگر تنخواہ پوری لینا ❀ ادارے کی گاڑی، بجلی، کمپیوٹر، اے سی اور دیگر چیزوں کا ناجائز و غلط استعمال کرنا ❀ یونہی وراثت کی تقسیم میں شرعی اصولوں کی جگہ من مانیوں کرنا اور حقداروں کا ان کا حق نہ دینا، وغیرہ۔ اس طرح کی سینکڑوں مثالیں ہمارے معاشرے میں مل جائیں گی۔

گلے پر چھری چل گئی ایک گوشت فروش نے اپنے گھر جانور ذبح کیا، ذبح کرنے کے بعد اُس نے اپنے بھائی کو جانور کے پاس کھڑا کیا اور خود جانور میں پانی بھرنے کی نیت سے موٹر کا بٹن دبانے کے لئے آگے بڑھا، تو اسی جانور کے نکلے ہوئے خون میں پاؤں پھسلا اور جس چھری سے اُس نے کچھ دیر پہلے جانور ذبح کیا تھا، وہی چھری اُس کے گلے میں پیوست ہو گئی اور وہ موت کے گھاٹ اتر گیا۔

جہاں میں ہیں عبرت کے ہر سونے مگر تجھ کو اندھا کیا رنگ و بونے کبھی غور سے بھی یہ دیکھا ہے تونے جو آباد تھے وہ محل اب ہیں سونے جگہ جی لگانے کی دنیا نہیں ہے، یہ عبرت کی جا ہے تماشا نہیں ہے اللہ تعالیٰ ہمیں خیانت اور دھوکے سے بچنے کی توفیق عطا فرمائے۔ اٰمِیْن بِجَاہِ النَّبِیِّ الْاَکْرَمِیْن صَلَّی اللہُ تَعَالَى عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم

اپنے موضوع پر اہم اور جامع کتاب آج ہی مکتبۃ المدینہ سے ہدیہ حاصل کیجئے یا اس کیو آر کوڈ کے ذریعے مفت ڈاؤن لوڈ کیجئے۔



کیا کوئی منحوس ہو سکتا ہے؟

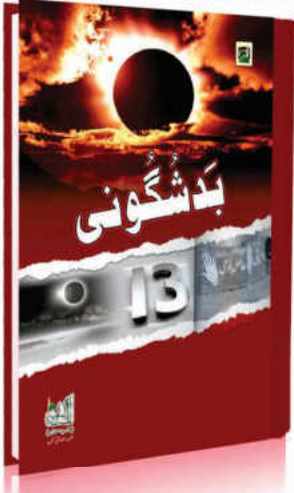
بھر جلتا رہا جب کہ مجھے دیکھنے پر آپ کو آج خوب شکار ہاتھ آیا۔ یہ سُن کر بادشاہ نادِم ہوا اور اس شخص کو فوراً آزاد کر دیا اور بہت سا مال بھی دیا۔ **کیا کوئی منحوس ہو سکتا ہے؟** بیٹھے بیٹھے اسلامی بھائیو! اسلام میں کسی شخص، جگہ، چیز یا وقت کو منحوس جاننے کا کوئی تصور نہیں یہ محض وہمی خیالات ہوتے ہیں۔ میرے آقا اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمن بد شگون کی بارے میں کئے گئے سوال کے جواب میں لکھتے ہیں: شرع مطہر میں اس کی کچھ اصل نہیں، لوگوں کا وہم سامنے آتا ہے۔ شریعت میں حکم ہے: **إِذَا تَطَيَّرْتُمْ فَاْمُضُوا** یعنی جب کوئی شگون بد گمان میں آئے تو اس پر عمل نہ کرو۔ مسلمان کو ایسی جگہ چاہئے کہ **”اللَّهُمَّ لَا طَيْبَ إِلَّا طَيْبٌكَ، وَلَا خَيْرَ إِلَّا خَيْرُكَ، وَلَا إِلَهَ غَيْرُكَ“** (اے اللہ! نہیں ہے کوئی بُرائی مگر تیری طرف سے اور نہیں ہے کوئی بھلائی مگر تیری طرف سے اور تیرے سوا کوئی معبود نہیں) پڑھ لے اور اپنے رب (عَزَّوَجَلَّ) پر بھروسہ کر کے اپنے کام کو چلا جائے، ہرگز نہ رُکے، نہ واپس آئے۔ **وَاللَّهُ تَعَالَى أَعْلَمُ** (فناوی رضویہ، 29/641 لخصاً) **شیطانی کام** رسول اکرم، نور مجتسم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے ارشاد فرمایا: **الْبَعِيْفَةُ وَالطَّيْبَةُ وَالطَّرِيقُ مِنَ الْجَبْتِ** یعنی اچھا یا بُرا شگون لینے کے لئے پرندہ اُڑانا، بد شگون لینا اور طُرُق (یعنی کنکر پھینک کر یاریت میں کبیر کھینچ کر فال نکالنا) شیطانی کاموں میں سے ہے۔ **بد شگون کی حرام اور نیک فال لینا مستحب** (ابوداؤد، 4/22، حدیث: 3907) **بد شگون کی حرام اور نیک فال لینا مستحب** ہے حضرت سیدنا امام محمد آفندی برکلی علیہ رحمۃ اللہ العلی **”الطَّرِيقَةُ الْمَحْتَدِيَّةُ“** میں لکھتے ہیں: بد شگون لینا حرام اور نیک فال یا اچھا شگون لینا مستحب ہے۔ (طریقہ محمدیہ، 2/24، 17) **اچھے بُرے شگون کی مثالیں** نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم اچھی فال کو پسند فرماتے

ایک بادشاہ اور اس کے ساتھی شکار کی غرض سے جنگل کی جانب چلے جا رہے تھے۔ جونہی بادشاہ شہر کی فصیل (چار دیواری) کے قریب پہنچا اس کی نگاہ سامنے آتے ہوئے ایک آنکھ والے شخص پر پڑی جو راستے سے ہٹنے کے بجائے بڑی بے نیازی سے چلا آ رہا تھا۔ اسے سامنے آتا ہوا دیکھ کر بادشاہ غصے سے چیخا: ”اف! یہ تو بڑی بد شگونی ہے، کیا اس منحوس کو پتا نہیں ہے کہ جب بادشاہ کی سواری گزر رہی ہو تو راستہ چھوڑ دیا جاتا ہے۔“ بادشاہ سپاہیوں کی جانب مُڑا اور غصے سے کہا: ”اس ایک آنکھ والے شخص کو باندھ دیا جائے، ہم واپسی پر اس کی سزا تجویز کریں گے۔“ سپاہیوں نے اس شخص کو فوراً رسیوں سے باندھ دیا۔ بادشاہ کے خدشات کے برعکس اس روز شکار بڑا کامیاب رہا۔ وزیر نے جانوروں اور پرندوں کو گنتے ہوئے کہا: ”واہ! آج تو آپ کا شکار بہت خوب رہا، کیا نگاہ تھی اور کیا نشانہ!“ جب شام ڈھلے واپسی پر بادشاہ شہر کے قریب پہنچا تو اس شخص کو رسیوں میں جکڑا ہوا پایا۔ بادشاہ کی سواری کے پیچھے پیچھے شکار کئے ہوئے جانوروں اور پرندوں سے بھری سواری بھی چلی آرہی تھی جسے دیکھ کر بادشاہ اور اس کے ساتھی خوشی سے پھولے نہ سمار رہے تھے۔ یہ دیکھ کر وہ شخص زور دار آواز میں بادشاہ سے مخاطب ہوا: کہئے بادشاہ سلامت! ہم دونوں میں سے کون منحوس ہے، میں یا آپ؟ یہ سنتے ہی سپاہی اس شخص کے سر پر تلوار تان کر کھڑے ہو گئے لیکن بادشاہ نے انہیں ہاتھ کے اشارے سے روک دیا۔ وہ شخص بلا خوف پھر مخاطب ہوا: کہئے بادشاہ سلامت! ہم میں سے کون منحوس ہے ”میں یا آپ؟“ میں نے آپ کو دیکھا تو رسیوں میں بندھ کر چلپلاتی دھوپ میں دن

تھے۔ (مسند احمد، 9/450، حدیث: 25036) اچھے شگون کی مثال یہ ہے کہ ہم کسی کام کو جارہے ہوں، کسی نے پکارا: ”یارسید (یعنی اے ہدایت یافتہ)“، ”یاسعیّد (یعنی اے سعادت مند)“، ”اے نیک بخت“ ہم نے خیال کیا کہ اچھا نام سنا ہے اِنْ شَاءَ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ کامیابی ہوگی جبکہ بد شگونی کی مثال یہ ہے کہ ایک شخص سفر کے ارادے سے گھر سے نکلا لیکن راستے میں کالی بلی راستہ کاٹ کر گزر گئی، اب اس شخص نے یہ یقین کر لیا کہ اس کی نحوست کی وجہ سے مجھے سفر میں ضرور کوئی نقصان اٹھانا پڑے گا اور سفر کرنے سے رُک گیا تو سمجھ لیجئے کہ وہ شخص بد شگونی میں مبتلا ہو گیا ہے۔ **بد شگونی کے بھیانک نتائج** بد شگونی کا شکار ہونے والوں کا اللہ تعالیٰ پر اعتماد اور توکل کمزور ہو جاتا ہے اللہ کریم کے بارے میں بدگمانی پیدا ہوتی ہے ❖ تقدیر پر ایمان کمزور ہونے لگتا ہے ❖ شیطانی و شوسوں کا دروازہ کھلتا ہے ❖ بدفالی سے آدمی کے اندر توہم پرستی، بُزدلی، ڈر اور خوف، پست ہمتی اور تنگ دلی پیدا ہو جاتی ہے ❖ ناکامی کی بہت سی وجوہات ہو سکتی ہیں مثلاً کام کرنے کا طریقہ دُرست نہ ہونا، غلط وقت اور غلط جگہ پر کام کرنا اور ناتجربہ کاری لیکن بد شگونی کا عادی شخص اپنی ناکامی کا سبب نحوست کو قرار دینے کی وجہ سے اپنی اصلاح سے محروم رہ جاتا ہے ❖ بد شگونی کی وجہ سے آپس کی ناچاقیاں جنم لیتی ہیں جن کے سبب رشتے ناطے ٹوٹ جاتے ہیں ❖ جو لوگ اپنے اوپر بدفالی کا دروازہ کھول لیتے ہیں انہیں ہر چیز منحوس نظر آنے لگتی ہے، ایک شخص صبح سویرے اپنی دکان کھولنے جاتا ہے راستہ میں کوئی حادثہ پیش آیا تو سمجھ لیتا ہے کہ آج کا دن میرے لئے منحوس ہے لہذا آج مجھے نقصان ہو گا یوں ان کا نظام زندگی درہم برہم ہو کر رہ جاتا ہے ❖ کسی کے گھر پر آلو کی آواز سن لی تو اعلان کر دیا کہ اس گھر کا کوئی فرد مرنے والا ہے یا خاندان میں جھگڑا ہونے والا ہے، جس کے نتیجے میں اس گھر والوں کے لئے مصیبت کھڑی ہو جاتی ہے ❖ نیا ملازم اگر کاروباری ڈیل نہ کر پائے اور آرڈر ہاتھ سے نکل جائے تو فیکٹری مالک اسے منحوس قرار دے کر نوکری سے نکال دیتا ہے ❖ نئی دلہن کے ہاتھوں اگر کوئی چیز گر کر

ٹوٹ پھوٹ جائے تو اس کو منحوس سمجھا جاتا ہے اور بات بات پر اس کی دل آزاری کی جاتی ہے۔ **ماہِ صفر کو منحوس جاننا** بد شگونی لینا عالمی بیماری ہے، مختلف ممالک میں رہنے والے مختلف لوگ مختلف چیزوں سے ایسی ایسی بد شگونیاں لیتے ہیں کہ انسان سُن کر حیران رہ جاتا ہے۔ نحوست کے وہی تصورات کے شکار لوگ ماہِ صفر کو مصیبتوں اور آفتوں کے اُترنے کا مہینا سمجھتے ہیں خصوصاً اس کی ابتدائی تیرہ تاریخیں جنہیں ”تیرہ تیزی“ کہا جاتا ہے بہت منحوس تصور کی جاتی ہیں۔ وہی لوگوں کا یہ ذہن بنا ہوتا ہے کہ صفر کے مہینے میں نیا کاروبار شروع نہیں کرنا چاہئے نقصان کا خطرہ ہے، سفر کرنے سے بچنا چاہئے ایکسیڈنٹ کا اندیشہ ہے، شادیاں نہ کریں، بچیوں کی رخصتی نہ کریں گھر برباد ہونے کا امکان ہے وغیرہ۔ بیٹھے بیٹھے اسلامی بھائیو! کوئی وقت بَرکت والا اور عظمت و فضیلت والا تو ہو سکتا ہے جیسے ماہِ رمضان، ربیع الاول، جمعۃ المبارک وغیرہ مگر کوئی مہینا یا دن منحوس نہیں ہو سکتا۔ نبی کریم، روءف رحیم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے صفر المظفر کے بارے میں وہی خیالات کو باطل قرار دیتے ہوئے فرمایا: ”لَا صَفْرَ“ صفر کچھ نہیں۔ (بخاری، 4/24، حدیث: 5707) حضرت علامہ شاہ عبدالحق محدث دہلوی علیہ رحمۃ اللہ القوی اس حدیث کی شرح میں لکھتے ہیں: عوام اسے (یعنی صفر کے مہینے کو) بلاؤں، حادثوں اور آفتوں کے نازل ہونے کا وقت قرار دیتے ہیں، یہ عقیدہ باطل ہے اس کی کوئی حقیقت نہیں ہے۔

(اشعۃ اللمعات (فارسی)، 3/664)



یہ مضمون مکتبۃ المدینہ کی مطبوعہ کتاب ”بد شگونی“ سے ماخوذ ہے، کیلئے یہ کتاب مکمل پڑھئے۔ یہ کتاب تفصیلات دعوتِ اسلامی کی ویب سائٹ www.dawateislami.net سے ڈاؤنلوڈ اور پرنٹ آؤٹ بھی کی جاسکتی ہے۔

میاں بیوی میں پھوٹ ڈلوانا



میں پڑھنا، غضب شدہ زمین میں نماز پڑھنا (کہ ان دونوں صورتوں میں نماز ہو جائے گی مگر اس طرح کرنے والا گناہ گار ہوگا)، اسی طرح جمعہ کے دن اذان جمعہ کے بعد خرید و فروخت کرنا (کہ یہ خرید و فروخت ہو جائے گی مگر کرنے والے گناہ گار ہوں گے)۔

(شرح الطیبی، 6/364، تحت الحدیث: 3280)

فتاویٰ رضویہ میں ہے: بلاوجہ شرعی طلاق دینا اللہ تعالیٰ کو سخت ناپسند و مبغوض و مکروہ ہے۔ (فتاویٰ رضویہ، 12/323)

طلاق کی بڑھتی ہوئی شرح ہمارے معاشرے میں روز بروز طلاقوں کی تعداد بڑھتی چلی جا رہی ہے، ایک رپورٹ کے مطابق سال 2012 سے 2017 کے درمیان پنجاب کے 36 اضلاع میں خلع یا طلاق کے 4 لاکھ 78 ہزار 130 کیسز رجسٹرڈ ہوئے ہیں، جن میں 20 فیصد صرف فیصل آباد اور لاہور کے اضلاع سے رپورٹ ہوئے ہیں۔ پنجاب کے 36 اضلاع سے سال 2012 میں 63 ہزار 7 سو 34، سال 2013 میں 69 ہزار 1 سو 26، سال 2014 میں 74 ہزار 6 سو 19، سال 2015 میں 77 ہزار 3 سو 27، سال 2016 میں 93 ہزار 5 سو 7 اور سال 2017 میں 99 ہزار 5 سو 99 جوڑوں نے علیحدگی اختیار کی۔ (Media For Transparency)

اسی سے ملک کے دیگر حصوں کا اندازہ لگائیے۔

طلاق کیوں ہوتی ہیں؟ طلاق کی بہت سی وجوہات ہوتی ہیں، جن میں سے ایک وجہ کسی فرد کا میاں بیوی کو ایک

دو عالم کے مالک و مختار صلّی اللہ علیہ والہ وسلم نے ارشاد فرمایا: شیطان اپنا تخت پانی پر بچھاتا ہے، پھر اپنے لشکر بھیجتا ہے، ان لشکروں میں ابلیس کے زیادہ قریب اُس کا درجہ ہوتا ہے جو سب سے زیادہ فتنے باز ہوتا ہے۔ اس کے لشکر میں سے ایک آکر کہتا ہے: میں نے ایسا ایسا کیا ہے تو شیطان کہتا ہے: ”تُو نے کچھ بھی نہیں کیا۔“ پھر ایک اور لشکر آتا ہے اور کہتا ہے: ”میں نے ایک آدمی کو اس وقت تک نہیں چھوڑا جب تک اس کے اور اس کی بیوی کے درمیان جدائی نہیں ڈال دی۔“ یہ سن کر ابلیس اسے اپنے قریب کر لیتا ہے اور کہتا ہے: ”تُو کتنا اچھا ہے!“ اور اپنے ساتھ چمٹا لیتا ہے۔ (مسلم، ص 1158، حدیث: 7106)

طلاق اکثر بہت سارے فسادات کی جڑ بن جاتی ہے۔ اس لئے ابلیس اس پر خوش ہوتا ہے، جو شخص ناحق زوجین میں جدائی کی کوشش کرے وہ ابلیس کی طرح مجرم ہے۔

(مرآۃ المناجیح، 1/85)

حلال مگر ناپسندیدہ رسول کریم، رءوف رحیم صلّی اللہ علیہ والہ وسلم کا فرمان ہے: **أَبْغَضُ الْحَلَائِلِ إِلَى اللَّهِ تَعَالَى الطَّلَاقُ** یعنی حلال چیزوں میں خدا کے نزدیک زیادہ ناپسندیدہ طلاق ہے۔

(ابوداؤد، 2/370، حدیث: 2178)

علامہ طیبی رحمۃ اللہ علیہ (سال وفات: 743ھ) لکھتے ہیں: طلاق مشروع ہے یعنی دیں گے تو ہو جائے گی مگر اللہ کے نزدیک ناپسندیدہ ہے جیسا کہ بغیر عُذْرِ شرعی کے فرض نماز گھر

دوسرے کے خلاف بھڑکانا بھی ہے جس کی وجہ سے ان کے درمیان جھگڑے ہونے لگتے ہیں پھر بعض اوقات نوبت طلاق تک جا پہنچتی ہے۔

وہ ہم میں سے نہیں نبی کریم ﷺ کا فرمانِ معظم ہے: ”جو کسی شخص کی بیوی کو اس کے خلاف بھڑکائے وہ ہم میں سے نہیں۔“ (مسند احمد، 16/9، حدیث: 23041)

حکیم الامت مفتی احمد یار خان رحمۃ اللہ علیہ اس حدیث پاک کے تحت فرماتے ہیں: خاوند بیوی میں فساد ڈالنے کی بہت صورتیں ہیں، عورت سے خاوند کی برائیاں بیان کر کے دوسرے مردوں کی خوبیاں ظاہر کرے کیونکہ عورت کا دل کچی شیشی کی طرح کمزور ہوتا ہے یا ان میں اختلاف ڈالنے کے لیے جادو تعویذ گنڈے کرنے سب حرام ہے۔ (مرآۃ المناجیح، 101/5)

میاں بیوی محتاط رہیں میاں بیوی کو چاہئے کہ کسی کی باتوں میں نہ آئیں، گھر کا کوئی فرد ہو یا باہر کا! جب بھی بیوی کے سامنے شوہر کی برائیاں یا شوہر کے سامنے بیوی کی برائیاں کرنے لگیں، انہیں چاہئے کہ اسے حکمتِ عملی سے روک دیں کیونکہ جس طرح غیبت کرنا گناہ ہے اسی طرح سننا بھی گناہ ہے۔ اسی طرح لگائی بھائی کرنے والوں اور چغلی خوروں سے بھی بچیں کہ یہ محبتوں کے چور ہوتے ہیں، ایسوں کو ہرگز اپنا ہمدرد نہ جانیں اور جس کے بارے میں آپ کو منفی (Negative) بات پہنچائی گئی اس پر بلا ثبوت شرعی یقین نہ کریں اور اس کے بارے میں اپنے دل میں میل نہ لائیں۔ حضرت سیّدنا امام محمد بن شہاب زہری رحمۃ اللہ علیہ ایک مرتبہ بادشاہ سلیمان بن عبد الملک کے پاس تشریف فرما تھے کہ ایک شخص آیا، بادشاہ نے قدرے ناگواری کے ساتھ اُس سے کہا: ”مجھے پتا چلا ہے تم نے میرے خلاف فُلاں فُلاں بات کی ہے!“ اُس نے جواب دیا: میں نے تو ایسا کچھ نہیں کہا۔ بادشاہ نے اصرار کرتے ہوئے کہا: جس نے مجھے بتایا ہے، وہ (کیسے جھوٹ بول سکتا ہے بہت) سچا آدمی ہے۔ تو حضرت سیّدنا امام زہری رحمۃ اللہ علیہ نے بادشاہ

کو مخاطب کر کے فرمایا: آپ کو جس نے اس طرح کی خبر دی وہ تو چغلی کھانے والا ہوا اور چغلی خور کبھی سچا ہو نہیں سکتا! یہ سُن کر بادشاہ سنبھل گیا اور کہنے لگا: حُضُور! آپ نے بالکل سچا فرمایا۔ پھر اُس شخص سے کہا: **اِذْهَبْ بِسَلَامٍ** یعنی تم سلامتی کے ساتھ لوٹ جاؤ۔ (احیاء العلوم، 3/193)

آپس میں محبت سے رہیں شیخ طریقت امیر اہل سنت دامت بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ لکھتے ہیں: میاں بیوی کو چاہئے کہ آپس میں رواداری و محبت سے رہیں، ایک دوسرے کے حُقوق پر نظر رکھیں اور ان کو ادا بھی کرتے رہیں۔ یہ نہ ہو کہ عورت کو مرد محض ”لونڈی“ بنا کر رکھے کیونکہ جس طرح اللہ پاک نے مردوں کو حاکمیت دی ہے اسی طرح یہ بھی ارشاد فرمایا ہے کہ **﴿وَعَاشِرُوْهُنَّ بِالْمَعْرُوفِ﴾** (ترجمہ کنزالایمان: اور ان (یعنی عورتوں) سے اچھا برتاؤ کرو۔ (پ4 النساء: 19) حُضُورِ اَکْرَمِ صَلَّی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا: تم میں اچھے لوگ وہ ہیں جو عورتوں سے اچھی طرح پیش آئیں۔ (ابن ماجہ، 2/478، حدیث: 1978) مرد اپنی عورت کو نیکی کی دعوت دیتا، اس کو ضروری مسائل سکھاتا رہے، اس کے کھانے پینے کا لحاظ رکھے اور اگر کبھی کوئی خلاف مزاج بات ہو جائے تو درگزر سے کام لے یہ نہ ہو کہ مار پٹائی پر اُتر آئے کہ اس طرح ضد پیدا ہو جاتی ہے اور سلجھی ہوئی بات اُلجھ جاتی ہے۔ بیوی کو چاہئے کہ وہ بھی اپنے شوہر کی فرمانبرداری کر کے اسے راضی رکھے۔ شفیح اُمت، تاجدارِ رسالت صَلَّی اللہ علیہ والہ وسلم کا فرمانِ جَنَّتِ نشان ہے: جو عورت اس حال میں مرے کہ اس کا شوہر اس سے راضی ہو وہ جَنَّتِ میں داخل ہو گی۔ (ترمذی، 2/386، حدیث: 1164) بیوی شوہر کو اپنا ”غلام“ نہ بنالے کہ جو میں چاہوں وہی ہو، چاہے کچھ ہو جائے مگر میری بات میں فرق نہ آئے بلکہ اس کے لئے بھی یہی حکم ہے کہ اپنے شوہر کے حُقوق کا خیال رکھے، اس کی جائز خواہشات کو پورا کرتی رہے اور اس کی نافرمانی سے بچتی رہے۔ (پردے کے بارے میں سوال جواب، ص118 تا 122 ملاحظہ)

جہالت

مکہ پاک کی مسجد الحرام کے ایک خادم کے بیان کا خلاصہ ہے کہ میری ڈیوٹی صفا و مروہ کے قریب زم زم شریف کے کولروں پر تھی، ایک صاحب میرے پاس آئے جن کی عمر تقریباً 50 سال ہوگی اور وہ اچھے خاصے صحت مند تھے۔ مجھ سے پوچھنے لگے کہ ”ہم میاں بیوی لاہور سے عمرہ کرنے آئے ہیں، ہم نے سات چکر صفا مروہ کے تو لگائے ہیں کیا کچھ اور کرنا بھی باقی ہے؟“ انہوں نے طواف کئے بغیر ہی صفا مروہ کی سعی کر لی تھی۔ مجھے علمائے کرام کی صحبت اور وہاں پر عملی تجربات کی وجہ

سے اچھی خاصی معلومات ہو چکی تھیں، میں نے انہیں بتایا کہ عمرے میں پہلے خانہ کعبہ کا طواف کرنا ہوتا ہے پھر طواف کے دو نفل پڑھ کر صفا مروہ کے سات چکر لگانے ہوتے ہیں، اس کے بعد سعی کے دو نفل پڑھ کر احرام کھولنا ہوتا ہے (یعنی مرد کو سر منڈانا اور عورت کو ایک پورے کے برابر سر کے بال کاٹنا ہوتے ہیں)۔ یہ سن کر بڑے میاں تو یہ سارے کام کرنے پر تیار ہو گئے لیکن ان کی بیوی کہنے لگی کہ میں تو بہت تھک گئی ہوں، اب مجھ سے نہیں ہوتا، اللہ معاف کرنے والا ہے۔ (الْاٰمَنَ وَالْحَفِيظُ يَعْنِي اللّٰهَ كِي پناہ)

بیٹھے بیٹھے اسلامی بھائیو! علم دین نور ہے جس کی روشنی میں دنیا و آخرت کا سفر بہترین انداز میں طے ہوتا ہے جبکہ جہالت ایک ناسور ہے جو انسان سے قدم قدم پر غلطیاں کرواتا ہے جس کی وجہ سے اس کی آخرت تباہ ہو سکتی ہے۔ علم دین سے جتنی دوری ہوگی اسی قدر جہالت سے نزدیکی ہوگی۔ یاد رہے کہ خالی اپنا نام لکھ لینے یا لکھا ہوا پڑھ لینے سے جہالت کے اندھیرے دور نہیں ہو جاتے بلکہ حقیقتاً پڑھا لکھا وہ ہے جو علم دین رکھتا ہو۔ جاہلوں کی قسمیں جاہلوں کی بنیادی طور پر تین قسمیں ہوتی ہیں: ایک وہ جو جانتے ہیں کہ ہمیں دین کا علم نہیں ہے ایسے لوگ علم دین سیکھنے کے لئے بھی تیار ہو جاتے ہیں اور مفتی یا عالم دین سے راہنمائی بھی لیتے رہتے ہیں۔ دوسرے وہ لوگ جنہیں یہ بھی احساس نہیں ہوتا کہ ہم جاہل ہیں، ایسے لوگ جہالت کے اندھیروں میں بھٹکتے رہتے ہیں علم دین سیکھنے کا بولا جائے تو انہیں گھبراہٹ ہونے لگتی ہے۔ تیسرے وہ لوگ جو جاہل ہوتے ہوئے بھی اس خوش فہمی میں رہتے ہیں ہم بھی دین کا علم رکھتے ہیں، ایسے لوگوں کو علم دین سکھایا جائے تو کہتے ہیں: ”ہمیں نہ سکھاؤ، ہمیں آتا ہے۔“ اپنے پاؤں پر کلہاڑی مارنے والے لوگ اسلام نے زندگی کے ہر معاملے کے لئے راہنمائی کی ہے، ایک مسلمان کو عبادت کے ساتھ ساتھ اپنے گھر بار، کاروبار، شادی بیاہ، غمی خوشی، رہن سہن، کھانے پینے، بولنے سننے وغیرہ کے معاملات بھی شرعی احکام کے مطابق انجام دینا ضروری ہیں مگر افسوس! اب ایسا نازک دور آیا کہ اول تو لوگ کوئی کام کرنے سے پہلے اس کے بارے میں حکم شریعت معلوم کرنے کی زحمت گوارا نہیں کرتے اور اگر معلوم کر بھی لیں تو اس شرعی حکم پر عمل کرنے کا جذبہ نہیں ہوتا۔ پھر عوام میں ایک طبقہ ایسا بھی ہے جو مفتی یا عالم سے معلومات حاصل کرنے کے بجائے غلط مسائل بتاتا ہے، یوں خود بھی ڈوبتا ہے اور دوسروں کو بھی لے ڈوبتا ہے، پھر اگر وہ بد نصیب ”لیبرلز“ (Liberals یعنی مادر پدر آزادی چاہنے والوں) میں سے ہو تو اس کے منہ سے اس طرح کے کلمات بھی سنائی دیں گے: ان مولویوں کو کیا پتا؟ انہیں دین کی کیا خبر؟ مولاناؤں کی باتوں پر عمل کیا تو ہم ترقی نہیں کر سکیں گے! یہ ہمیں پتھر کے دور میں واپس لے جانا چاہتے ہیں وغیرہ وغیرہ۔ جس کا کام اسی کو ساجھے عربی زبان کا محاورہ ہے: **لِكُلِّ فَنٍّ رِّجَالٌ** (یعنی ہر کام کے لئے ماہرین ہوتے ہیں) یہی بات اردو میں یوں مشہور ہے: ”جس کا کام اسی کو ساجھے“، شاید کبھی آپ نے دیکھا ہو کہ اچھا بھلا سمجھدار آدمی بھی میڈیکل چیک اپ کر داتے وقت عجیب حرکتیں کرنے لگتا ہے، ڈاکٹر کے ایک اشارے پر پورا منہ کھول کر دانت، زبان اور گلا اندر تک دکھاتا ہے، ڈاکٹر سینے یا کمر پر اسٹیتھو سکوپ (Stethoscope) رکھ کر تیز تیز سانس لینے کا بولے تو یہ پوری فرمانبرداری سے عمل کرتا ہے چاہے اس وقت دے (سانس کی بیماری) کا مریض کیوں نہ لگ رہا ہو! ”بازو اوپر کرو، گردن گھماؤ، سیدھے کھڑا ہو جاؤ، تھوڑا چل کر دکھاؤ، جھک کر دکھاؤ،“ ڈاکٹر جتنی فرمائشیں کرے مریض کسی غلام کی طرح فوراً پوری کرتا ہے،

ایسے شخص سے اگر پوچھا جائے کہ یہ سب حرکتیں کیوں کر رہے ہو تو جواب ملے گا کہ جناب! ڈاکٹر کے کہنے پر، یہ اس کا شعبہ ہے کیونکہ وہ میڈیکل پڑھا ہوا ہے۔ کوئی مریض ڈاکٹر کو یہ جواب نہیں دیتا کہ جناب تھوڑا بہت میں بھی میڈیکل جانتا ہوں، بخار بھی چیک کر لیتا ہوں، یا کوئی یوں بولتا ہو کہ ڈاکٹروں کو میڈیکل کی کیا سمجھ! خواہ مخواہ اچھے بھلے بندے کو بستر پر لٹا دیتے ہیں، کڑوی اور مہنگی دوائیاں وہ بھی کئی کئی دن تک کھانے کا بولتے ہیں مگر آہ! جب بات مفتی صاحب یا عالم دین کی آتی ہے تو یہی حق اس کو دینے کو تیار نہیں ہوتے کہ جناب آپ دین کا علم رکھتے ہیں آپ جو کہیں گے اسی پر عمل کروں گا، یہاں تو بعض اوقات ایسا ہوتا ہے کہ اگر شرعی مسئلہ اپنی خواہش کے مطابق نکالا تو ٹھیک! اور اگر اپنے مفاد کو نقصان پہنچتا ہو تو علمائے کرام کو برا بھلا تک کہہ ڈالتے ہیں کہ یہ غلط مسئلے بتاتے ہیں۔ **علمائے کرام کی عزت کرنا سیکھیں** دنیا میں اس وقت کئی مذاہب کے پیروکار موجود ہیں، جو باطل ہوتے ہوئے بھی اپنے مذہبی پیشواؤں کے خلاف نہ خود بولتے ہیں نہ کسی اور کو بولنے دیتے ہیں بعض تو لڑنے مرنے پر تیار ہو جاتے ہیں، جبکہ دوسری طرف مخصوص ذہنیت کے لوگ ہیں جو خود علمائے اسلام کی عزت نہیں کرتے اور ان کے خلاف بولنے سے نہیں جھجکتے وہ دوسروں کو اپنے مذہبی پیشواؤں کی بے ادبی اور بے حرمتی کرنے سے کیاروکیں گے! یاد رکھئے! جو اپنے بڑوں کی عزت نہیں کرتے ان کی اپنی عزت بھی نہیں ہوتی۔ اللہ پاک ایسوں کو توبہ اور علمائے اسلام کی قدر جاننے کی توفیق دے۔ **غلط مسائل پر عمل** عوام میں ایک طبقہ وہ بھی ہے جو شریعت پر عمل کرنے کے گمان میں غلط مسائل پر عمل کر رہا ہوتا ہے، مثلاً ﴿سفر میں جس طرف چاہو منہ کر کے نماز پڑھ لو﴾ حالانکہ اس کی مکمل راہنمائی موجود ہے کہ قبلے کی سمت (Qibla Direction) کیسے معلوم کی جاسکتی ہے اگر پھر بھی معلوم نہ ہو سکے تو نماز میں رخ کس طرف کرنا ہے؟ ﴿⁽¹⁾ دودھ پیتے پچے کا پیشاب پاک ہوتا ہے﴾ حالانکہ دودھ پیتے پچے کا پیشاب بھی نجاست غلیظہ اور ناپاک ہے۔ (بہار شریعت، 1/390 ضحیٰ) ﴿منہ بولے بیٹے یا بھائی سے پردہ نہیں کیا جاتا﴾ حالانکہ کسی کو باپ، بھائی یا منہ بولا بیٹا بنالینے سے وہ حقیقی باپ، بھائی اور بیٹا نہیں بن جاتا۔ وہ نامحرم ہی رہتا ہے اور اس سے پردہ ضروری ہے۔ (پردے کے بارے میں سوال جواب، ص 67 ضحیٰ) ﴿بعض مقامات پر اولاد کو عاق (یعنی نافرمانی کی وجہ سے اولاد کو فرزندگی سے محروم) کر دیتے ہیں اور یہ گمان کرتے ہیں کہ اب اولاد اولاد ہونے سے خارج اور ترکہ (وراثت میں چھوڑے ہوئے مال) سے محروم ہو گئی یہ نری جہالت ہے۔ (فتاویٰ رضویہ، 26/349 ضحیٰ) ﴿دیہاتی علاقوں میں پچائیت کے فیصلے ایسے لوگ کرتے ہیں جنہیں دین کی کچھ سمجھ نہیں ہوتی، ان کے اکثر فیصلے شریعت کے مخالف اور ظلم و زیادتی پر مبنی ہوتے ہیں، ایسے خلاف شرع فیصلے کو ماننا قطعاً ضروری نہیں۔ (فتاویٰ رضویہ، 18/467 ماخوذاً) ﴿استاذ سے کیا پردہ!﴾ حالانکہ استاذ اور شاگردہ کا پردہ بھی ضروری ہے کیونکہ پردے کے معاملے میں استاذ، عالم وغیر عالم، پیر سب برابر ہیں۔ (فتاویٰ رضویہ، 23/639 ضحیٰ) ﴿مغرب کے وقت کے بارے میں بھی ایک عام غلط فہمی یہ پائی جاتی ہے کہ جیسے ہی جماعت ہو گئی لوگ سمجھتے ہیں کہ وقتِ مغرب ختم ہو گیا جبکہ مغرب کا وقت غروبِ آفتاب کے بعد سے تقریباً ایک گھنٹے سے کچھ زائد دیر تک ہوتا ہے۔ (فتاویٰ رضویہ، 5/153 ضحیٰ) یہ چند مثالیں دی ہیں، غور کیا جائے تو لمبی لسٹ بن سکتی ہے۔ **علم دین سیکھ لیجئے** جہالت کے اندھیرے سے نکلنے کے لئے علم دین کی روشنی ضروری ہے۔ فرمانِ مصطفیٰ صَلَّی اللہُ تَعَالَى عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم ہے: **طَلَبُ الْعِلْمِ فَرِيضَةٌ عَلَىٰ كُلِّ مُسْلِمٍ** یعنی علم کا حاصل کرنا ہر مسلمان پر فرض ہے۔ (ابن ماجہ، 1/146، حدیث: 224) ہر مسلمان عاقل و بالغ مرد و عورت پر اس کی موجودہ حالت کے مطابق مسئلے سیکھنا فرض عین ہے۔ چنانچہ ہر مسلمان کو عقائد، نماز، روزے کا علم ہونا فرض، جس پر زکوٰۃ فرض ہو اسے زکوٰۃ اور تاجر پر تجارت کے مسائل سیکھنا فرض ہیں۔ اسی طرح ہر ایک کیلئے مسائلِ حلال و حرام بھی سیکھنا فرض ہیں۔ نیز مسائلِ قلب یعنی فرائضِ قلبیہ (باطنی فرائض) مثلاً عاجزی و اخلاص اور توکل وغیرہا اور ان کو حاصل کرنے کا طریقہ اور باطنی گناہ مثلاً تکبر، ریا کاری، حسد وغیرہا اور ان کا علاج سیکھنا ہر مسلمان پر اہم فرائض سے ہے۔ (تفصیل کے لئے فتاویٰ رضویہ جلد 23 ص 623-624 دیکھئے) علم دین حاصل کرنے اور اس پر عمل کا جذبہ پانے کے لئے عاشقانِ رسول کی مدنی تحریک دعوتِ اسلامی کے مدنی ماحول سے وابستہ ہو جانا مفید ترین ہے۔

(1) اس کی تفصیلی معلومات کے لئے بہار شریعت، حصہ 3، جلد 1، صفحہ 661-662 پڑھئے



بسنت منانے کا جنون

پتنگ اڑانے کے ساتھ مخصوص تہوار بسنت کا آغاز سزائے موت پانے والے غیر مسلم کی یادگار سے ہوا اور ہر گزرتا سال اس کی گندگیوں، ناپاکیوں میں اضافہ ہی کرتا چلا گیا، پھر نوبت یہاں تک پہنچی کہ موٹر سائیکل پر بیٹھے ننھے بچوں کے گلوں پر دھاتی ڈور پھرنے لگی، بجلی کے کرنٹ سے نوجوان کو نلہ بنے، والدین کے بڑھاپے کا سہارا چھینا، کسی کا سہاگ اُجڑا، کسی کے سر سے کفالت کرنے والے بڑے بھائی کا سایہ اٹھا، گلی گلی میوزک ہال بنی اور بڑے

بڑے گھروں ہوٹلوں کی چھتیں ناچنے والیوں کے ٹھکانے، بدکاریوں میں اضافہ ہوا تو زبردستی بھی عصمتیں برباد کی گئیں، شرابیں پی کر ہوائی فائرنگ کرنے والوں کی گولیاں صحن میں سونے والوں کے جسم میں انگارا بن کر اتریں اور انہیں قید حیات سے آزاد کر گئیں، چھتوں سے گرنے والے پہلے اسپتال پھر قبرستان پہنچے تو کچھ لوگوں کو ہوش آیا اور اس خونخوئی تہوار ”بسنت“ پر قانونی پابندی لگ گئی، پتنگ بنانا، بیچنا، اڑانا جرم قرار پایا تو کچھ سکون ہوا۔ اس پابندی کو آٹھ نو سال ہونے کو آئے اپنی ذہنی آوارگی کو تسکین دینے والے ہر مرتبہ بسنت پر پابندی ختم ہونے کا شوشا چھوڑتے ہیں، کبھی ”ثقافتی تہوار“، کبھی ”خوشیاں بکھیرنے“ اور کبھی ”محرومیوں کا مداوا“ کرنے کے نام پر بے سرو پا دلائل کا شور مچادیتے ہیں، ”خیر کے مقابلے میں شرتیزی سے پھیلتا ہے“ کے مصداق من چلے اور نا سمجھ کم عمر نوجوان خوشیوں کے نام پر پتنگ بازی شروع کر دیتے ہیں، اب ڈور سے اپنا ہاتھ کٹے یا کسی کا ننھا لگا، پولیس پکڑے یا چھت سے گر کر ٹانگ ٹوٹے، بجلی کے ٹرانسفارمر دھماکے سے اڑیں یا بے ہنگم گانوں کے شور سے کسی کی نیند خراب ہو، پڑھائی برباد ہو یا صحت! ان پر ایسا شیطانی جنون سوار ہوتا ہے کہ بسنت منانے کو اپنی زندگی موت کا مسئلہ بنا لیتے ہیں۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ عَزَّوَجَلَّ ہم مسلمان ہیں، ہماری زندگی شریعت کے احکام کے مطابق گزرے اسی میں ہماری دنیا اور آخرت دونوں کی بھلائی ہے۔ ہماری خوشیاں بھی شریعت کے دائرے میں ہوں اور غم کے لمحات بھی نور شریعت میں گزریں۔ بسنت منانے سے جڑے ہر فرد سے خیر خواہی کے جذبے کے تحت گزارش ہے کہ بسنت کے اجزائے ترکیبی میں سے کوئی شے بتادیں جس کی اجازت ہمارا اسلام دیتا ہو، پتنگ بازی ناجائز، ڈور لوشنا جائز نہیں، ساز و آواز پر مشتمل موسیقی سننا ناجائز، تپتی دیواروں پر کھڑے ہونا اپنی جان کو خطرے میں ڈالنے کی اسلام میں اجازت نہیں، بلند چھتوں پر چڑھ کر دوسروں کے گھر میں جھانکنے کی اجازت نہیں، عورتوں لڑکیوں کا بے پردہ اونچی چھتوں پر چڑھنا، بوکانا کے نعرے لگانا، لڈیاں ڈالنا کہاں جائز لکھا ہے، دھاتی اور تیز دھار ڈور جب کسی کے گلے پر پھرتی ہے تو اس کے دوسرے سرے پر موجود شخص دنیا میں چاہے نہ پکڑا جاسکے، کیا آخرت میں بچ سکے گا؟ شراب نوشی، بدکاری کے حرام ہونے سے کون واقف نہیں! پھر یہ بتائیے کہ کیا یہ سب کچھ ایک دن کے لئے ہوتا ہے؟ بلکہ کئی ہفتے پہلے سے اس بسنت کی تیاری شروع ہو جاتی ہے، اور کئی دن بعد تک بچا ہوا سامان گناہ کام آتا رہتا ہے، ایک دن کم دکھائی دیا تو آوارہ ذہن کے لوگوں نے بسنت نائٹ بھی منانا شروع کر دی، قانون اگر اس کی اجازت دے بھی دے تو کیا شرعیہ سب کچھ جائز ہو جائے گا؟ ذرا سوچئے! کہ پہلے نمازیں چھوڑنے، روزے نہ رکھنے اور دیگر گناہوں کا انبار سر پر ہوتے ہوئے گناہوں کا پلندا بسنت کے نام پر اپنے کندھوں پر رکھ لینا آپ کے خسارے میں اضافہ کرے گا یا کمی! یاد رکھئے! دنیا اسی کی کامیاب ہے جو اپنے اللہ و رسول عَزَّوَجَلَّ و صَلَّى اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کی اطاعت کرتا ہے اور آخرت میں بھی وہی کامیاب ہے جس نے اللہ و رسول عَزَّوَجَلَّ و صَلَّى اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کو راضی کر لیا۔ ایک راستہ جنت کی طرف جاتا ہے اور دوسرا جہنم کو، فیصلہ آپ نے کرنا ہے کہ کس راہ پر چلنا ہے۔ اللہ پاک ہمیں جنت میں لے جانے والے راستے پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

قتل اور خودکشی



کر کے اپنی 60 سال سے زائد عمر کی مفلوج بیوی کو قتل کر دیا اور بعد میں خود کو بھی گولی مار کر خودکشی کر لی۔ (19 جون، 2018)

3 پشاور میں 24 سالہ شخص نے اپنے والد اور 3 بھائیوں سمیت خاندان کے 5 افراد کو قتل کرنے کے بعد خودکشی کر لی۔

(ڈان نیوز، 26 دسمبر 2018)

4 پنجاب کے ایک شہر میں 35 سالہ شخص نے اپنے پانچ بچوں کو گلابا کر قتل کرنے کے بعد پھانسی لے کر خودکشی کر لی، قتل کئے جانے والوں میں چار لڑکے اور ایک لڑکی شامل ہیں جن کی عمریں تین سال سے دس سال کے درمیان بتائی گئی ہیں۔

(بی بی سی نیوز ویب سائٹ، دسمبر 2016)

5 لاہور میں گھریلو ناچاقی تین زندگیاں نکل گئی۔ شوہر نے بیوی بچے کو قتل کر کے خودکشی کر لی۔ دونوں میں اڑھائی سال سے ناراضی چل رہی تھی۔ (نوائے وقت، 28 نومبر 2018)

6 پنجاب کے ایک شہر میں 55 سالہ شخص نے گھریلو ناچاقی اور غربت سے دلبرداشتہ ہو کر اپنی دو بیٹیوں (جن کی عمریں بالترتیب 5 اور 8 سال تھیں) اور 12 سالہ بیٹے کو نشہ آور کھانا کھلانے کے بعد تیز دھار آلے کی مدد سے موت کے گھاٹ اُتار دیا، تینوں بچوں کو موت کی نیند سلانے کے بعد زہر پی کر اپنی زندگی کا بھی خاتمہ کر لیا۔ (16 مئی 2018)

7 سندھ کے ایک شہر کے رہائشی نوجوان نے بار بار مطالبے کے باوجود 10 ہزار روپے نہ دینے پر بوڑھے باپ کو فائرنگ کر کے قتل کر دیا اور خودکشی کر لی۔ (6 دسمبر 2018)

اے عاشقانِ رسول! جو دنیا سے جاچکا اب اس کو کیا سمجھائیں کہ اس نے قتل اور خودکشی کا ڈبل گناہ کیا، اللہ پاک ان مسلمانوں

فروری 2019ء کو کراچی میں ایک دل خراش واقعہ پیش آیا جب ایک ماں نے اپنی اڑھائی سالہ پھول سی بچی سمندر میں پھینک دی، اس کے بعد خود بھی مرنا چاہتی تھی لیکن اسے بچالیا گیا۔ بچی کی لاش دو دن کے بعد ساحل سمندر سے مل گئی۔ قتل کی وجہ گھریلو ناچاقی اور غربت وغیرہ بتائی گئی۔

(نوائے وقت، 6 فروری 2019 لکھنؤ)

پیارے اسلامی بھائیو! ہر انسان اس دنیا میں مقررہ وقت پر آتا ہے اور اپنے حصے کی سانس لینے کے بعد بچپن، جوانی یا بڑھاپے میں یہاں سے رخصت ہو جاتا ہے، لیکن کسی انسان کو یہ حق حاصل نہیں کہ خود اپنی یا کسی کی جان لے لے، مگر دین سے ذوری کی وجہ سے جہاں معاشرے میں نت نئے نئے ناسور پھیل رہے ہیں، وہیں ایک افسوس ناک رُحمان بھی زور پکڑ رہا ہے کہ گھریلو ناچاقیوں یا مالی حالات وغیرہ سے تنگ آ کر کوئی پہلے اپنی اولاد، بیوی، بھائی بہن یا ماں باپ کو قتل کرتا ہے پھر اپنے آپ کو بھی قتل کر کے خودکشی کر لیتا ہے۔ چنانچہ:

1 خاوند نے بیوی، 15 اور 12 سال کی دو بیٹیوں اور 5 سالہ بیٹے کو چھریوں اور ڈنڈوں کے وار کر کے بے دردی سے قتل کر دیا، ایک بیٹی (عمر 6 سال) اور دو بیٹیوں (عمر: 3 اور 7 سال) نے بھاگ کر جان بچائی۔ قتل کرنے کے بعد اس شخص نے خود کو کمرے میں بند کر کے آگ لگا کر خودکشی کر لی۔ پولیس کا کہنا تھا کہ ابتدائی تفتیش میں واقعہ گھریلو لڑائی جھگڑے کی وجہ سے پیش آیا۔ (دنیانویز ویب سائٹ، 21 فروری 2019)

2 اخباری اطلاع کے مطابق کراچی میں دل ہلا دینے والا واقعہ پیش آیا جس میں مُبینہ طور پر 70 سالہ شخص نے فائرنگ

اپنا مقصد زندگی سمجھنے اور اسے حاصل کرنے کے لئے عاشقانِ رسول کی مدنی تحریک ”دعوتِ اسلامی“ سے وابستہ ہو جائیے۔ اپنے شہر میں ہونے والے ہفتہ وار سنتوں بھرے اجتماع اور ہفتہ وار مدنی مذاکرے میں شریک ہونا شروع کر دیجئے، اپنے کردار و عمل میں مثبت تبدیلیوں کی گواہی آپ خود دیں گے۔ اس کے علاوہ مدنی چینل (زیادہ نہیں تو روزانہ کم از کم ایک گھنٹہ 12 منٹ) دیکھنے کو اپنا معمول بنا لیجئے اور علم دین کا خزانہ سمیٹتے رہئے۔ اللہ پاک ہمیں اپنی اور ساری دنیا کے لوگوں کی اصلاح کی کوشش کا جذبہ عطا فرمائے۔ اٰمِیْن بِجَاہِ النَّبِیِّ الْاَمِیْنِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ

نماز و روزہ و حج و زکوٰۃ کی توفیق
عطا ہو اُمتِ محبوب کو سدایار

نوٹ: مزید معلومات کے لئے مکتبۃ المدینہ کار سالہ ”خودکشی کا علاج“ پڑھیے۔



شیخین سے محبت کا اجر اور بغض کا وبال

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جو شخص ابو بکر اور عمر سے محبت کرتا ہے آسمان دنیا میں اس کے لئے 80 ہزار فرشتے استغفار کرتے ہیں اور جو شخص ان دونوں سے بغض رکھتا ہے تو دوسرے آسمان پر موجود 80 ہزار فرشتے اس پر لعنت کرتے ہیں۔

(اکال نی ضعفاء الرجال، 3/199، تاریخ ابن عساکر، 30/148)

کی مغفرت کرے لیکن جو زندہ ہیں انہیں اس انداز کی برائیوں اور خامیوں کا احساس ہونا چاہئے تاکہ جب وہ ایسے حالات کا شکار ہوں تو خود پر قابو پا سکیں۔

تمام انسانوں کا قتل کسی کو بلا اجازتِ شرعی قتل کرنا ایسا بُرا کام ہے کہ ایک شخص کے قتل کو تمام انسانوں کا قتل قرار دیا گیا، اللہ پاک قرآن کریم میں ارشاد فرماتا ہے: ﴿مَنْ قَتَلَ نَفْسًا بِغَيْرِ نَفْسٍ أَوْ فَسَادٍ فِي الْأَرْضِ فَكَأَنَّمَا قَتَلَ النَّاسَ جَمِيعًا﴾ تَرْجَمَةُ كِنْدُ الْأَيَّانِ: جس نے کوئی جان قتل کی بغیر جان کے بدلے یا زمین میں فساد کے تو گویا اس نے سب لوگوں کو قتل کیا۔ (پ، 6، المائدہ: 32)

دنیا تباہ ہونے سے بڑا ہے فرمانِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم: ایک مؤمن کا قتل کیا جانا اللہ پاک کے نزدیک دنیا کے تباہ ہو جانے سے زیادہ بڑا ہے۔ (نسائی، ص 652، حدیث: 3992)

پیارے اسلامی بھائیو! حالات کیسے ہی ہوں بالآخر تبدیل ہو جاتے ہیں، یقین نہ آئے تو اپنے ماضی میں جھانک کر دیکھ لیجئے کہ آپ کیسے کیسے مشکل وقت سے گزرے ہوں گے اگر وہ وقت باقی نہیں رہا تو یہ وقت بھی گزر ہی جائے گا، اس لئے اپنے ہاتھوں کو دوسروں کے خون سے آلودہ ہونے سے بچانے میں ہی بھلائی ہے۔⁽¹⁾

خودکشی حرام ہے خودکشی کے بارے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جس نے پہاڑ سے گر کر خودکشی کی وہ مسلسل جہنم میں گرتا رہے گا اور جس نے زہر کھا کر خودکشی کی (قیامت کے دن) وہ زہر اس کے ہاتھ میں ہو گا اور جہنم کی آگ میں اسے ہمیشہ کھاتا رہے گا اور جس نے چھری کے ذریعے خود کو قتل کیا، (قیامت کے دن) وہ چھری اس کے ہاتھ میں ہوگی اور دوزخ کی آگ میں ہمیشہ وہ چھری اپنے پیٹ میں مارتا رہے گا۔ (بخاری، 4/43، حدیث: 5778)

(1) شریعت نے ظلماً قتل کرنے کی دنیا میں بھی سزائیں مقرر کی ہیں، جن کی تفصیل بہارِ شریعت جلد 3 صفحہ 776 تا 788 پر دیکھی جاسکتی ہے۔



دوسروں کو حقیر سمجھنا

باطن بھی اچھائیوں اور بُرائیوں کا مرکب (Compound) ہوتا ہے۔ مسکراہٹ، جسمانی حرکات و سکنات کا باوقار ہونا، نرم اندازِ گفتگو، صاف ستھرے کپڑے، سلیقے سے سنوارے ہوئے بال، ناخن اور دانتوں کا صاف ہونا، جسم پر میل کچیل کا نہ ہونا اور دیگر بہت سی چیزیں انسان کے ظاہر کو اچھا بناتی ہیں جبکہ گالم گلوچ، فحش کلامی، جھوٹ، غیبت، تہمت لگانے، چغلی کھانے، چوری کرنے اور ظلم کرنے جیسے اوصاف ہمارے ظاہری کردار (Character) کو داغدار کر دیتے ہیں۔ اسی طرح مسلمانوں سے ہمدردی و خیر خواہی کا جذبہ، ان سے محبت رکھنا، عاجزی، اخلاص جیسے جذبات ہمارے باطن کو چمکا دیتے ہیں جبکہ کسی سے حسد و جلن رکھنا، بغض و کینہ رکھنا اور ریاکاری جیسی بہت سی بُرائیاں ہمارے باطن کو آلودہ کر دیتی ہیں۔ باطن کی اچھائیاں اور بُرائیاں ظاہر پر بھی اثر انداز ہوتی ہیں مثلاً دل میں نرمی ہوگی تو اس کی مٹھاس زبان پر بھی آئے گی۔

ہمارے باطن کو گندہ کرنے والی صفات میں سے ایک صفت یہ بھی ہے کہ ہم تکبر کریں، کسی شخص کو گھٹیا اور حقیر جبکہ خود کو اس سے افضل اور بہتر جانیں۔ اس بات میں کوئی شک نہیں کہ تمام لوگ امیری، غریبی، بیماری و تندرستی، سُستی، چُستی، ترقی، ناکامی، کامیابی، کمزوری، طاقتوری، ضعیفی، جوانی وغیرہ کے اعتبار سے برابر نہیں ہوتے بلکہ ان میں فرق ہوتا ہے جس کی وجہ سے ایک شخص دوسرے سے برتر یا برابر یا کم تر ہوتا ہے۔ اب رہا یہ سوال کہ ہم خود کو دوسروں کے مقابلے میں کیا سمجھیں، برتر، برابر یا کمتر؟ تو گزارش ہے کہ خود کو کسی کے برابر سمجھنے میں بظاہر کوئی حرج نہیں اور اگر ہم خود کو دوسروں سے حقیر سمجھیں تو یہ عاجزی ہے جو کہ اچھی بات ہے اور باعثِ ثواب ہے، لیکن ہم کسی کو اپنے سے گھٹیا، حقیر اور کمتر سمجھیں تو یہ بُری بات ہے اسی کو تکبر کہتے ہیں جو حرام اور جہنم میں لے جانے والا کام ہے۔

قید خانہ: نگہ کرنے والوں کو قیامت کے دن ذلت و رُسوائی کا سامنا ہوگا، چنانچہ رسولِ پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا مبارک

بنی اسرائیل کا ایک شخص جو بہت گناہ گار تھا ایک مرتبہ بہت بڑے عابد (یعنی عبادت گزار) کے پاس سے گزرا جس کے سر پر بادل سایہ کیا کرتے تھے۔ گناہ گار شخص یہ سوچ کر اُس عابد کے پاس بیٹھ گیا کہ میں گناہ گار اور یہ بڑے عبادت گزار ہیں، اگر میں ان کے پاس بیٹھوں تو امید ہے کہ اللہ کریم مجھ پر بھی رحم فرمادے۔ عابد کو اُس کا بیٹھنا بہت ناگوار گزرا کہ کہاں مجھ جیسا عبادت گزار اور کہاں یہ پرلے درجے کا گناہ گار! یہ میرے ساتھ کیسے بیٹھ سکتا ہے! چنانچہ اُس نے بڑی حقارت سے اُس شخص کو کہا: اٹھو یہاں سے! اِس پر اللہ پاک نے اُس زمانے کے نبی علیہ السلام پر وحی بھیجی کہ ان دونوں سے کہو کہ اپنے عمل نئے سرے سے شروع کریں، میں نے اس گناہ گار کو بخش دیا اور عبادت گزار کے عمل ضائع کر دیئے۔⁽¹⁾

ماہنامہ فیضانِ مدینہ کے قارئین! جس طرح انسان کا ظاہر بہت سی خوبیوں اور خامیوں کا مجموعہ ہوتا ہے اسی طرح انسان کا

فرمان ہے: قیامت کے دن متکبرین کو انسانی شکلوں میں چوہنیوں کی مانند اٹھایا جائے گا، ہر جانب سے ان پر ذلت طاری ہوگی، انہیں جہنم کے ”بوئس“ نامی قید خانے کی طرف ہانکا جائے گا اور بہت بڑی آگ انہیں اپنی لپیٹ میں لے کر ان پر غالب آجائے گی، انہیں طینۃ الخبال یعنی جہنمیوں کی پیپ پلائی جائے گی۔⁽²⁾

تکبر کے اثرات: تکبر ایسی ہلاکت خیز باطنی بیماری ہے کہ اپنے ساتھ دیگر کئی بُرائیوں کو لاتی ہے اور اچھائیوں سے محروم کر دیتی ہے، چنانچہ امام محمد بن محمد غزالی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں: متکبر شخص جو کچھ اپنے لئے پسند کرتا ہے اپنے مسلمان بھائی کے لئے پسند نہیں کر سکتا، ایسا شخص عاجزی پر بھی قادر نہیں ہوتا جو تقویٰ و پرہیزگاری کی جڑ ہے، کینہ بھی نہیں چھوڑ سکتا، اپنی عزت بچانے کے لئے جھوٹ بولتا ہے، اس جھوٹی عزت کی وجہ سے غصہ نہیں چھوڑ سکتا، حسد سے نہیں بچ سکتا، کسی کی خیر خواہی نہیں کر سکتا، دوسروں کی نصیحت قبول کرنے سے محروم رہتا ہے، لوگوں کی غیبت میں مبتلا ہو جاتا ہے الغرض متکبر آدمی اپنا بھرم رکھنے کے لئے ہر بُرائی کرنے پر مجبور اور ہر اچھے کام کو کرنے سے عاجز ہو جاتا ہے۔⁽³⁾

تکبر کی وجوہات: انسان عموماً 9 وجوہات کی بنا پر خود کو افضل اور دوسروں کو گھٹیا سمجھتا ہے:

1 علم: بارش اگر زر خیز زمین پر برسے تو وہاں ہریالی (Greenery) ہو جاتی ہے، فصل اچھی ہوتی ہے اور پھلوں میں لذت بڑھ جاتی ہے اور اگر کچرے اور کوڑے کرکٹ والی زمین پر برسے تو گندگی میں اضافہ ہوتا ہے، بالکل اسی طرح علم جہاں بہت ساروں کو نکھار اور سنوار دیتا ہے ان کی عبادت، خوف و خشیت اور پرہیزگاری میں اضافہ ہو جاتا ہے وہیں علم کی وجہ سے خواہشاتِ نفس میں گرفتار انسان کا دماغ آسمان پر چڑھ جاتا ہے اور وہ دوسروں کو جاہل اور گنوار سمجھنے لگتا ہے۔

ایسوں کو ”مَعْلَمِ الْمَلَكُوتِ“ کے منصب تک پہنچنے والے

شیطان کا انجام یاد رکھنا چاہئے جس نے اپنے آپ کو حضرت سیناؑ نا آدم عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَام سے افضل قرار دیا تھا مگر اُسے اس تکبر کے نتیجے میں کیا ملا! ڈرنا چاہئے کہ کہیں یہ تکبر ان کو بھی عذابِ جہنم کا حقدار نہ بنا دے۔

2 عبادت: فرائض و واجبات کی پابندی کے ساتھ ساتھ نقلی عبادات مثلاً تہجد، اشراق و چاشت، اذان کے نوافل، تلاوت قرآن، نقلی روزے، ذکر و اذکار اور دیگر وظائف کی کثرت بہت ہی عمدہ عادت ہے لیکن اس کی وجہ سے نقلی عبادت نہ کرنے والوں کو گھٹیا اور حقیر سمجھنا جائز نہیں۔

3 دولت: حلال ذرائع سے کمائی ہوئی دولت بُری چیز نہیں، بات تب بگڑتی ہے جب غربت میں رہنے والے افراد کیڑے مکوڑوں کی طرح حقیر دکھائی دینے لگیں۔ یاد رکھئے! دولت میں وفا نہیں، آج اس کے پاس تو کل اُس کے پاس! کل کا امیر آج کا غریب اور کل کا غریب آج امیر ہو سکتا ہے تو ایسی عارضی شے کی وجہ سے کسی مسلمان کو کیوں حقیر سمجھا جائے؟

4 صحت و طاقت: تندرست تو انا جسم، قابلِ رشک صحت اللہ کی دین ہے لیکن اس وجہ سے کمزوروں، بیماروں اور چھوٹے قد والوں کو حقیر سمجھنا جائز نہیں ہے۔ ذرا غور کیا جائے تو ہمارے جسم کی ناٹوانی کا تو یہ حال ہے کہ اگر ایک دن بخار آجائے تو طاقت و قوت کا سارا نشہ اتر جاتا ہے، معمولی سی گرمی میں ذرا پیدل چلنا پڑے تو پسینے سے شرابور ہو کر نڈھال ہو جاتے ہیں، سرد ہوا چلے تو کپکپانے لگتے ہیں، اگر انسان کی ڈاڑھ میں درد ہو جائے تو اُس وقت خوب اندازہ ہو جاتا ہے کہ اُس کی طاقت و قوت کی حیثیت کیا اور کتنی ہے! پھر جب موت آئے گی تو یہ ساری طاقت و قوت دھری کی دھری رہ جائے گی اور بے بسی کا عالم یہ ہو گا کہ اپنی مرضی سے ہاتھ تو کیا انگلی بھی نہیں ہلا سکیں گے۔ لہذا ایسی عارضی قوت پر نازاں ہونا ہمیں زیب نہیں دیتا۔

5 شہرت: بعضوں کو جب کسی حوالے سے تھوڑی بہت شہرت (Popularity) مل جاتی ہے تو وہ اپنی آنکھیں ماتھے پر رکھ

8 **حسب نسب:** بعض لوگ اپنے اونچے حسب نسب کی وجہ سے بھی دوسروں کو حقیر سمجھتے ہیں۔ دوسروں کے کارناموں پر گھمنڈ کرنا جہالت ہے۔ تکبر کرنے والا غور کرے کہ اگر کچھ کمال تھا بھی تو وہ آباؤ اجداد میں تھا خود اس میں کیا کمال ہے جو دوسروں کو گھٹیا سمجھ رہا ہے۔

9 **کامیابیاں:** جب مسلسل کامیابیاں بعض لوگوں کے قدم چومتی ہیں تو شکر گزار بندے بننے کے بجائے وہ پے درپے ناکامیوں کے شکار ہونے والے دکھیاروں کو حقیر سمجھنا شروع کر دیتے ہیں، انہیں بے وقوف، نادان، گدھا اور نہ جانے کیسے کیسے القابات سے نوازتے ہیں۔ کامیابیوں پر پھولے نہ سما کر جامے سے باہر ہونے والوں کو یہ نہیں بھولنا چاہئے کہ وقت ہمیشہ ایک سانہیں رہتا، بلند یوں پر پہنچنے والوں کو اکثر واپس پستی میں بھی آنا پڑتا ہے، ہر کمال کو زوال ہے۔ آپ کو کامیابی ملی اس پر اللہ پاک کا شکر کیجئے نہ کہ اپنا کمال تصور کر کے ناشکروں کی صف میں کھڑے ہونے کی جسارت!

ماہنامہ فیضانِ مدینہ کے قارئین! ذرا سوچئے کہ اس تکبر کا کیا حاصل! محض لذتِ نفس، وہ بھی چند لمحوں کے لئے! جبکہ اس کے نتیجے میں اللہ ورسول کی ناراضی، مخلوق کی بیزاری، میدانِ محشر میں ذلت ورسوائی جیسے بڑے بڑے نقصانات کا سامنا ہے! اب فیصلہ ہمارے ہاتھ میں ہے کہ چند لمحوں کی لذت چاہئے یا ہمیشہ کے لئے جنت! میدانِ محشر میں عزت چاہئے یا ذلت! یقیناً ہم خسارے (یعنی نقصان) میں نہیں رہنا چاہیں گے لہذا ہمیں چاہئے کہ اپنے اندر اس مرضِ تکبر کی موجودگی کا پتا چلائیں اور اس کے علاج کے لئے کوشاں ہو جائیں۔

(تکبر کے بارے میں مزید معلومات کے لئے مکتبۃ المدینہ کی کتاب ”تکبر“ کا مطالعہ فرمائیے۔)

(1) احیاء العلوم، 3/429 طصاً (2) ترمذی، 4/221، حدیث: 2500 (3) احیاء العلوم، 3/423 طصاً۔

لیتے ہیں جس کی وجہ سے انہیں دوسرے لوگ چھوٹے اور حقیر لگنے لگتے ہیں۔ یاد رکھئے کہ ہر عروج کو زوال ہے، اسی طرح شہرت کے آسمان پر چمکنے والے ستارے بھی گمنامی کے اندھیروں میں کھو جاتے ہیں، لہذا شہرت کی وجہ سے دوسروں کو حقیر سمجھنا چھوڑ دیجئے۔

6 **عہدہ و منصب:** اونچا منصب، بڑا عہدہ بھی ایسی چیز ہے جس کے پاس آجائے اسے اپنے آپ کو سنبھالنا مشکل ہو جاتا ہے، اپنے سے چھوٹے منصب والے اسے حقیر لگنے لگتے ہیں۔ ایسے لوگوں کو چاہئے کہ اپنا ذہن بنائیں کہ فانی پر فخر نادانی ہے، عزت و منصب کب تک ساتھ دیں گے، جس منصب کے بل بوتے پر آج اُکرتے ہیں کل گلاں کو چھن گیا تو شاید انہی لوگوں سے مُنہ پُھپھانا پڑے جن سے آج تحقیر آمیز سلوک کرتے ہیں۔

7 **حسن و جمال:** بعض اوقات انسان اپنی خوبصورتی (Beauty) کی وجہ سے متکبر ہو جاتا ہے، کسی کارنگ گورا ہے تو وہ کالے رنگ والے کو، کوئی قد آور ہے تو وہ چھوٹے قد والے کو، کسی کی آنکھیں بڑی بڑی ہیں تو وہ چھوٹی آنکھوں والے کو حقیر سمجھنا شروع کر دیتا ہے، عموماً یہ بیماری مردوں کی نسبت عورتوں میں زیادہ پائی جاتی ہے۔ یاد رکھئے! عمر کے ہر دور میں حُسن یکساں نہیں رہتا بلکہ وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ ماند پڑ جاتا ہے، کبھی کوئی حادثہ بھی اس حُسن کے خاتمے کا سبب بن جاتا ہے، کھولتا ہوا تیل تو بڑی چیز ہے، اُبلتا ہوا گرم دودھ بھی سارے حُسن کو غارت کرنے کیلئے کافی ہے۔ یہ بھی پیش نظر رہے کہ انسان جب تک دنیا میں رہتا ہے اپنے جسم کے اندر مختلف گندگیوں مثلاً پیٹ میں غلاظت اور بدبودار ہوا، ناک میں رینٹھ، منہ میں تھوک، کانوں میں بدبودار میل، ناخنوں میں میل، آنکھوں میں کیچڑ لئے پھرتا ہے، روزانہ کئی کئی بار استنجخانے (Toilet) میں اپنے ہاتھ سے گندگی دھو تا ہے، کیا ان سب چیزوں کے ہوتے ہوئے فقط گوری رنگت، ڈیل ڈول اور قد و قامت وغیرہ پر تکبر کرنا زیب دیتا ہے! یقیناً نہیں۔



ڈھٹائی سے جھوٹ بولا: وہ گوشت تو بلی کھا گئی، چاہیے تو اور لے آؤ۔ وہ آدمی بیوی کی یہ بات سن کر غصے میں نوکر سے بولا: ترازو لاؤ! میں بلی کا وزن کروں گا۔ جب اس نے بلی کو تولیا تو وہ آدھا سیر تھی، یہ دیکھ کر شوہر بولا: اے عورت! میں آدھا سیر گوشت لایا تھا، اس بلی کا وزن بھی آدھا سیر ہے، اگر یہ گوشت ہے تو بلی کہاں ہے؟ اور اگر یہ بلی ہے تو گوشت کہاں ہے؟ (انوار العلوم مثنوی مولانا روم، دفتر پنجم ص 533 ماخوذاً)

فی زمانہ دھوکے اور فراڈ کی نت نئی صورتیں سامنے آتی رہتی ہیں، کہیں کوئی کسی کو ایس ایم ایس کر کے قرعہ اندازی میں انعام نکل آنے، یا کار وغیرہ ملنے کی اطلاع دے کر مختلف حیلے بہانوں سے اس سے رقم بٹورنا شروع کر دیتا ہے تو کہیں کوئی کسی کی زمین کے جعلی کاغذات دکھا کر زمین کی رقم وصول کر کے رفو چکر ہو جاتا ہے اور کہیں نوکری دلوانے یا بیرون ملک بھجوانے کا جھانسہ دے کر جمع پونجی پر ہاتھ صاف کر لیا جاتا ہے، الغرض طرح طرح سے مسلمانوں کو ڈکھ و تکلیف میں مبتلا کیا جاتا ہے۔ دھوکا دینے والوں کو یاد رکھنا چاہئے کہ ایک دن وہ بھی آئے گا، جب انہیں دنیا سے رخصت ہونے کے بعد اپنی کرنی کا پھل بھگتنا ہوگا، چنانچہ حسابِ آخرت سے بچنے کے لئے یہیں دنیا میں سچی توبہ کر کے حساب کر لیں کہ جس جس سے رقم ہتھیائی ہے اس کو واپس کریں یا معاف کروالیں، اگر وہ زندہ نہ ہو تو اس کے وارثوں کو ادا کیگی کریں یا معاف کروالیں۔ (اس طرح کے مسائل کے حل کے لئے دعوتِ اسلامی کے دارالافتاء اہلسنت سے رابطہ کریں) اسی طرح مسلمانوں کو چاہئے کہ کسی سے بھی کوئی مالی لین دین کرتے وقت تحریری معاہدہ کریں اور اس پر گواہ قائم کر لیں اور معاشرتی معاملات مثلاً رشتہ وغیرہ طے کرنے میں بھی ضروری معلومات حاصل کرنے کے بعد مطمئن ہوں تو ہی بات آگے بڑھائیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں دھوکا دینے اور دھوکا کھانے سے بچائے۔ آمین

کھوئی ہوئی چیز وہیں سے مل جاتی ہے جہاں وہ گئی تھی سوائے اعتبار (اعتماد) کے، کیونکہ جس شخص کا اعتبار ایک مرتبہ ختم ہو جائے دوبارہ مشکل ہی سے قائم ہوتا ہے، اعتبار ختم ہونے میں اہم کردار ”دھوکے“ کا بھی ہے۔ جب ہم کسی سے جان بوجھ کر غلط بیانی کریں گے یا گھٹیا چیز کو عمدہ بول کر اسے بے وقوف بنانے کی کوشش کریں گے تو حقیقت سامنے آنے پر وہ دوبارہ کبھی بھی ہم پر بھروسہ کرنے کے لئے تیار نہیں ہوگا۔ دھوکہ دینے کی بُری عادت نے تاجر اور گاہک، مزدور اور سیٹھ، ڈاکٹر اور مریض کو ایک دوسرے سے خوفزدہ کر دیا ہے، گاہک ڈرتا ہے کہ کہیں دکاندار پوری قیمت لے کر مجھے غیر معیاری چیز نہ تمھادے اور دکاندار کو خوف ہے کہ کہیں گاہک مجھے نقلی نوٹ نہ دے جائے۔

فی زمانہ جن دوستوں، گھرانوں، تاجروں وغیرہ میں اعتبار کا رشتہ مضبوط ہے وہ سکھی اور جنہیں کسی نے دھوکا دیا ہو وہ ڈکھی دکھائی دیتے ہیں، دھوکا دینے والے سے اللہ ﷻ کے محبوب صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ نے ناپسندیدگی کا اظہار کیا ہے چنانچہ ارشاد فرمایا: مَنْ غَشَّنَا فَلَيْسَ مِنَّا یعنی جس نے ہمارے ساتھ دھوکا کیا وہ ہم سے نہیں۔ (مسلم، ص 65، حدیث: 101) علامہ عبدالرؤف مناوی رَحْمَةُ اللهِ تَعَالَى عَلَيْهِ لکھتے ہیں: کسی چیز کی (اصلی) حالت کو پوشیدہ رکھنا دھوکا ہے۔ (فیض القدير، 240/6، تحت الحدیث: 8879) مثلاً کسی عیب دار چیز کو اس کا عیب چھپا کر بیچنا، جعلی یا ملاوٹ والی چیزوں کو اصلی اور خالص کہہ کر بیچنا وغیرہ۔ مثنوی شریف میں ہے: ایک شخص مہمانوں کو کھلانے کے لئے آدھا سیر گوشت خرید کر لایا اور پکانے کے لئے بیوی کو دیا، اس کی بیوی بہت چالاک اور نخرے باز تھی، وہ جو کچھ گھر میں لاتا برباد کر دیتی، اس کا شوہر بھی اس سے بہت تنگ تھا۔ بیوی نے گوشت بھوننا اور مہمانوں کے بجائے خود کھا گئی۔ شوہر نے آکر پوچھا: گوشت کہاں ہے؟ مہمانوں کو کھلانا ہے۔ بیوی نے

عید غلط انداز



ڈانس کے خصوصی پروگراموں میں شرکت کرے، میڈیا پر عید کے نام پر دکھائے جانے والے گناہوں بھرے شوز دیکھے، طرح طرح کے ڈرامے دیکھے، تفریح کے نام پر حیا سوز اسٹیج ڈرامے دیکھے، ناجائز کھیل کود میں مصروف رہے، بُرے دوستوں کے ساتھ مل کر شراب نوشی کرے، جُوا کھیلے یا فلمیں دیکھے، عورتیں میک اپ (Make-up) کر کے بے پردگی کی حالت میں پارکوں اور ساحل سمندر پر گھومیں پھریں، تو ان بے ہودہ، شیطانی اور ناجائز و حرام کاموں کا عید منانے سے کوئی تعلق نہیں۔

بعض نادان تو اس قدر جری ہوتے ہیں کہ اپنی گناہوں بھری مصروفیات کا دوستوں کی محفلوں میں ہنس ہنس کر ذکر کرتے نہیں تھکتے ایسوں کو سنبھل جانا چاہئے کہ تابعی بزرگ حضرت سیدنا بکر بن عبداللہ مَزْنِی علیہ رحمۃ اللہ القوی فرماتے ہیں: ”جو ہنستے ہوئے گناہ کرتا ہے وہ روتا ہوا جہنم میں داخل ہو گا۔“

(الزواجر عن اقتراف الکبائر، 1/33)

ون ویلنگ (One Wheeling) کا جان لیوا شوق عید کا

موقع ہو یا کوئی اور دنیاوی تہوار! ”ون ویلنگ (One Wheeling)“ کے شوقین نوجوان کوئی موقع ہاتھ سے نہیں جانے دیتے۔ موت کا یہ کھیل کھیلتے ہوئے کئی نوجوان زخمی ہو جاتے ہیں جن میں سے بعض موت کے گھاٹ اتر جاتے اور کچھ عمر بھر کے لئے معذور ہو جاتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں عید کی خوشیاں بھی شریعت کے مطابق منانے کی توفیق عطا فرمائے۔

اھمین بجاہ النبیّی الأھمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم

عید تجھ کو مبارک اے صائم! روزہ داروں کی عید ہوتی ہے

عید عطار اس کی ہے جس کو خواب میں اُن کی دید ہوتی ہے

(وسائل بخشش مَرْمَم، ص 707)

رسول بے مثال، نبی بی آمنہ کے لال صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم جب مدینہ منورہ تشریف لائے تو اہل مدینہ نے کھیل کود کے لئے دو دن مقرر کر رکھے تھے، آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے دریافت فرمایا: یہ دو دن کیسے ہیں؟ عرض کی گئی: ان دونوں دنوں میں ہم زمانہ جاہلیت میں کھیلتے تھے تب رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا: اِنَّ اللّٰهَ قَدْ اَبَدَ لَكُمْ بِهٖمَا خَيْرًا مِّنْهُمَا يَوْمَ الْاَضْحٰى وَيَوْمَ الْفِطْرِ یعنی اللہ تعالیٰ نے تمہیں ان کے بدلے ان سے بہتر دو دن دیئے ہیں، عید الاضحیٰ اور عید الفطر۔ (ابوداؤد، 1/418، حدیث: 1134) مرآة شرح مشکوٰۃ میں ہے: یعنی تم ان دنوں میں کھیلنے کودنے کے عوض ان دو دنوں میں اللہ تعالیٰ کی عبادتیں کر کے خوشی مناؤ، خیال رہے کہ اب بھی کفار اپنے بڑے دنوں میں جُوعے کھیلتے ہیں، شرابیں پیتے ہیں، ایک دوسرے پر رنگ ڈالتے ہیں، انسانیت سوز اور بے حیائی کے کام کر کے خوشیاں مناتے ہیں، اسلام میں ہر کام انسانیت بلکہ رُوحانیت کا ہے۔ (مرآة المناجیح 2/361)

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! عید ہو یا کوئی اور مذہبی تہوار! اسے منانے کے لئے مسلمان کو شریعت کی پاسداری لازم ہے لہذا ہمیں عید اور دیگر خوشی کے مواقع پر نعمت الہی کا شکر کرنے، نیا یا صاف ستھرا لباس پہننے، خوش دلی کے ساتھ ایک دوسرے سے ملاقات کرنے، تحائف دینے، غریبوں کی خیر خواہی کرنے، رشتہ داروں سے صلہ رحمی کرنے اور ذکر اللہ و دُرُودِ پاک کی کثرت کرنے کی کوشش کرنی چاہئے۔

عید منانے کے غلط انداز اب اگر کوئی نادان عید کی خوشیاں

منانے کے نام پر اپنے رب عَزَّوَجَلَّ کو ناراض کرنے والے کاموں میں مصروف رہے مثلاً مرد و عورت کے مخلوط (مشرکہ) میلوں ٹھیلوں میں شریک ہو، بدنگاہی کرے، بدکاری میں مبتلا ہو،



بے باکیاں

دونوں میں کتنا فرق ہے! بخاری شریف میں حضرت سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے: مؤمن اپنے گناہوں کو اس انداز سے دیکھ رہا ہوتا ہے گویا کہ وہ کسی پہاڑ (Mountain) تلے بیٹھا ہے اور اسے ڈر ہے کہ کہیں یہ پہاڑ اس کے اوپر نہ آگرے جبکہ فاسق و فاجر کے نزدیک گناہوں کا معاملہ ایسا ہے گویا کوئی کھٹی اس کی ناک پر بیٹھی اور اس نے ہاتھ کے اشارے سے اڑا دی۔ (بخاری، 4/190، حدیث: 6308) حکیم الامت حضرت مفتی احمد یار خان علیہ رحمۃ اللہ فرماتے ہیں: مؤمن کی پہچان یہ ہے کہ وہ گناہِ صغیرہ کو بھی ہلکا نہیں جانتا، وہ سمجھتا ہے کہ چھوٹی چنگاری بھی گھر جلا سکتی ہے، اس لئے وہ ان کے کر لینے پر بھی جرات نہیں کرتا اور اگر ہو جائیں تو فوراً توبہ کر لیتا ہے، گناہوں سے خوف کمال ایمان کی علامت ہے۔ مزید فرماتے ہیں: (بدکار شخص) چھوٹے کیا، بڑے گناہوں کو بھی ہلکا جانتا ہے، کہتا ہے کہ میں نے گناہ کر لیا تو کیا ہوا! رب غفور رحیم ہے، بخش دے گا۔ یہ خیال ”امید“ نہیں بلکہ خدا تعالیٰ سے ”بے خوفی“ ہے جو کفر تک پہنچا دیتی ہے، انسان پہلے چھوٹے گناہ کو ہلکا جانتا ہے، پھر بڑے گناہوں کو، پھر کفر و شرک کو بھی معمولی چیز سمجھنے لگتا ہے۔ (مرآۃ المناجیح، 3/375)

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! گناہ پہلے بھی ہوتے تھے لیکن کرنے والے بعد میں بچھتاتے اور اپنے گناہ کو چھپاتے تھے اور سمجھانے پر توبہ بھی کر لیا کرتے تھے، پھر زمانے نے رنگ بدلا اور اب

ہمارے معاشرے میں اکثریت ان لوگوں کی ہے جو گناہوں میں ایسے بے باک (Bold) ہو چکے ہیں کہ اب انہیں گناہ کرتے وقت کوئی جھجک ہوتی ہے اور نہ کرنے کے بعد کوئی شرمندگی! افسوس! آج نماز نہ پڑھنا، رمضان کے روزے چھوڑ دینا، سود و رشوت کا لین دین، زمینوں پر قبضہ، گلی کوچوں میں موبائل و رقم چھیننا، گالیاں بکنا، جوا کھیلنا، ناجائز بچوں کو پیدا ہوتے ہی قتل کر کے ان کی لاش کچرے کے ڈھیر پر پھینک دینا، بچیوں سے زیادتی کرنے کے بعد انہیں قتل کر دینا یا جلا دینا، اپنے عاشق نامراد کو پانے کے لئے سگی اولاد کو قتل کر دینا، گندی ویڈیوز سوشل میڈیا پر آپ لوڈ کرنا، کسی کے چہرے پر تیزاب پھینکنا، قرض دبانا اور اس جیسے سینکڑوں گناہ بے باکی سے کئے جا رہے ہیں۔ جب ان گناہوں میں مبتلا ہونے والوں کو سمجھایا جائے تو کچھ منہ پھٹ قسم کے لوگ اس طرح کے جوابات بھی دیتے ہیں: * تم اپنا راستہ ناپو * ہمیں نہ روکو * ہم کسی کے باپ سے نہیں ڈرتے * ہمارا کوئی کچھ نہیں بگاڑ سکتا! وغیرہ وغیرہ۔ ذرا سوچئے! جب کوئی اپنی غلطی تسلیم ہی نہیں کرے گا وہ آئندہ اس سے بچے گا کس طرح! کیسے گناہوں پر شرمندہ ہو کر توبہ کرے گا! اس سے بھی تشویش ناک بات یہ ہے کہ کچھ لوگ اتنے بے باک اور سرکش ہوتے ہیں کہ دوسروں کو بھی گناہوں کی ترغیب دیتے ہیں اور اگر کوئی دوسروں کو نیکی کی دعوت دے کر گناہوں سے باز رہنے کا کہے تو یہ اس سے لڑائی جھگڑے پر اتر آتے ہیں۔ گناہ سے بڑا گناہ حضرت سیدنا ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما ارشاد فرماتے ہیں: اے گناہ کرنے والے! تو بڑے خاتمے سے بے خوف نہ ہو اور جب تو کوئی گناہ کر لے تو اس کے بعد اس سے بڑا گناہ نہ کر! تیرا دائیں، بائیں جانب کے فرشتوں سے حیا میں کمی کرنا اس گناہ سے بڑا گناہ ہے جو تو نے کیا! اور تیرا گناہ کر لینے پر خوش ہونا اس سے بھی بڑا گناہ ہے حالانکہ تو نہیں جانتا کہ اللہ عَزَّوَجَلَّ تیرے ساتھ کیا سلوک

فرمانے والا ہے! (تاریخ ابن عساکر، 10/60 ملخصاً) دل کالا ہو جاتا ہے گناہوں کے عادیوں کو خبردار کرتے ہوئے حُجَّةُ الْاِسْلَام حضرت سیّدنا امام محمد بن محمد غزالی علیہ رحمۃ اللہ الّوَالِی نقل فرماتے ہیں: بیشک گناہ کرنے سے دل کالا ہو جاتا ہے، اور دل کی سیاہی کی علامت و پہچان یہ ہے کہ گناہوں سے گھبراہٹ نہیں ہوتی، اطاعت کی سعادت نہیں ملتی اور نصیحت اثر نہیں کرتی۔ تم کسی بھی گناہ کو معمولی مت سمجھو اور کبیرہ گناہوں پر اصرار (یعنی مسلسل) کرنے کے باوجود اپنے آپ کو توبہ کرنے والا گمان نہ کرو۔ (منہاج العابدین، ص 24) گناہوں میں بے باک ہونے کی

8 وجوہات 1 علم دین کی کمی بھی بے باکی کی ایک بڑی وجہ ہے کیونکہ جو مسلمان علم رکھتا ہو گا کہ یہ کام گناہ ہے اور اس کی سزا یہ ہے، وہ اس سے بچنے کی کوشش بھی کرے گا 2 بڑی صحبت بھی اپنا رنگ دکھاتی ہے، گالیاں بکنے والوں میں بیٹھنے والا گالیاں نہیں بکے گا تو اور کیا کرے گا! 3 حیا باقی نہ رہنا بھی ایک سبب ہے کیونکہ ہمارے سچے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے بہت پہلے فرما دیا کہ جب تجھ میں حیا نہیں رہے تو جو چاہے کر۔ (بخاری، 2/470، حدیث: 3484) 4 گناہ کرنے میں آسانی (Easiness) بھی اپنا کردار ادا کرتی ہے 5 فوری گرفت نہ ہونا بھی گناہوں پر دلیر ہونے کی ایک وجہ ہے 6 انسان کا نفس اسے سزاؤں کے بارے میں سوچنے ہی نہیں دیتا، یوں وہ گناہوں پر جرات مند ہو جاتا ہے 7 گئے وقتوں میں سوشل سسٹم (معاشرتی نظام) بھی انسان کو برائیوں سے باز رکھتا تھا، گھر میں ماں باپ، چچا، تایا بھی تربیت کرتے تھے اور باہر گلی محلے میں بڑی عمر کے سمجھدار لوگ بھی نوجوانوں کو برائیوں میں مبتلا دیکھ کر سمجھا دیا کرتے تھے، اب وہ سوشل سسٹم بھی تقریباً ٹوٹ چکا، نوجوان اب ماں باپ کی نہیں سنتے باہر والوں کی کہاں سنیں گے! 8 میڈیا و سوشل میڈیا کا کردار سب سے خطرناک ہے، اس پر دکھائی جانے والی فلموں ڈراموں کی کہانیوں، ٹاک شو (Talk Shows) اور طرح طرح کے اشتہاروں کے انداز نے اسلامی معاشرے کے دامن پر جو

بجلیاں گرائی ہیں، اٹھتا ہوا دھواں اس کا گواہ ہے۔ کیا ہم برداشت کر سکتے ہیں؟ آج گناہوں میں بڑا مزہ آتا ہے، بڑی لذت (Enjoyment) محسوس ہوتی ہے مگر سب نقلی اور جعلی ہے، زندگی کا حقیقی لطف (Pleasure) تو نیکیوں میں ہے جبکہ گناہوں کا انجام جہنم ہے اور جہنم کے عذابات ایسے ہولناک ہیں جنہیں برداشت کرنے کا ہم تصور بھی نہیں کر سکتے * جہنم کی آگ دنیا کی آگ سے 70 گنا تیز ہے * اگر جہنم کو سوئی کے ناکے کے برابر کھول دیا جائے تو تمام اہل زمین اس کی گرمی سے مر جائیں * اگر جہنمیوں کو باندھنے والی ایک زنجیر کی ایک کڑی دنیا کے کسی پہاڑ پر رکھ دی جائے تو وہ پگھل جائے * جہنم میں اونٹ کے برابر سانپ ہیں، ان میں سے اگر کوئی سانپ کسی کو کاٹ لے تو چالیس سال تک اس کا درد محسوس ہوتا رہے گا * اس میں خنجر کے برابر بچھو ہیں جو ایک مرتبہ کاٹ لیں تو چالیس برس تک تکلیف محسوس ہوتی رہے * جہنم کا ہلکا ترین عذاب یہ ہے کہ انسان کو آگ کی جوتیاں پہنائی جائیں گی، جس سے اس کا دماغ ہانڈی کی طرح کھولنے لگے گا۔

گر تو ناراض ہو تو میری ہلاکت ہوگی

ہائے میں نار جہنم میں جلوں گا یارب

ابھی بھی وقت ہے گناہوں میں سرکشی اور بے باکی کی وجہ سے سابقہ قوموں مثلاً قوم لوط، قوم عاد، قوم نوح اور قوم صالح پر دنیا ہی میں اللہ کا قہر نازل ہوا اور وہ ہمتی دنیا تک داستانِ عبرت بن گئے۔ ہمیں اللہ پاک کے عذاب سے ڈرنا چاہئے، دنیا میں چاہے ہمیں کوئی کچھ نہ کہے، نافرمانیوں کا زلٹ مرنے کے بعد پتا چلے گا لیکن اس وقت بڑی دیر ہو چکی ہوگی، ابھی ہم زندہ ہیں نہ جانے کس دن کتنے بجے ہمیں موت آجائے! زندگی کو موت سے پہلے غنیمت جانئے اور گناہوں سے رُک جائیے، اپنے رب پاک کی بارگاہ میں سچی توبہ کر لیجئے اور نیکیاں کمانے میں مصروف ہو کر اپنی دنیا و آخرت دونوں سنوار لیجئے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کا حامی و ناصر ہو۔ اَمِیْن بِجَاہِ النَّبِیِّ الْاَمِیْنِ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم

بُرے گمان کے نقصانات

کہ پتا تو چلے کہ ماجرا کیا ہے! پہلے اس کا شکریہ ادا کیا پھر کہا: میں نے بعد میں آپ کو بہت فون کئے مگر فون بند تھا! جمال نے اس کے کندھے پر ہاتھ رکھا اور بتایا کہ اتفاق سے میرے پاس بھی اس وقت اتنی رقم نہیں تھی لہذا میں نے وہی موبائل بیچ دیا اور آپ کے والد صاحب کی دوائی خرید لایا۔ یہ سُن کر ناصر کی آنکھیں بھیگ گئیں کہ میرا دوست مجھ سے اتنا مخلص ہے اور افسوس! میں اس کے بارے میں کیسی کیسی بدگمانیاں کرتا رہا ہوں!

بیٹھے بیٹھے اسلامی بھائیو! اس فرضی حکایت میں ان لوگوں کے لئے بہت بڑا سبق ہے جو بات بات پر بدگمانی (بُرے گمان، Mischieف) کا شکار ہو جاتے ہیں، مثلاً: نوکری (Job) سے فارغ ہو گئے تو آفس کے کسی فرد سے بدگمانی کہ اس نے سازش کی ہوگی کاروبار میں نقصان ہو گیا تو قریبی کاروباری حریف سے بدگمانی کہ اس نے کچھ کروا دیا ہوگا اجتماع ذکر و نعت میں یا دعا مانگتے ہوئے کوئی شخص رو رہا ہے تو بدگمانی کہ لوگوں کو دکھانے کے لئے رو رہا ہے گھر سے کوئی چیز غائب ہو جائے تو آنے جانے والے رشتہ داروں یا ملازموں پر بدگمانی کہ انہوں نے چرائی ہوگی کامیابی یا ترقی پر کسی نے حسبِ خواہش مبارک باد (Congratulation) نہیں دی تو بدگمانی کہ مجھ سے جلتا (یعنی حسد کرتا) ہے گورنمنٹ کے کسی ملازم کو خوشحال دیکھ لیا تو بدگمانی کہ اوپر کی کمائی سے عیش کر رہا ہے کاغذات (Papers) نامکمل ہونے کی وجہ سے کسی سرکاری افسر نے کوئی کام کرنے مثلاً شناختی کارڈ، پاسپورٹ یا ویزہ دینے سے انکار کر دیا تو بدگمانی کہ مجھ سے رشوت لینا چاہتا ہے کسی نے توقع کے مطابق توجہ نہیں دی، حال چال نہیں پوچھا تو بدگمانی کہ تکبر کرتا ہے کہیں رشتے کی بات چل رہی تھی وہاں سے انکار ہو گیا تو اپنے کسی رشتہ دار (Relative) سے

والد صاحب کی اچانک بیماری، دوا مہنگی اور جیب خالی! یہ سب کچھ ناصر کے حواس گم کرنے کے لئے کافی تھا، اس نے اپنے سب سے قریبی دوست (Best friend) جمال کو فون کیا کہ میرے ابو سخت بیمار ہیں اور میرے پاس اس وقت دوا کے لئے پیسے نہیں ہیں۔ جمال نے ہمت بندھائی: میں کچھ کرتا ہوں۔ ناصر نے تھوڑی دیر بعد دوبارہ فون کیا تو موبائل بند جا رہا تھا، بار بار کی کوشش کے بعد بھی رابطہ نہ ہوا تو ناصر سوچنے لگا کہ بڑا دم بھرتا تھا دوستی کا! آج دوستی نبھانے کا وقت آیا تو جھوٹا دلاسا دیا پھر فون ہی بند کر دیا، سب مطلبی ہوتے ہیں، کوئی کسی کے کام نہیں آتا! خیالات کا ایک سیلاب تھا جو اس کے دل و دماغ سے ٹکرا رہا تھا۔ وہ گھر سے نکلا کہ کہیں اور سے رقم کا انتظام ہو جائے، ناکام کوششیں کرنے کے بعد وہ بو جھل قدموں سے گھر کی طرف چل دیا، گھر پہنچ کر دیکھا تو والد صاحب سکون سے سو رہے ہیں، ان کے سرہانے دوائیوں (Medicines) کا پیکٹ رکھا ہوا ہے، حیرت و خوشی کے طے جلے جذبات میں اس نے چھوٹے بھائی سے پوچھا: یہ دوائیاں کون لایا؟ ”آپ کے دوست جمال آئے تھے، مجھ سے دوائی کی پرچی مانگی اور تھوڑی دیر بعد یہ دوائیاں دے گئے،“ بھائی نے جواب دیا۔ ناصر کافی فاصلہ طے کر کے جمال کے گھر پہنچا

بدگمانی کہ اس نے کوئی گڑبڑ کی ہوگی! شوہر کی توجہ بیوی کی طرف کم ہوگئی تو ساس سے بدگمانی کہ اس نے اپنے بیٹے کے کان بھرے ہوں گے! بہو کو نماز کے بعد آورد و وظائف کرتے دیکھ لیا تو بدگمانی کہ ہمیں نقصان پہنچانے کے لئے کوئی وظیفہ کر رہی ہے! ساس کا بدلا ہو امہربان رویہ دیکھ کر بدگمانی کہ ضرور دال میں کچھ کالا ہے! جس نے قرض (Loan) لیا اور وہ رابطے میں نہیں آ رہا تو بدگمانی کہ میرا قرض کھا گیا! جس سے مال بک کروا لیا وہ مل نہیں رہا تو فوراً بدگمانی کہ بھاگ گیا! کسی نے وقت دیا اور آنے میں تاخیر ہوگئی تو بدگمانی کہ وعدہ کر کے ٹکر گیا، وغیرہ وغیرہ۔ یہ 15 مثالیں (Examples) تو سمجھانے کے لئے دی ہیں ورنہ کیا گھر! کیا دفتر! کیا بازار! کونسی جگہ ہے جہاں بدگمانی کا ناسور پھیلا ہوا نہیں ہے!

بدگمانی کا شرعی حکم صدر الشریعہ، بدرالظریقہ مفتی محمد امجد علی اعظمی علیہ رحمۃ اللہ القوی لکھتے ہیں: بے شک مسلمان پر بدگمانی حرام ہے مگر جبکہ کسی قرینہ سے اُس کا ایسا ہونا ثابت ہوتا ہو تو اب حرام نہیں، مثلاً کسی کو بھیٹی (یعنی شراب خانے) میں آتے جاتے دیکھ کر اُسے شراب خور (یعنی شراب پینے والا) گمان کیا تو اِس (یعنی بدگمانی کرنے والے) کا قصور نہیں، اُس (یعنی شراب خانے میں آنے جانے والے) نے موضعِ تہمت (یعنی تہمت لگنے کی جگہ) سے کیوں اجتناب (یعنی پرہیز) نہ کیا۔ (فتاویٰ امجدیہ، 1/123)

بدگمانی کا حکم کس وقت لگے گا؟ شارح بخاری علامہ بدرالدین محمود عینی علیہ رحمۃ اللہ الغنی فرماتے ہیں: گمان وہ حرام ہے جس پر گمان کرنے والا مُبصر ہو (یعنی اصرار کرے) اور اسے اپنے دل پر جمالے، نہ کہ وہ گمان جو دل میں آئے اور قرار نہ پکڑے۔ (عمدة القاری، 14/96، تحت الحدیث: 5143) (1)

بدگمانی کے نقصانات بدگمانی کے انفرادی نقصانات بھی ہیں اور اجتماعی بھی، جن کا تعلق دنیا سے بھی ہوتا ہے اور

(1) بدگمانی کے شرعی احکام کی مزید معلومات کے لئے مکتبۃ المدینہ کا رسالہ ”بدگمانی“ پڑھ لیجئے۔

آخرت سے بھی! بہر حال بدگمانی سے یہ نقصانات ہو سکتے ہیں:

1 کسی کے بارے میں بدگمانی ہونے اور اسے دل پر جمانے میں چند سیکنڈز بھی نہیں لگتے لیکن اس کی سزا جہنم کا عذاب ہے جسے ہم برداشت نہیں کر سکتے 2 بدگمانی ایک ایسا باطنی (دل کا) گناہ ہے جس کے کرنے سے انسان دیگر گناہوں کی دلدل میں پھنس سکتا ہے جیسے کسی کے عیبوں کی تلاش میں رہنا، غیبت، تہمت، کینہ اور بہتان میں مبتلا ہو جانا 3 معمولی سی بدگمانی سے شروع ہونے والا جھگڑا قتل و غارت تک پہنچ سکتا ہے جس کا سلسلہ بعض اوقات کئی نسلوں (Generations) تک چلتا ہے 4 بدگمانی محبت و اُلفت کو بغض و عداوت میں بدل سکتی ہے جس کی وجہ سے معاشرتی تعلقات میں ایسا کھچاؤ (Strained) آجاتا ہے کہ بھائی کی اپنے سگے بھائی سے نہیں بنتی، میاں بیوی ایک دوسرے سے تنگ آجاتے ہیں، ساس بہو میں ٹھن جاتی ہے جس کی وجہ سے زندگی مشکل ہو جاتی ہے اور خاندان بکھر سکتا ہے 5 بدگمانی اگر کسی تحریک، تنظیم یا ادارے میں گھس جائے تو اعتماد کی فضا ختم کر دیتی ہے جس سے ناقابلِ تلافی نقصان پہنچتا ہے 6 بعض اوقات کسی تحریک (مثلاً دعوتِ اسلامی) سے وابستہ اسلامی بھائی کو دوسرے اسلامی بھائی سے کوئی تکلیف پہنچ جاتی ہے اور یہ اُس کا انفرادی فعل ہوتا ہے لیکن وہ ساری تحریک سے بدگمان ہو جاتا ہے اور اس تحریک سے ناطہ توڑ لیتا ہے اور مدنی کاموں کے سبب ملنے والے ثواب کا ایک ذریعہ ختم کر بیٹھتا ہے۔

بدگمانی کے 8 علاج قرآن و حدیث اور بزرگانِ دین رحمہم اللہ البہین کے فرامین کی روشنی میں بدگمانی کے 8 علاج ملاحظہ کیجئے: 1 گمانوں کی کثرت سے بچئے، اس سے بدگمانی کا راستہ تنگ ہو گا اور دوسرے کے بارے میں سوچتے ہوئے آپ محتاط (Cautious) رہیں گے۔ 2 بُرے کاموں سے بچئے، اِذَا سَاءَ فِعْلُ النَّبْرِ سَاءَتْ ظُنُونُهُ یعنی جب کسی کے کام بُرے ہو جائیں تو اس کے گمان بھی بُرے ہو جاتے ہیں۔ (فیض القدر، 3/157)

گمان اچھی عبادت سے ہے۔ (ابو داؤد، 4/387، حدیث: 4993) **6** حُسنِ ظن میں کوئی نقصان نہیں اور بدگمانی میں کوئی فائدہ نہیں، حضرت سیدنا بکر بن عبد اللہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں: اگر تمہارا گمان دُرست ثابت ہو تو بھی تمہیں اس پر اجر و ثواب نہیں ملے گا لیکن اگر گمان غلط ثابت ہو تو گناہ گار ٹھہرو گے۔ (حلیۃ الاولیاء، 2/257، رقم: 2143) **7** اپنے دل کو سُستہ رکھنے کی کوشش کیجئے، حضرت سیدنا عارف زُرّوق رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں: خبیث گمان خبیث دل سے نکلتا ہے۔ (حریقۃ اندیۃ، 2/8) **8** روزانہ دس بار ”أَعُوذُ بِاللَّهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ“ پڑھنے والے پر شیاطین سے حفاظت کرنے کے لئے اللہ پاک ایک فرشتہ مقرر کر دیتا ہے۔ (مسند ابی یعلیٰ، 3/400، حدیث: 4100) اللہ کریم ہمیں بدگمانی سے بچنے اور مسلمانوں سے حسن ظن رکھنے کی توفیق عطا فرمائے۔ اٰمِيْنَ بِجَاوِزِ النَّبِيِّ الْاَمِيْنِ صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ

3 ارشادِ حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہے: اپنے بھائی کی زبان سے نکلنے والے کلمات کے بارے میں بدگمانی مت کرو جب تک کہ تم اسے بھلائی پر محمول (یعنی گمان) کر سکتے ہو۔ (دُر منثور، 7/565) **بیٹھے بیٹھے اسلامی بھائیو! جتنے دلائل ہم اپنے فعل کو درست ثابت کرنے کے لئے دیتے ہیں اگر اس کا 10 فی صد بھی اپنے مسلمان بھائی کے کام کو اچھا سمجھنے کے لئے سوچیں تو بدگمانی جڑ سے اُکھڑ سکتی ہے، مثلاً کسی اسلامی بھائی کو اجتماعِ ذکر و نعت میں روتا دیکھ کر بُرا گمان آئے کہ ریاکاری کر رہا ہے، یہاں حُسنِ ظن بھی کیا جاسکتا ہے کہ یہ خوفِ خدا یا عشقِ رسول میں رو رہا ہے **4** بُری صحبت میں نہ بیٹھیں، روح المعانی میں ہے: صُحْبَةُ الْأَشْرَارِ تُؤَرِّثُ سُوءَ الظَّنِّ بِالْأَخْيَارِ یعنی بُروں کی صحبت اچھوں سے بدگمانی پیدا کرتی ہے۔ (روح المعانی، 16/612) **5** حُسنِ ظن (اچھے گمان) کی عادت بنائیں ثواب ملے گا، فرمانِ مصطفیٰ صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ ہے: اچھا**

اپنی سہولت کے مطابق علم دین سیکھئے

QURAN TEACHER

(Mobile Application)

جس میں آپ کے لئے:

درسِ نظامی

حفظِ قرآنِ پاک

نیو مسلم کورس

قربانی کے احکام

فیضانِ فرضِ علوم کورس

طہارت کورس

نماز کورس

اور بہت کچھ۔۔۔

اس ایپلی کیشن کو آج ہی  سے ڈاؤن لوڈ کیجئے

www.dawateislami.net/downloads

خوش رہنے کے 8 طریقے

رنجشوں اور بھتہ خوروں کی دھمکیوں میں گھرے ہوتے ہیں، اس کے باوجود بہت کم لوگ ایسے ہیں جو یہ سمجھتے ہیں کہ غریب انسان بھی خوش رہ سکتا ہے۔ کچھ لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ بڑے بڑے اعزاز اور ایوارڈ پانے والوں کی زندگی میں خوشیاں ہی خوشیاں ہوتی ہیں حالانکہ کئی ایوارڈ یافتگان ایسے بھی ہوتے ہیں جن کی زندگی میں سوائے اس ایوارڈ کے کچھ نہیں ہوتا۔ بعض لوگوں کا خیال ہے کہ شہرت پانے والا ہی زیادہ خوش ہوتا ہے حالانکہ جو جتنا مشہور ہوتا ہے اس کی پرائیویسی اتنی ہی متاثر ہوتی ہے، سوشل میڈیا والے اس کے بارے میں جھوٹی سچی خبریں پھیلا کر اسے پریشان کرتے رہتے ہیں۔ کچھ لوگ صرف تفریح اور مومج میلے کو ہی خوشی کا ذریعہ سمجھتے ہیں حالانکہ حقیقی خوشی تفریح کے احساس سے اوپر کی چیز ہے۔ کچھ لوگ سہولیات اور آسائشات مل جانے کو ہی خوشیوں کا محور سمجھتے ہیں، ایک دیہاتی نوجوان کو دبئی میں گھریلو کام کی نوکری مل گئی، اس کے سیٹھ نے اسے یقین دلایا تھا کہ تم وہاں بہت خوش رہو گے، میرے ایگزیکٹو گھر میں ٹھہرو گے، تنخواہ کے ساتھ ساتھ تمہیں بہترین کھانا ملے گا، پہننے کے لئے اچھے کپڑے دیئے جائیں گے، تمہارا وقت بہت اچھا گزرے گا۔ لیکن جب وہ نوجوان دبئی پہنچا تو کچھ ہی دنوں میں اداس

امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے شاگرد امام محمد بن حسن شیبانی رحمۃ اللہ علیہ (وفات: 189ھ) جب رات کے وقت کوئی مشکل فقہی مسئلہ حل کر لیتے تو خوشی کے مارے اچھل پڑتے اور بلند آواز سے کہنے لگتے کہ کہاں ہیں بادشاہ بغداد کے شہزادے "امین اور مامون"! کوئی ان سے پوچھے کہ کیا تمہیں بھی خوشی کی وہ کیفیت اور اس کی لذت نصیب ہوئی جو اس وقت میرے جسم اور روح کی توانائی بنی ہوئی ہے! (روحانی حکایات، ص 29 صفحہ)

ماہنامہ فیضانِ مدینہ کے قارئین! خوشی انسان کی زندگی کو بارونق اور پُر لطف بنا دیتی ہے، جس شخص سے خوشیاں واقعی روٹھ جائیں تو اسے اپنی زندگی بوجھ لگنے لگتی ہے اور وہ تصویرِ غم بن کر جینے کا حوصلہ کھو بیٹھتا ہے۔ اس لئے ضروری ہے کہ انسان خوش رہنے کی کوشش کرے تاکہ وہ ڈپریشن (مایوسی) اور آئسو لیشن (تنہائی) کا شکار نہ ہو۔

خوشی کیسے حاصل ہوتی ہے؟ خوشی اس احساس کا نام ہے جو دل و دماغ کو اطمینان اور سکون دے۔ خوشی کیسے حاصل ہوتی ہے؟ اس حوالے سے لوگوں کے مختلف آئیڈیاز ہیں مثلاً

کچھ لوگ صرف دولت کو خوشی کی وجہ سمجھتے ہیں حالانکہ دولت سے خوشیاں نہیں خریدی جاسکتیں، کئی امیر کبیر لوگ طرح طرح کی بیماریوں، گھریلو ناچاقیوں، کاروباری

کر انہیں اگلے جہان پہنچا دیا، آناً فاناً لوگ اکٹھے ہوئے، پولیس بلالی گئی جو اسے گرفتار کر کے تھانے لے گئی۔ پھر اسے اپنے باپ کا اترہوا چہرہ دکھائی دیا، اس کی آنکھوں میں آنسو اور ہونٹوں پر سوالات تھے۔ کاشف کیا جواب دیتا وہ تو شرم کے مارے باپ سے نگاہیں بھی نہیں ملا سکا۔ اس کا کیس کورٹ پہنچا، باپ نے بھاری فیسوں پر نامور وکیل کئے مگر ثبوت اور گواہ مضبوط تھے لہذا اسے عمر قید کی سزا سنائی گئی۔ ماں اور چھوٹا بھائی جیل میں ملنے آئے تو ان کے چہرے کی اداسی نے کاشف کو تڑپا کر رکھ دیا، چھوٹے بھائی کی آنکھوں میں سوال تھا: کاش آپ ایسا نہ کرتے، لوگ مجھے طعنہ دیتے ہیں کہ اس کا بھائی قاتل ہے، محلے کے لڑکے مجھ سے بات کرنا پسند نہیں کرتے، ماں نے اسے بتایا کہ تمہاری بہن کا رشتہ بھی لڑکے والوں نے ختم کر دیا ہے۔ ان کے جانے کے بعد وہ پھوٹ پھوٹ کر رونے لگا کہ کاش! وہ خود پر کنٹرول رکھتا تو یہ دن نہ دیکھنا پڑتے۔ اچانک کسی چیز کے زمین پر گرنے کی آواز آئی اور کاشف تصورات کی دنیا سے واپس آ گیا، دیکھا تو پستول اس کے ہاتھ سے گر چکا تھا، اس کا جسم پسینہ پسینہ تھا۔ ”اس کے بعد کیا ہو گا؟“ وہ دیکھ چکا تھا، اس کا سارا غصہ جھاگ کی طرح بیٹھ گیا۔ اب تو کسی کو قتل کرنے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا تھا۔ کاشف دل ہی دل میں اپنے کلاس فیلو فاروق رضا عطار کی روح دے دینے لگا۔

نوجوان اسلامی بھائیو! اس فرضی حکایت سے ہمیں بھی سبق لینا چاہئے کہ جب بھی کوئی کام کرنے لگیں تو تھوڑا رُک جائیں اور اس کے انجام کے بارے میں سوچ لیں۔ ایک شخص نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے عرض کی کہ مجھے نصیحت فرمائیے، تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: کام تدبیر سے اختیار کرو، پھر اگر اس کے انجام میں بھلائی دیکھو تو گرگرو



اس کے بعد کیا ہوگا؟

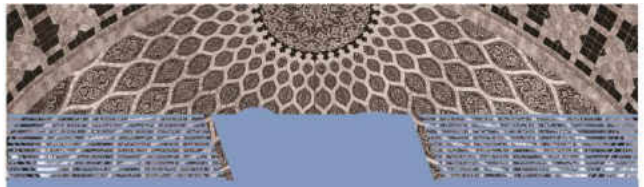
آج کاشف کا محلے کے لڑکوں سے پھر جھگڑا ہوا تھا، انہوں نے اسے نہ صرف گالیاں بکیں بلکہ بے تحاشا مارا پینا بھی۔ وہ تین تھے یہ اکیلا، لہذا یہ ان کا مقابلہ نہ کر پایا لیکن کاشف کے دل و دماغ میں آگ لگی ہوئی تھی۔ اس نے فوراً بدلہ لینے کی ٹھانی اور تیزی سے گھر پہنچا، الماری سے اٹو کا پستول نکالا، گولیاں چیک کیں اور واپس ہونے لگا، لیکن ایک دم رُک گیا، اس کے کانوں میں اپنے کلاس فیلو فاروق رضا عطار کی آواز گونجنے لگی کہ جب بھی کوئی بُرا کام کرنے کا خیال آئے تو یہ سوچ لینا کہ اس کے بعد کیا ہو گا؟ یہ مدنی پھول کاشف کو اس وقت ملا تھا جب وہ دونوں کالج سے باہر نکل رہے تھے۔ اب اس نے تصور کرنا شروع کیا تو دیکھا کہ اس نے گلی میں پہنچتے ہی ہنس ہنس کر ایک دوسرے کے ہاتھ پر ہاتھ مار کر اپنی فتح کا جشن منانے والوں کو سنبھلنے کا موقع ہی نہ دیا اور ساری گولیاں ان کے جسم میں اتار

اور اگر گمراہی کا خوف کرو تو باز رہو۔ (شرح السنۃ للبعزی، 545/6، حدیث: 4943) یعنی جو کام کرنا ہو پہلے اس کا انجام سوچو پھر کام شروع کرو، اگر تمہیں کسی کام کے انجام میں دینی یا دنیاوی خرابی نظر آئے تو کام شروع ہی نہ کرو اور اگر شروع کر چکے ہو تو باز رہ جاؤ اسے پورا نہ کرو۔ (مرآۃ المناجیح، 6/626) اے کاش! ہم ہر کام سے پہلے ہی اس کے نتائج پر غور کر لیں تو کئی نقصانات سے بچ سکتے ہیں مثلاً * تیز رفتاری سے بائیک (موٹر سائیکل)، کار، بس یا ٹرک وغیرہ چلانے سے پہلے سوچ لیں کہ دیر سے پہنچنا نہ پہنچنے سے بہتر ہے، اگر رفتار کی حد کر اس کرنے کی وجہ سے حادثہ پیش آ گیا تو اپنی جان کے ساتھ ساتھ نہ جانے اور کتنی جانیں جاسکتی ہیں اور اگر بچ بھی گئے تو ہاتھ پاؤں بے کار ہونے کی صورت میں بقیہ زندگی میساکھیوں یا ویل چیئر (Wheelchair) پر بھی گزارنا پڑ سکتی ہے * گاگوں سے الجھنا، انہیں بے عزت کر کے اپنی دکان سے نکال کر فتح کا احساس ہمیں خوش تو کرتا ہے لیکن جب ہماری انہی حرکتوں کی وجہ سے گاگ ٹوٹ جاتے ہیں تو پھر ہم گاگوں کی کمی سے پریشان ہونا شروع ہو جاتے ہیں، بعض اوقات تو کاروبار چلانا دشوار ہو جاتا ہے * دفتری ماحول میں ساتھیوں سے لڑنا جھگڑنا، ان کے کاموں میں ٹانگ اڑانا انہیں پریشان کر دیتا ہے، جس کے نتیجے میں وہ بھی آپ کو پریشان کرنے کا کوئی موقع ہاتھ سے نہیں جانے دیتے، سکون باقی نہیں رہتا تو کارکردگی کمزور ہو جاتی ہے، یوں بالآخر نوکری بھی جاتی رہتی ہے * چھوٹی چھوٹی باتوں پر نوکری سے استعفیٰ دینے والے کسی جگہ ٹک کر کام نہیں کر سکتے یوں ایک وقت ایسا آتا ہے کہ کوئی ان کو ملازمت دینے پر تیار نہیں ہوتا * چھوٹی سی بات پر طیش میں آکر طلاق دینے والے طلاق تو دے دیتے ہیں لیکن جب ان کا جوش ٹھنڈا ہوتا ہے تب انہیں ہوش آتا ہے لیکن واپسی کے راستے بسا اوقات دشوار ترین ہو چکے ہوتے ہیں ایسے میں ان کے ہاتھ پچھتانے کے سوا کچھ نہیں رہ جاتا * پڑھائی کرنے کے بجائے آوارہ گردیوں میں وقت ضائع

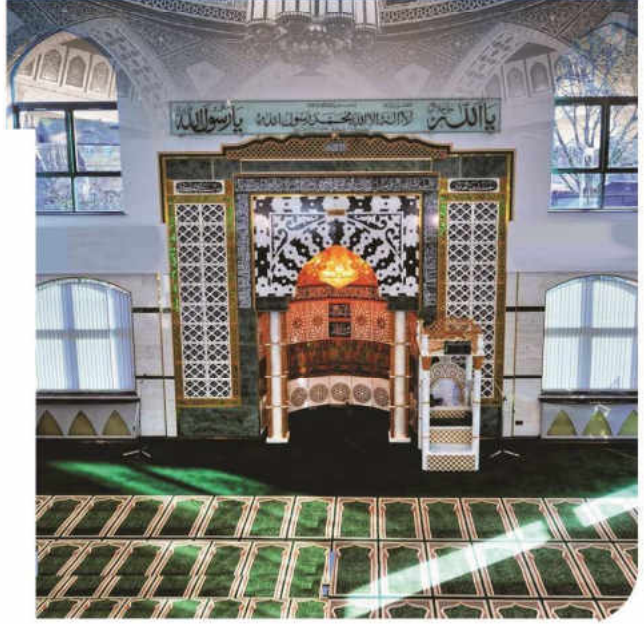
کرنے والے نوجوان جب امتحان میں فیل ہو جاتے ہیں تو ان کے منہ لٹک جاتے ہیں بعض تو ڈپریشن کے مارے خود کشی تک کر لیتے ہیں * موٹر سائیکل پر وِن وِیلنگ (One Wheeling) کرنا کئی نوجوانوں کا محبوب مشغلہ ہے، بعضوں کے والدین کو ان کے شوق کی خبر تک نہیں ہوتی، ایسوں کو سمجھایا جائے تو اس طرح کا جواب ملتا ہے: کچھ نہیں ہوتا، شوق کی کوئی قیمت نہیں ہوتی۔ لیکن جب وہ وِن وِیلنگ کے دوران حادثے کا شکار ہو کر اپنے ہاتھ پاؤں تڑوا بیٹھتے ہیں یا ان کی جان ہی چلی جاتی ہے تو ان کے ماں باپ، بہن بھائیوں پر کیا گزرتی ہے، ذرا تصور کی آنکھ سے دیکھ لیں تو وِن وِیلنگ کرنا تو ڈور کی بات اس بارے میں سوچنا بھی چھوڑ دیں گے۔ وِن وِیلنگ کے حوالے سے بطور نمونہ دو افسوسناک واقعات ملاحظہ ہوں: چنانچہ 1 عید الفطر کے موقع پر لاہور میں وِن وِیلنگ کرتے ہوئے ایک نوجوان ہلاک اور آٹھ زخمی ہو گئے (نوائے وقت آن لائن، 23 اگست 2012 بالترف) 2 دارالسلام (ٹوبہ، پنجاب) میں عید کے دوسرے روز وِن وِیلنگ کرتے ہوئے نوجوان موٹر سائیکل سوار فیملی سے ٹکرا گئے۔ حادثے میں دو خواتین سمیت 10 افراد زخمی ہو گئے جن میں سے دو نوجوانوں کی ٹانگیں ٹوٹ گئیں۔ * انٹرنیٹ کے ذریعے موبائل یا لیپ ٹاپ وغیرہ پر گندی تصویریں اور ویڈیوز دیکھنے کے شوقین اس نشے میں ایسا مبتلا ہوتے ہیں کہ انہیں نہ اپنی پڑھائی کی فکر رہتی ہے نہ کاروبار کی، چھپ چھپ کر اس طرح کی چیزیں دیکھنے والے پردہ ہلنے یا دروازہ کھلنے کی آواز پر تو چونک جاتے ہیں اور ڈرتے ہیں کہ گھر کا کوئی فرد انہیں ایسا کرتے ہوئے دیکھ نہ لے، کاش! وہ یہ احساس کرتے کہ ”اللہ دیکھ رہا ہے“ تو اس طرح کی چیزوں کے قریب ہی نہ جاتے۔

اللہ پاک ہمیں بُرے کاموں اور ان کے بُرے انجام سے بچائے اور اچھے کاموں کی توفیق عطا فرمائے۔

اٰمِیْن بِجَاہِ النَّبِیِّ الْاَمِیْنِ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم



نماز کیوں نہیں پڑھتے؟



صرف کھانے پینے اور روزے کو توڑنے والی دیگر چیزوں سے بچنا ہوتا ہے۔ 4 نماز: ہر عاقل بالغ مسلمان پر روزانہ پانچ وقت کی نماز فرض ہے۔ نماز کی ادائیگی کے دوران ہم کوئی دوسرا کام نہیں کر سکتے۔ ایک اندازے کے مطابق پانچوں نمازوں کو ادا کرنے میں روزانہ 24 گھنٹے کے 1440 منٹ میں سے محض 85 منٹ یعنی ایک گھنٹہ 25 منٹ وقت لگتا ہے بقیہ 1355 منٹ ہم اپنی مرضی کے دینی و دنیاوی کاموں میں خرچ کر سکتے ہیں۔ لیکن افسوس! ہم مسلمانوں کی غفلت کا عالم یہ ہے کہ شاید ایک فیصد مسلمان باقاعدگی سے پانچ وقت کی نماز پڑھتے ہوں گے، حالانکہ نماز ادا کرنے پر ثواب اور نہ پڑھنے پر عذاب ہے۔ چنانچہ

جنت میں داخلہ: اللہ کریم کے آخری نبی محمد عربی صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا: اللہ پاک ارشاد فرماتا ہے کہ میں نے تمہاری اُمت پر (دن رات میں) پانچ نمازیں فرض کی ہیں اور میں نے یہ عہد کیا ہے کہ جو ان نمازوں کی ان کے وقت کے ساتھ پابندی کرے گا میں اس کو جنت میں داخل فرماؤں گا اور جو پابندی نہیں کرے گا تو اس کے لئے میرے پاس کوئی عہد نہیں۔⁽³⁾

نماز سے گناہ ڈھلتے ہیں: فرمان مصطفیٰ صلی اللہ علیہ والہ وسلم ہے: اگر تمہارے کسی کے صحن میں نہر ہو، ہر روز وہ پانچ بار اُس میں غسل کرے تو کیا اُس پر کچھ میل رہ جائے گا؟ لوگوں نے عرض کی: جی نہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا: نماز گناہوں کو ایسے ہی دھو دیتی ہے جیسے پانی میل کو دھوتا ہے۔⁽⁴⁾

ہولناک جہنمی کنواں: بے نمازی کان کھول کر سنیں کہ جہنم میں ایک ”غی“ نامی وادی ہے اس کی گرمی اور گہرائی سب سے زیادہ ہے اس میں ایک ہولناک کنواں ہے جس کا نام ”ہب ہب“ ہے جب جہنم کی آگ بجھنے پر آتی ہے اللہ پاک اُس کنویں کو کھول دیتا ہے جس سے وہ بدستور بھڑکنے لگتی ہے یہ ہولناک کنواں بے نمازیوں، زانیوں، شرابیوں، سود خوروں اور ماں باپ کو ایذا دینے والوں کے لئے ہے۔⁽⁵⁾

آخر نماز کیوں نہیں پڑھتے؟ کچھ لوگ وہ ہیں جو پانچوں وقت کی نماز نہیں پڑھتے، بعض فجر یا عشاء چھوڑ کر باقی نمازیں پڑھ لیتے ہیں،

نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا: اسلام پانچ چیزوں پر قائم کیا گیا، اس کی گواہی کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں، محمد (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) اس کے بندے اور رسول ہیں اور نماز قائم کرنا، زکوٰۃ دینا اور حج کرنا اور رمضان کے روزے۔⁽¹⁾

اے عاشقان رسول! اسلام میں بنیادی طور پر چار قسم کی عبادتیں فرض ہیں: 1 حج: ساری عمر میں ایک مرتبہ فرض ہے مگر صرف اس مسلمان پر جس میں آٹھ شرائط پائی جاتی ہوں،⁽²⁾ اس کی ادائیگی پر 8 ذوالحجہ سے لے کر 12 ذوالحجہ تک 5 دن لگتے ہیں 2 زکوٰۃ: یہ سالانہ فرض ہے جس کی ادائیگی میں چند منٹ بھی نہیں لگتے کیونکہ اس میں سال پورا ہونے پر مال کا 2.5% (چالیسواں حصہ) زکوٰۃ کے مستحق کو دینا ہوتا ہے، یہ بھی صرف اس مسلمان کے مال پر واجب ہوتی ہے جس پر شرائط پوری ہوتی ہوں 3 روزہ: پورے رمضان کے روزے رکھنا بھی سالانہ عبادت ہے جو ہر عاقل بالغ مسلمان پر فرض ہے لیکن اس میں کسی خاص جگہ اور انداز پر وقت گزارنا لازم نہیں ہوتا بلکہ اپنے روزمرہ کے کام کاج میں مصروف رہتے ہوئے

ایسے لوگ آخر پانچوں وقت کی نماز کیوں نہیں پڑھتے؟ انہیں کیا کیا زکاوتیں پیش آتی ہیں؟ ان میں سے 9 بڑی رکاوٹوں کی نشاندہی کرنے کے بعد ان کا حل مختصر طور پر پیش کرنے کی کوشش کی گئی ہے:

① **نفس و شیطان:** نفس ہمارا پوشیدہ اور شیطان گھلا دشمن ہے، یہ دونوں کبھی نہیں چاہیں گے کہ ہم اپنے رب کریم کے احکامات پر عمل کر کے جنت میں چلے جائیں، لہذا یہ ہمیں مختلف طریقوں سے ورغلا کر نماز سے دور رکھنے کی کوشش کرتے ہیں، اگر ہم نمازی بننا چاہتے ہیں تو نفس و شیطان کا مقابلہ شریعت کے سکھائے ہوئے طریقے کے مطابق کرنا ہوگا۔ (نفس و شیطان کی چال بازیاں اور ان کا علاج جاننے کے لئے مکتبۃ المدینہ کی مطبوعہ کتاب احیاء العلوم مترجم کی جلد 3 کا مطالعہ مفید ہے)

② **آنکھ نہیں کھلتی:** یہ فجر نہ پڑھنے والوں کی اکثریت کا مسئلہ ہوتا ہے، ایسے لوگ اگر عشا کے بعد جلد سو جائیں اور اٹھنے کے لئے الارم لگائیں یا کسی پکے نمازی سے بول دیں کہ آپ کو فجر کے لئے اٹھا دے تو یہ مسئلہ حل ہو سکتا ہے، ایسوں کو جب ٹرین یا فلائٹ پکڑنی ہوتی ہے تب بھی تو آنکھ کھلنے کا کوئی نہ کوئی بندوبست کرتے ہی ہیں اور آنکھ کھل بھی جاتی ہے الغرض ”نیت صاف منزل آسان“، لیکن یہ خیال رہے جیسے ہی آپ کو اٹھایا جائے تو فوراً بستر چھوڑ دیں ورنہ شیطان اپنا کام دکھا دے گا، جیسا کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جب تم میں سے کوئی سوتا ہے تو شیطان اُس کی گدڑی (یعنی گردن کے پچھلے حصے) میں تین گرہیں (یعنی گانٹھیں) لگا دیتا ہے، ہر گرہ پر یہ بات دل میں بٹھاتا ہے کہ ابھی رات بہت ہے سو جا، پس اگر وہ جاگ کر اللہ کا ذکر کرے تو ایک گرہ کھل جاتی ہے، اگر وضو کرے تو دوسری گرہ کھل جاتی ہے اور نماز پڑھے تو تیسری گرہ بھی کھل جاتی ہے، پھر وہ خوش خوش اور تروتازہ ہو کر صبح کرتا ہے، ورنہ غمگین دل اور سستی کے ساتھ صبح کرتا ہے۔ (6)

حافظ ملت مولانا عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ نے میلاد شریف کے ایک جلسہ میں نماز کی اہمیت اور فرضیت کا بیان کرتے ہوئے فجر کے وقت آنکھ نہ کھلنے کے عمومی عذر کو پیش کر کے فرمایا: بتاؤ ایسا انسان جو کئی راتوں سے جاگا ہوا ہو، تھکا ہوا ہو، کسی اچھے کمرے میں اس کے لئے

اچھے سے اچھا آرام دہ بستر لگا دو اور ہر طرح کے آرام کا سامان مہیا کر دو اب اس تھکے ہارے انسان سے اس کمرے میں سونے کے لئے کہہ دو اور ساتھ میں یہ بھی کہہ دو کہ کمرے میں ایک سانپ رہتا ہے تو بتاؤ اس تھکے ماندے اور کئی راتوں کے جاگے ہوئے انسان کو اس آرام دہ کمرے میں نیند آئے گی؟ مجمع میں سے کسی نے کہا نہیں! تو فرمایا: کیوں نیند نہیں آئے گی، اسی لئے کہ اس انسان کے دل میں سانپ کا ڈر سما گیا، سانپ کا خوف پیدا ہو گیا تو اب اس کی نیند غائب ہو گئی۔ جب سانپ کے خوف سے نیند اڑ سکتی ہے تو خدا کا خوف دل میں ہو اور نماز کے وقت نیند آجائے یہ کیسے ہو سکتا ہے! (7)

③ **مصروفیات:** بعض لوگ کاروبار اور نوکری کی مصروفیات یا گھریلو تقریبات کی وجہ سے نماز قضا کر دیتے ہیں۔ بعض تو یہاں تک کہہ دیتے ہیں کہ رزق حلال کمانا بھی عبادت ہے۔ اس بات میں کوئی شک نہیں کہ اپنی اور اپنے اہل و عیال کی پرورش کیلئے رزق حلال کی تلاش بھی عبادت ہے، لیکن رزق حلال کی تلاش فرض نماز میں ادائیگی میں رکاوٹ کیسے بن گئی! ایسے لوگوں کی کمی نہیں ہے جو پانچ وقت کے نمازی ہوتے ہیں اور رزق حلال بھی کما رہے ہوتے ہیں۔ اب رہے مختلف تقریبات کی وجہ سے نمازیں قضا کرنے والے تو یہ سستی اور کاہلی ہی ہے ورنہ تقریب کے دوران نماز کا وقت آنے پر ترکیب بنا کر مسجد میں باجماعت نماز ادا کی جاسکتی ہے ورنہ جو مصروفیت ہمیں رب پاک کے احکام پر عمل سے روک دے اس مصروفیت کو تو فوراً سے پیشتر چھوڑ دینا چاہئے۔

④ **سفر:** سفر کی وجہ سے بھی لوگ نمازیں قضا کر دیتے ہیں ان میں بعض ایسے بھی ہوتے ہیں جو عام حالات میں تو نمازیں پڑھتے ہیں لیکن سفر میں نہیں پڑھتے۔ سوچنا چاہئے کہ سفر کی وجہ سے کھانا پینا اور سونا سب جاری رہتا ہے لیکن سستی صرف نماز ادا کرنے میں ہوتی ہے، فی زمانہ جبکہ سفر میں سہولیات بڑھ چکی ہیں تھوڑی سی کوشش کر کے نماز قضا کرنے سے بچا جاسکتا ہے، بات وہی ہے کہ جس نے پڑھنی ہو اس کے لئے راستے بہت اور جس نے نہیں پڑھنی اس کے لئے بہانے بہت! اللہ پاک عقل سلیم دے۔

⑤ **کپڑے صاف نہیں ہیں:** یہ عذر عموماً ان لوگوں کا ہوتا ہے

گھبراہٹ ہونے لگتی ہے حالانکہ مومن کی مثال مسجد میں ایسی ہے جیسے پانی میں مچھلی کہ جب تک مچھلی پانی میں ہوتی ہے زندہ رہتی ہے، اسی طرح جب تک بندہ مومن مسجد میں رہتا ہے اُسے روحانی غذا ملتی رہتی ہے، وہ بندہ مومن جس کا دلی لگاؤ مسجد سے مضبوط ہو قیامت کے دن اللہ کے عرش کے سائے میں ہوگا۔⁽⁹⁾

بہر حال ایسے شخص کو چاہئے کہ وہ نیکیوں کی صحبت اختیار کرے، اور کل نہیں بلکہ ابھی سے نمازیں ادا کرنا شروع کر دے، اللہ نے چاہا تو نمازوں میں اس کا جی لگ ہی جائے گا۔

8 نماز پڑھنا نہیں آتی: کچھ بے چارے ایسے بھی ہوتے ہیں کہ انہیں نماز پڑھنا نہیں آتی کیونکہ انہوں نے نماز کبھی پڑھی نہ سیکھی! اب کسی کے ترغیب دلانے پر ذہن بنتا بھی ہے تو شرم کے مارے کسی سے کہتے بھی نہیں کہ ہمیں نماز سکھا دو۔ ایسوں کی خدمت میں گزارش ہے کہ دعوتِ اسلامی کے تحت کئی قسم کے کورسز ہوتے ہیں جن میں صرف 7 دن کا فیضان نماز کورس بھی ہے جس میں وضو، غسل اور نماز پڑھنے کا طریقہ سکھایا جاتا ہے اور اس کورس میں شرکت کر کے نماز سیکھی جاسکتی ہے۔

9 غلط ترجیحات: ہماری غلط ترجیحات بھی نمازی بننے میں رکاوٹ ہیں، عقل مند مسلمان دنیا پر آخرت کو ترجیح دیتا ہے، اگر ہم اپنی نیند، دوستوں کی بیٹھک، گھر والوں کے ساتھ گپ شپ کرنے اور دیگر چیزوں پر نماز کو ترجیح دینا شروع کر دیں تو ممکن ہی نہیں کہ ہم ایک بھی نماز قضا کرنے کی جرأت کریں۔

اے عاشقانِ رسول! اگر غور کیا جائے تو مزید کئی قسم کی رکاوٹیں سامنے آئیں گی، اب ہم پر لازم ہے کہ اپنی دنیا و آخرت سنوارنے کے لئے ان رکاوٹوں پر قابو پائیں۔ اللہ پاک ہمیں پکا نمازی بنائے۔ اِمِيْن بِجَاهِ النَّبِيِّ الْاَمِيْن صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ

(1) بخاری، 1/14، حدیث: 8(2) ان شرائط کی تفصیلات بہار شریعت، جلد 1، صفحہ 1036 تا 1043 میں دیکھئے (3) ابو داؤد، 1/188، حدیث: 430 (4) ابن ماجہ، 2/165، حدیث: 1397 (5) بہار شریعت، 1/434 (6) بخاری، 1/387، حدیث: 1142 (7) حیات حافظ ملت، ص 230 ملخصاً (8) احیاء العلوم، 1/206 (9) بخاری، 1/236 حدیث: 660۔

جو کارمینک، خراد یا ایسے پیشے سے وابستہ ہوتے ہیں جس میں کپڑے آلودہ ہو جاتے ہیں۔ ایسے تمام پیشہ ور محنت کش اسلامی بھائیوں کی بارگاہ میں مدنی التجا ہے کہ اپنا ایک پاک صاف سوٹ ساتھ رکھیں اور نماز کے وقت اُسے پہن کے نماز باجماعت کی پابندی فرمایا کریں۔ عموماً مزدور اسلامی بھائی صاف لباس میں ہی اپنے کام پر روانہ ہوتے ہیں، کام کاج کے کپڑے ساتھ لے کر جاتے ہیں، ایسی صورت حال میں نماز کے وقت باسانی کپڑے تبدیل کر کے نماز باجماعت ادا کی جاسکتی ہے۔

6 لمبی امیدیں: لمبی امیدیں نیکی کے کام میں غفلت کا سبب بنتی ہیں، انسان یہ سوچ کر اپنی نماز قضا کر دیتا ہے کہ ابھی زندگی کافی ہے، آخری عمر میں جا کر نمازی بن جاؤں گا وغیرہ وغیرہ یہ سب شیطان کے ڈھکوسلے ہیں، ایسے بھی بزرگانِ دین گزرے ہیں کہ جب نماز ادا کرتے تو اپنی ہر نماز کو آخری نماز تصور کر کے ادا فرماتے۔ حضرت حاتم اصم رحمۃ اللہ علیہ سے ان کی نماز کا حال دریافت کیا گیا، تو فرمایا: جب نماز کا وقت ہوتا ہے تو اچھی طرح وضو کرتا ہوں پھر اس مقام پر آتا ہوں جہاں نماز ادا کرنی ہے وہاں بیٹھ کر تمام اعضاء کو جمع کرتا ہوں یعنی انہیں حالتِ اطمینان میں لاتا ہوں۔ پھر میں نماز کے لئے کھڑا ہوتا ہوں تو کعبۃ اللہ کو اپنے سامنے رکھتا ہوں، پل صراط کو قدموں تلے، جنت کو سیدھی جانب، جہنم کو بائیں جانب اور ملک الموت کو اپنے پیچھے تصور کرتا ہوں۔ پھر اس نماز کو اپنی آخری نماز سمجھ کر خوف و امید کے ساتھ کھڑا ہوتا ہوں، بلند آواز سے تکبیر کہہ کر ترتیل کے ساتھ قرأت کرتا ہوں، پھر عاجزی کے ساتھ رکوع اور خشوع کے ساتھ سجود ادا کرتا ہوں۔ پھر اپنی اُلٹی سُرین پر بیٹھ کر سیدھا پیر کھڑا کر لیتا ہوں اور ساری نماز میں اخلاص کا خوب خیال رکھتا ہوں۔ پھر (بھی) میں نہیں جانتا کہ یہ نماز بارگاہِ الہی میں مقبول ہوئی یا نہیں؟⁽⁸⁾

7 گناہوں کی عادت: گناہوں کی شیطانی لذت میں مبتلا ہو کر انسان بہت سارے نیک اعمال سے محروم ہو جاتا ہے، دل کی سختی کی وجہ سے نیکی کی کوئی بات ایسے انسان پر اثر انداز نہیں ہوتی، اس کا نماز پڑھنے کو دل نہیں کرتا، مسجد میں چلا بھی جائے تو اسے

اور اپنے رب کریم سے حاجتیں مانگنے کا آسان ذریعہ ہے، دعا کی قبولیت اللہ پاک نے اپنے ذمہ کرم پر لی ہے چنانچہ ارشاد ہوتا ہے: ﴿أَدْعُونِي أَسْتَجِبْ لَكُمْ﴾ ترجمہ کنز الایمان: مجھ سے دعا کرو میں قبول کروں گا۔⁽²⁾

دعا کی دو قسمیں: ہم عموماً دو قسم کی دعائیں مانگتے ہیں، ایک وہ جس میں اپنی یا کسی اور کی بھلائی، خیر خواہی یا نفع شامل ہوتا ہے جیسے یا اللہ! مجھے نیک بنادے، یا اللہ! میری روزی میں برکت عطا فرما، یا اللہ! میرے بیٹے کو بیماری سے شفا دے، یا الہی ہمارا سارا قرضہ اُتر جائے وغیرہ، اور دوسری وہ دعا جو خود اپنے یا کسی اور کے خلاف مانگی جاتی ہے، اسے بددعا کہا جاتا ہے جیسے اللہ کرے اس کا ایک ٹیٹ ہو جائے، یہ ایک ایک روپے کا محتاج ہو جائے، اس کے گھر کو آگ لگ جائے، اس کا کاروبار تباہ ہو جائے، یہ اندھا ہو جائے، اس کے بدن میں کیڑے پڑیں وغیرہ۔ دونوں قسم کی دعاؤں کا ذکر قرآن پاک میں ان الفاظ میں کیا گیا ہے: ﴿وَيَدْعُ الْإِنْسَانُ بِالشَّرِّ دُعَاءَهُ بِالْخَيْرِ ۗ وَكَانَ الْإِنْسَانُ عَجُولًا﴾ ترجمہ کنز الایمان: اور آدمی برائی کی دعا کرتا ہے جیسے بھلائی مانگتا ہے اور آدمی بڑا جلد باز ہے۔⁽³⁾ یعنی اپنے لئے اور اپنے گھر والوں کے لئے اور اپنے مال کے لئے اور اپنی اولاد کے لئے اور غصہ میں آکر ان سب کو کوستار ہتا ہے اور ان کے لئے بددعائیں کرتا ہے۔ اگر اللہ تعالیٰ اس کی یہ بددعا قبول کر لے تو وہ شخص یا اس کے اہل و مال ہلاک ہو جائیں لیکن اللہ تعالیٰ اپنے فضل و کرم سے اس کو قبول نہیں فرماتا۔⁽⁴⁾

خود کو بددُعائے دو: اللہ پاک کے آخری نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بھی ہمیں اپنے آپ کو اور دوسروں کو بددُعائے دینے سے روکا ہے چنانچہ ارشاد فرمایا: تم نہ اپنے آپ کو بددُعادو، نہ اپنی اولاد کو بددُعادو اور نہ اپنے اموال کو بددُعادو، کہیں ایسا نہ ہو کہ یہ وہ گھڑی ہو جس میں اللہ پاک سے جس عطا کا بھی سوال کیا جائے تو وہ دعا قبول ہوتی ہو۔⁽⁵⁾ اب کسی کے لئے بددُعائے کرنا: تابعی بزرگ حضرت سیدنا سعید بن جبیر رحمۃ اللہ علیہ کے پاس ایک مرغا تھا، (رات کے وقت) جب وہ اذان دیتا تو آپ اُٹھ کر نماز پڑھتے تھے، ایک رات مرغ نے اذان نہ دی تو آپ نماز کے لئے بیدار نہ ہو سکے، صبح آپ کو اس معاملے کا



بددعائیں کیوں؟

کم و بیش 12 سو سال پہلے کے بزرگ حضرت سیدنا معروف کرخی رحمۃ اللہ علیہ کچھ لوگوں کے ساتھ دریائے دجلہ کے کنارے جا رہے تھے کہ راستے میں ایک گروپ ڈانس پارٹی اور شراب نوشی وغیرہ میں مصروف تھا۔ یہ دیکھ کر آپ کے ساتھیوں نے عرض کی: دعا کیجئے کہ اللہ ان کو غرق کر دے۔ آپ نے ہاتھ اٹھا کر کہا: یا اللہ! جس طرح یہ اس جہاں میں عیش اور خوشی سے زندگی گزار رہے ہیں اگلے جہان یعنی آخرت میں بھی انہیں عیش نصیب فرما۔ آپ کے ساتھیوں نے عرض کی کہ حضور! آپ نے جو دعا کی ہے اس میں کیا راز ہے، ہم سمجھ نہیں سکے؟ آپ نے فرمایا: جس سے دعا کی ہے وہ اس راز کو جانتا ہے۔ تھوڑی ہی دیر گزری تھی کہ وہ نوجوان شراب و رباب پھینک کر آپ کی خدمت میں حاضر ہو گئے اور آپ کے ہاتھ پر بیعت کر کے بُرے کاموں سے تائب ہو گئے۔ اس کے بعد آپ نے اپنے ساتھیوں سے مخاطب ہو کر فرمایا: تم نے دیکھا کہ غرق ہوئے اور تکلیف پہنچے بغیر ہی ہمیں ہماری مراد حاصل ہو گئی۔⁽¹⁾

ماہنامہ فیضانِ مدینہ کے قارئین! دعا ہماری زندگی کی اہم عبادت

بڑا صدمہ پہنچا، آپ نے کہا: آج مرغ کو کیا ہو گیا؟ اللہ اس کی آواز ختم کر دے چنانچہ اس کے بعد کبھی کسی نے اس مرغ کی آواز نہیں سنی۔ آپ کی والدہ نے فرمایا: بیٹا! اب کبھی کسی کے لئے بددُعامت کرنا۔⁽⁶⁾

ہم بددُعایوں کرتے ہیں؟ اسلامی تعلیمات کے مطابق مسلمان ایک جسم کی مانند ہیں جس کے ایک حصے میں تکلیف ہوتی ہے تو درد پورا بدن محسوس کرتا ہے تو پھر کیا وجہ ہے کہ ایک مسلمان دوسرے مسلمان کے خلاف دعا کرنے لگتا ہے! دیکھا جائے تو اس کا سبب غصہ، حسد (جیلیسی)، بغض و کینہ اور سامنے والے کا ظالم اور گناہوں میں مبتلا ہونا ہو سکتا ہے۔

غیر مسلم کے لئے بددُعَا: اگر کسی کافر کے ایمان نہ لانے پر یقین یا ظن غالب ہو اور اس کے جینے سے دین کا نقصان ہو تو ایسے شخص پر بددُعَا (یعنی مرنے کی دعا کرنا) دُرُست ہے۔⁽⁷⁾

مسلمان کے لئے بددُعَا: اس کی چند صورتیں ہیں: 1 سنی مسلمان اگر کسی پر ظالم نہیں تو اس کے لئے بددُعَا نہ چاہئے بلکہ دعائے ہدایت کی جائے کہ جو گناہ کرتا ہے چھوڑ دے، اور اگر ظالم ہے اور مسلمانوں کو اس سے ایذا (یعنی تکلیف) ہے تو اس پر بددُعَا میں حرج نہیں، وھو تعالیٰ اعلم۔⁽⁸⁾ 2 کسی مسلمان کو یہ بددُعَا کہ تجھ پر خدا کا غضب نازل ہو اور تو آگ یا دوزخ میں داخل ہو! نہ دے کہ حدیث شریف میں اس کی ممانعت وارد ہے۔⁽⁹⁾ 3 کسی ظالم سے امید توبہ اور ترکِ ظلم کی نہ ہو اور اس کا مرنا تباہ ہونا خَلْق (یعنی مخلوق) کے حق میں مفید ہو، ایسے شخص پر بددُعَا دُرُست ہے۔⁽¹⁰⁾

4 ظالم کے خلاف دعا کرنے والا اپنا بدلہ لے لیتا ہے، چنانچہ سلطان بحر و بر صلی اللہ علیہ والہ وسلم کا فرمان عالیشان ہے: **مَنْ دَعَا عَلَيَّ مَنْ ظَلَمْتَهُ، فَقَدْ اِنَّصَمَّ** ترجمہ: جس نے اپنے اوپر ظلم کرنے والے کے خلاف بددُعَا کی تو اس نے اپنا بدلہ لے لیا۔⁽¹¹⁾ 5 جس نے کسی پر ظلم کیا ہو تو وہ اتنی ہی بددُعَا دے جتنا اُس نے ظلم کیا ہے، اس سے آگے مت بڑھے، اور اگر اس کی طرف سے ملنے والی تکلیف پر صبر کرے اور درگزر سے کام لے تو یہ اس کے لئے زیادہ بہتر ہے۔ چور کو بددُعَا دینے سے روکا: حضرت سیّدنا ربيع بن خدیثم رحمۃ اللہ علیہ نماز پڑھ رہے تھے کہ کسی نے ان کا گھوڑا چوری کر لیا، جس کی قیمت

بیس ہزار درہم تھی۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اسے پکڑنے کے لئے نہ تو نماز توڑی نہ ہی پریشان ہوئے۔ کچھ لوگ تسلیٰ دینے آئے تو فرمایا: میں نے اسے رسی کھولتے دیکھ لیا تھا۔ عرض کی گئی: آپ نے اُسے بھگایا کیوں نہیں؟ فرمایا: میں گھوڑے سے زیادہ پسندیدہ کام یعنی نماز میں مصروف تھا۔ لوگ چور کے لئے بددُعَا کرنے لگے تو فرمایا: اسے بددُعَا نہ دو اور اچھی بات کرو کیونکہ میں اپنا گھوڑا اس پر صدقہ کر چکا ہوں!⁽¹²⁾ 6 ظالم کے خلاف بددُعَا کرنا چاہے تو اس کے اہل خانہ کو اس میں شامل نہ کرے جب تک کہ وہ ظالم کے ظلم کے ذمہ دار اور اس کے ساتھ شریک نہ ہوں۔

مظلوم کی بددُعَا سے بچو: ہمیں ظلم کرنے اور مظلوم کی بددُعَا سے بچنا چاہئے، سرور کائنات صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ”مظلوم کی بددُعَا سے بچو کیونکہ وہ اللہ تعالیٰ سے اپنا حق مانگتا ہے اور اللہ تعالیٰ کسی حقدار کو اس کے حق سے منع نہیں کرتا۔“⁽¹³⁾ ایک اور مقام پر ارشاد فرمایا، ”مظلوم کی بددُعَا مقبول ہے اگرچہ وہ فاجر (یعنی گناہگار) ہی کیوں نہ ہو کیونکہ اس کا فُجور تو اس کی اپنی جان پر ہے۔“⁽¹⁴⁾

ظالم کا پیٹ پھٹ گیا: حضرت سیّدنا عبدالمطلب بن ربیعہ بن حارث رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں: بنی کینانہ کا ایک شخص زمانہ جاہلیت میں اپنے چچا کے بیٹے پر ظلم کرتا تھا۔ اس نے اسے اللہ اور اپنی رشتہ داری کے واسطے دیئے مگر وہ ظلم کرتا رہا۔ اس لڑکے نے حرم شریف میں داخل ہو کر دُعَا مانگی: اے اللہ! میں تجھ سے ایک مجبور شخص کی طرح دعا کرتا ہوں کہ تو میرے چچا کے بیٹے کو ایسی بیماری میں مبتلا کر جس کا کوئی علاج نہ ہو۔ جب وہ لڑکا واپس آیا تو اس کے چچا کا بیٹا پیٹ کے مرض میں مبتلا تھا، اس کا پیٹ مشکیزے کی طرح پھول کر پھٹ گیا۔⁽¹⁵⁾

اللہ کریم ہمیں دعائے خیر کرنے اور لینے کی توفیق عطا فرمائے۔

اٰمِیْنُ بِجَاہِ النَّبِیِّ الْاَمِیْنِ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم

(1) تذکرۃ الاولیاء، 1/242 مخطوط (2) پ 24، المؤمن: 60 (3) پ 15 بنی اسرائیل: 11

(4) خزائن العرفان، ص 527 (5) مسلم، ص 1226، حدیث: 3009 (6) حلیۃ الاولیاء،

303/4 (7) فضائل دعاء، ص 187 (8) فتاویٰ رضویہ، 23/182 (9) فضائل دعاء، ص 203

(10) فضائل دعاء، ص 187 (11) ترمذی، 5/324، حدیث: 3563 (12) احیاء العلوم،

349/4 (13) کنز العمال، 2/200، حدیث: 7594 (14) الترغیب والترہیب، 3/130،

حدیث: 18 (15) درمنثور، 1/302۔

نشہ اور اس کے نقصانات

یارخان علیہ رحمۃ اللہ فرماتے ہیں: جو چیز بھی نشہ دے (وہ پتلی ہو جیسے شراب (یا) خشک ہو جیسے افیون، بھنگ، چرس وغیرہ، وہ حرام ہے۔ (مرآۃ المناجیح، 5/329) **نشہ کے بڑے بڑے نقصانات** نشہ کسی بھی چیز کا ہو نقصان ہی دیتا ہے، چاہے شراب کا ہو یا بھنگ، ہیروئن، چرس، افیون وغیرہ کا۔ چند نقصانات ملاحظہ ہوں: **صحت کی بربادی** نشہ کے عادی شخص کو طرح طرح کی بیماریاں گھیر لیتی ہیں، معدہ، جگر اور گردے زیادہ متاثر ہوتے ہیں، اسے کھانے کی پرواہ نہیں رہتی، دھیرے دھیرے اس کا جسم کمزور اور کابل ہو جاتا ہے۔ بالآخر وہ بسترِ مرض پر لیٹ جاتا ہے، اس کا مستقل علاج نہیں ہو پاتا کیونکہ وہ نشہ چھوڑنے پر تیار نہیں ہوتا، انجام کار بقیہ زندگی ”زندہ لاش“ بن کر گزارنے پر مجبور ہو جاتا ہے۔ **سکانے کے لائق نہیں رہتا** ابتدا میں چند گھونٹ پینے یا ایک آدھ کش لگانے والے ایک دن ”نشہ کے ناسور“ میں ایسے گرفتار ہوتے ہیں کہ انہیں مرتے دم تک رہائی نصیب نہیں ہوتی، نشہ کی بدولت سستی اور بے پروائی انسان پر غالب ہو جاتی ہے، وہ تھکن اور غنودگی کا شکار رہتا ہے، نشہ مل گیا تو اس کے جسم میں کرنٹ دوڑ جاتا ہے نہ ملا تو

ایک نیک شخص کو شیطان دکھائی دیا تو اس سے کہا: میں تجھ سے کچھ پوچھنا چاہتا ہوں؟ شیطان کہنے لگا: پوچھو! کیا پوچھنا چاہتے ہو؟ نیک شخص نے پوچھا: انسان کو ہلاک و برباد کرنے میں تمہارے لئے سب سے زیادہ مددگار شے کیا ہے؟ ابلیس نے کہا: نشہ ہمارا سب سے کامیاب وار ہے کیونکہ جب کوئی شخص نشہ میں ہوتا ہے تو وہ ہم سے بچ نہیں سکتا، ہم جو چاہتے ہیں اس سے کرواتے ہیں ہم اس سے ایسے کھیلتے ہیں جیسے بچے گیند سے کھیلتے ہیں۔

(عیون الحکایات، ص 400 ملخصاً)

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! نشہ کے ناسور نے ہمارے معاشرے کی ایک تعداد بالخصوص نوجوانوں کو اپنی لپیٹ میں لے رکھا ہے۔ افسوس کی بات ہے کہ موجودہ دور میں جس طرح آسانی سے پیزا (Pizza) اور برگر دستیاب ہے اسی طرح نشہ آور چیزیں (منشیات) بھی لوگوں کی پہنچ میں ہیں۔ **نشہ سے منع فرمایا** حضور نبی پاک، صاحبِ لولاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ہر مُسکس و مُفتر (یعنی نشہ آور اور عقل میں فُتور ڈالنے والی) چیز سے منع فرمایا ہے۔ (ابوداؤد، 3/461، حدیث: 3686) **ہر نشہ حرام ہے** حکیم الامت مفتی احمد

بتایا کہ اس کا انتقال ہوئے تو کئی گھنٹے گزر چکے ہیں۔ موت کی وجہ جاننے کے لئے پوسٹ مارٹم ہوا تو پتا چلا کہ یہ نوجوان **ہیروئن** کا عادی تھا اور ہیروئن کی زیادہ ڈوز (مقدار) لینے کی وجہ سے اس کی موت واقع ہو گئی۔ (ایکسپریس نیوز آن لائن)

جوان بیٹے کی اچانک موت پر اس کے والد کا کیا حال ہوا ہوگا ہر صاحبِ اولاد سمجھ سکتا ہے۔ افسوس! ہر مہینے سینکڑوں نوجوان نشے کی وجہ سے موت کے گھاٹ اتر جاتے ہیں! اللہ عَزَّوَجَلَّ ہمیں اس سے کوسوں دُور رکھے۔ نشہ کرنے والے شروع شروع میں گھر والوں سے چھپ کر نشہ کرتے ہیں، پھر جب گھر والوں کو اس کا پتا چلتا ہے تو پانی سر سے گزر چکا ہوتا ہے۔ ایسے حالات میں والدین ڈانٹ ڈپٹ، مار پیٹ، سخت سماجت، نصیحت و ملامت جیسے حربے استعمال کرتے ہیں کہ کسی طرح اپنے پیارے کو نشے سے باز رکھ سکیں لیکن اکثر ناکامی ہوتی ہے کیونکہ نشہ کرنے والے کو جب نشے کی طلب ہوتی ہے تو اسے کچھ یاد نہیں رہتا۔

صحت مند افراد ہی صحت مند معاشرے (Society) کی بنیاد ہوتے ہیں اور نشہ اس کی بنیادوں کو کھوکھلا کر دیتا ہے۔ دنیا میں اس وقت کروڑوں لوگ نشے کی عادت میں مبتلا ہیں، صرف ہمارے ملک پاکستان میں منشیات کے عادی افراد کی تعداد لاکھوں میں ہے اور اس میں تیزی سے اضافہ ہو رہا ہے، اقوام متحدہ (UNO) کی طرف سے کئے گئے ایک سروے کے مطابق پاکستان میں نشہ کرنے والوں کی تعداد 67 لاکھ سے زیادہ ہے۔ نشہ کرنے والوں کی عمریں 15 سال سے لے کر 64 سال تک کے درمیان ہیں۔ نشہ کرنے والوں میں عورتیں بھی شامل ہیں۔ (بی بی سی اردو نیوز)

نشہ کرنے کی وجوہات

سوچنے کی بات یہ ہے کہ اتنی بڑی تعداد میں لوگ نشے کی عادت میں کیوں مبتلا ہو جاتے ہیں؟ اس کی چند وجوہات ممکن ہیں:

(1) علم و عمل کی کمی علم دین، اللہ و رسول عَزَّوَجَلَّ وصال اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی اطاعت کی طرف بلاتا ہے اور باعمل مسلمان کے لئے اتنی ہی بات کافی ہوتی ہے کہ اس چیز سے اللہ و رسول عَزَّوَجَلَّ

اس کا جسم ٹوٹنے لگ جاتا ہے، ایسے میں وہ نوکری یا کاروبار کے قابل نہیں رہتا، بالآخر کوڑی کوڑی کا محتاج ہو جاتا ہے۔ **عزت** کا جنازہ نشے باز کی عزت و غیرت کا جنازہ نکل جاتا ہے، شریف لوگ اس کا اپنے گھر آنا، اس کے پاس بیٹھنا، اسے قرض دینا، اس کی مالی مدد کرنا پسند نہیں کرتے، اپنے بچوں کو اس کے ساتھ اٹھنے بیٹھنے نہیں دیتے کہ کہیں وہ انہیں بھی نشے کا عادی نہ بنا دے۔

اسے معاشرے میں اچھے الفاظ سے یاد نہیں کیا جاتا۔ **گھریلو زندگی** کا سکون برباد ہونا نشے باز کو کسی کے دکھ سکھ کی پرواہ نہیں رہتی، اس کی حرکتوں سے اس کے بیوی بچے، ماں باپ، بہن بھائی بھی تنگ آجاتے ہیں۔ نشے باز اپنا نشہ پورا کرنے کے لئے بعض اوقات بیوی کا زیور اور بیٹیوں کا جہیز تک بیچ ڈالتے ہیں۔ نام نہاد ”سکون“ کے مُتلاشیوں کو یہ بھی احساس نہیں ہوتا کہ ان کی حرکتوں کا ان کے بیٹے یا بیٹی پر کیا اثر پڑے گا! ایک وقت آتا ہے کہ گھر میں اسے کوئی بھی گھاس نہیں ڈالتا یوں اس کی گھریلو زندگی تباہ ہو جاتی ہے۔ سچ تو یہ ہے کہ نشہ کا زہر صرف نشے باز کو ہی نہیں اس کے گھرانے کو بھی مار ڈالتا ہے۔ **عبرت ناک خبر** پنجاب پاکستان کے ایک گاؤں میں نشے کے عادی باپ نے اپنی بیوی کو نشہ کے لئے بیوی کے والدین سے رقم نہ لانے کی سزا اس طرح دی کہ رات کے اندھیرے میں اپنی تین بیٹیوں کا گلا دبا کر قتل کر دیا۔ ملزم نے اپنی بیوی کو بھی ٹوکے کے پے در پے وار کر کے شدید زخمی کر دیا۔ (نوے وقت آن لائن)

جرائم کا ارتکاب چوری، ڈکیتی اور جوئے جیسے جرائم کا ارتکاب کرنے والے بارہا نشے کے عادی نکلتے ہیں۔ بوڑھے ماں باپ یا دیگر عزیز واقارب ان کی ضمانتوں کے لئے تھانے کچھریوں کے دھکے کھانے پر مجبور ہوتے ہیں۔

ایک بزنس مین کا نوجوان بیٹا (عمر تقریباً 21 سال) لاہور کی ایک مشہور یونیورسٹی میں بی بی سی ایس آنرزز (Bcs.Hons.) کا طالب علم تھا، وہ جمعہ کی شام ہاسٹل (Hostel) سے نکلا اور اتوار کو واپس آیا اور اپنے کمرے میں بند ہو گیا۔ اگلی صبح کافی دیر تک جب وہ باہر نہ نکلا تو مجبوراً انتظامیہ نے دروازہ کھولا۔ نوجوان بیڈ (Bed) پر بے سدھ پڑا تھا، اسے فوراً اسپتال لے جایا گیا جہاں ڈاکٹروں نے

وَصَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ نے منع فرمایا ہے۔ علم دین کی کمی کی وجہ سے انسان بہت سی بُرائیوں میں مبتلا ہو سکتا ہے جن میں سے ایک نشہ بھی ہے۔ (2) انجام سے غافل ہونا نشے کی عادت میں پڑنے کا ایک سبب اس کے بھیانک انجام سے غفلت اور دینی، دنیوی اور طبی نقصانات سے بے خبری بھی ہے۔ ظاہر ہے کہ جب کسی چیز کے نقصانات کا علم نہ ہو تو انسان اس سے بچنے کی کوشش کیونکر کرے گا! (نشے کے نقصانات پہلی قسط میں بیان ہو چکے ہیں)

(3) آسانی سے دستیاب ہونا نشے کا آسانی سے مل جانا بھی نشے کے عام ہونے کی ایک وجہ ہے۔ پاکستان کے قانون ساز ادارے سینیٹ (senate) کی ایک کمیٹی کو دی گئی بریفنگ کے مطابق صرف اسلام آباد کے پرائیویٹ اسکولوں کے 44 سے 53 فیصد اسٹوڈنٹس منشیات کے عادی ہیں جن میں 16 سال تک کے بچے شامل ہیں، یہ بچے اسکول کے عملے، کینٹین، ساتھی طالب علموں اور اسکول کے سامنے موجود ٹھیلوں سے شراب، چرس، ہیروئن، کوکین اور گولیاں خرید کر استعمال کرتے ہیں۔ یہ عموماً خوشحال گھرانوں کے بچے ہوتے ہیں چنانچہ پیسہ ان کا ایٹو (Issue) نہیں۔ ایک مشہور یونیورسٹی کے ڈین نے انکشاف کیا کہ یونیورسٹی میں کھلے عام منشیات سپلائی ہو رہی ہے جبکہ شراب تو یاری دوستی میں مفت پلائی جاتی ہے۔ (ایکپریس نیوز آن لائن) (4) تفریح کے طور پر نشہ کرنا نشے کا آغاز تفریحاً بھی کیا جاتا ہے، شروع شروع میں انسان کسی کی دیکھا دیکھی موج مستی کے لئے تھوڑا بہت نشہ کرتا ہے مگر کچھ ہی عرصے بعد اس کا جسم نشے کی کم مقدار پر تسکین نہیں پاتا چنانچہ وہ مجبوراً نشے کی مقدار کو بڑھا دیتا ہے اور بالآخر نشہ باز تباہی کے دہانے پر جا کھڑا ہوتا ہے۔ (5) بُری صحبت منشیات کے عادیوں کی بڑی تعداد بُری صحبت کی وجہ سے نشے میں مبتلا ہوتی ہے۔ پہلے پہل اسے نشہ مفت فراہم کیا جاتا ہے کہ آزما کر تو دیکھو غم ڈور ہو جائیں گے، دکھ درد بھول جاؤ گے، ہواؤں میں اڑنے لگو گے وغیرہ وغیرہ۔ ان کی باتوں میں آکر جب ایک مرتبہ نشہ آور چیز استعمال کر لیتا ہے تو نشے کے جال میں ایسا پھنستا ہے کہ بعض اوقات مرتے دم تک رہائی نصیب نہیں ہوتی۔

(6) ڈپریشن زندگی نشیب و فراز کا نام ہے، کبھی خوشی تو کبھی غم،

لیکن پریشانیوں، دشواریوں اور مشکلوں کو اپنے ذہن پر سوار کر لینے والے ڈپریشن (ذہنی دباؤ) کا شکار ہو جاتے ہیں پھر کئی لوگ ذہنی سکون پانے کے لئے منشیات کا سہارا لیتے ہیں اور وقتی طور پر اپنے اعصاب کو سُلا کر مطمئن ہو جاتے ہیں کہ ہمیں مایوسیوں کا علاج مل گیا ہے مگر یہ ان کی غلط فہمی ہوتی ہے۔ نشہ انسان کے اعصاب پر اثر انداز ہو کر آہستہ آہستہ فکر و عمل کی طاقت چھین لیتا ہے پھر نشے باز کی دنیا بھی بگڑتی ہے اور آخرت بھی۔

(7) کثرتِ مال ایک شخص کثرتِ مال کی وجہ سے فارغ البال ہو، کھانے پینے کی بے فکری ہو، ہر طرح کی آسائش سے حاصل ہو، کرنے کے لئے کوئی کام نہ ہو تو بطور فیشن نشے کو شروع کرنے والا ایسا شخص نہ صرف اپنی صحت (Health) کو برباد کرتا ہے بلکہ گھر بار اور کاروبار سے بھی توجہ ہٹا لیتا ہے۔ (8) غربت جہاں سونے کا چمچ منہ میں لے کر پیدا ہونے والے نشہ کی لت میں مبتلا ہو جاتے ہیں وہاں بے روزگاری کے ہاتھوں تنگ آئے افراد بھی ایسے لوگوں کے ہتھے چڑھ جاتے ہیں جو ایک طرف انہیں طرح طرح کے خواب دکھا کر منشیات فروشی کے دھندے میں ملوث کر دیتے ہیں اور دوسری طرف انہیں منشیات کا عادی بنا کر ان کی زندگی تباہ کر دیتے ہیں۔ (9) گھریلو ناچاقتیاں والدین کا ایک دوسرے سے مستقل جھگڑا، گھر میں خانہ جنگی کی کیفیت، نفسا نفسی کا عالم اولاد کے حق میں زہر قاتل ہوتا ہے۔ والدین کی محبت کے ترسے ہوئے یہ کم سن نوجوان اس ماحول کی تلخی کو نشے کی جھوٹی حلاوت (Sweetness) سے دور کرنے کی کوشش کرتے ہیں اور تباہی کے گڑھے میں جا گرتے ہیں۔

بیٹھے بیٹھے اسلامی بھائیو! ہم میں سے ہر ایک کو چاہئے کہ وہ خود بھی نشے سے دور رہے اور دوسروں کو بھی اس سے بچائے اور بد قسمتی سے جو اس مصیبت میں گرفتار ہو چکا ہے وہ جلد از جلد سچی توبہ کرے، اپنا علاج کروائے اور اس سے چھٹکارے کی کوشش کرے، اگر خود علاج نہ کروائے تو گھر والوں کو چاہئے کہ اس کے مستقل علاج کے ساتھ ساتھ اسے اچھی صحبت بھی فراہم کریں۔ عاشقانِ رسول کی مدنی تحریک دعوتِ اسلامی سے وابستہ ہو جانا بھی اچھی صحبت حاصل کرنے کا ایک بہترین ذریعہ ہے۔

ہماری عاداتیں

Our Habits

بولتے ہیں کہ سننے والے کو سمجھ ہی نہیں آتی (5) **چلنے کی عادت:** بعضوں کا چلنے کا انداز باوقار، مہذب اور درمیانی رفتار والا ہوتا ہے جبکہ بعض سینہ کھولے ادھر ادھر، اوپر نیچے، دائیں بائیں دیکھتے ہوئے حواس باختہ ہو کر بہت تیزی سے چلتے ہیں (6) **محسوس کرنے کی عادت:** بعض بڑی سی بڑی بات بھی محسوس (Feel) نہیں کرتے جبکہ کچھ لوگ چھوٹی چھوٹی باتوں پر رُوٹھ کر بیٹھ جاتے ہیں (7) **معافی مانگ لینے کی عادت:** بعضوں میں اپنی غلطیوں (Mistakes) کو تسلیم کر کے معافی مانگنے کا حوصلہ ہوتا ہے جبکہ کچھ لوگ معافی تو دُور کی بات اپنی غلطی ماننے سے ہی انکار کر دیتے ہیں (8) **سیکھنے کی عادت:** بعضوں کو کچھ نیا سیکھنا بہت دُشوار ہوتا ہے وہ یہ کہہ کر جان چھڑا لیتے ہیں کہ ہم سیکھے ہوئے ہیں ہمیں مت سکھاؤ جبکہ کچھ لوگ عمر کے کسی بھی حصے میں سیکھنے کے لئے تیار رہتے ہیں (9) **سننے کی عادت:** بعضوں کو صرف اپنے مطلب کی بات سننے میں دلچسپی ہوتی ہے، ایسے لوگ کئی اہم باتوں کو اہمیت نہیں دیتے بعض اوقات بات کاٹ کر اپنی ہانکنا شروع کر دیتے ہیں، جب کہ کچھ لوگ دوسروں کی جائز باتیں غور سے سنتے ہیں جس کے نتیجے میں دوسرے بھی انہیں توجہ سے سنتے ہیں (10) **جلد بازی کی عادت:** ٹھہراؤ اور بُردباری (برداشت) کسی کسی کو نصیب ہوتی ہے ورنہ عموماً لوگ ہوا کے گھوڑے پر سوار ہوتے ہیں ہر کام میں جلدی مچاتے ہیں اور اکثر نقصان اٹھاتے ہیں (11) **رعب جمانے کی عادت:** بعضوں کی عادت ہوتی ہے کہ دوسروں کو کمزور دیکھ کر اپنی طاقت کا رُعب جھاڑنے لگتے ہیں، اگر سیر کو

بیٹھے بیٹھے اسلامی بھائیو! کچھ کام ایسے ہوتے ہیں جو ہم کبھی کبھار کرتے ہیں اور کچھ کام وہ ہوتے ہیں جو ہم بار بار کرتے ہیں، کسی کام کو بار بار کرنا ہماری عادت (Habit) کہلاتا ہے، پھر عادتیں اچھی بھی ہوتی ہیں اور بُری بھی!

عادتوں کی 25 اقسام

عادتیں کئی طرح کی ہوتی ہیں مثلاً: (1) **سوچنے کی عادت:** یہ عادت مثبت (Positive) بھی ہو سکتی ہے اور منفی (Negative) بھی، کچھ لوگوں کو کیسی ہی اچھی چیز کیوں نہ دکھادیں وہ غلط رائے ہی قائم کرتے ہیں اور بعض کو نقصان پہنچ جائے تو بھی وہ اس میں خیر (بھلائی) کا پہلو تلاش کر لیتے ہیں (2) **کھانے پینے کی عادت:** بعض لوگ زندہ رہنے کے لئے کھاتے ہیں اور بعض کھانے کے لئے زندہ رہتے ہیں، چنانچہ بعض لوگ بے تکے انداز میں کھاتے پیتے ہیں تو بعض مہذب انداز میں! چنانچہ ہر ایک کے کھانے پینے کی عادت میں فرق ہوتا ہے (3) **ردِ عمل کی عادت:** ایک دم خوشخبری ملے یا غم ناک خبر! بعضوں کا ردِ عمل (Reaction) نپاٹلا ہوتا ہے اور وہ پہلے سوچتے ہیں پھر ردِ عمل دیتے ہیں، جبکہ بعض خوشی ملنے پر آپے سے باہر ہو کر عجیب و غریب حرکتیں کرتے ہیں جبکہ غم کی خبر سننے پر ہوش کھو بیٹھتے ہیں (4) **بولنے کی عادت:** بعض ایسی پست آواز میں گفتگو کرتے ہیں کہ کان منہ کے قریب لے جانا پڑتا ہے اور بعض ایسی بلند آواز میں گفتگو کرتے ہیں کہ گویا دوسری گلی میں کسی سے بات کر رہے ہیں، بعضوں کے کلام کی رفتار (Speed) بہت آہستہ ہوتی ہے کہ سننے والا تھک جاتا ہے اور بعض اتنا تیز

پھیلانے کی عادت: حالات ہمیشہ ایک جیسے نہیں رہتے، کبھی دن بڑے ہوتے ہیں تو کبھی راتیں! مشکل حالات میں مایوس ہو جانے سے مسئلہ حل نہیں ہوتا لیکن بعض لوگوں کو مایوسی پھیلانے کی عادت ہوتی ہے، یہ انسان کی ہمت بڑھانے کے بجائے بڑی مہارت سے بتاتے ہیں کہ مسائل حل کرنے کے لئے کی جانے والی کوشش کس کس طرح ناکام ہو سکتی ہے!

(21) ٹالنے کی عادت: بعضوں کو کیسا ہی آسان کام بولا جائے وہ اتنا کم حوصلہ رکھتے ہیں کہ فوری اس کام کو کر ہی نہیں سکتے اور ٹالنے ہی کو عافیت جانتے ہیں **(22) خود غرضی کی عادت:** بعضوں کا دل بہت تھوڑا ہوتا ہے انہیں ہر اچھے کام میں بھی اپنا مفاد عزیز ہوتا ہے **(23) سوشل میڈیا کے استعمال کی عادت:** آج کل جسے دیکھو سوشل میڈیا کا شائق دکھائی دیتا ہے، ہر دو منٹ بعد چیک کرتے ہیں، لائک (Like) کرتے ہیں، کمنٹس (Comments) دیتے ہیں، ایسے لوگ گھر دفتر کاروبار ہر جگہ اپنا وقت ہی ضائع کرتے نظر آتے ہیں **(24) پان گٹکا کھانے کی عادت:** ایسے لوگوں کی بھی ایک تعداد ہے، جو اس کا نقصان اٹھاتی ہے **(25) فضول خرچی کی عادت:** بعضوں کو ہزار دیں یا لاکھ یا پھر کروڑ روپے! انہوں نے حسب عادت فضول خرچی ہی کرنا ہوتی ہے، جو لوگ چادر دیکھ کر پاؤں نہیں پھیلاتے بالآخر نقصان اٹھاتے ہیں۔

بیٹھے بیٹھے اسلامی بھائیو! یہ چند عادتیں بطور نمونہ گنوائی ہیں، اگر ہم کامیاب ہونا چاہتے ہیں تو ہمیں چاہئے کہ اچھی عادتیں اپنائیں رکھیں اور بُری عادتیں چھوڑ دیں۔ ”بُری عادتیں کیسے چھوڑی جائیں؟“ یہ جاننے کے لئے ”ماہنامہ فیضانِ مدینہ (شعبان المعظم 1439ھ)“ کا انتظار کیجئے۔

مری عادتیں ہوں بہتر بنوں سنٹوں کا پیکر

مجھے مُتقی بنانا مدنی مدینے والے

(وسائلِ بخشش فرم، ص 428)

کبھی سوا سیر مل جائے تو ان کا سارا رعب جھاگ کی طرح بیٹھ جاتا ہے **(12) گھریلو معاملات سے کنارہ کش رہنے کی عادت:** گھر میں جھگڑا ہو یا کسی اہم بات کا فیصلہ، بعض لوگ گھریلو معاملات سے بالکل الگ تھلگ رہتے ہیں، بچے کیا پڑھ رہے ہیں؟ کیا سُن رہے ہیں؟ کیسے دوستوں کے ساتھ اُٹھ بیٹھ رہے ہیں؟ ان کو پرواہ نہیں ہوتی یہ سمجھتے ہیں کہ گھر کے اخراجات کی رقم دینے کے بعد ان کی ذمہ داری ختم ہو گئی ہے۔ **(13) لیٹ ہونے کی عادت:** بعضوں کو تاخیر سے پہنچنے کی ایسی عادت ہوتی کہ دعوت، شادی، دفتر، ایئر پورٹ، اسٹیشن! یہ ہر جگہ لیٹ ہی پہنچتے ہیں **(14) دخل اندازی کی عادت:** بعضوں کو دخل اندازی (Interfere) کی ایسی عادت پڑ جاتی ہے کہ گھر ہو یا انتظار گاہ! ٹرین، بس ہو یا جہاز! یہ دوسروں کے معاملات میں ضرور ٹانگ اڑاتے ہیں اور بعض اوقات بے عزت بھی ہو جاتے ہیں **(15) علاج بتانے کی عادت:** بعض لوگ بغیر فیس، بغیر ڈگری کے ڈاکٹر بن کر گھومتے ہیں اور جہاں کسی کو سردرد یا کسی اور بیماری وغیرہ میں مبتلا دیکھا جھٹ سے علاج بتا دیتے ہیں حالانکہ غیر طبیب کو علاج کرنا یا بتانا حرام ہے **(16) بن مانگے مشورہ دینے کی عادت:** بعض لوگ جیب میں مشورے لے کر پھرتے ہیں کوئی مانگے نہ مانگے! مانے نہ مانے یہ اپنا مشورہ ایسے پیش کرتے ہیں کہ اگر ان کے مشورے پر عمل نہ ہو تو گویا آسمان ٹوٹ پڑے گا **(17) حوصلہ شکنی کی عادت:** بعضوں نے کسی کی پیٹھ تھپکنا (حوصلہ افزائی کرنا) سیکھا ہی نہیں ہوتا کوئی کیسی ہی اچھی کارکردگی دکھائے یہ اس میں بھی کیڑے نکال کر حوصلہ شکنی شروع کر دیتے ہیں **(18) شکایتوں کی عادت:** بعضوں کو دوسروں کی شکایت کرنے کی ایسی عادت ہوتی ہے کہ گھر، اسکول، کالج، دفتر کسی جگہ باز نہیں رہتے **(19) تنقید کی عادت:** تنقید کس پر کون کس انداز سے کرے! یہ ایک گُر ہے جس کو آجائے تو بہت ہی اچھا ہے لیکن بعض لوگ اناڑی سَر جَن کا کردار ادا کرتے ہیں اور ہر وقت دوسروں پر تنقید کے تیر برساتے نظر آتے ہیں **(20) مایوسی**

بُری عاداتیں

کیسے چھوڑی جائیں؟

کام کر کے خوشی محسوس کرتا ہوں؟ ③ عادتوں کی شناخت کیلئے اپنے کسی دوست یا شریک حیات (Life Partner) کی بھی مدد لی جاسکتی ہے کیونکہ بعض اوقات اپنی کانٹ چھانٹ کر نامشکل کام ہوتا ہے ④ اپنی ترجیحات (Priorities) طے کر لیجئے، اس کیلئے بُری عادتوں کی ایک لسٹ بنالیں اور ان میں سے جو عادتیں پہلے درست کرنا ضروری ہیں انہیں شروع میں رکھئے، جیسے نمازیں چھوڑنے کی عادت ہے تو سب سے پہلے اس عادت کو بدلئے اور توبہ کر کے نماز پڑھنا شروع کر دیجئے اور جو چھوٹ چکیں ان کا حساب لگا کر انہیں بھی ادا کر لیجئے ⑤ ایک ساتھ ساری عادتیں تبدیل کرنا دشوار ترین ہے، انسان ہمت بھی ہار جاتا ہے کہ میں نہیں بدل سکتا! اس لئے عادتوں کو ایک ایک کر کے تبدیل کیجئے مثلاً لیٹ ہونے کی عادت ہے تو دیکھ لیجئے کہ آپ کتنا لیٹ ہوتے ہیں، پندرہ بیس منٹ یا اس سے زیادہ! اس کے اسباب (Reasons) پر غور کریں کہ آپ ناشتے میں دیر لگا دیتے ہیں یا صبح کے وقت کوئی غیر ضروری کام کرنا شروع کر دیتے ہیں تو اسے کنٹرول کیجئے اور اگر آپ کو اسکول کالج، ہڈر سہ یا جامعہ یا پھر دفتر اور دکان پہنچنے میں آدھا گھنٹا لگتا ہے تو آپ کوشش کریں کہ چالیس منٹ پہلے گھر سے نکل جائیں، رفتہ رفتہ وقت پر پہنچنے کی عادت بن ہی جائے گی، اِنْ شَاءَ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ ⑥ عادت کو تبدیل کرنے کیلئے کوئی ہدف (Target) (مثلاً بیس یا تیس دن) طے کر لیں پھر ہفتے یا مہینے بعد جائزہ لیتے رہیں کہ کونسی عادتیں کتنے فی صد تبدیل کرنے میں کامیابی ہوئی

ہم اکثر عادتیں (Habits) لا شعوری طور پر اپناتے ہیں پھر اچھی عادتیں ہمیں کامیاب اور بُری ناکام بنانے میں اہم کردار ادا کرتی ہیں کیونکہ (ایک تحقیق کے مطابق) دن بھر میں تقریباً 40 فی صد کام ہم اپنی مرضی سے نہیں بلکہ عادت کے مطابق کرتے ہیں۔ بُری عادتیں سردیوں کے نرم گرم بستر کی طرح ہوتی ہیں جس میں گھسنا آسان لیکن نکلنا بڑا مشکل ہوتا ہے لیکن اپنی غلطی کو مان کر درست کر لیا جائے تو کامیابی کی راہیں کھل جاتی ہیں۔ سب سے پہلے اپنا یہ ذہن بنا لیجئے کہ اپنی بُری عادتوں کو دور کرنا میری ہی ذمہ داری (Responsibility) ہے لہذا اس کا انتظار نہ کیجئے کہ کوئی دوسرا آپ کی اس ذمہ داری کو ادا کرے گا۔ جب تک آپ خود میں تبدیلی نہیں لانا چاہیں گے بُری عادتیں بھی تبدیل نہیں ہوں گی کیونکہ تبدیلی اس دروازے کی طرح ہوتی ہے جو اندر سے ہی کھلتا ہے باہر والا صرف دستک دے سکتا ہے۔ بُری عادتوں سے پیچھا چھڑانے کیلئے ان باتوں پر عمل کیجئے:

بُری عادتیں چھوڑنے کے 9 طریقے

① سب سے پہلے اپنی عادتوں کا جائزہ لیجئے کہ ان میں کونسی اچھی ہیں اور کون سی بُری؟ ② اس جائزے کیلئے خود سے الگ ہو کر اپنے آپ کو دیکھیں گے تو خوبیاں خامیاں جلدی دکھائی دینے لگیں گی، کیونکہ جتنا آپ خود کو جانتے ہیں کوئی دوسرا شخص نہیں جانتا مثلاً میں کن باتوں کو برداشت (Tolerate) نہیں کر سکتا اور جلدی غصے میں آجاتا ہوں یا میں کس طرح کے

میں ہمت نہ ہاریئے کہ میں کبھی اس بُری عادت کو نہیں چھوڑ پاؤں گا بلکہ اسے عارضی ناکامی (Temporary Failure) سمجھیں اور کامیابی کیلئے کمر بستہ ہو جائیں ⑨ صحبت (Company) اپنا اثر رکھتی ہے اس لئے ایسے لوگوں میں اٹھنے بیٹھنے کی کوشش کیجئے جن کی عادتیں اچھی ہوں، کچھ ہی عرصے میں آپ کی عادتیں بھی اچھی ہو جائیں گی، اِنْ شَاءَ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ۔ اس حوالے سے عاشقانِ رسول کی مدنی تحریک دعوتِ اسلامی سے وابستہ ہو جانا بھی بہت مفید ہے کہ ہزاروں نہیں لاکھوں نوجوان اپنی بُری عادتیں اس مدنی ماحول کی برکت سے دُرسٹ کر چکے ہیں۔

⑦ پرانی عادت کو تبدیل کرنے کیلئے نئی عادت اپنالینا بھی اچھی حکمتِ عملی (Strategy) ہے مثلاً آپ جانتے ہیں کہ میں رات 9 بجے کے بعد انٹرنیٹ استعمال کرنا شروع کرتا ہوں تو اس رات کے کم و بیش 12 بجے تک اسی میں لگا رہتا ہوں تو اس وقت کوئی دلچسپ کتاب پڑھنا یا کوئی اور ایسا مفید کام شروع کر دیں جس میں آپ کا جی لگتا ہو، شاید فوری کامیابی نہ ملے لیکن مسلسل کوشش ضرور رنگ لائے گی، اِنْ شَاءَ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ ⑧ بہت مرتبہ ایسا ہوتا ہے کہ ہم اپنے آپ سے خود کو بدلنے کا وعدہ کرتے ہیں لیکن اسے پورا نہیں کر پاتے، ایسی صورت

ISLAMIC EBOOKS LIBRARY

اسلامک ای بکس لائبریری

جس میں موجود ہیں:

- 36 زبانوں پر مشتمل کتب
- تفاسیر، احادیث، فقہ، اصولِ فقہ اور اخلاق و آداب کے موضوعات پر مشتمل کتب
- کتب سرچ کرنے کی سہولت
- کتب ڈاؤن لوڈ کرنے کی سہولت
- اسلامی ماہ کے حساب سے کتب اور بھی بہت کچھ۔۔۔

www.dawateislami.net/downloads

پھول سی بچی کا قتل

اسلام سے پہلے کے زمانہ کی یاد تازہ کرنے والا ہے کہ وہ اپنی بیٹیوں کو زندہ زمین میں دفن کر دیتے تھے، اور یہ مجھے نہر میں زندہ پھینک کر مرنے کے لئے چھوڑ دے گا، جو یہ بھی نہیں جانتی تھی کہ ڈوب کر مرنے میں کیسی تکلیف ہوتی ہے بلکہ وہ تو موت کے بارے میں بھی نہیں جانتی تھی۔ ہمارے رسول پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تو بیٹی کے بارے میں فرمایا: جب کسی کے ہاں لڑکی پیدا ہوتی ہے تو اللہ پاک فرشتوں کو بھیجتا ہے جو آکر کہتے ہیں: ”السلام علیکم اہل البیت یعنی اے گھر والو! تم پر سلامتی ہو۔“ پھر فرشتے اُس بچی کو اپنے پروں کے سائے میں لے لیتے ہیں اور اُس کے سر پر ہاتھ پھیرتے ہوئے کہتے ہیں کہ یہ ایک کمزور جان ہے جو ایک ناتواں (یعنی کمزور) سے پیدا ہوئی ہے، جو شخص اس ناتواں جان کی پرورش کی ذمے داری لے گا، قیامت تک اللہ پاک کی مدد اُس کے شامل حال رہے گی۔ (مجمع الزوائد 8/285، حدیث: 13484)

جن کو اللہ پاک نے اولاد سے نوازا ہے وہ اس تجربے سے گزرے ہوں گے کہ چھوٹے بچے کے رونے کا کوئی وقت مقرر نہیں ہوتا، وہ رات کو روئے یا دن کو! کوئی اس کے رونے پر پابندی نہیں لگا سکتا بلکہ ماں باپ کو خود پر قابو رکھ کر بچے کو خاموش کروانے کی کوشش کرنا ہوتی ہے، لیکن یہ کیسا باپ تھا جس نے اپنی چھوٹی سی بچی کو اس لئے مار دیا کہ وہ رات کو روتی تھی۔ کئی لوگ ایسے ہوں گے

پنجاب میں ساندل بار کے پولیس اسٹیشن میں ایک شخص نے اپنی تین سالہ بچی کے اغوا کی رپورٹ درج کرائی کہ وہ اپنی بیٹی کے ساتھ مزار پر گیا تھا جہاں اس نے بیٹی کو موٹر سائیکل کے پاس کھڑا کیا اور نیاز کے چاول لینے چلا گیا، واپسی پر بچی غائب تھی۔ پولیس نے بچی کی تلاش شروع کر دی، اسی دوران بچی کی لاش گوجرہ کے علاقے میں نہر سے مل گئی۔ پولیس نے تحقیقات شروع کیں تو جلد ہی معلوم کر لیا کہ بچی کو نہر میں کسی اور نے نہیں بلکہ خود اس کے سفاک اور ظالم باپ نے پھینکا تھا۔ دورانِ تفتیش اس نے پولیس کو بتایا کہ بچی کو اس لئے نہر میں پھینکا کہ وہ ساری رات روتی رہتی تھی اور اسے سونے نہیں دیتی تھی، پھر وہ بولتی بھی نہیں تھی، ڈاکٹر نے کہا تھا کہ یہ ذرا دیر سے بولنا شروع کرے گی۔ اس نے یہ بھی اعتراف کیا کہ خود کو قانون سے بچانے کے لئے بچی کے اغوا کا ڈرامہ رچایا تھا۔ (Ary.news ویب سائٹ 2 جون 2021)

ماہنامہ فیضانِ مدینہ کے قارئین! جب میں نے یہ خبر موبائل پر پڑھی تو افسوس اور کرب کی جس کیفیت سے گزرا! میں ہی جانتا ہوں، میری اپنی چھوٹی بچیاں میرے قریب ہی بیٹھی تھیں، میں کبھی ان کے چہروں کی طرف دیکھتا کبھی محض تین سال کی اس پھول سی بچی کے بارے میں سوچتا جو اپنے باپ کے ساتھ خوشی خوشی مزار پر گئی ہوگی لیکن وہ یہ نہیں جانتی تھی کہ اس کا باپ زمانہ جاہلیت (یعنی

جن کا کوئی بچہ Disable ہو گا لیکن وہ اسے سینے سے لگا کر رکھتے ہوں گے، اس کو جان سے مارنا تو ذور کی بات اس کو ڈانٹنا جھڑکنا بھی گوارا نہیں کرتے۔ میری اپنی ایک بچی بولنے، سمجھنے اور چلنے پھرنے سے معذور (Disable) ہے، لیکن دعوتِ اسلامی سے وابستگی کی برکت ہے کہ اس کی پیدائش سے لے کر آج تک ہم نے اس کی راحتوں اور آسائشوں کا اپنی حیثیت سے بڑھ کر خیال رکھا ہے، وہ خوش ہوتی ہے تو میرا دل ٹھوم اٹھتا ہے، اسے تکلیف ہوتی ہے تو میں اُداس ہو جاتا ہوں، ہمارے گھر کا نظام گویا اسی کے گرد گھومتا ہے، ہم گھر والے اس کی خدمت اپنی بخشش کی امید پر کرتے ہیں کہ آخرت میں ربِّ کریم اس کے طفیل ہمارے گھر آنے کو بے حساب و کتاب جنت میں داخلہ عطا کر دے کیونکہ اسلام نے بیٹیوں کی پرورش کی بڑی فضیلت بیان کی ہے، لیکن دوسری طرف یہ سوچ کر میری ہچکیاں بندھ گئیں کہ کیسے ایک باپ کی شفقت دہشت میں بدلی اور اس نے اپنی بچی کو صرف اس لئے مار دیا کہ تین سال کی ہونے کے باوجود اس نے بولنا شروع نہیں کیا تھا حالانکہ ڈاکٹر نے امید بھی دلائی تھی کہ یہ دیر سے سہی لیکن بولنا شروع کر دے گی۔

قارئین! اسی طرح کی مزید کئی خبریں نظر سے گزریں کہ میاں بیوی نے جھگڑے میں اپنی اولاد کو زہر پلا کر مار دیا، شوہر سے جھگڑا ہونے پر بیوی نے گیارہ مہینے کا دودھ پیتا بچہ نہر میں پھینک دیا، ایک پیپر میں نمبر کم آنے پر بیٹی کو گولی مار کر قتل کر دیا، بیٹا پیدا نہ ہونے پر پہلے سے موجود تین بیٹیوں کو فائرنگ کر کے مار دیا۔ ان افسوس ناک واقعات اور میرے دل و دماغ پر گزرنے والی قیامت نے مجھے یہ مضمون لکھنے پر ابھارا کہ اپنے مسلمان بھائیوں کو یہ عرض کروں کہ خدارا! سنبھل جائیے! جہالت کا اندھیرا دن بدن بڑھتا چلا جا رہا ہے، خود کو ٹھوکروں سے بچانے کے لئے اپنی زندگیوں میں چراغِ علم روشن کر لیجئے۔ جس کے پاس علم دین ہو گا تو وہ اپنا رہن سہن، طور طریقہ، حقیقی معنوں میں اسلامی تعلیمات کے مطابق کرنے کی کوشش کرے گا۔ یاد رکھئے! مسلمان کو اس کے مال، جان اور اولاد کے حوالے سے آزمایا جاتا ہے، اس آزمائش میں وہی کامیاب ہو سکتا ہے جس نے اسلام کے بتائے ہوئے کامیابی کے اصول سیکھ رکھے ہوں اور اللہ کی توفیق سے وہ ان پر عمل بھی کر لے۔ زندگی

کی ٹرین ڈکھ اور سٹکھ کی لائن پر چلتی ہے، ایسا نہیں ہوتا کہ کسی کی زندگی میں صرف سٹکھ ہی سٹکھ ہوں یا صرف ڈکھ ہی ڈکھ ہوں اگر کوئی ایسا سمجھتا ہے کہ اس کی زندگی میں ڈکھوں کے سوا کچھ نہیں ہے تو یہ اس کی خام خیالی ہے۔ اپنی زندگی کا جائزہ لیجئے کہ ماضی میں کئی پریشانیوں نے آپ کے ہوش اڑا دیئے ہوں گے لیکن آج وہ ماضی کی داستان ہیں، اسی طرح اللہ چاہے گا تو حال کی پریشانیاں بھی ایک دن ماضی کا حصہ بن جائیں گی۔ اس لئے کبھی ٹینشن، ڈپریشن اور پریشی میں آکر بالخصوص اپنی اولاد کے حوالے سے کوئی ایسا قدم نہ اٹھائیں کہ بقیہ زندگی پچھتاوے کے احساس کے ساتھ گزرے اور آخرت میں سزا بھی ملے۔ اس واقعے میں بچی کو قتل کرنے کا ذکر ہے تو اسلام نے شرعی اجازت کے بغیر کسی ایک کی جان لینے کو سب لوگوں کو قتل کرنے کے مترادف قرار دیا ہے، اللہ پاک قرآن کریم میں ارشاد فرماتا ہے: ﴿مَنْ قَتَلَ نَفْسًا بِغَيْرِ نَفْسٍ أَوْ فَسَادٍ فِي الْأَرْضِ فَكَأَنَّمَا قَتَلَ النَّاسَ جَمِيعًا﴾ ترجمہ کنز الایمان: جس نے کوئی جان قتل کی بغیر جان کے بدلے یا زمین میں فساد کے تو گویا اس نے سب لوگوں کو قتل کیا۔ (پ، 6، المائدہ: 32)

خبردار! قتل کا بدلہ جہنم ہے اللہ پاک قرآن کریم میں ارشاد فرماتا ہے: ﴿وَمَنْ يَقْتُلْ مُؤْمِنًا مُتَعَمِّدًا فَجَزَاءُ مَا جَهِتُمْ خَالِدًا فِيهَا﴾ ترجمہ کنز الایمان: اور جو کوئی مسلمان کو جان بوجھ کر قتل کرے تو اس کا بدلہ جہنم ہے کہ مدتوں اس میں رہے۔ (پ، 5، النساء: 93)

پھر اپنی اولاد کو تو خاص کر قتل کرنے سے روکا گیا ہے، قرآن پاک میں ارشاد ہوتا ہے: ﴿وَلَا تَقْتُلُوا أَوْلَادَكُمْ مِنْ أُمَّلَاقٍ تَحْنُ ذُرْوَقَكُمْ وَإِيَّاهُمْ﴾ ترجمہ کنز الایمان: اور اپنی اولاد قتل نہ کرو مفلسی کے باعث ہم تمہیں اور انہیں سب کو رزق دیں گے۔ (پ، 8، الانعام: 151)

اس میں اولاد کو زندہ درگور (یعنی دفن) کرنے اور مار ڈالنے کی حرمت بیان فرمائی گئی جس کا اہل جاہلیت میں دستور تھا کہ وہ اکثر ناداری کے اندیشہ سے اولاد کو ہلاک کرتے تھے، انہیں بتایا گیا کہ روزی دینے والا تمہارا، ان کا سب کا اللہ ہے پھر تم کیوں قتل جیسے شدید جرم کا ارتکاب کرتے ہو۔ (خزان العرفان)

اللہ پاک ہمیں اسلامی تعلیمات کو اپنی زندگی میں نافذ کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین بِحَاہِ النَّبِيِّ الْأَمِينِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ



امیدیں دلانا

Having hopes

تباہ ہو کر رہ جائے گا۔ شاید اسی لئے کہا جاتا ہے کہ امید پہ دنیا قائم ہے۔

جب کوئی امید دلا کر پوری نہ کرے! اس بات میں کوئی شک نہیں کہ امید انسان کو جینے کا حوصلہ دیتی ہے، آزمائشوں اور مصیبتوں کو برداشت کرنے کی طاقت دیتی ہے، زندگی کو کامیابی کی شاہراہ پر گامزن کرتی ہے، لیکن بعض اوقات یہی امید انسان کو پریشان بھی کر دیتی ہے، یہ اس وقت ہوتا ہے کہ جب کوئی شخص تعاون کی بھرپور پیشکش کر کے آپ کی امیدوں کے چراغ روشن کر دے مثلاً وہ آپ سے کہے:

✽ جب بھی کسی چیز کی ضرورت ہو بس مجھے اشارہ کر دینا میں تمہیں لے دوں گا، میں ہوں نا! ✽ تمہارے بچے کا آپریشن ہے پیسوں کی طرف سے نہ گھبرانا اسپتال کا سارا بل میں ادا کروں گا ✽ تمہاری بیٹی کی شادی ہے، وہ میری بھی بیٹی ہے، تمہیں فکر کرنے کی ضرورت نہیں، جہیز کا سارا یا فلاں فلاں سامان میں لے کر دوں گا ✽ تمہارا ہاتھ تنگ ہے ٹینشن نہ لومہینے بھر کاراشن میں تمہارے گھر پہنچا دیا کروں گا، تمہارا بھائی ابھی

حضرت سیدنا عیسیٰ علیہ السلام ایک جگہ تشریف فرماتے، قریب ہی ایک بوڑھا آدمی بیلچے سے زمین کھود رہا تھا۔ آپ نے بارگاہِ الہی میں عرض کی: **اللَّهُمَّ انزَعْ مِنْهُ الْأَمَلَ** یعنی اے اللہ! اس کی امید ختم کر دے! اس بوڑھے نے بیلچہ رکھا اور لیٹ گیا۔ تھوڑی دیر گزری تو آپ نے پھر عرض کی: **اللَّهُمَّ ارُدِّدْ إِلَيْهِ الْأَمَلَ** یعنی اے اللہ! اس کی امید لوٹا دے! وہ بوڑھا شخص اٹھا اور کام میں مصروف ہو گیا۔ آپ علیہ السلام نے اس سے پوچھا تو کہنے لگا: میں کام کر رہا تھا کہ دل میں خیال آیا کہ تم بوڑھے ہو چکے ہو، کب تک کام کرو گے؟ اس لئے میں نے بیلچہ ایک جانب رکھا اور لیٹ گیا، پھر میرے دل میں آئی: جب تک تم زندہ ہو گزر بسر بھی تو کرنی ہے! لہذا میں نے کھڑے ہو کر بیلچہ سنبھال لیا۔ (احیاء العلوم، 5/198)

ماہنامہ فیضانِ مدینہ کے قارئین! ہماری زندگی میں امید کی وہی اہمیت ہے جو جسم میں خون کی ہے۔ اگر امید ختم ہو جائے تو لوگ اپنے کاروبار، تعلیم، محنت مزدوری، زراعت اور دیگر کام کاج چھوڑ چھاڑ کر بیٹھ جائیں جس کے نتیجے میں نظامِ زندگی

زندہ ہے! * تمہارا اقرضہ میں ادا کر دوں گا * اس رشتے سے منع کر دو میرے پاس اس سے کہیں اچھے رشتے موجود ہیں * تمہیں سفرِ مدینہ کا خرچہ میں پیش کر دوں گا، تم تیاری کرو * تم دل لگا کر پڑھائی کرو، جتنی فیس ہوگی میں بھروں گا * چھوڑو ایسی گھٹیا نوکری، استعفیٰ دے کر مجھے ملو، میں تمہیں اس سے اچھی نوکری دلوا دیتا ہوں * نوکری میں کیا رکھا ہے! آؤ دونوں مل کر کاروبار کرتے ہیں ساری رقم میں لگاؤں گا اور نفع ففٹی ففٹی (یعنی آدھا آدھا) کر لیں گے۔

اس طرح کی آفرز کے جواب میں ہم اپنی ساری امیدیں اس شخص سے وابستہ کر لیتے ہیں پھر جب ان امیدوں کے عملی طور پر پورے کرنے کا وقت آتا ہے تو وہ حیلے بہانے کر کے راہ فرار اختیار کر لیتا ہے پھر وہ ہمیں گھر پر نہیں ملتا یا ہمارا فون ریسو نہیں کرتا تو ہم ٹینشن میں آجاتے ہیں۔

تین سبق آموز واقعات: اس قسم کے کئی واقعات ہمارے معاشرے میں آئے دن پیش آتے ہیں، جیسا کہ

1 میرے ایک جاننے والے نے بتایا کہ ان کی بیوی کا آپریشن ہونے والا تھا، لیڈی ڈاکٹر نے خون کی بوتل کا انتظام رکھنے کی سختی سے تاکید کی، بلڈ گروپ اونیکیسٹو تھا جو کم ہی ملتا ہے، کافی بھاگ دوڑ کے بعد ایک صاحب مل گئے جن کا بلڈ گروپ یہی تھا اور وہ خون دینے پر تیار بھی ہو گئے اور کہا جب آپ کو ضرورت ہو بس مجھے ایک فون کر دینا میں پہنچ جاؤں گا، آپریشن کے دن تک ان سے رابطہ اور یاد دہانی کا سلسلہ بھی رہا، آپریشن ہونے سے پہلے ڈاکٹر نے خون کی بوتل طلب کی تو میں نے متعلقہ صاحب سے فون پر رابطہ کیا نیل جاتی رہی مگر فون ریسو نہیں ہوا، بار بار کی کوشش کے بعد بھی نتیجہ صفر رہا، دوسری طرف آپریشن شروع ہو چکا تھا، بہر حال میں نے مُصلیٰ بچھایا اور ذکر و دعا میں مشغول ہو گیا۔ اللہ پاک کا کرم ہوا کہ آپریشن میں خون لگنے کی نوبت ہی نہیں آئی، البتہ مجھے ایک سبق ضرور ملا کہ کوئی کیسی ہی امید دلائے متبادل بند و بست

ضرور رکھنا چاہئے۔

2 اسی طرح ایک مسجد کے امام صاحب نے بتایا کہ ان کے بھائی تلاش روزگار کے لئے پنجاب سے کراچی آئے، کئی جگہ رابطہ کیا مگر بات نہیں بنی، اس سے پہلے کہ مزید جگہوں پر کام کی تلاش کے لئے جاتے، ان کے ایک واقف کار کاراولپنڈی سے فون آیا جنہوں نے بڑا زور دے کر کہا کہ تمہارے لئے یہاں کام ریڈی ہے، بس تم پہنچ جاؤ۔ انہوں نے کئی بار کنفرم کیا کہ کام واقعی اوکے ہے؟ جواب یہی ملتا رہا کہ ٹینشن لینے کی کوئی بات ہی نہیں ہے، بس تم پہنچو۔ چنانچہ امام صاحب کے بھائی کراچی سے راولپنڈی کے لئے روانہ ہو گئے۔ کم و بیش 22 گھنٹے کے سفر کے بعد راولپنڈی پہنچے اور وہاں جا کر اس شخص کو فون کیا، کافی دیر بعد رابطہ ہوا تو اس نے یوٹرن لے لیا کہ ابھی یہ پرابلم ہے وہ پرابلم ہے، تھوڑا ٹائم لگے گا۔ یہ اس کی باتوں میں آگئے اور آٹھ نو دن راولپنڈی میں بغیر کمائی کے فارغ بیٹھے رہے، دوسری طرف وہ ”آج کل، آج کل“ کرتا رہا، بالآخر جب اس شخص کے دعوے پورے ہونے کی کوئی امید نظر نہ آئی تو بے چارے خالی ہاتھ اپنے گھر ننگانہ (پنجاب) لوٹ آئے۔

3 یونہی کراچی یونیورسٹی میں ایم فل کرنے والے ایک اسٹوڈنٹ نے بتایا کہ مجھے ایم فل کے چار سمسٹر کی اکٹھی فیس دسمبر 2020 تک ایک لاکھ سات ہزار روپے ادا کرنی تھی جس کی وجہ سے میں بہت پریشان تھا، میرے ایک واقف کار نے مجھ سے کہا کہ تم بس آدھی فیس کا انتظام کر لو باقی مجھ پر چھوڑ دو، جب ان کے ادا کرنے کی باری آئی تو انہوں نے مجھے تسلیاں دینا شروع کر دیں کہ بس آج کل میں تمہیں میج کرتا ہوں، یہی کرتے کرتے فیس جمع کروانے کی آخری تاریخ گزر گئی لیکن مجھے بقیہ آدھی فیس نہ مل سکی۔

محترم قارئین! اس قسم کے کئی واقعات ہو سکتا ہے خود آپ کے ساتھ یا آپ کے ارد گرد رہنے والوں کے ساتھ پیش آئے ہوں۔ انسان ایسے تجربات سے بہت کچھ سیکھتا ہے، اس

اور آزمائش میں دیکھ کر اسے ان الفاظ میں مدد کی ”پیش کش“ کرنے کے بجائے ”پیش کش“ سے ”کش“ کا لفظ ہٹائیے اور خود ہی معلومات کر کے تعاون ”پیش“ کر دیجئے اور اس کے دل کی دعائیں لیجئے کیونکہ حیا اور مروت رکھنے والا آدمی ایسی پیش کش کے جواب میں شکر یہ کہہ کر خاموش ہو جائے گا اور اپنی ضرورت کھل کر بیان نہیں کر سکے گا۔ ایسی صورت میں نقد رقم پیش کر دینا بہتر ہے تاکہ وہ اپنی ضرورت کی چیز خود خرید لے۔

6 آپ نے جس سے مدد کا وعدہ کیا ہوا تھا، وقت آنے پر وہ آپ سے گھر یا آفس ملنے آئے تو مل لیجئے یا وہ فون پر رابطہ کرے تو اس کا فون ریسیو کر لیجئے، اگر کسی مجبوری کی وجہ سے آپ کی اس سے ملاقات نہ ہو سکی یا آپ فون ریسیو نہ کر سکتے تو پہلی فرصت میں اس سے خود رابطہ کر کے اس کی تشویش کو دور کیجئے، اگر آپ عین وقت پر غائب ہو گئے تو بے چارے کی پریشانی بڑھ جائے گی اور وہ آپ سے بدظن بھی ہو سکتا ہے۔ یاد رکھئے! انسان دو قسم کے چہرے نہیں بھولتا، ایک مصیبت میں ساتھ دینے والے کا اور دوسرا مصیبت میں ساتھ چھوڑ جانے والے کا۔

7 اگر آپ نے کسی سے مدد کا وعدہ بھی نہیں کیا تو بھی اس کی مصیبت، آزمائش اور بیماری کے وقت بغیر مطالبے کے اس کی مدد کر کے اس کی مشکل آسان کیجئے اور دنیاوی و اخروی فوائد کے حقدار بنئے، رسول پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: مسلمان مسلمان کا بھائی ہے نہ اس پر ظلم کرتا ہے اور نہ ہی اسے رُسوا کرتا ہے اور جو کوئی اپنے بھائی کی حاجت پوری کرتا ہے اللہ اس کی حاجت پوری فرماتا ہے اور جو کسی مسلمان کی ایک پریشانی دور کرے گا اللہ قیامت کی پریشانیوں میں سے اس کی ایک پریشانی دور فرمائے گا۔ (مسلم، ص 1069، حدیث: 6578)

8 کسی کی مدد کرتے وقت رضائے الہی پانے کی نیت اور دیگر اچھی اچھی نیتیں کر لیجئے اور ہر گز ہر گز احسان جتانے کی غلطی نہ کیجئے کیونکہ کسی غریب کی مدد کر دینا، ڈکھیارے کا دکھ

طرح کے معاملات میں دو فریق ہوتے ہیں: ایک امید دلانے والا اور دوسرا وہ جس کو امید دلانی گئی، دونوں کے لئے 14 ٹیپس پیش خدمت ہیں۔

امید دلانے والوں کے لئے:

1 تعاون یا مدد کی امید دلانے والے افراد عموماً تین قسم کے ہوتے ہیں: (۱) جو صرف کہتے ہیں، کر کے دکھانا ان کا مقصد نہیں ہوتا، ایسے لوگ وعدہ خلافی کے مُرتکب ہوتے ہیں (۲) جو کہتے ہیں وہ کر کے بھی دکھاتے ہیں، ایسے لوگ لائق تحسین ہیں (۳) جو کہتے ہیں اسے پورا کرنے کی نیت بھی رکھتے ہیں لیکن بعد میں کسی مجبوری کی وجہ سے پورا نہیں کر سکتے (ایسے میں دوسرے کو پہلے سے آگاہ کرنا مفید ترین ہے تاکہ وہ متبادل انتظام کر سکے)۔ اپنا جائزہ لے لیجئے کہ خدا نخواستہ کہیں آپ پہلی قسم میں تو شامل نہیں؟ ہم کسی کا ڈکھ بانٹ نہیں سکتے تو اسے مزید پریشان بھی نہیں کرنا چاہئے۔

2 بعض اوقات کسی کی حالت یا ضرورت دیکھ کر ذہن بن جاتا ہے کہ میں اس کی ضرور مدد کروں گا، ایسی صورت میں اس پر اپنے ارادے کا اظہار اسی وقت کرنا بہتر ہے جب آپ مدد کرنے کے قابل ہوں تاکہ عین وقت پر آپ کو ندامت اور اسے مشقت نہ اٹھانی پڑے۔

3 کوئی رکاوٹ نہ ہو تو ضرورت کا وقت آنے پر اس کے مانگنے سے پہلے ہی اسے مطلوبہ مدد مہیا کر کے تشویش سے بچائیے اور مسلمان کے دل میں خوشی داخل کرنے کا ثواب کمائیے۔

4 جب بھی کسی سے مدد کا وعدہ کریں تو الفاظ سوچ سمجھ کر منتخب کیجئے تاکہ سامنے والے پر اچھی طرح واضح ہو جائے کہ آپ اس کی کتنی اور کس طرح مدد کر سکتے ہیں اور وہ خوش فہمی کا شکار ہو کر بہت زیادہ امیدیں نہ باندھ لے۔

5 ”اگر آپ کو کسی قسم کی ضرورت ہو، کوئی چیز چاہئے ہو تو میں حاضر ہوں، مجھے حکم فرما دیجئے گا“ کسی کو بیماری یا کسی

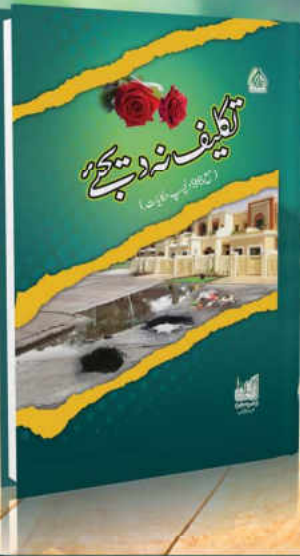
12 ایسا بھی ہوتا ہے کہ کسی کی آفر کے بغیر ہی ہم اس سے بڑی امید وابستہ کر لیتے ہیں پھر اس انتظار میں رہتے ہیں کہ وہ بغیر کہے ہماری مدد کرے گا، یہ نادانی ہے کیونکہ ہو سکتا ہے وہ ہماری مدد کرنے کی پوزیشن میں ہی نہ ہو تبھی تو اس نے آفر بھی نہیں کی۔ بہت سی پریشانیاں ہم دوسروں سے بے بنیاد امیدیں وابستہ کر کے مول لیتے ہیں، اس سے بچئے۔

13 پریشانی سے نکلنے کا یہی ایک طریقہ نہیں ہے کہ کوئی ہماری مالی مدد کر دے، ضرورتاً قرض لے کر بھی تو کام چلایا جاسکتا ہے، اس آپشن کو بھی کھلا رکھئے۔

14 اگر ہو سکے تو گھریلو طور پر ایمر جنسی فنڈ مقرر کر لیجئے اور ہر مہینے کچھ نہ کچھ رقم اس میں جمع کرتے رہئے اور اس اصول کو سختی کے ساتھ اپنائیں کہ یہ رقم صرف ایمر جنسی کی صورت میں استعمال ہوگی۔ اس طریقہ کار کے فوائد آپ کھلی آنکھوں سے دیکھیں گے، اِنْ شَاءَ اللّٰهُ۔

اللّٰهُ کریم ہمیں عافیت، راحت اور آسانی نصیب فرمائے۔
اٰمِیْنُ بِجَاہِ النَّبِیِّ الْاَسْمِیْنِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم

اپنے موضوع پر اہم اور جامع کتاب آج ہی مکتبۃ المدینہ سے ہدیۃ حاصل کیجئے یا اس کیو آر کوڈ کے ذریعے مفت ڈاؤن لوڈ کیجئے۔



بانٹنا، غریب کا علاج کروانا یا کسی بھی طرح کسی کے کام آنا بہت ہی اچھا کام ہے لیکن اس کے بعد اس پر بلا ضرورت شرعی احسان جتنا بہت ہی بُرا ہے، اللہ پاک کا فرمان ہدایت نشان ہے: ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَبْطُلُوا صَدَقَاتِكُمْ بِالْمَنِّ وَالْأَذَىٰ﴾ ترجمہ کنز الایمان: اے ایمان والو اپنے صدقے باطل نہ کر دو احسان رکھ کر اور ایذا دے کر۔ (پ، البقرہ: 264) خاتمہ المؤمنین، رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِیْنَ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمان ہے: احسان جتانے والا، والدین کا نافرمان اور شراب کا عادی جنت میں نہیں جائے گا۔ (نسائی، ص 895، حدیث: 5683) یعنی یہ لوگ اَوَّلًا جنت میں جانے کے مستحق نہ ہوں گے۔ (مرآة المناجیح، 6/530)

امیدیں وابستہ کرنے والوں کے لئے: 9 اگر آپ کو کوئی مدد کی آفر کرے تو اولاً خود داری کا ثبوت دیتے ہوئے اس کی پیش کش شکر یہ کے ساتھ لوٹا دیں کیونکہ انسان جب کسی کو کچھ دیتا ہے تو عموماً ”واہ“ نہیں ”آہ“ کر کے دیتا ہے اور لینے والے کی نسبت نہ لینے والے سے متاثر ہوتا ہے۔

10 اگر آپ اتنے مجبور ہیں کہ اس کی پیش کش قبول کئے بغیر چارہ نہیں تو بھی اس سے بہت زیادہ امیدیں وابستہ نہ کر لیں اور پہلے سے اپنا یہ ذہن بنا کر رکھیں کہ ہو سکتا ہے جب آپ کی ضرورت کا وقت آئے تو وہ خود مجبور ہو، یا اس کی آفر کسی خاص حادثے یا بیماری کے لئے محدود مدت کے لئے ہو یا ابھی اس کی نیت مدد کرنے کی ہے بعد میں دل پھر جائے، الغرض کچھ بھی ہو سکتا ہے اس لئے اپنا متبادل انتظام ضرور رکھئے تاکہ آپ کو پریشانی کے وقت مزید پریشانی نہ ہو۔

11 ضرورت پڑنے پر جب آپ آفر کرنے والے کو فون کریں اور ریسپونڈ نہ ہو تو اسے جھوٹا، دغا باز، فراڈ یا قرار دینے کی بدگمانی کرنے کے بجائے حسن ظن (اچھا گمان) کر کے ثواب کمائیے کہ ہو سکتا ہے وہ نماز میں ہو یا واش روم میں ہو یا موبائل چارجنگ پر لگا ہوا ہو، یا اس کا فون ہی کسی نے چھین لیا ہو۔

بے بسی (Helplessness)

تہہ میں اتر جاتا ہے، پہاڑوں کا سینہ چیر کر ٹنلز (سرنگیں) بنالیتا ہے، زیر زمین گھر بنا کر اس میں رہ لیتا ہے، مصنوعی روشنیوں کے ذریعے رات کو دن بنالیتا ہے، اے سی کے ذریعے گرم موسم میں کمرے کو ٹھنڈا اور ہیٹر کے ذریعے سرد موسم میں کمرے کو گرم کر لیتا ہے، کرائے کا وار کر کے پتھروں اور برف کی سلوں کو توڑ دیتا ہے، ہاتھوں کی طاقت سے لوہے کے برتنوں کو توڑ مروڑ دیتا ہے اور نہ جانے کیسے کیسے حیران کن کام کر گزرتا ہے، لیکن یہی انسان کبھی اتنا بے بس اور مجبور ہو جاتا ہے کہ ❀ تھوڑا سا فاصلہ بھی اپنے قدموں پر چل کر طے نہیں کر سکتا ❀ چائے کی پیالی یا پانی کے گلاس کو اپنے ہاتھوں میں سنبھال نہیں سکتا ❀ صحت مند انسان کا دل ایک دن میں ایک لاکھ تین ہزار چھ سو اسی مرتبہ دھڑکتا ہے اور اگر کسی وجہ سے دھڑکنوں کی ترتیب کم یا زیادہ ہو جائے تو جان پر بن جاتی ہے ❀ انسان طرح طرح کی نعمتیں کھاتا اور لطف اٹھاتا ہے اگر اس کی آنتوں کی حرکت رک جائے یا مٹانہ پانی نکالنے سے انکار کر دے تو زندگی کتنی خوفناک ہو جائے گی اس کا ہم تصور بھی نہیں کر سکتے، ایک ڈاکٹر کا کہنا ہے کہ میرے پاس ایسے بھی مریض آتے ہیں جن کی آنتیں کاٹ کر معدے کے منہ پر نالی لگا کر سائڈ پر پلاسٹک بیگ لٹکا دیا جاتا ہے اب سارا دن فضلہ اُس بیگ میں جمع

ایک یونانی بزنس مین آرسٹو آناسس بہت بڑی شپنگ کمپنی کا مالک تھا، 1975ء میں اس کے مرنے کے بعد ایک ٹی وی چینل نے اُس پر ڈاکو میٹری (دستاویزی ویڈیو) بنائی جس میں ایک انکشاف نے لوگوں کو ہلا کر رکھ دیا، وہ اس کی بے بسی پر حیران رہ گئے کہ اتنا امیر کبیر آدمی ایک عجیب بیماری کا شکار تھا کہ وہ اپنی پلکوں (Eyelash) کو اپنی مرضی سے نہیں اٹھا سکتا تھا، وہ دنیا کے قابل ترین ڈاکٹرز سے علاج کروانے کے بعد بھی شفا یاب نہ ہو سکا۔ دن کے وقت اُس کے پپوٹوں (آنکھوں کے اوپر والے حصوں) پر سلوشن ٹیپ لگادی جاتی جس کے لگانے سے دن بھر اُس کی آنکھیں دیکھ سکتی تھیں، رات کو وہ ٹیپ اتار دی جاتی تو پلکیں اُس کی آنکھوں پر گر جاتیں اور وہ سو جاتا۔ اگلے دن دوبارہ اُس کو ٹیپ لگادی جاتی۔ اوناسس سے پوچھا گیا کہ تم دنیا کے امیر ترین شخص ہو! کیا تمہاری کوئی ایسی خواہش ہے جو ابھی تک نہ پوری ہوئی ہو تو اوناسس کہنے لگا: ”کاش! میں صرف ایک بار اپنی پلکوں کو اپنی مرضی سے حرکت دے سکوں، چاہے میری ساری دولت چلی جائے۔“

ماہنامہ فیضانِ مدینہ کے قارئین! انسان کو اپنی طاقت و توانائی کے ساتھ ساتھ بے بسی پر بھی نظر رکھنی چاہئے۔ انسان فضاؤں میں جہاز کے ذریعے پرواز کرتا ہے، آبدوز میں بیٹھ کر سمندروں کی

ہوتا رہتا ہے اور مریض سارا دن اُس بیگ کے ساتھ زندگی گزارنے پر مجبور ہوتا ہے ❁ جس بے چارے کی کسی حادثے میں ہڈیاں ٹوٹ جائیں تو اس کے بازوؤں اور ٹانگوں پر پلستر لگا دیا جاتا ہے، وہ انسان جو سوتے وقت اپنی مرضی سے کروٹیں لیتا تھا، اب کروٹ بدلنے جیسی نعمت سے بھی محروم ہو جاتا ہے ❁ اگر کسی کی ذائقہ چکھنے کی صلاحیت جاتی رہے تو اس کی زندگی بے ذائقہ ہو جاتی ہے کیونکہ پوری میڈیکل سائنس زبان جیسا آلہ بنانے سے قاصر ہے جو لیموں کی ترشی اور آم کی مٹھاس میں فرق محسوس کر سکے ❁ جس کی کسی وجہ سے بینائی (Sight) جاتی رہے اس کی زندگی میں کیسا اندھیرا ہو جاتا ہے وہی جانتا ہے ❁ گاڑی کا بریک فیل ہونے، کمپیوٹر سے ڈیٹا ڈیلیٹ ہونے یا دوران ڈرائیونگ نیند آنے پر انسان بے بسی کی کیسی تصویر نظر آتا ہے! ❁ بچہ غبارہ پھٹنے پر، نوجوان بائیک پنچر ہونے اور کار والا انجن کی گیس کٹ جلنے پر کیسا بے بس ہوتا ہے وہی سمجھ سکتا ہے ❁ حال ہی میں ایک ملک میں کھلی فضا میں مزے سے سانس لینے والے جب کرونا کا شکار ہو کر مصنوعی آکسیجن کے لئے فٹ پاتھوں پر تڑپ رہے تھے تو ان کی بے بسی عبرت انگیز تھی ❁ تاریخ میں دیکھا جائے تو نمرود جیسا کڑو فروالا بادشاہ ایک معمولی مچھر کے ہاتھوں انجام کو پہنچا جو اس کے دماغ میں گھس گیا تھا ❁ فرعون جیسا جابر و ظالم کیسی بے بسی کے عالم میں اپنے لشکر سمیت دریائے نیل میں ڈوب کر مرا۔

دیکھا جائے تو انسان کی بے بسی کا سفر اس کے بچپن سے شروع ہوتا ہے جب وہ کھانے پینے وغیرہ میں دوسروں کا محتاج ہوتا ہے یہ الگ بات ہے کہ بچے کو اپنی بے بسی کا شعور نہیں ہوتا اور بڑھاپے میں اپنی انتہا کو پہنچتا ہے جب اس کی ہڈیاں کمزور پڑ جاتی ہیں اور گردے، پھیپھڑے اور معدہ وغیرہ کمزور ہو جاتے ہیں۔ پھر جب انسان کو موت آتی ہے تو نزع میں شدید بے بسی کا عالم ہوتا ہے موت کا ایک جھکا تلوار کے ہزار وار سے سخت ہے لیکن وہ اپنی زبان بند ہونے کی وجہ سے کسی سے اپنی بے بسی شیکر بھی نہیں کر سکتا، مُردے کی بے بسی اس کو غسل دینے والے سے پوچھے کہ وہ اپنے جسم کو ذرا سی بھی حرکت نہیں دے سکتا پھر اس کا جنازہ بے بسی کی داستان سناتے ہوئے لوگوں کے کندھوں پر قبرستان کی

طرف جاتا ہے جہاں اسے قبر میں بے بس اور تنہا چھوڑ دیا جاتا ہے، اس کے بعد قیامت میں پُل صراط پر، میدانِ محشر میں انسان کی بے بسی کا کیا عالم ہو گا اس کے تصور سے ہی دل کانپ اٹھتا ہے۔

آخری بات: جب انسان اتنا بے بس و کمزور ہے تو اسے تمام جہانوں کے پیدا کرنے والے ربِّ جلیل کی نافرمانی زیب نہیں دیتی کیونکہ اللہ پاک کی نافرمانی کا انجام جہنم کے عذابات ہیں اور جہنم کے عذابات اس قدر خوفناک اور دہشت ناک ہیں کہ ہم سوچ بھی نہیں سکتے، کئی احادیث و روایات کے مطابق دوزخیوں کو ذلت و زسوائی کے عالم میں داخل جہنم کیا جائے گا، وہاں دنیا کی آگ سے ستر گنا تیز آگ ہوگی جو کھالوں کو جلا دے گی، ہڈیوں کا سُرمہ بنا دے گی، اس پر شدید دُھواں جس سے دم گھٹے گا، اندھیرا اتنا کہ ہاتھ کو ہاتھ سمجھائی نہ دے، بھوک پیاس سے نڈھال بیڑیوں میں جکڑے جہنمی کو جب پینے کے لئے سخت کھولتا ہوا پانی دیا جائے گا تو منہ کے قریب کرتے ہی اس کی تپش سے منہ کی کھال جھڑ جائے گی، کھانے کو کانٹے دار تھوڑے ملے گا، لوہے کے بڑے بڑے ہتھوڑوں سے اسے پینا جائے گا۔ ذرا تصور کیجئے کہ اگر ہمیں جہنم میں ڈال دیا گیا تو ہمارا یہ نرم و نازک بدن اس کے ہولناک عذابات کو کس طرح برداشت کر پائے گا؟ حالانکہ یہ تو اتنا بے بس اور کمزور ہے کہ کسی تکلیف کی شدت جب اپنی انتہا کو پہنچتی ہے تو یہ بے ہوش ہو جاتا ہے یا پھر بے حس و حرکت (Numb and Motionless) ہو جاتا ہے۔ جبکہ جہنم میں پہنچنے والی تکالیف کی شدت کے سبب انسان پر نہ تو بے ہوشی طاری ہوگی اور نہ ہی اسے موت آئے گی۔ آہ! وہ وقت کتنی بے بسی کا ہو گا! کیا اب بھی ہمیں گناہوں سے وحشت محسوس نہیں ہوگی؟ کیا اب بھی ہمارے دل میں نیکیوں کی محبت نہیں بڑھے گی؟ آہ! اگر رحمتِ خداوندی شامل حال نہ ہوئی تو ہمارا کیا بنے گا؟

ہر خطا تو ذر گزر کر بیکس و مجبور کی
ہو الہی! مغفرت ہر بیکس و مجبور کی

(وسائلِ بخشش (مرثم)، ص 96)

اللہ کریم ہمیں دنیا و آخرت میں عافیت، راحت اور آسانی نصیب فرمائے۔ آمین بجاہِ البقیۃ الامین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

تبصرے

COMMENTS



کہتے ہیں کہ کسی شخص کے پاس ایک گدھا تھا۔ ایک دن وہ اسے بیچنے کے لئے چلا تو اس کا بیٹا بھی ساتھ ہو لیا۔ راستے میں ایک جگہ عورتیں کنویں سے پانی بھر رہی تھیں، باپ بیٹے کو گدھے کے ساتھ پیدل چلتا دیکھ کر آپس میں کہنے لگیں کہ یہ دونوں کتنے نادان (یعنی نا سمجھ) ہیں سواری پاس ہوتے ہوئے بھی پیدل جا رہے ہیں! یہ تبصرہ (Comment) باپ نے سُن لیا اور بیٹے سے کہنے لگا: تم گدھے پر بیٹھ جاؤ میں پیدل چلتا ہوں۔ ابھی تھوڑی دُور ہی گئے ہوں گے کہ چند بڑی عمر کے لوگ ملے جو انہیں دیکھ کر کہنے لگے: دیکھو جی! کیا زمانہ آ گیا ہے بوڑھا باپ پیدل چل رہا ہے اور بیٹا سواری کے مزے لے رہا ہے! یہ سُن کر بیٹا سواری سے نیچے اتر آیا اور اصرار کر کے باپ کو سوار کرادیا، تھوڑا آگے چلے تو انہیں جو انوں کا ایک گروپ ملا جو انہیں دیکھ کر کہنے لگا: کتنا سنگدل باپ ہے خود سواری پر بیٹھا ہے اور بیٹے کو پیدل چلا رہا ہے! یہ سُن کر باپ نے بیٹے کو اپنے ساتھ سواری پر بٹھالیا، ابھی انہوں نے تھوڑا ہی فاصلہ طے کیا تھا کہ انہیں کچھ اور لوگ ملے جن میں سے ایک شخص نے تبصرہ (Comment) کیا: میاں! مجھے

نہیں لگتا کہ یہ گدھا تمہارا ہے! کیونکہ یہ مرمر کر (یعنی بہت مشکل سے) چل رہا ہے اور تم دونوں اس پر مزے سے چڑھے بیٹھے ہو!

ماہنامہ فیضانِ مدینہ کے قارئین! کسی کی ذات، صفات، لباس، اندازِ گفتگو، چال ڈھال، کام کاج، رہن سہن اور کارکردگی وغیرہ کے بارے میں تبصرے کرنا ہمارے یہاں عام ہے اور اسے اپنا حق سمجھا جاتا ہے۔ گھروں، دفاتر، فیکٹریوں، بازاروں، میڈیا اور سوشل میڈیا وغیرہ میں اچھے بُرے ہر طرح کے تبصرے ہو ہی رہے ہوتے ہیں۔ ان تبصروں کا نشانہ ہماری اپنی اولاد یا بیوی بھی ہو سکتی ہے اور آفس میں ساتھ کام کرنے والے بھی! دکاندار بھی ہو سکتا ہے اور گاہک بھی! پھر یہ تبصرے مثبت (Positive) بھی ہوتے ہیں اور منفی (Negative) بھی! یاد رکھئے! ہمارا تبصرہ کسی کو بگاڑ بھی سکتا ہے اور سنوار بھی! یہ کسی کو پریشانی بھی دے سکتا ہے اور آسانی بھی! مایوسی کا شکار ہونے والا ہمارے مثبت تبصرے سے کامیابی کی تلاش میں نکل سکتا ہے، کسی کو ترقی کرنے کا جذبہ مل سکتا ہے، اس کی مہارت (Skill) میں اضافہ ہو سکتا ہے، کوئی جت میں لے جانے والے راستے پر چل سکتا ہے اور ہمارا ایک منفی تبصرہ ”گرتی ہوئی دیوار کو ایک دھکا اور دو“ کا کردار ادا کر کے کسی کو خودکشی پر مجبور کر سکتا ہے، کسی کا ہنستا بستا گھر اجاڑ سکتا ہے، کسی کا کیرئیر تباہ کر سکتا ہے۔

استاذ، پیر، مال باپ، خاندان والوں کے تبصرے (Comments) انسان کے لئے زیادہ اہمیت رکھتے ہیں، اس لئے ہمیں یہ خیال رکھنا چاہئے کہ ہم کہاں، کب اور کس کے بارے میں، کس کے سامنے کیا کمنٹ کر رہے ہیں! اس کے ساتھ ساتھ یہ تبصرے ہماری مثبت یا منفی سوچ بھی ظاہر کرتے ہیں اور ہماری شخصیت کا تعارف بھی کرواتے ہیں کہ ہم کس قسم کے انسان ہیں! اس لئے جب کسی کے بارے میں تبصرہ کرنے لگیں تو ”پہلے تو لو بعد میں بولو“ کے اصول پر عمل کر لیجئے، ان شاء اللہ فائدے میں رہیں گے۔ ان مثالوں کی مدد سے اپنے تبصرے کے مثبت

یا منفی ہونے کا فیصلہ کرنا قدرے آسان ہو جائے گا:

مثبت تبصرے کی 20 مثالیں: وہ تبصرے جس میں کسی کی حوصلہ افزائی کی گئی ہو، کسی کو تسلی دی گئی ہو یا ہمت دلائی گئی ہو جیسے: 1 خوب 2 شاندار 3 مجھے آپ کی بات پسند آئی 4 آپ کا انداز گفتگو اچھا لگا 5 آپ کی کارکردگی پہلے سے بہتر ہے 6 آپ نے جو نعت شریف پڑھی اس کی طرز منفر د تھی 7 آپ نے اس عنوان پر اچھے پوائنٹس بیان کئے 8 آپ سے مل کر خوشی ہوئی 9 آپ کا بیان معلوماتی تھا 10 آپ کی کتاب دلچسپ ہے 11 آپ نے بڑا عمدہ ڈیزائن بنایا ہے 12 آپ کا بنایا ہوا کھانا بہت مزیدار ہے، میں تو انگلیاں چاٹتا رہ گیا 13 آپ کے گھر کی صفائی دیکھنے کے لائق ہے 14 آپ کی شخصیت (Personality) شاندار ہے 15 ناکامی کا میانی کا زینہ (یعنی سیزم) ہوتی ہے 16 ہمت نہ ہاریں ہر مشکل کے بعد آسانی ہے 17 گرتے ہیں شہسوار ہی میدان میں (یعنی غلطی کچھ کرنے والوں سے ہی ہوتی ہے، آپ ان سے تو بہتر ہیں جو کچھ کرنے کا حوصلہ ہی نہیں رکھتے) 18 صبح کا بھولا شام کو آجائے تو اسے بھولا نہیں کہتے (یعنی غلطی کرنے والا اگر اپنی غلطی درست کر لے تو اسے برا نہیں کہنا چاہئے) 19 جب جاگے ہوا سویرا (یعنی اپنی غلطی کا احساس ہونے پر مایوس ہونے کے بجائے اسے ٹھیک کرنے کی کوشش کرنی چاہئے) 20 صبر کا پھل میٹھا ہوتا ہے (مطلب: جلدی نہیں چھانی چاہئے، صبر کا نتیجہ اچھا ہوتا)۔

احتیاط کیجئے: یہ خیال رہے کہ مثبت تبصرہ کرتے وقت جھوٹ سے بھی بچا جائے، جھوٹ وہ جو سچ کا الٹ ہو، اس لئے وہی بات کہی جائے جو سچ ہو۔ ”بہت پسند آیا“ اسی وقت بولنے جب ”بہت“ پسند آیا ہو، ورنہ صرف ”پسند آیا“ کہئے، سمجھدار کے لئے اشارہ ہی کافی ہے۔ اسی طرح تبصرہ کرتے وقت نیت کا خیال رکھئے کیونکہ دلجوئی، حوصلہ افزائی، ڈھارس، تسلی اور چیز ہے جبکہ خوشامد اور چیز! **سینڈ وچ ٹیکنیک (Sandwich technique):** مثبت تبصرے کو کسی کی اصلاح (دُرستی) کے لئے بھی استعمال کیا جاسکتا ہے، اسے سینڈ وچ ٹیکنیک بھی کہتے ہیں وہ اس طرح کہ پہلے اس کے کام کی سچی تعریف کر دیجئے پھر جس خامی کی نشاندہی کرنا ہو اسے اچھے لہجے اور الفاظ میں بیان کر دیجئے اور آخر پر اسے دعاؤں سے نواز دیجئے۔

منفی تبصرے کی 34 مثالیں: وہ تبصرہ جو کسی کی حوصلہ شکنی کا سبب بنے، اس کی ہمت توڑ دے، اسے مایوس کر دے یا اس کا دل دکھانے کا سبب بنے مثلاً 1 تمہیں نہ جانے کب عقل آئے گی 2 یہ تمہاری نااہلی ہے 3 تم ہمیشہ لیٹ آتے ہو 4 اس ناکامی کے ذمہ دار تم خود ہو 5 تمہارا رویہ افسوس ناک ہے 6 مجھے پہلے ہی ڈر تھا کہ تم کام بگاڑ دو گے 7 یہ کام تمہارے بس کی بات نہیں 8 بے وقوفی کی بھی کوئی انتہا ہوتی ہے 9 تم سے مل کر مجھے ذرا بھی خوشی نہیں ہوئی 10 تمہیں دیکھ کر میرا خون کھولنے لگتا ہے 11 تمہیں نوکری تو ملنی نہیں پکوڑوں کی ریڑھی لگالو 12 تمہارے دماغ میں بھس بھس بھرا ہوا ہے (یعنی تم بہت بے وقوف ہو) 13 صرف پاس ہو کر تم نے کونسا تیر مار لیا ہے پوزیشن لیتے تو بات بنتی 14 تمہارا مضمون سطحی نوعیت کا ہے 15 لمبی لمبی مت چھوڑو (یعنی جھوٹ نہیں بولو) 16 اب خوشامد کر رہے ہو 17 تم مجھے اُلُو (یعنی بے وقوف) بنا رہے ہو 18 تم مطلبی ہو 19 لالچی ہو 20 تم دھوکے باز ہو 21 تم سے خیر کی امید نہیں 22 تم نے خود اپنے پاؤں پر کلہاڑی ماری ہے (یعنی اپنا نقصان خود کیا ہے) 23 تم نہیں بدل سکتے 24 ان تلوں میں تیل نہیں (یہاں کام نہیں بنے گا) 25 لوٹ کے بدھو گھر کو آئے (غلطیوں کے سبب، وہیں واپس آگئے جہاں سے چلے تھے) 26 کوا چلائس کی چال اپنی بھی بھول گیا (جب کوئی کسی مالدار یا صاحب حیثیت آدمی کی ریس (پروی) کر کے نقصان اٹھائے تو اس وقت کہتے ہیں) 27 یہ منہ اور مسور کی دال (تم اس لائق نہیں) 28 کام کا نہ کاج کا دشمن آناج کا (ست اور کابل آدمی جس کا کھانے کے سوا اور کوئی کام نہ ہو) 29 مفت کی روٹیاں کب تک توڑو گے 30 وہ اندھی چلاتا ہے (یعنی اپنی مرضی کرتا ہے) 31 میٹھا میٹھا پ اور کڑوا کڑوا اٹھو (جو خود کو پسند ہوا سے قبول اور جو پسند نہ ہوا سے قبول نہیں کرتے) 32 اب آیا اونٹ پہاڑ کے نیچے (یہ اس وقت بولتے ہیں جو کسی کے قابو میں نہ آتا ہو، پھر کسی مصیبت میں گرفتار ہو جائے) 33 رسی جل گئی مگر بل نہ گیا (یعنی شان و شوکت چلی گئی تکبر نہ گیا) 34 تمہاری گردن میں سر یا آگیا ہے (یعنی تم تکبر کرنے لگے ہو)۔

منفی تبصرہ کرتے وقت غیبت، بہتان اور دل آزاری سے بچنا بہت دشوار ہے، چنانچہ اس سے بچنے ہی میں عافیت ہے۔ مولا کریم ہمیں زبان کی احتیاطیں اپنانے کی توفیق عطا فرمائے۔ اَمِیْن بِجَاہِ النَّبِیِّ الْاَسْمِیْنِ سَلَّمَ اللہ علیہ والہ وسلم

طعنے دینا Taunt

اسلامی معاشرے کے حُسن کو داغ دار کرنے والی اخلاقی کمزوریوں میں سے ایک طعنے دینا بھی ہے، دنیا میں بسنے والی مختلف قوموں، قبیلوں اور برادریوں میں اُردو، انگلش، عربی، سندھی، پنجابی، ہندی، میمنی، گجراتی الغرض جتنی زبانیں بولی جاتی ہیں اتنی ہی قسم کے طرح طرح کے طعنے دیئے جاتے ہیں بلکہ اس کے لئے بنے بنائے محاورے بھی رائج ہیں مثلاً: کسی کو بوڑھے ہونے کا طعنہ دینا ہو تو ”منہ میں دانت نہیں پیٹ میں آنت نہیں“ کسی کوئی کام کرنے کا بول دے تو جواب ملتا ہے: ”تمہارے پاؤں میں مہندی لگی ہے!“ یعنی خود کیوں نہیں کر لیتے! کسی کی ہمدردی میں رونے والے کو طعنہ ملتا ہے: ”یہ مگر مجھ کے آنسو ہیں“ یعنی دکھاوے کا رونا ہے کسی کو نیچا دکھانے کیلئے بولتے ہیں: ”تم کس کھیت کی مولیٰ ہو!“ چھوٹی عمر والا سمجھانے کی کوشش کرے تو طعنہ ملتا ہے: ”چیونٹی کے پر نکل آئے ہیں“ کوئی ترقی کیلئے آئیڈیا پیش کرے تو اسے ”خیالی پلاؤ پکانے“ کا طعنہ ملتا ہے بے روزگار کو اکثر یہ طعنہ سننا پڑتا ہے: ”کام کا نہ کاج کا دشمن اناج کا“ جو سوچ سمجھ کر خرچ کرتا ہو اسے ”کنجوس مکھی چوس“ ہونے کا طعنہ دیا جاتا ہے۔

آپ کو اچھا لگے گا؟ تصور کیجئے کہ اگر اسی قسم کے طعنے آپ کو دیئے جائیں تو آپ کا چہرہ خوشی سے کھل اُٹھے گا یا زرد پتوں کی طرح مڑ جھاجائے گا، یہی تکلیف دوسرا بھی محسوس کرتا ہے جب آپ اسے طعنہ دیتے ہیں۔

مختلف قسم کے طعنے: افسوس! رنگ رنگ کے طعنے مختلف انداز سے دیئے جاتے ہیں: غربت کا طعنہ، رنگ کالا ہونے کا

افسوس ناک خبر: بیٹا کیوں پیدا نہیں ہوا؟ جہیز کیوں نہیں لائی؟ ساس کے طعنوں سے تنگ آکر ماں نے بچیوں سمیت زہر کھا کر خودکشی کر لی۔ اہل محلہ کے مطابق 30 سالہ خاتون کو جہیز نہ لانے اور بیٹیوں کی پیدائش پر آئے روز لڑائی جھگڑوں کا سامنا تھا۔ وہ ساس کی جانب سے شوہر کی دوسری شادی کرانے کی دھمکی پر بھی شدید خوف کا شکار تھی۔ پولیس نے واقعہ کی مختلف پہلوؤں سے تفتیش شروع کر دی۔ (سما نیوز ویب سائٹ)

پیارے اسلامی بھائیو! ہم کئی کام وہ کرتے ہیں جس سے دوسروں کی زندگی میں راحتیں اور آسانیاں آتی ہیں، مثلاً کسی سے ہمدردی کے دو بول بولنا، حوصلہ افزائی کرنا، بیمار کی عیادت کرنا، پریشان حال اور دکھیارے کی مدد کرنا، کسی کا پیارا دنیا سے چلا جائے تو اس سے تعزیت کرنا وغیرہ اور کچھ کام ہم وہ کرتے ہیں جس سے لوگوں کی تکلیفیں بڑھ جاتی ہیں، ان کی زندگی مشکل ہو جاتی ہے مثلاً کسی پر جھوٹا الزام لگانا، کسی کو جھاڑنا، مارنا اور بے عزت کرنا، گھورنا، حوصلہ شکنی کرنا اور بات بات پر طعنے دینا۔ آج ہم اسی ”طعنہ دینے کی عادت“ پر بات کریں گے، آپ نے دیکھا کہ اوپر دی گئی خبر میں طعنے دینے کی وجہ سے بہو اتنی تنگ ہوئی کہ اس نے خودکشی جیسی حرام موت کو گلے لگا لیا اور اپنی پھول سی بچیوں کی بھی جان لے لی۔

طعنہ نہ دو: اللہ پاک نے طعنے دینے سے منع فرمایا ہے چنانچہ قرآن پاک میں ایمان والوں سے ارشاد فرمایا: ﴿وَلَا تَلْمِزُوا أَنْفُسَكُمْ وَلَا تَنَابَرُوا بِالْآلِ لِقَابٍ﴾ تَرْجِمَةُ كُنُوا لِإِيمَانٍ: اور آپس میں طعنہ نہ کرو اور ایک دوسرے کے برے نام نہ رکھو۔ (پ: 26، الحجرات: 11)

وَلَا اللَّعَانَ وَلَا الْفَاحِشَ وَلَا الْبَنِيَّ یعنی مؤمن طعنے دینے والا، لعنت کرنے والا، بے حیائی کی باتیں کرنے والا اور بدکلام نہیں ہوتا۔

(ترمذی، 3/393، حدیث: 1984)

حکیمُ الأُمّت مفتی احمد یار خاں نعیمی رحمۃ اللہ علیہ اس حدیث پاک کی شرح میں لکھتے ہیں: یعنی یہ عیوب سچے مسلمان میں نہیں ہوتے، اپنے عیب نہ دیکھنا دوسرے مسلمانوں کے عیب ڈھونڈنا، ہر ایک کو لعن طعن کرنا اسلامی شان کے خلاف ہے۔ (مرآة المناجیح، 6/469)

کوئی کسی کو طعنے نہیں دیتا تھا: صحابہ کرام علیہم الرضوان عمدہ لباس زیب تن فرماتے تو وہ کم قیمت کا لباس پہننے والوں کو طعنے نہ دیتے اور نہ ہی کم قیمت کا لباس پہننے والے عمدہ لباس پہننے والوں پر طعنے زنی کرتے۔ (الزہد لامام احمد، ص 319، رقم: 1837)

طعنے دینا تو غیر مسلموں کا طریقہ ہے: قرآن پاک میں کئی جگہ موجود ہے کہ کفار مسلمانوں کو غریب ہونے کی وجہ سے طعنے دیتے تھے۔ ولید بن مغیرہ سخت کافر تھا اور اسلام کا پیغام عام کرنے میں رکاوٹیں ڈالنے میں پیش پیش رہتا تھا، اس نے نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی شان میں ایک جھوٹا کلمہ کہا تھا: مجنون، اس کے جواب میں اللہ پاک نے اس کے دس واقعی (یعنی حقیقی) عیوب ظاہر فرما دیئے جس میں سے ایک عیب یہ بھی تھا کہ ”بہت طعنے دینے والا۔“ (پ 29، القلم: 11 - صراط الجنان، 10/291 ملخصاً)

عبادت کا طعنے دینے کا انجام: تجرُّ العُلُوم حضرت علامہ مولانا مفتی عبدالمتان رحمۃ اللہ علیہ اپنے دادا مرحوم عبدالرحیم بن دوست محمد کا تذکرہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں: دادا جان ایک بازار میں مزدوری کرتے تھے، ایک دفعہ اجرت لینے کے لئے اس شخص کے پاس گئے جس کے یہاں مزدوری کرتے تھے تو اس کے لڑکے نے کہا: ابھی گزشتہ ہفتے تو خرچی لے کر گئے تھے، آج پھر چلے آئے، اتنی عبادت و ریاضت تو کرتے ہیں، اسی سے خوب ڈھیر سارا روپیہ کیوں نہیں مانگ لیتے! دادا جان نے ان کو کوئی جواب نہ دیا، فوراً گھر واپس لوٹ آئے اور

طعنے، قدر چھوٹا ہونے کا طعنے، بُزدلی (یعنی ڈرپوک ہونے) کا طعنے، اولاد پیدا نہ ہونے پر طعنے، تنخواہ یا آمدنی کم ہونے کا طعنے، لباس کے سستے ہونے کا طعنے، آن پڑھ اور جاہل ہونے کا طعنے، منحوس ہونے کا طعنے، جاسوسی کا طعنے، چُغَل خوری کا طعنے، چور ہونے کا طعنے، دیر سے رابطہ کرنے پر بھول جانے کا طعنے، رشتہ نہ ہونے کا طعنے، طلاق یافتہ ہونے کا طعنے، موٹاپے کا طعنے، لمبا ہو تو طعنے، بہو کو گھریلو کام کاج نہ آنے کا طعنے، کسی شاگرد سے غلطی ہو جائے تو طعنے کہ تمہارے استاذ نے تمہیں یہ سکھایا ہے، مرید سے غلطی ہو جائے تو طعنے کہ تمہارے پیر نے تمہیں یہی کچھ سکھایا ہے، کسی تنظیم یا تحریک سے وابستہ فرد سے غلطی ہو جائے تو اس تحریک کو چلانے والوں کو طعنے دیئے جاتے ہیں۔

جوابِ لاجواب: ایک مسجد کے امام صاحب کو ان کی زوجہ کی وساطت سے کسی خاتون کا پیغام ملا کہ میرے شوہر پانچ وقت کی نماز اور جمعہ بھی آپ کے پیچھے پڑھتے ہیں لیکن گھر پر جھگڑتے رہتے ہیں، میرا اور بچوں کا ٹھیک سے خیال نہیں رکھتے، کام کاج نہیں کرتے، آپ نے انہیں یہی سکھایا ہے؟ انہیں سمجھاتے کیوں نہیں! امام صاحب نے جواب بھجوا دیا: محترمہ! وہ میرے پیچھے نماز ضرور پڑھتے ہیں لیکن بعد میں ہاتھ ملا کر چلے جاتے ہیں، جمعہ کے بیان میں جب دوسروں کو وعظ و نصیحت کرتا ہوں تو وہ بھی عوام میں بیٹھے سُن رہے ہوتے ہیں، میں انہیں انفرادی طور پر سمجھاؤں گا بھی مگر ان کی اخلاقی کمزوریوں کا ذمہ دار صرف مجھے قرار دینا زیادتی ہے کیونکہ غور کیا جائے تو وہ 24 گھنٹوں میں سب ملا کر کُل دو گھنٹے مسجد میں آتے ہیں اور ان دو گھنٹوں میں میری ان سے تقریباً 15 منٹ ملاقات ہوتی ہے جبکہ وہ 22 گھنٹے گھر میں گزارتے ہیں، جب آپ انہیں 22 گھنٹوں میں نہ سدھار سکیں تو میں بے چارہ 15 منٹ میں کیا کر سکتا تھا؟

طعنے دینا مؤمن کی شان کے خلاف ہے: حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے ارشاد فرمایا: **لَيْسَ الْمُؤْمِنُ بِالطَّعَّانِ**

وسلم ہے: اگر کوئی شخص تمہیں تمہارے کسی عیب کا طعنہ دے تو تم اسے اس کے عیب کا طعنہ ہرگز نہ دو کیونکہ تمہیں اس کا ثواب ملے گا اور طعنہ دینے والے پر وبال ہوگا۔

(ابن حبان، 1/370، حدیث: 523)

مسلمان کو تکلیف دینا ناجائز و حرام ہے: طعنہ دینے میں مسلمان کی سخت دل آزاری ہے اور مسلمان کو بلاوجہ شرعی تکلیف دینا ناجائز نہیں ہے، اللہ کریم کے پیارے حبیب صلی اللہ علیہ والہ وسلم کا فرمان عبرت نشان ہے: **مَنْ اَذَى مُسْلِمًا فَقَدْ اَذَانِ وَمَنْ اَذَانِ فَقَدْ اَذَى اللّٰه** یعنی جس نے کسی مسلمان کو ایذا دی اُس نے مجھے ایذا دی اور جس نے مجھے ایذا دی اُس نے اللہ کو ایذا دی۔

(بخاری، 2/387، حدیث: 3607)

معافی مانگ لیجئے: پیارے اسلامی بھائیو! ہماری سانسیں کسی بھی وقت کسی بھی لمحے رُک سکتی ہیں، لہذا شرعی تقاضوں کو پورا کرتے ہوئے ہاتھوں ہاتھ تو بہ کر لیجئے، جن جن کو طعنہ دے کر ستایا ہے ان سے معافی مانگ لیجئے۔ اللہ پاک ہمیں نیک بنائے۔ **اٰمِيْنَ بِجَاہِ النَّبِيِّ الْاَمِيْنِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ**

دیر تک یہ فرماتے رہے: کیسے لوگ ہیں، یہ مسلمان کہے جائیں گے؟ اللہ کا نام لینے اور بندگی کرنے پر طعنہ دیتے ہیں۔ بھلا ان لوگوں کو کیا احساس ہوتا، البتہ حضرت اس جملے پر نہایت ڈکھی رہے اور آپ نے اس شخص کیلئے کام کرنا چھوڑ دیا۔ بحر العلوم رحمۃ اللہ علیہ نے مزید فرمایا: اللہ کسی کی سرکشی پسند نہیں فرماتا، میرے زمانے تک وہ لوگ زندہ رہے، ساری اکڑ فوں ختم ہو گئی تھی۔ ان میں ایک صاحب تو اس طرح مرے کہ مرتے دم انہیں کوئی ایک چمچہ پانی دینے والا نہ تھا حالانکہ تین چار جوان بچے موجود تھے۔ (بحر العلوم نمبر، ص 224 لخصاً)

طعنہ دینے والے سے پناہ مانگو: رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا: اللہ کی پناہ مانگو آفت کی مشقتوں سے اور بد بختی کے پہنچنے سے اور بُرے فیصلے سے اور دشمنوں کے طعنوں سے۔ (بخاری، 4/277، حدیث: 6616) یعنی مولیٰ مجھے ایسی دینی و دنیاوی مصیبتوں میں نہ پھنسا جن سے میرے دشمن خوش ہوں اور مجھ پر طعنہ کریں، آوازے کسیں، اس سے بھی تیری پناہ، یہ دُعا بہت جامع ہے۔ (مرآۃ المناجیح، 4/57)

طعنہ کا جواب طعنہ سے نہ دیجئے: فرمانِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ والہ

دعوتِ اسلامی کی مجلس آئس ٹی کے شاندار پیشکش

Kalam e Aala Hazrat
Mobile Application

نمایاں خصوصیات:

- اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان رحمۃ اللہ علیہ کا نعتیہ دیوان ”حدائق بخشش“ اپیلی کیشن کی صورت میں
- تمام کلام حروف تہجی کی ترتیب سے
- سرچ، کاپی اور شیئر کرنے کی سہولت
- کثیر کلام آڈیو اور ویڈیو کی صورت میں ڈاؤن لوڈ کرنے کی سہولت
- مدنی چینل کے پروگرام ”نعمات رضا“ کی ویڈیوز ڈاؤن لوڈ کرنے کی سہولت

اس اپیلی کیشن کو آج ہی

سے ڈاؤن لوڈ کیجئے

GET IT ON Google Play

available on the App Store

اور دوسروں کو بھی ترغیب دیجئے۔



ربیع الاول 1443ھ
اکتوبر 2021ء کا

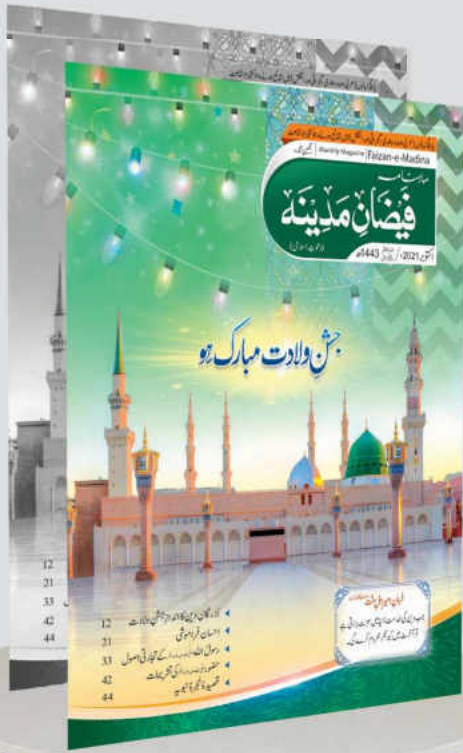
”ماہنامہ فیضانِ مدینہ“

لا رہا ہے آپ کے لئے
بہت ہی دلچسپ، معلوماتی اور علمی مضامین

”ماہنامہ فیضانِ مدینہ“ کی سالانہ بکنگ کروالیجئے

بکنگ اور مزید تفصیلات کے لئے:

Call/SMS/WhatsApp: +923 13-1139278



دینِ اسلام کی خدمت میں آپ بھی دعوتِ اسلامی کا ساتھ دیجئے اور اپنی زکوٰۃ، صدقاتِ واجبہ و نافلہ اور دیگر مدنی عطیات (چندے) کے ذریعے مالی تعاون کیجئے!
بینک کا نام: MCB اکاؤنٹ نمٹائل: DAWAT-E-ISLAMI TRUST بینک برانچ: MCB AL-HILAL SOCIETY، برانچ کوڈ: 0037
اکاؤنٹ نمبر: (صدقاتِ نافلہ) 0859491901004196 اکاؤنٹ نمبر: (صدقاتِ واجبہ اور زکوٰۃ) 0859491901004197



ISBN 978-969-631-974-0



0125764



فیضانِ مدینہ، محلہ سوداگران، پرانی سبزی منڈی، باب المدینہ (کراچی)

UAN: +92 21 111 25 26 92 Ext: 2650 / 1144

Web: www.maktabatulmadinah.com / www.dawateislami.net

Email: feedback@maktabatulmadinah.com / ilmia@dawateislami.net

